

احسان اور ایمان

عشرہٴ مجالس

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

۱

احسان اور ایمان عشرہ مجالس

۱۹۹۷ء

عشرہ چہلم..... ۱۱ صفر تا ۲۰ صفر
امام بارگاہ جامعہ سبطین گلشن اقبال، کراچی

.....﴿خطیب العصر﴾.....

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

۲

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : احسان اور ایمان (عشرہ مجالس)

تالیف : علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

ناشر : مرکز علوم اسلامیہ I-4 نعمان ٹیرس فیز-III

گلشن اقبال، بلاک-11، کراچی، فون: 4612868

مطبع : سید غلام اکبر

تعداد اشاعت : ایک ہزار

سال اشاعت : 2007ء

قیمت : Rs. 200/=

کتاب ملنے کا پتہ

مرکز علوم اسلامیہ

I-4 نعمان ٹیرس، فیز-III، گلشن اقبال بلاک-11، کراچی

فون: 4612868

فہرست مجالس

.....﴿پہلی تقریر﴾.....

صفحہ نمبر ۵۹ تا ۲۱

۱۔ مخلوقات عالم میں انسان کی خلقت کا شرف اور قرآن میں انسان سے جداگانہ خطبات۔

۲۔ سورہ احقاف کی تفسیر اور وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِالْاِحْسَانِ فی احساننا سے انسان کی پہچان۔

۳۔ دنیا کی پہلی و آخری عظیم ماں جو قبل ولادت عزادار بنی۔

۴۔ دنیا کا وہ پہلا و آخری طفل جس نے والدین پر احسان کیا۔

۵۔ قرآن کی روشنی میں احسان اور ایمان کا تعارف!

۶۔ احسان کرنے والے کو محسن اور ایمان رکھنے والے کو مومن کہتے ہیں۔

۷۔ احسان کا میزان ہے سجاوٹ

۸۔ آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ و اسماعیلؑ والیاس و ہارونؑ و موسیٰؑ اللہ کے محسن

۹۔ قربانی خلیل اور ذبح عظیم کا ربط باہمی

۱۰۔ عوام الناس میں ماتم کی ابتدا منی سے ہوئی...! اور امام جعفر صادقؑ اس کے بانی ہیں۔

۱۱۔ خطبات سنانا فن نہیں... سننا فن ہے!

- ۱۲۔ شہزادی کسری شاہ زنان کا خواب اور شہزادی کوئین کا انہیں منتخب کرنا۔
 ۱۳۔ فتح ایران اور شاہ زنان کے خواب کی تعبیر حسین ابن علیؑ اور کربلا کی عمارت کا پہلا نکتہ۔
 ۱۴۔ عقد امام حسینؑ اور عرب و عجم کا ملاپ
 ۱۵۔ مولائے کائنات کا شاہ زنان کو شہر بانو یعنی شہر کی ملکہ... شہر علم کی ملکہ کا خطاب دینا
 ۱۶۔ حضرت شہر بانو کی منفرد فضیلت کہ آپؑ نو اماموں کی ماں ہیں۔
 ۱۷۔ شیریں کی محبت اور قافلے کی آمد (مصائب اہل بیت)

... دوسری تقریر ...

صفحہ نمبر ۶ تا ۸۳

- ۱۔ محسن کا مرتبہ مومن سے افضل ہے، احسان و ایمان کی لفظی تشریح
- ۲۔ حضرت ہودؑ اور قوم عاد، حضرت صالحؑ اور قوم ثمود، حضرت صالحؑ کی اونٹنی ناقۃ اللہ، منحوس قومیں اور ان پر عذاب الہی۔
- ۳۔ کام سب انبیاء کا ایک تھا لیکن ہمارے نبیؐ نے وہی اتنا سجا کر کام کیا کہ سرتاج انبیاء قرار پائے۔
- ۴۔ اگر حضورؐ نے ستاسی لڑائیاں لڑیں تو دورانہ کے حساب سے وہ گھوڑے کی پشت سے اترے ہی نہیں۔ (انگریز مفکر)
- ۵۔ نہ حضورؐ نے کوئی فوج بنائی اور نہ حسینؑ نے کوئی فوج بنائی لیکن رسولؐ نے ستاسی لڑائیاں لڑیں اور حسینؑ نے ایک جنگ کو دنیا سے منوالیا۔
- ۶۔ حضورؐ کی معجزانہ مصروفیات، ستاسی لڑائیاں، انیس شہادیاں، نو اسے نو اسیبوں سے لاؤ، پانچ وقتی نماز، وفود سے ملاقاتیں، خطبے، مسائل، صحابہ کی تربیت اور اسلام پھیلایا۔
- ۷۔ فقہ کا علم کیوں بن گیا! پانچ وقت کی نماز اور کتابیں لاکھوں!..

۸۔ نماز کا اصل راز کیا ہے؟

۹۔ سنت رسولؐ ان کی حسن ادا نیگی کا ہی نام ہے

۱۰۔ محدث کیسے بنتے ہیں؟

۱۱۔ زہراؑ وہ صادق ترین محدث ہیں جو کہہ دیں اللہ اسے پورا کرتا ہے۔

۱۲۔ احسان ابوطالبؑ اور اللہ کے احسانات ابوطالبؑ پر، کسی پیغمبرؐ کو وہ اجر نہیں ملا جو ابوطالبؑ کو حاصل ہوا

۱۳۔ مصائب حضرت علی اکبر علیہ السلام

..... تیسری تقریر صفحہ نمبر ۸۴ تا ۱۰۵

۱۔ قرآن حکیم میں لفظ احسان، محسن اور محسنین کتنی دفعہ استعمال ہوا۔

۲۔ قرآن کی زبان میں سب سے بڑے محسن ابوطالبؑ!

۳۔ عدل عبدالمطلبؑ.....! حضرت عبدالمطلبؑ بادشاہ عرب کے تئیں سے زائد پوتے تھے لیکن گود میں صرف محمدؐ کھیلے، عبدالمطلب اپنے دور کے ہادی تھے۔

۴۔ وفات حضرت عبدالمطلب اور حضورؐ کی پرورش کی ذمہ داری کے لئے حضرت ابوطالبؑ کا انتخاب۔

۵۔ ابوطالبؑ اسے کہتے ہیں جس کی گود میں عالم کی رحمت سما جائے۔

۶۔ قرآن میں ابوطالبؑ کو مومن نہیں کہا گیا.....! محسن کہا گیا۔

۷۔ جب اللہ نے محسن بنادیا، مصطفیٰؐ بنادیا اور ان کے احسان کو بالا رکھا... تو اب ایمان کی کیا بحث ہے؟

۸۔ ابوطالبؑ پر غصہ یہ ہے کہ ابوطالبؑ نے شریعت بل نہیں مانا...

(۶)

- ۹۔ محسن کے قرآنی مفہوم کیا ہیں؟
- ۱۰۔ شجاعت حضرت ابوطالبؑ اور تحفظ ختمی مرتبتؑ۔
- ۱۱۔ حسینؑ سلیمانؑ کی طرح پرندوں کے بھی بادشاہ تھے۔
- ۱۲۔ یہودی کی بیٹی اور کبوتر کا مرثیہ۔ اور خون حسینؑ سے شفا یابی!

.....﴿چوتھی تقریر﴾.....

صفحہ نمبر ۱۰۶ تا ۱۳۹

۱۔ محسنین کا لفظ قرآن میں ۳۴ مرتبہ اور احسان کا لفظ چھ مرتبہ، محسن کا لفظ قرآن میں چار مرتبہ آیا ہے۔

۲۔ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں وہ محسنین ہیں اور اللہ ہمیشہ ان کے ساتھ ہے۔ (سورہ عنکبوت)

۳۔ جہاد کا مفہوم و معنی کیا ہیں... مجاہدہ کیا ہے؟

۴۔ حضور ختمیؐ نے فرمایا! میرے دادا عبدالمطلبؑ نے اور میرے چچا ابوطالبؑ نے تین چیزوں کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا۔ ایک بُت پرستی، ایک شراب پینا اور ایک جو اکھیلنا۔

۵۔ ابوطالبؑ کی پوری حیات اس بات پر شاہد ہے کہ جو کچھ تاریخ میں ملتا ہے ابوطالبؑ کے لئے وہ سب کا سب پیغمبرؐ کی نصرت میں لحد گزر رہا ہے۔

۶۔ جنگ قبا اور حضرت ابوطالبؑ اور حضور ختمیؐ مرتبت کا جہاد میں ایک دوسرے کی معاونت۔

۷۔ جنگ قبا میں محمدؐ نے تیر چلانے کی تربیت چچا ابوطالبؑ سے لی۔

۸۔ اُحد ہو یا خندق، مجاہدہ ابوطالبؑ کا جاری ہے خندق تک...!! ابوطالبؑ ایسے محسن کہ مر گئے لیکن ان کا جہاد کربلا تک جاری رہا۔

- ۹۔ امام سجاد علیہ السلام سے کسی کا سوال...! کیا ابوطالب کافر تھے؟
- ۱۰۔ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ کی تفسیر حضرت علی ابن ابیطالبؑ کی زبان سے۔
- ۱۱۔ بُصریٰ اور بصرہ کا فرق...!
- ۱۲۔ بحیرہ راہب گر جا کے راہب کی معرفت محمدؐ اور عقیدت کا احوال
- ۱۳۔ محمدؐ رسول اللہ سے فاطمہ بنت اسد کی محبت اور ایثار
- ۱۴۔ محمدؐ نے درخت کو آواز دی... اے شجرِ خرمہ... اپنی شاخوں کو جھکا دے، محمدؐ تجھ سے اپنا حصہ مانگتا ہے۔
- ۱۵۔ باطل خداؤں کو بھی گالی نہ دینا، ورنہ وہ تمہارے خدا کو گالی دیں گے۔
- ۱۶۔ شعب ابیطالبؑ میں محسوری اور ابوطالبؑ کا مجاہدہ
- ۱۷۔ پینتالیس برس ابوطالبؑ کو محمدؐ نے صبح اٹھ کر سلام کیا ہے.. نبوت جس کو سلام کرے اس سے بڑا احسن کون ہے۔
- ۱۸۔ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا کی آیت قرآن میں کہاں کہاں آئی!
- ۱۹۔ جس کا کارنامہ بڑا ہوتا ہے اس کے نام بہت سے ہوتے ہیں۔ حضرت زہراؑ و زینبؑ و سکینہ بنت الحسینؑ کے نام، کنیت والقباب۔
- ۲۰۔ مصائب حضرت سکینہ بنت الحسینؑ

.....﴿پانچویں تقریر﴾.....

صفحہ نمبر ۱۶۵ تا ۱۴۰

- ۱۔ قول مولائے کائنات...! جس پر احسان کرو اس کے شر سے بچو...!
- ۲۔ مولائے کائنات کے قول کی تشریح و توضیح
- ۳۔ یورپ کا مشہور مفکر جون۔ ایس۔ میکینزے احسان کے بارے میں کیا کہتا ہے!

۴۔ تین خواہشیں انسان میں سب سے اولیٰ ہوتی ہیں، پہلی خواہش بڑا بننا... دوسری خواہش... کام کی تعریف کی جائے، تیسری خواہش یہ کہ مجھے تحسین پیش کی جائے یعنی appreciate کیا جائے۔

۵۔ دنیاوی معاشی مسائل اور علوم آلِ محمدؐ سے مسائل کی تلاش۔

۶۔ آلِ محمدؐ کا نظام حکمرانی و معاشی نظریہ...!

۷۔ اللہ اپنے محسنین کو آخرت تک کی شہرت عطا کرتا ہے اور یہی اس کی جانب سے احسان کا بدلہ ہے۔

۸۔ اللہ نے اولوالعزم انبیاء کو سلام کہا ہے لیکن کسی نبی کی آل پر سلام نہیں بھیجا... سوا آلِ یسین کے...

۹۔ قرآن میں تحریف کے نظریات اور ثبوت...!

۱۰۔ عبرانی لغت اور ایلیا کی وضاحت... ایلیا کون تھے؟

۱۱۔ داوین کا استعمال اور ظاہری و باطنی استفادہ...!

۱۲۔ فلسفہ اطاعت کیا ہے؟ نمازی بھی مکینہ بن جاتا ہے، سجدہ گزار اللہ کی نظر میں مکینہ بن جاتا ہے، تسبیح پڑھنے والا، فرشتوں کا سردار مکینہ۔

۱۳۔ اپنے والدین پر احسان کرو، وہ تمہارے رب ہیں۔

۱۴۔ اللہ کی نگاہ میں محبوب اور عشق کی پہچان؟

۱۵۔ حضرت ابوطالبؑ کی شان و سراپا اور شجاعت...!

۱۶۔ انقلابِ کربلا اور حضرت سکینہ بنت الحسینؑ کا احسانِ عظیم۔

..... چھٹی تقریر ❁

صفحہ نمبر ۱۶۶ تا ۱۹۳

۱۔ اگر کسی منزل پر ہم آلِ محمدؐ کو بلندی کی آخری منزل پر بھی دیکھیں تب بھی کم ہے۔

اس لیے کہ اللہ پر کوئی احسان کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ اگر پوری کائنات کا نظام علی کے حوالے کر دے تو اللہ کا عطیہ کم ہے۔

۲۔ سب سے بڑا اجر احسان کا اللہ یہ دیتا ہے کہ محسن کے ذکر کو زندہ کر دیتا ہے۔

۳۔ اِنِّی تَارِکٌ فِیْکُمْ الثَّقَلِیْنِ کا اصل ترجمہ کیا ہے؟

۴۔ اگر محسنین کا تذکرہ نہیں تو ذکر اللہ بھی نہیں۔ اتنا اہم لفظ ہے یہ احسان۔

۵۔ کسی ایرانی، عراقی، عربی، فارسی کتاب میں.. احسان، محسن، حسنہ، محسنات جیسے لفظوں پر کچھ نہیں لکھا گیا۔

۶۔ علامہ اقبال نے اپنے کلام میں احسان کا لفظ دو بار استعمال کیا، میر تقی میر نے دو بار استعمال کیا، میر انیس نے پانچ بار استعمال کیا، جوش ملیح آبادی نے تین بار استعمال کیا اور غالب نے ایک بار استعمال کیا اور ظل صادق صاحب بیٹھے ہیں انہوں نے بھی دو بار استعمال کیا۔

۷۔ لیکن... قرآن میں علی سے بڑا محسن کوئی نہیں! علی کی کسی فضیلت پر حیرانی نہ ہو... جو بھی کہا جائے وہ کم ہے... بس مظہر العجایب کہہ کر پیغمبرؐ نے بات ختم کر دی۔

۸۔ ظاہر اور مظہر کیا ہے...؟

۹۔ اللہ چھپا ہوا خزانہ تھا... کس نے تلاش کیا؟

۱۰۔ پنجتن کی تخلیق اور رشتے نا طول کا میت و رک...! سارے دنیاوی رشتے ان میں ہی پوشیدہ ہیں۔

۱۱۔ جبریلؑ کی خلقت کب ہوئی...! علیؑ نے جبریلؑ سے کیا مذاق کیا؟

۱۲۔ بزرگ صحابی رسولؐ سلمانؑ اور حضرت علیؑ کا مکالمہ...!

۱۳۔ تمام فرشتوں کی Education اور علیؑ کا درس...!

۱۴۔ کچھ قرآن میں ہے کچھ علیؑ کی زبان میں ہے۔ دونوں ملے تو خشک و تر پورا ہوا اور جو باتیں علیؑ نے بتائیں وہ قرآن میں نہ تھیں، نہ ہیں۔ علیؑ نے بتایا کہ میں بھی قرآن

ہوں، وہ صامت ہے، میں ناطق ہوں، وہ خاموش ہے، میں بولتا ہوں۔

۱۵۔ یہودیوں کے عالم راس الجالوت کے سوال اور علیؑ کے جوابات؟

۱۶۔ مصائب جناب سکیئہ بنت الحسینؑ

..... ساتویں تقریر صفحہ نمبر ۱۹۴ تا ۲۲۰

۱۔ تمام آئمہ طاہرینؑ کے اسمائے گرامی منفرد ہیں، ان سے قبل کسی کے نہیں تھے۔

۲۔ سورہ آل عمران کی ۱۳۴ آیت والکاظمین الغیظ... کی تفسیر، احسان اور غیظ کا فلسفہ

۳۔ آئمہ طاہرینؑ کے اسمائے گرامی والقباب کے مفہوم ومعانی۔

۴۔ مجلس ایک درس گاہ ہے جس میں اگر تاریخ امام رضاؑ سے متعلق ہو تو تمام تر ذکر، تمام تر موضوع بحث ان کی ہی شخصیت ہونی چاہئے۔

۵۔ آل محمدؑ کبھی غصے میں نہیں آتے... ہاں! جلال ان کا حق ہے۔ غصہ اور جلال کا فرق!

۶۔ حجر اسود کیا ہے؟

۷۔ مولائے کائنات اور مقامات جلال...!

۸۔ مکہ سے مامون تک سب چاہتے تھے کہ رسولؐ کا بیٹا ہمیں نانا کہے...!

۹۔ زہر کی ایجاد، تاریخ، اقسام اور استعمال!

۱۰۔ منتظر اور منتظر کا فرق؟

۱۱۔ امام رضا علیہ السلام کی حکمت اور سکھ کا رواج!

۱۲۔ امام ضامن کی تاریخ، فلسفہ اور حکمت!

۱۳۔ انبیاء و آئمہؑ کے لئے تعداد از رواج کیا ہیں؟

- ۱۴۔ امام رضا علیہ السلام کی شہادت اور معجزانہ غسل و کفن....!
- ۱۵۔ امام رضاؑ کو غریب امام کیوں کہا جاتا ہے، غربت کے معنی کیا ہیں؟
- ۱۶۔ معصومہ قم کی آمد، عزاداری اور شہادت۔

.... آٹھویں تقریر

صفحہ نمبر ۲۲۱ تا ۲۵۴

- ۱۔ مومن اور قہر کے سوالات؟
- ۲۔ مایوسی کفر ہے... مفہوم و معنی... مایوس کا ترجمہ ہے ابلیس....!
- ۳۔ عزاداری واحد عبادت ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے، کیوں کہ فرشتے انتظار میں رہتے ہیں۔
- ۴۔ فرشتے دنیا میں ذکر حسینؑ میں کیوں شامل ہوتے ہیں؟ کیا وہ عرش پر عزاداری نہیں کر سکتے؟
- ۵۔ وہ لوگ جن کے پاس سے مولّا کے نام کا پیسہ نہیں نکلتا، بخالت سے کام لیتے ہیں... بد قسمت ہیں۔
- ۶۔ آج تک دولت کی عزت ہے... علم کی عزت نہیں ہے۔
- ۷۔ اللہ کے یہاں فلسفہ بڑا کیا ہے؟ اللہ کی عطا کردہ جزا کی مقدار کیا ہو سکتی ہے؟
- ۸۔ مولائے کائنات کے چودہ امتحان اور شرح....!
- ۹۔ مولائے کائنات کے آفتاب پلٹانے اور نماز ادا کرنے کی منفرد توضیح۔
- ۱۰۔ وقت رخصت امام حسینؑ شہزادی سکینہؑ سے پرسوز مکالمہ اور امت کے لئے قربانی۔
- ۱۱۔ قبر سکینہؑ میں پانی کی آمد اور لاش کی منتقلی۔

.....نویں تقریر.....

صفحہ نمبر ۲۵۵ تا ۲۹۴

۱۔ سامعین کی فضیلت! اور اعضائے جسمانی کا طریقہ تشکر!

۲۔ آنکھ کا شکریہ آنسو...!

۳۔ نومولود نہ روئے تو مار کر کیوں رلایا جاتا ہے؟ روئے تو زندہ، نہ روئے تو مردہ!

۴۔ دعا کی اہمیت اور طریقہ و سلیقہ، خضوع و خشوع!

۵۔ عبادت میں گریہ قبولیت کی نشانی ہے۔

۶۔ ذکرِ کربلا میں شعرا کا حصہ... شعرا نے کربلا کو سجا کر پیش کیا ہے۔

۷۔ تاریخ انبیاء میں زاہد کا خطاب اس کو ملتا ہے جو روئے زیادہ۔

۸۔ گریہ سے متعلق بہلول کا سوال اور گیارہویں امام حسن عسکریؑ کا جواب!

۹۔ آدم و نوح کا گریہ اور قربت الہی۔

۱۰۔ امام جعفر صادقؑ کا ابوبصیر کو ڈانٹنا... اے ابوبصیر یہ رونا بھی کوئی رونا ہے!

۱۱۔ درِ زہرا کا جلانا دراصل گریہ زہرا کو روکنے کی ہی ایک سازش تھی۔

۱۲۔ جنت حسینی شاعروں کی ملکیت ہے۔

۱۳۔ قصیدہٴ دعبیل اور امام رضاؑ کی عطا...!

۱۴۔ اودھ والوں کا احسان یہ ہے کہ اودھ کے بادشاہوں نے عزاداری سجا کر دی۔

۱۵۔ چہلم امام حسینؑ کا ذکرِ تورات، انجیل زبور میں

۱۶۔ ۸ ربیع الاول کے جلوس کا آغاز کب سے ہوا!

..... دسویں تقریر ❖

صفحہ نمبر ۲۹۵ تا ۳۳۵

- ۱۔ تفسیر قرآن میں مفسرین کی لغزشیں
- ۲۔ تفسیر بالرائے کے نقصانات!
- ۳۔ جو فرقے بنے وہ خلافت پر نہیں بنے... جھگڑا ہوا ہی قرآن پر ہے، پہلا جھگڑا قرآن پر ہوا۔
- ۴۔ فرقوں کی تاریخ اور بنیاد و مباحث.....!
- ۵۔ تحریف قرآن کے معنی اور حالیہ قرآنوں میں تحریف کی مثالیں!
- ۶۔ نظام حکومت اور الٰہی نظام میں فرق.....!
- ۷۔ مولائے کائنات کے چودہ امتحانات کا تفصیلی بیان و تشریح۔
- ۸۔ حضرت عمرؓ نے مولائے کائنات سے ستر سوالات کئے!
- ۹۔ حُسن اور حُسن کی اقسام و توضیح۔
- ۱۰۔ جہاں جہاں علیؓ کے قدم گئے پھر وہاں ایمان کے بعد کفر نہیں آیا۔
- ۱۱۔ اللہ نے علیؓ پر سب سے بڑا احسان حسینؓ کی شکل میں پیدا دے کر کیا۔
- ۱۲۔ معصومین میں علیؓ سے لے کر بارہویں امام تک حسینؓ پھر کسی کا نام نہیں رکھا گیا... محمد چار ہوئے، علی چار ہوئے، حسن دو ہوئے...! گویا معصومین میں بھی اللہ کا محسن ایک ہے۔
- ۱۳۔ عزاداری میں حضرت زینبؓ کی حکمت اور رواج۔
- ۱۴۔ قبر حسینؓ پر قافلہ حسینیؓ کی آمد اور مجالس کا انعقاد
- ۱۵۔ قافلہ حسینیؓ کی مدینہ آمد اور قبر رسولؐ پر گریہ و عزاداری۔

عباس نقوی:

حُسن، احسان اور محسن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ساری تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمد و آل محمد کے لئے

ایسی علمی شخصیت کی تقاریر کے مجموعے پر تبصرہ و تجزیہ کرنا نہایت مشکل امر ہے کہ جن کے چاہنے والوں کا حلقہ نہایت وسیع و عریض رقبہ زمین پر پھیلا ہوا ہے... یعنی نہ صرف کراچی، ملتان، لاہور، پشاور، کوئٹہ یا کہئے پاکستان... بلکہ بیرون ملک بشمول بھارت، عرب امارات، ایران، عراق، امریکہ، کینیڈا، یورپ اور یونان تک... اور میرا اپنا مشاہدہ ہے کہ پاکستان میں علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب کی علمی و فکری خدمات کی اصل قدر کی ہی نہیں جاسکی ہے.. ورنہ بیرون ملک ان کی آمد کی اطلاع کے ساتھ ہی مقامی دانشور، مفکر، لیکچرر، ادیب و شعرا اور علما متحرک ہو جاتے ہیں، فکری نشستیں، علمی مجالس اور لیکچر منعقد کئے جاتے ہیں اور علامہ صاحب کے علم سے فیضیاب ہونے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جاتا۔

اس کے باوجود لاتعداد ادیب، شعرا و مفکرین ہیں جو تاحال علامہ صاحب سے بالمشافہ ملاقات سے محروم ہونے کے باعث محض خط و کتابت اور ٹیلیفونک روابط سے ہی استفادہ کرتے رہتے ہیں۔

اس صورتحال میں میں تو مزید وضاحت و وسعت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ علامہ صاحب کے مداحین کا حلقہ عالمین پر محیط ہے جس پر نشان ہو گئے اور غور کیجئے کہ

علامہ صاحب کیا کر رہے ہیں؟ علامہ صاحب اپنی تقریر و تحریر اور عمومی گفتگو کے ذریعے دراصل علوم آل محمد کو عام کرنے کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ تو کیا اجنبہ و منکک ذکر حسین و علم علیؑ کے گرویدہ نہیں ہیں...! کیا انبیاء و ائمہؑ اس ذکر کی محافل و مجالس میں تشریف نہیں لاتے...! یقیناً لاتے ہیں اور یہ ہمارے عقیدہ کا بنیادی جزو ہے کہ اگر عقیدہ و علم کے سائے میں ذکر کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ نوری اجسام ہماری محافل و مجالس میں تشریف نہ لائیں۔

اب یہ ہماری اپنی مجبوری تو ہو سکتی ہے کہ ہماری لفظیات و فکری ممکنہ حد صرف ”بین الاقوامیت“ تک ہی محدود رہے... یقیناً ایسے میں ہم کیا خاک کسی ایسے ذاکر و عالم کے مقام و منزلت کا تعین کر سکتے ہیں...؟

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے.. علامہ ضمیر اختر نقوی کے سامع و قاری کو مطمئن کرنا... ان کے سامنے اپنی تحریر یا تقریر پیش کرنا اور سوائے علامہ صاحب کچھ اور سنوانا یا پڑھوا لینا یا سکھا لینا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے... کہ ان کا سامع ہو، قاری ہو یا شاگرد ان سے ہٹ کر... ان کے علاوہ... کسی دوسرے کے اندازِ مخاطب، اندازِ تحریر اور طریقہ تدریس سے مطمئن ہو ہی نہیں سکتا۔

علامہ صاحب کی تقریر ہو...، یا تحریر...، یا عمومی گفتگو... علمی و تحقیقی مکتوں کا ایک بہاؤ ہوتا ہے جو اپنے مد مقابل کو ان کے من چاہے راستوں اور منزلوں سے گزارتا ہوا روحانیت کے ایک ایسے ماحول تک لے جاتا ہے جہاں سامع و قاری کے لئے ایک نئی علمی دنیا آباد دکھائی دیتی ہے، ہر نکتہ، ہر جملہ ایک نیا منزل لے آشکار ہوتا ہے۔

زیر نظر تحریر امام بارگاہ جامعہ السبطينؑ میں ان کے عشرہ چہلم بعنوان ”احسان و ایمان“ کے تحریری عکس کی اشاعت میں شمولیت کے لئے لکھی جا رہی ہے۔ یہ موضوع

از خود ایک نہایت وسعت و انفرادیت کا حامل ہے اور یقیناً اس موضوع پر اس سے قبل بحث ہی نہیں کی جاسکی ہے۔ بلکہ یوں کہوں کہ ڈاکٹر ماجد رضا عابدی نے علامہ صاحب کے زیرِ نظر عنوان پر انتہائی زیرِ حاصل تبصرہ ان لفظوں میں کیا ہے کہ!۔

”ان تقاریر سے یہ معلوم ہوا کہ اب ایمان ابوطالب کا موضوع ختم ہو گیا۔ اور احسان ابوطالب پر بحث کا آغاز ہو چکا ہے۔“

میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر ماجد رضا عابدی چونکہ ضمیر شناسی میں اس مقام پر ہیں کہ ان کا یہ ایک جملہ علامہ صاحب کے موضوع کے تعارف کا مکمل حق ادا کرتا ہے۔ اور چونکہ وہ اس قدر جامع تبصرہ کر چکے تھے لہذا اب میرا کام محض اس تبصرے کو مزید وضاحت سے پیش کرنا قرار پایا۔

فی زمانہ کسی بیان کو ثابت کرنے کے لئے سائنٹفک Scientific طریقہ کار یہ رہتا ہے کہ مختلف معلومات کی ڈیٹا میں Database بنائی جاتی ہے اور پھر جدول Table اور نقشے Graph کی مدد سے مزید وضاحت کی جاتی ہے، لہذا ہم کیوں اس سائنٹفک طریقہ سے محروم رہیں!۔ ہم بھی علامہ صاحب کے زیرِ نظر عشرے میں استعمال ہونے والی بنیادی لفظیات کی مدد سے ذیل میں نہایت اختصار کے ساتھ قاری کے لئے چند دلچسپ معلومات پیش کر رہے ہیں امید ہے یہ طریقہ تجربہ پسند آئے گا۔

تقاریر کے دوران اپنے موضوع ”احسان و ایمان“ سے مربوط رہتے ہوئے علامہ صاحب نے قرآن و حدیث، قصص الانبیاء و سیرتِ آئمہ اطہار علیہم السلام اور دنیاوی معلومات کے ذریعے اس موضوع پر علم و ادب، فکر و فلسفہ اور دلچسپ معلومات کے ان گنت جواہر لٹاتے ہوئے ایک نہایت مربوط و مضبوط مقالہ عطا کیا ہے۔

لیکن نہایت حیرت کی بات ہے کہ اگر تسلسل کے ساتھ تقاریر کا مطالعہ یا سماعت کی

12

جائے تو احساس ہوتا ہے کہ کسی بھی جگہ.... کیا؟.. کیوں.. اور کیسے؟ قسم کے سوالات جگہ حاصل نہیں کر پاتے کیوں کہ علامہ صاحب اپنی تمہیدی گفتگو میں انتہائی جنگل مسائل کو اس قدر سلجھا کر بیان فرماتے ہیں کہ قاری یا سامع کے لئے کوئی الجھن باقی نہیں رہتی اور بیان کیا گیا موضوع اس کے دل و دماغ پر ثبت ہوتا چلا جاتا ہے۔

علامہ صاحب نے اوسطاً ایک گھنٹہ میں منٹ فی تقریر خطاب فرمایا یعنی دس تقاریر میں 900 منٹ، اس دوران انہوں نے کل ایک لاکھ (100000) لفظ بیان کئے یعنی تقریباً 111.2 لفظ فی منٹ... حالانکہ کسی تحریر کو محض دیکھ و سمجھ کر پڑھنے کے دوران ایک عمومی رفتار 160 لفظ فی منٹ کہلاتی ہے۔ جبکہ علامہ صاحب کی تقاریر extempore خطاب پر مبنی ہوتی ہیں۔

اس دوران بار بار دہرائی گئی لفظیات کے سہارے چند نہایت دلچسپ حقائق مزید سامنے آتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

لفظ	لفظ کل کتنی دفعہ بولا گیا	کل بولے گئے لفظوں کا فیصد	دوبارہ کتنے منٹ بعد بولا گیا
اللہ	872	0.9	1 min
علی	654	0.654	1.3 min
احسان	467	0.5	2 min
محسن	346	0.34	3 min
حسین	310	0.31	3 min
ابوطالب	274	0.3	3 min
قرآن	272	0.3	3 min

4 min	0.2	229	رسولؐ یا محمدؐ
5 min	1.6	163	انسان
6 min	0.15	149	آیات
10 min	0.146	146	سجا.. یا.. سجاوٹ
9 min	0.09	97	ابراہیم
7 min	0.12	126	ایمان
11 min	0.08	86	فاطمہؑ
11 min	0.08	82	حسنؑ
13 min	0.06	68	نوحؑ
13 min	0.06	62	مومن
22 min	0.04	40	حسنؑ
37 min	0.02	24	ہارونؑ
38 min	0.02	21	ھل جزّ الا احسان
47 min	0.019	19	توحید
82 min	0.011	11	احسان و ایمان

ہم دیکھ سکتے ہیں کہ... اللہ علیہ، احسان، محسن، حسینؑ، ابوطالبؑ، قرآن، رسولؐ یا محمدؐ اور انسان کے لفظ اوسطاً ہر پانچ منٹ کے دوران بولے گئے۔ جس سے تقریر کے مندرجات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ وہ لفظیات ہیں جن سے مسلسل و متواتر استدلال کیا گیا۔ جبکہ آیات، ایمان، ابراہیمؑ، سجا.. یا.. سجاوٹ کے لفظ ہر دس منٹ کے

دوران بولے گئے اور فاطمہؑ، حسنؑ، نوحؑ، مومنؑ، حسنؑ، ہارونؑ جیسی شخصیات سے ہر گیارہ سے تیس منٹ کے دوران استفادہ کیا گیا۔

البتہ احسانِ ابوطالبؑ کا موضوع بنیادی موضوع رہا لیکن اس کی ذیل میں مولائے کائنات کے چودہ امتحانات، شرعی مباحث، سیرتِ حضرت ختمی مرتبتؐ، سیرتِ مولائے کائنات و آئمہ طاہرین اور واقعاتِ کربلا کا بیان فرمایا ہے، جبکہ پانچویں تقریر کو موضوع کے مطابق مرکزی تقریر قرار دیا جاسکتا ہے کہ اس میں علامہ صاحب نے نہایت تفصیل کے ساتھ احسان و محسن کے اصل فلسفہ کا تعارف کرایا ہے۔

اسی طرح، ہَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَان کی آیت وہ مرکزی آیت قرار پائی جو ہر واقعے، ہر استدلال کے بعد مرکزی نکتے کے طور پر بیان کی گئی جبکہ ”احسان و ایمان“ کی لفظیں ہر تقریر میں محض ایک ہی مرتبہ استعمال ہوئیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ چونکہ یہ موضوع تھا اور علامہ صاحب کی عادت ہے کہ اپنا موضوع تقریر کے آغاز میں ایک دفعہ ضرور بیان کرتے ہیں لہٰذا اس طرح ہر تقریر میں بغیر کسی بے وجہ repetition کے صرف ایک دفعہ ہی ان لفظیات کو بولا گیا۔

میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ان تقاریر کے دوران علامہ صاحب نے قرآنی آیات سے بھرپور استفادہ کیا اور جہاں یہ بتایا کہ لفظ احسان قرآن میں کتنی دفعہ کن کن آیات میں آیا ہے وہیں قرآنی آیات کی ضمن میں... سورۃ بقرہ، سورۃ نساء، سورۃ النعام، سورۃ صافات، سورۃ دہر، سورۃ احقاف، سورۃ یٰسین، سورۃ رحمان، سورۃ مزمل، سورۃ مدثر، سورۃ عنکبوت، سورۃ نون والقلم، سورۃ الیل، سورۃ الضحیٰ، سورۃ العصر، سورۃ لقمان، سورۃ الشمس، سورۃ فیل، سورۃ آل عمران، سورۃ یوسفؑ، سورۃ نوحؑ، سورۃ انبیاء، سورۃ ہود، سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ ابراہیمؑ... سے استفادہ کیا۔

اب جب ہم تجزیہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ”احسان، محسن اور ابوطالب“ موضوع کی بنیادی لفظیں قرار پاتی ہیں کیوں کہ اللہ و علیؑ تو ہر ایک کی تقریر میں تیسرے منٹ پر آسکتے ہیں اور چہلم کا عشرہ ہے تو مصائب و فضائل کی ذیل میں لفظ حسینؑ بھی بار بار ہرایا جائے گا لیکن اصل بنیادی لفظیات احسان، محسن اور ابوطالبؑ ہیں جبکہ موضوع کا دوسرا جزو یعنی ایمان اور مومن کی لفظیں بالترتیب ۷ اور ۱۳ منٹ بعد دہرائی گئیں یوں ان سے گریز کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ ماجد رضا عابدی نے کہا کہ ...! ایمان ابوطالبؑ کا موضوع ختم ہوا اور احسان ابوطالبؑ کا آغاز ہو گیا۔

اب اگر کوئی ہٹ دھرم ڈاکر خواہ مخواہ بے موضوع کے ایمان ابوطالبؑ پر بحث کرنا چاہے تو کرتا رہے لیکن مستقبل کے لئے جدید موضوع کی نشاندہی علامہ صاحب نے فرمادی ضرورت ہے کہ اب آئندہ ایمان ابوطالبؑ پر بحث سے گریز کرتے ہوئے اگلی اور افضل منزل یعنی ”احسان ابوطالبؑ“ پر بحث قائم کی جائے تاکہ فضیلت حضرت ابوطالبؑ کا ادراک حاصل کیا جاسکے۔ اسی بات کو یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ ایمان ابوطالبؑ کا موضوع دشمنان مولائے کائنات و حضرت ابوطالبؑ علیہ السلام کی دین تھا جبکہ ”احسان ابوطالبؑ“ کا موضوع علامہ صاحب کی عطا ہے اور حضرت ابوطالبؑ علیہ السلام کی فضیلت و منزلت کے عین مطابق بھی ہے۔

اب میں علامہ صاحب کی علمی گفتگو اور اپنے قاری کے درمیان مزید حائل نہیں ہونا چاہتا ورنہ کہنے کو بہت کچھ ہے... خدا تصدق مولائے کائنات و محسن عالم حضرت ابوطالبؑ علامہ ضمیر اختر نقوی صاحب کی شکل میں ہمارے محسن کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین یا رب العالمین۔



پہلی مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ساری تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمد و آل محمد کے لئے

عشرہ چہلم کا آغاز ہے پہلی تقریر عشرے کی آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں... احسان اور ایمان کے موضوع پر... دس روز ہم گفتگو کریں گے۔ رب العزت، مالک ارض و سامان عالمین میں نامعلوم کتنی مخلوقات خلق کیں، ہم کو تو نہیں معلوم نہ ہم اس کی فہرست بنا سکتے ہیں۔ جو ہماری نظروں میں ہے ہم اس سے واقف ہیں ایسی بھی مخلوقات ہیں جن کو ہم نے کبھی نہیں دیکھا... لیکن ان کا بھی ذکر پروردگار کرتا ہے کہ ہم نے ایسی ایسی مخلوقات دنیا میں کو خلق کیا۔

نباتات، جمادات، حیوانات سب کو اس نے بنایا اور ایک سے دوسرے کو الگ کرنے کے لئے کسی میں کچھ عناصر کا اضافہ کر دیا... لیکن جب اس نے انسان کو خلق کیا تو اس دن ناز کیا، اللہ نے انسان کو بنا کر ناز کیا کہ ہم نے اب تک جتنی مخلوقات بنائی تھیں اس میں اس کو ہم نے اشرف قرار دیا۔ اب جو ہم نے اپنی تخلیق پیش کی ہے یہ تمام عالمین کی مخلوقات میں اشرف ترین مخلوق ہے، یعنی اس نے ناز کیا انسان کو بنا کر اس کا شاہکار ہے انسان... اور اس نے اپنی کتاب میں جب انسان کو مخاطب کیا، انسان سے گفتگو کی یا انسان کی بات کی تو ہر آیت میں اس نے اک انداز جدا گانہ رکھا۔ کہیں اس نے حیوانات کا ذکر کیا، حشرات الارض کا ذکر کیا، نباتات کا ذکر کیا، جمادات

کا ذکر کیا، پہاڑوں، دریاؤں، صحراؤں کا ذکر کیا لیکن جب انسان کا ذکر کیا تو ان آیات کی شان نزالی تھی۔

سورۃ احقاف کی پندرہویں آیت... ارشاد ہوا

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ فِي إِحْسَانًا

ہم نے انسان کو وصیت کر دی، ہم نے انسان کو وصیت کر دی کہ اپنے ماں باپ پر احسان کرو۔ ہم نے انسان کو وصیت کر دی... کہ اب انسان کا مرتبہ دیکھیں کہ پروردگار یہ کہے کہ میں نے انسان کو وصیت کی... وصیت کس کو کرتا ہے کرنے والا... جس کو وصی بناتا ہے... آپ کہتے ہیں نا باپ بیٹے کو وصیت کرتا ہے، بھائی بھائی کو وصیت کرتا ہے، بزرگ چھوٹے کو وصیت کرتے ہیں، وصیت یعنی وصی بنادیا، وصی بنادیا یعنی وارث بنادیا اور وصیت ہم نے کی درمیان میں کوئی نہیں۔

کسی نبی کے ذریعے نہیں، کسی ولی کے ذریعے نہیں، کسی ملک کے ذریعے نہیں بس ہم نے اس کو وصیت کی... کیا وصیت کی کہ! اپنے ماں باپ پر احسان کرو... اب یہاں سورۃ احقاف میں یہ شان ہے کہ انسان کو اپنا وصی کہے... کہ ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ احسان کرے ماں باپ پر... اور اس نے ماں باپ پر احسان کیا... ہم نے وصیت کی انسان کو کہ وہ ماں باپ پر احسان کرے اور اس انسان نے ماں باپ پر احسان کیا... اگر یہ ٹکڑا نہ ہوتا تو ہر انسان یہ کہتا کہ یہ آیت ہمارے لئے ہے اگر صرف اتنا ہی ہوتا کہ بس یہ وصیت کر دی کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے، ماں باپ پر احسان کرے تو ہر انسان دعویدار ہوتا کہ یہ آیت ہمارے لئے ہے۔ لیکن جب آیت نے واضح کیا کہ ہم نے وصیت کی اور اس نے ماں باپ پر احسان کیا تو یہیں سے علم ہو گیا... قرآن کی اس آیت کو پڑھنے والے کو کہ یہ کوئی اور انسان ہے جس کو اللہ نے

وصیت کی... اس Status کا انسان تھا کہ اللہ اس کو وصیت کرے۔

اور جب اللہ وصیت کرے تو اللہ کی وصیت ایسی تو نہیں ہے کہ انسان اس کو پورا نہ کرے... اگر یہ عام انسان کے لئے آیت ہوتی ہر انسان کے لئے... انسان میں سب ہی ہیں... ہر فرقہ ہے، ہر قوم ہے تو ہر ایک کے لئے کیا یہ آیت ہے کہ ہم نے اس کو وصیت کی کہ وہ اپنے ماں باپ پر احسان کرے تو ظاہر ہے کہ کیا ثبوت ہے کہ اللہ نے وصیت کی اور انسان نے اپنے ماں باپ پر احسان کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ جتنے بھی دنیا میں انسان ہیں ان سے ہٹ کر یہ کوئی اور انسان ہے کہ جو اتنی بلندی پر ہے کہ اللہ اس کو اپنا وصی بنائے۔ نبی کا وصی نہیں... اللہ کا وصی... اور ظاہر ہے فضائل میں آپ سنتے ہیں نا حدیثیں، آیتیں! کہ علی نبی کے وصی... یہ نبی کے وصی کی بات نہیں ہو رہی ہے اللہ کے وصی کی بات ہے... اب یہ نبی کا وصی نہیں... اللہ نے جس کو وصیت کی اس کو اپنا وصی بنا لیا اور جو وصیت اللہ نے کی اپنے وصی کو اس نے کامل کر کے وہ وصیت دکھائی... ایک انسان نے کہ جسے اللہ نے وصیت کی کہ ماں باپ پر احسان کرو اس نے احسان کیا۔

اب اسی قرآن میں پھر ایک اور انسان کو پکارا گیا...

يٰٓاَيُّهَا الْمَرْسَلِينَ وَالْقُرْآنَ الْحَكِيمَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ

علی صراط المستقیم

یٰسین... اے انسان! کہ جو حکیم ہے اس کی قسم اور اس قرآن کی قسم کہ جو حکیم ہے۔ انسان بھی حکیم، قرآن بھی حکیم... کیسے پتہ چلے کہ انسان کون ہے؟... اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ... اے انسان تو مرسلین میں سے ہے اور صراط مستقیم پر ہے۔ اے انسان! میں تیری قسم کھاتا ہوں اور قرآن کی قسم کھاتا ہوں یعنی اتنا بلند انسان کہ جس کا نام قرآن کے برابر لکھا جائے یعنی وزن میں وہ انسان اور قرآن دونوں برابر ہیں اور وہ

مرسل ہے۔

اور ظاہر ہے کہ جس پر وحی آ رہی ہے اسی کو پکارا جا رہا ہے کہ اے انسان! تو مرسلین میں سے ہے... تیری قسم اور قرآن کی قسم۔ ایک انسان وہ ہے کہ جو ہم پلہ قرآن ہے... جو ہم پلہ قرآن ہے اور جو نبی آخر ہے تو اس کو بھی اللہ نے انسان کہہ کر پکارا۔ اے انسان... یسین... ”سین“ انسان کا مخفف ہے۔

اے انسان! اب پھر دوبارہ ایک ساتھ دو انسانوں کو پھر پکارا...!

الرحمن علم القرآن خلق الانسان علم البيان (سورہ رحمن)

رحمان نے... قرآن کا علم دیا انسان کو خلق کیا اور انسان کو علم بیان دیا... یہاں انسان دو ہیں، ایک وہ انسان کہ جس کو قرآن کا علم دیا گیا اور ایک وہ انسان جس کو بیان کا علم دیا گیا... ظاہر ہے کہ خلقت سے علم دیا گیا قرآن کا اور بیان کا اور وہ انسان جس کو اللہ نے خلق کر کے علم قرآن دیا اور دوسرے کو علم بیان دیا۔

امام صادق صلوٰۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ پہلا انسان ہے رسول خدا اور دوسرے انسان علی مرتضیٰ... اُن پر قرآن نازل کیا، ان کو آیات کا علم باطن دیا... ان کو آیات کی تعبیر دی اور انہیں یہ حکم بھی دیا کہ تاویل قرآن پر جنگ بھی کرو۔

وہ تنزیل قرآن پر جنگ کریں یہ تاویل قرآن پر جنگ کریں... وہ قرآن پر جنگ کریں یہ بیان پر جنگ کریں، ان کو قرآن سنانا ہے اور جو آڑے آئے تو تلوار اٹھانا ہے۔ ان کو قرآن کے معنی بتانے ہیں، بیان کرنے ہیں کوئی آڑے آئے تو تلوار اٹھانا ہے۔ سورہ رحمن نے واضح کیا دو انسان... تو یہ انسان عام انسان نہیں ہیں یعنی اللہ یہ بتا رہا ہے کہ جب ہم نے یہ کہا کہ یہ اشرف ہیں... تو جب یہ اشرف المخلوقات ہیں، جبریل سے بھی بلند ہے... میکائیل سے بھی بلند ہے... ہمارے عرش سے بھی بلند ہے... سدرہ

سے بھی بلند ہے، قابِ قوسین سے بھی بلند ہے تو انسان تو سب ہیں... یہ سارے انسان یہی سمجھتے اور اتنے لاڈلے بن جاتے کہ اللہ نے ہمیں اشرف قرار دیا ہے، ہم جو چاہیں کریں۔

پہلے انسان کو بنایا اور انسان کو بنا کر کچھ انسان، چھانٹے اور چھانٹ کر انہیں الگ کیا اور کہا یہ ہیں وہ انسان کہ جنہیں میں اپنی زبان سے انسان کہوں گا۔

اب اس کے علاوہ اگر اور انسان ہیں تو اب ان کی بھی پہچان بتا دوں!...

وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ (سورہ عصر)

وقتِ عصر کی قسم ہے مجھ کو کہ انسان گھائے میں ہے... جن کو میں نے الگ کیا وہ یہ ہیں میرے شاہکار، ایک کو وحی بنایا... ایک کو قرآن دیا ایک کو بیان دیا... ایک کو صراطِ مستقیم پر متمکن کر دیا کہ تم یہاں ٹھہرے رہو، صراطِ مستقیم کی تم نگرانی کرو۔ کس کو آنا ہے، کسے ہٹانا ہے یہ فیصلہ تم کو کرنا ہے۔

اور تمہاری قسم کھا رہے ہیں اس لئے کہ انسان میری نظر میں تم ہو... اب وہ انسان جب صراطِ مستقیم پر آئیں کہ جو دنیا میں گھائے میں تھے تو تم دیکھ کر انہیں ہٹا دینا، جہنم ان کا انتظار کر رہا ہے اور ان انسانوں کا انتظار کرنا!...

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا

حَقِّقُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (سورہ عصر)

جو صاحبانِ ایمان ہوں، جو صاحبانِ ایمان انسان ہوں اور جو نیک عمل کر چکے ہوں ایمان میں پکے ہوں، ایمان میں کامل ہوں... عملِ صالح لے کر آئے ہوں اور حق کی راہ پر ہوں اور صبر کی راہ پر ہوں ان انسانوں کو اذن ہے کہ وہ صراطِ مستقیم سے گذر جائیں... اس لئے ہم نے آپ کو صراطِ مستقیم پر روکے رکھا... آپ کی نگرانی میں ہے

صراطِ مستقیم۔

اسی لئے وہ انسان جو صاحبِ ایمان انسان ہیں اور جو نیک عمل کرتے ہیں جو حق کو پہچانتے ہیں اور صبر کو جانتے ہیں تو وہ یہی کہتے ہیں کہ ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم رکھ... اور جو گھالے میں انسان ہیں وہ کہتے ہیں ہمیں صراطِ مستقیم دکھا دے۔

موضوع میرا احسان اور ایمان ہے... ظاہر ہے کہ آنے والی کسی تقریر میں دونوں موضوع ایک جگہ ہو جائیں گے... ابھی الگ الگ احسان کا بھی تعارف رہے گا... ایمان کا بھی تعارف رہے گا کہ احسان کیا ہے اور ایمان کیا ہے؟ ایمان کی کیا تعریف ہے؟ احسان کی کیا تعریف ہے؟ یہ طے ہے کہ اگر عنوان میں ہم نے احسان کا لفظ پہلے رکھا ایمان سے تو اس کے معنی یہ کہ احسان کا رتبہ ایمان سے بلند ہے۔

دیکھئے! احسان کرنے والا احسان پہلے کرتا ہے پھر بحث شروع ہوتی ہے کہ اس نے کیا احسان کیا؟ اس کے بعد اگر بہت بڑا آدمی ہے اور کوئی بڑا احسان کیا ہے تو شخصیت تاریخ میں آجاتی ہے اور جب بحث ہوتی ہے تو اس کے بعد یہ بحث آتی ہے کہ ایمان لایا تھا یا نہیں لایا تھا...! احسان کا اقرار انسان کر لیتے ہیں کہ ہاں احسان تو کیا ابوطالبؑ نے... ہاں! احسان تو کیا خدیجہؓ نے... ایمان کی بحث بعد میں آتی ہے... اور یہ ہے بھی کہ احسان کا رتبہ ایمان سے بلند ہے۔

جو احسان کرتا ہے اُسے محسن کہتے ہیں، جو ایمان رکھتا ہے اُسے مومن کہتے ہیں، مومن کا رتبہ مُسلم سے بلند ہے، جب امام سے پوچھا گیا کہ مومن اور مسلم میں کیا فرق ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو کعبہ اور مسجد میں فرق ہے... مومن کعبہ ہے مسلم مسجد ہے، یہی فرق ہے... یعنی مسجد مسلم نے خود بنائی، کعبہ اللہ نے بنایا... ابراہیمؑ نے بنایا... اس کا تعمیر کرنے والا معمار اور ہے... اس کے معمار اور ہیں۔ ان کے لئے گارنٹی نہیں ہے کہ

رہیں گے یا نہیں لیکن وہ رہے گا، اور یہ جو بنے ہیں خود سے بنائے ہیں یہ اب تک پوری دنیا میں، روئے زمین میں یہ چھوٹے چھوٹے اللہ کے گھر بے چراغ ہیں، اس میں اب تک کوئی چراغ جلا نہیں ہے۔

بھئی فرق بتا رہا ہوں نا مسلم اور مومن کا.. مومن کعبہ ہے، مسلم مسجد ہے... اور کعبہ بلند ہے مسجد سے، جس طرح مومن بلند ہے مسلم سے... مسجد بے چراغ ہے اس لئے کہ کبھی اس میں اس گھر کا مالک آیا ہی نہیں... کسی نے اس گھر کے اہل کو مسجد میں نہیں دیکھا... مسجد ملا کی نہیں ہوتی... مسجد پیش امام کی نہیں ہوتی، مسجد محلے کے نمازیوں کی نہیں ہوتی... بس ہے... بنی ہوئی ہے، کوئی دعویٰ دار نہیں ہوتا کہ یہ مسجد میری ہے... بنوا کر وقف کر دیتا ہے، یہ نہیں کہہ سکتا کہ اب میں چاہوں تو چار برس کے بعد اسے بیچ دوں... جب مسجد کا کوئی مالک ہی نہیں ہے تو مسجد نیلام کیسے ہو سکتی ہے؟

اور مسجد کے لئے ہی کیا... دنیا کی ہر عبادت گاہ کے لئے اگر دوسرا مذہب والا بھی آجائے تو وہ یہ سوچ کر اس کی حفاظت کرتا ہے کہ ہمارے مذہب کی عمارتوں کی دوسرے مذہب والے حفاظت کریں گے۔ چونکہ وقف ہے، کوئی اسے اپنا مکان نہیں بنا سکتا، یعنی گھر ہے لیکن مکین نہیں ہیں... لیکن کعبہ وہ گھر ہے جس میں اس کا مکین آیا اور اہل بیت کی فرد فاطمہؑ بنت اسد اس گھر میں گئیں اور علیؑ وہیں آئے تو کیوں نہ کہہ دوں کہ کعبہ اگر ایمان ہے تو وہاں کل ایمان کو آنا تھا۔

ایمان اور احسان...! جو احسان کرے وہ محسن، جو ایمان لائے وہ مومن ہے۔ مسلم...! اس سے رتبہ کو بڑھایا کہا مسلم سے بڑا رتبہ مومن کا ہے، پھر مومن پر بھی رتبہ کو بڑھایا تو کہا یہ متقی ہے، اور جب متقی پر انسان کی منزلت کو بڑھایا تو کہا یہ محسن ہے...! محسن اللہ کی نگاہ میں... ناموں کا اعلان کرے اور بتائے کہ یہ احسان کس پر ہوا...؟

اور یہ محسن کس پر احسان کر رہے ہیں؟ تو صفات بتا دیتا ہے محسن کی... نام نہیں لیتا.. کہا ہم نے اس انسان کو وصیت کی کہ اپنے ماں باپ پر احسان کرے... تو اس نے احسان کیا اگر نام لے دیتا کہ کون سا انسان تھا کہ جس نے اپنے ماں باپ پر احسان کیا... تو نام ہٹا کر کوئی بھی نام رکھا جاسکتا تھا... اور ایسا ہوا کہ یہ سورہ احقاف، چھالیسواں سورہ... جس کو ہم دس دن میں پورا کریں گے... صرف ایک آیت پڑھی ہے میں نے... اس کے آگے جو آیتیں ہیں ان سے آپ سے آپ واضح ہوتا جاتا ہے کہ وہ انسان کون ہے؟

ترجمہ آج پیش کئے دے رہا ہوں تاکہ آپ کے ذہن میں رہے... آنے والی مجلسوں میں ان آیات کی شرح کریں گے جو اس کے بعد کی آیتیں ہیں، کہا اللہ نے کہ.. ہم نے اس انسان کو وصیت کر دی کہ اپنے ماں باپ پر احسان کرو اور پھر فرماتا ہے کہ وہ انسان کہ جب اپنی ماں کے شکم میں آیا تو اس کی ماں عزا دار بنی... اور پھر تمہیں مہینوں میں اس کی ولادت بھی ہوئی اور دودھ بڑھائی بھی ہوئی... یعنی دو سال بچہ کو دودھ پلاؤ، تو دو سال اور چھ مہینے کا وہ انسان.... دو سال اور چھ مہینے میں پیدا بھی ہوا اور دودھ بھی بڑھا... یعنی بات واضح کر دی انسان نے کہ پیدا وہ چھ ماہ کے بعد ہوا، دودھ اس نے دو سال پیا... اب اس میں اتنی شرط لگا دی ہے کہ کسی مفسر کی مجال نہیں کہ اس صفت میں کسی اور کو ہٹا کر رکھ دے... اور رکھ دیا... ایک بزرگ ترین ہستی کے لئے کہا کہ یہ سورہ اس کے لئے آیا... جو حضورؐ سے سب سے زیادہ قریب ہیں... ضروری نہیں کہ میں نام لوں، جو سمجھدار ہیں وہ خود سمجھ جائیں گے...

خطابت کہتا ہوں کہ سننا فن نہیں ہے، یہ میرا ہی مقولہ ہے، میرا ہی قول ہے... قول نہیں گے نا جب بعد میں آنے والی صدیوں میں... تو یہ میرا قول ہے کہ.. خطابت سنانا فن نہیں ہے، خطابت سننا فن ہے...! ہیں نا... اور یہ فن مجھے اس طرح آتا ہے کہ میں

کراچی کے مزاج کو سمجھتا ہوں... اگر میں بصد احترام بھی نام لے لوں تو بھی افسانہ بن جائے گا۔ سمجھ رہے ہیں نا آپ... تو اتنا جاگتا ہو ذہن... یہ تو نہیں کہوں گا کہ آپ کا مطالعہ بڑا وسیع ہونا چاہئے، اس لئے کہ کتاب پڑھنا شیعہ افراد کے لئے عیب ہے۔

مطالعہ کرنا شیعہ قوم نے سیکھا ہی نہیں پاکستان میں، ورنہ ایک ایک مجمع کا ہاتھ اٹھ جاتا کہ کن مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ یہ سورہ کس کے لئے آیا... جو میں کہہ رہا ہوں ابھی لوگ یہی نہیں سمجھتے کہ میں کس کی تعریف کر رہا ہوں...؟ یہ سورہ تمہارے ہاں کس کے لئے ہے؟ اور ان کے یہاں کس کے لئے ہے؟ تو مجلس کیا پڑھوں میں ایسے میں، آپ خود سوچئے کہ کچھ لوگ سوچتے ہیں کہ صاحب قرآن سے ثابت کیا... اگر پوچھ لیجئے کہ کیا آیت پڑھی تو بتا نہیں سکتے، اس لئے کہ آیتیں پڑھتا کون ہے؟ تفسیر پڑھتا کون ہے؟ کس کو فرصت ہے کہ پڑھ کے آئے... تو اب ہر چیز ظاہر ہے کہ اس طرح تو واضح نہیں کی جاسکتی کہ میں لڑنے بیٹھ جاؤں۔

کہ سورہ کے حاشیہ پر کس کا نام لکھ دیا گیا، لیکن جس کا بھی نام لکھا گیا بڑے میاں کا نام لکھا گیا، اب اور کیسے سمجھاؤں میں... اب سمجھئے...! ذرا سا کھول دو تمہارا تو پھر واہ واہ واہ... یعنی اشارہ کوئی نہیں سمجھے گا کہ میں آگے بڑھ جاؤں وقت اپنا ضائع کروں سمجھانے میں، اس سے میں بہت جھنجھلاتا ہوں... کہ ابھی جب کہہ رہا ہوں کہ سب سے بڑا... اب تھوڑے لوگ سمجھے! بس ہر ایک یہ چاہ رہا ہے کہ نام لے دیں تو مزہ آجائے... نام میں لوں گا نہیں، لیکن جو نام حاشیہ پر لکھا ہے اس کے لئے کوئی ثبوت نہیں کہ وہ چھ مہینے کا پیدا ہوا...

حسین کے لئے متفق ہیں شیعہ اور سنی کہ چھ مہینے کے اندر حسین پیدا ہوئے اور شیعہ سنی مورخین نے لکھا کہ دنیا میں دو بچے چھ مہینے میں پیدا ہوئے... بچہ نو مہینے میں پیدا

ہوتا ہے... اور اگر ستوانہ پیدا ہو تو بچ جاتا ہے لیکن چھ مہینے کا بچہ کبھی زندہ نہیں رہتا... ایک اٹھواں نہ نہیں زندہ رہتا... ایک چھ ماہ کا نہیں زندہ رہتا... دنیا میں کوئی ایسی مثال نہیں کہ ایک ماں کے یہاں چھ مہینے کا بچہ پیدا ہو گیا ہو...! اور وہ جیا ہو... اسے مرنا ہے، اس کی تقدیر میں مرنا ہے، وہ جی نہیں سکتا لیکن تمام موزخین نے کہا کہ دو بچے... ایک جناب بچی اور امام حسینؑ۔

تیس مہینے میں اللہ کہتا ہے کہ دودھ بڑھائی بھی ہوئی اور ولادت بھی ہوئی... دونوں بھائی ایک سال کے اندر پیدا ہوئے... دس مہینے کی چھٹائی، بڑائی ہے حسنؑ اور حسینؑ میں، دس مہینے کی چھٹائی، بڑائی ہے... ایسے دیکھ رہے ہیں کہ جیسے میں پہلی بار یہ بات بتا رہا ہوں... اور کسی کو معلوم ہی نہیں... ایسے دیکھ رہے ہیں کہ جیسے بالکل کوئی عجوبہ سنا رہا ہوں... نہ درود نہ سلام...

یہ کوئی نئی بات کہی ہے میں نے...؟ اس سے پہلے سنا ہوا ہے آپ لوگوں نے کہ نہیں یہ بات... کہ حسنؑ اور حسینؑ میں کیا چھٹائی بڑائی ہے... یعنی یقیناً نہیں آ رہا آپ لوگوں کو... نہیں یقیناً آ رہا ہے... کہاں آ رہا ہے...؟ ارے! بھی واہ واہ تو کرتے ہیں نا... پچھلے سال سکھایا تھا وہاں، جب ہال میں پہلی مجلس پڑھی تھی... کیسے سکھایا تھا؟ مجمع بدل تو نہیں گیا اس سال نیا مجمع تو نہیں آیا ہے...! پرانا ہے یا بالکل نیا...! اگر بالکل نیا تو پھر سے کلاس شروع کروں... آج پہلی کلاس ہے... ارے بھی! کم از کم یہ سوچ کر واہ واہ کرو کہ شائد یہ اب بتا دے کہ دس مہینے کی چھٹائی بڑائی بھائیوں میں ہے کیوں...؟ پتہ نہیں کتنی معلومات ابھی مجھے دیتا جائے... یہ سوچ کر چپ ہیں کہ معلوم نہیں، ہمیں، یا یہ سوچ کر چپ ہیں کہ معلوم ہے ہمیں آگے بڑھے...!

بھی میں کیا سمجھوں؟ چہرے تو میں پڑھ لیتا ہوں لیکن یہ بھی تو دیکھنا ہے نا کہ میٹر

Matter زیادہ سننا چاہ رہے ہو یا یہیں سوئی انگلی رہے... اور ذاکرین کی طرح کہ بس وہیں پرر کے ہوئے ہیں، میں رکنا نہیں ہوں، لیکن میں تیاری ضرور کرتا ہوں اپنا میٹر Matter سنانے کے لئے... تاکہ میرا میٹر Matter ضائع نہ جائے۔

دونوں بھائی دس مہینے کا فرق رکھتے ہیں...! کیا ضروری ہے کہ میں کسی کتاب کا نام لوں، راوی کا نام لوں... آئیے جوڑیے میرے ساتھ، جوڑیے، انگلی اٹھائیے... کب پیدا ہوئے امام حسن؟ سن بتائیے...! کسی کو امام حسن کی ولادت کا سن نہیں یاد...؟

دو ہجری... دو ہجری میں پیدا ہوئے، جنگِ اُحد کے بعد... امام حسینؑ گے ہجری میں...؟ تین میں... ہو گئی نابات واضح... دو میں امام حسنؑ، تین میں امام حسینؑ... اب جوڑیے میرے ساتھ... دو ہجری ۱۵ رمضان کو پیدا ہوئے امام حسنؑ... رمضان، شوال، ذیقعد، ذی الحجہ، محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی، رجب، شعبان کی تین... دس مہینے... کیا جوڑا آپ نے؟ کیا میتھ میٹکس Mathematics بھی نہیں آتی آپ لوگوں کو؟ کیا ہوا...؟ تین شعبان کو پیدا ہوئے، دس مہینے کے بعد...! تو ایک سال کے اندر دونوں بھائی پیدا ہوئے؟ یعنی سال پورا نہیں ہوا، اگر سال پورا ہو جاتا تو کہتے ایک سال بعد پیدا ہوئے۔ چونکہ دس مہینے کے بعد دوسرا بھائی پیدا ہو گیا اس لئے یہ لکھا جاتا ہے تاریخ میں کہ ایک ہی سال میں دونوں بھائی پیدا ہوئے... کیسے؟ اب یہ بھی تو پوچھ لیجئے نا بھی... رمضان سے سال کو شروع کیا... شعبان کے بعد رمضان آئے گا، تو بارہواں مہینہ آئے گا نا بھی...!

اس کے بعد آئے گا نا... تو سال یعنی رمضان نہیں آیا... دس مہینے میں پیدا ہو گئے امام حسینؑ، تو شکم میں کتنے دن رہے...؟ گل چھ مہینے...! چھ مہینے کے پیدا ہوئے۔ اللہ کہتا ہے کہ وہ بچہ چھ مہینے کا پیدا ہوا اور جب وہ بچہ پیدا ہوا تو اس کی ماں پھر عزا دار

بنی!...

اگر سورہ کسی خلیفہ کے لئے ہے تو ان کی اماں کون...؟ اور اگر ان کی اماں عزادار بنی ہیں تو پھر وہاں بھی عزاداری ہونا چاہئے... اگر اس طرح آپ سنتے رہیں تو میں جلدی جلدی آگے بڑھتا جاؤں... جس طرح آپ نے یہ نکتہ سنا... جہاں ان کی طرف بات کی خوش سب... یعنی یہ پوری قوم کا مزاج ہے کہ اُن کو کچھ کہہ دو... مزہ آگیا... آہا ہا ہا... حالانکہ قرآن کی روشنی میں گفتگو ہو رہی ہے... اور میں بچتا ہوں، اُن لوگوں سے بہت بچتا ہوں... میری تقریروں میں بالکل کہیں ذکر آتا ہی نہیں، لیکن اب چونکہ حاشیہ پر قرآن کے نام لکھا ہوا ہے۔

ماں عزادار بنی... اور جب وہ چالیس سال کا ہوا تو اس نے ایک دُعا کی... سورہ احتاف کا ترجمہ پڑھ رہا ہوں... جب وہ چالیس سال کا ہوا تو اس نے ایک دُعا کی کہ پروردگار مجھے چُن لے کہ جو تیری نظر میں دنیا کا سب سے بڑا کام ہو وہ میرے سپرد کر دے... اب وہ بڑا کام تلاش کیا جائے گا شخصیت کے لئے... اگر سورہ میں کوئی آنا چاہتا ہے تو اپنا بڑا کام دکھائے... اپنی بڑی عمر نہ دکھائے... بڑے میاں ہونا اور ہے، بڑا کام کرنا اور ہے۔

اور تُو مجھے آزمائے... میرا امتحان لے، اور اس وقت میں تیری تسلیم و رضا میں کامیاب ہو جاؤں اور اپنے سر کو تیری بارگاہ میں تسلیم میں رکھ دوں... دیکھئے قرآن ہے یہ... حدیث نہیں ہے، تاریخ نہیں ہے... اللہ کہتا ہے ہم نے اس کی دُعا کو قبول کیا... دُعا قبول ہو گئی، اب وہ کام تلاش کرو... کہ وہ بڑا کام کیا ہے؟ وہ کون ہے؟ جو شکم میں آیا تو اس کی باں روئی یا وہ پیدا ہوا تو گھر میں صفِ عزانچھی اوڑھنی کا لفظ ہے آیت میں۔ الہام ہونا ”اوزع یعنی کسی چیز پر جم جانا، ماں نے بیٹے کی عزاطے کر دی، محضر کو قبول کیا،

۳۳

عزا۔ یعنی ماں تعزیہ دار بنی... بیٹے کے غم میں ماں تعزیہ دار بنی... گویا مجلس ہوئی اس بچہ کی ولادت پر... ولادت پر مجلس ہوئی... دیکھئے آیت پہلے رکھی کہ اس نے اپنے ماں باپ پر احسان کیا، احسان وہ کب کرے گا...؟ جب کچھ بڑا ہوگا، ابھی تو وہ پیدا ہوا ہے۔

باپ کے ساتھ تو وہ جوانی تک رہا... گئے ہجری میں پیدا ہوا؟ تین ہجری میں اور اس کا باپ دنیا سے جاتا ہے چالیس ہجری میں تو چالیس میں سے تین گھنٹا دیجئے... آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کیا عمر ہے اس وقت باپ اور بیٹے میں کیا فرق ہے؟ لیکن جب ماں دنیا سے جا رہی ہے... پیدا ہوا ہے ۳ ہجری میں، ماں گئی ہے دنیا سے ۱۰ ہجری میں تو بچہ چھ سات سال کا ہے، چھ سات سال کا بچہ ماں پر کیا احسان کرے گا؟

اور اللہ کی وصیت اس کو یہ ہے کہ اپنے ماں باپ پر احسان کرو... اس کو حکم مل چکا ہے کہ احسان کرو... تو پھر اتنی چھوٹی سی ہی عمر میں، اس سے پہلے کہ ماں دنیا سے جائے بیٹے کو احسان کر دینا ہے... چونکہ وصی بنا چکا ہے اللہ... توجہ کر رہے ہیں آپ... آیت کسی کے لئے نہیں ہو سکتی، اس لئے کہ اللہ جب وصی کر چکا ہے اس انسان کو اور اپنا وصی بنا چکا ہے اور جب یہ کہہ رہا ہے کہ وہ انسان اپنے ماں باپ پر احسان کرے... تو اب عمر کی قید نہیں ہے، چونکہ وصی ہے اللہ کا... اللہ چاہے تو پانچ برس میں کام لے لے... اللہ چاہے تو ستاون برس کی عمر میں کام لے... اس لئے کہ معاملہ ہے محسن کا اور اللہ کا... بیچ میں کوئی اور نہیں ہے، وصیت ہو چکی ہے، یہ قید نہیں ہے کہ جب جوان ہو گے، عمر بتادی کہ چالیس برس کی عمر میں دُعا مانگی کہ میں وہ کام کر جاؤں جس کام کے لئے تو نے وصیت کی تھی۔

میں نے احسان کیا... تو ماں پر پہلے احسان کر دیا... اب آپ پھڑک جائیں گے، یہ

۳۴

ہے آیت اور آیت کی شرح بغیر حدیث اور تاریخ نہیں ہو سکتی، تفسیر نازل نہیں ہوتی، امام بتاتا ہے... ایک چھوٹا سا جملہ ہے اور ابھی دیکھئے آیت واضح ہو جائے گی... دیکھئے...! اُس نے ماں باپ پر احسان کیا... بس اتنی سی بات... کہ ماں نے اپنے باپ سے یہ پوچھا کہ جب یہ واقعہ ہو جائے گا تو میرے بچے کو روئے گا کون؟

جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث جو آپ پڑھتے ہیں کہ محضر شہادت حسین آیا، یہ مستند بھی ہے یا نہیں...! اور نبیؐ نے کہا کہ اللہ ایک قوم کو پیدا کرے گا... یہ کہاں سے لاتے ہیں آپ؟ یہ کہیں سے نہیں آتی، یہ سورۃ احقاف میں ہے، یہی سورۃ احقاف محضر شہادت حسینؑ ہے، اسی میں نبیؐ نے بتایا ہے دنیا کو کہ ماں باپ اس بچے کے کون ہیں؟ اُس نے اپنے ماں باپ پر احسان کیا کیا؟

اور واضح کر دیا اللہ نے کہ ماں عزادار بنی... حدیث میں بھی یہی ہے کہ جب محضر آیا تو زہرا روئیں کہ میرا بچہ مارا جائے گا، دنیا میں کوئی اور بھی واقعہ ہے کہ جو اس آیت کی یوں شرح کر دے، کوئی اور بھی ایسی ماں ہے کہ جس کا بچہ پیدا ہوا ہے تو اس بچے کا نانا بچہ کو گود میں لے کر رو رہا ہے پیدا ہوتے وقت... ابھی ابھی وہ دنیا میں آیا ہے، سفید کپڑے میں لپٹا ہے، نانا نے بچہ کو گود میں لیا اور پورے گھر میں صفِ عزرا بچھ گئی... باپ بھی رویا، ماں بھی روئی، نانا بھی رویا۔ آیتیں کہہ رہی ہیں جب وہ شکم میں تھا تب وہ ماں روئی اور جب وہ بچہ پیدا ہوا تو اس کے غم میں ماں عزادار بنی۔

یعنی ماں نے صفِ عزرا بچھادی... تو فرشِ عزرا عذاروں نے نہیں بچھائی ہے، فرشِ عزرا دنیا کی عظیم ماں نے بچھائی ہے... اور بچپن میں اس کی ہاں جوتھی... دیکھئے میرا جملہ ستاون برس میں کام ہے یا پانچ برس میں... پانچ برس میں ہی، اللہ کے یہاں عمروں کی قید نہیں ہے، ابراہیمؑ جیسے بوڑھے کو خواب دکھایا کہ بیٹے کو میری راہ میں پیش کرو، بیٹا تھا

سات برس کا، عجیب بات یہ ہے کہ جب اسماعیل سے وعدہ ہوا تو سات برس کے تھے، جب حسین سے وعدہ ہوا تو حسین بھی سات برس کے تھے، جب اسماعیل کا محضر آیا تو وہ سات برس کے تھے، جب حسین کا محضر آیا تو وہ سات برس کے تھے... نہ اسماعیل کو معلوم تھا کہ میں بچوں کا یا نہیں، اور حسین کو یقین تھا کہ میں نہیں بچوں گا... کم از کم اسماعیل کو یہ تو معلوم نہیں ہے کہ چھری چل جائے گی یا کیا ہوگا؟ تیار تو ہیں وہ امتحان دینے کے لئے لیکن ایک اطمینان ہے اسماعیل کو کہ میرے سر پر باپ کا سایہ ہے... اور فاطمہ یہ پوچھ رہی ہیں کہ جب حسین میرا مارا جائے گا... بابا نہ آپ ہوں گے، نہ علی ہوں گے... نہ میں ہوں گی تو بچے کو روئے گا کون؟

اسماعیل کے پاس اطمینان ہے، حسین کے یہاں اطمینان نہیں ہے لیکن معاملہ اُلٹا ہے... وہ کہہ رہے ہیں مجھے صابریں میں سے پاؤ گے، حسین کہہ رہے ہیں مجھے شاکرین میں سے پاؤ گے۔ یعنی اسماعیل نے کہا کہ شہادت قبول کی لیکن صبر سمجھ کر... حسین نے کہا میں نے شہادت قبول کی شکر سمجھ کر۔ اس نے شکریہ ادا کیا کہ وہ کام مجھ سے لے لے... اور میں شکر میں جھک جاؤں، تسلیم میں جھک جاؤں، میں تیری مرضی کے آگے اپنے سر کو جھکا دوں، اور وہ کام میرے ہاتھ سے ہو جائے۔

تو اس ماں کی نظریں بیٹے پر تھیں، کہ بیٹا کیا کہتا ہے؟ محضر آیا، نبی بھی ہیں، نبی کی بیٹی بھی ہیں، علی بھی ہیں... محضر پڑھا گیا اور یہ حسین تھے سات برس کے... جو کہتے جاتے تھے شکر، شکر، شکر... سات برس کی عمر میں پچاس برس بعد کا کام جو ہے وہ حسین کو سنایا جا رہا ہے، یہ کرنا ہے، یہ کرنا ہے، یہ کرنا ہے اور حسین کہتے جاتے ہیں.. ہاں! مجھے منظور ہے، مجھے منظور ہے، مجھے منظور ہے... اگر حسین منع کر دیتے... کہ نہیں میں یہ سب کام نہیں کروں گا.. جب محضر آیا منع کر دیتے تو کبھی کس کی ہوتی...؟ دیکھئے اللہ کہتا

(۳۶)

ہے زبردستی نہیں ہے، ابراہیمؑ سے کہا ہاں! بچے کو پیش کرو... انہوں نے پیش کر دیا، اللہ نے دنبہ بھیج دیا بچا لیا، یعنی یہاں بھی گنجائش ہے... سمجھ رہے ہیں نا آپ... بھئی وہاں گنجائش ہے! خواب میں یہ تو نہیں کہا گیا تھا اے ابراہیمؑ! تم جانا، چھری رکھ دینا، ہم دنبہ بھیج دیں گے، بچہ بچ جائے گا... یعنی اسمعیلؑ و ابراہیمؑ کو یہ نہیں بتایا گیا کہ آئندہ کیا ہوگا... دونوں کو نہیں معلوم کہ کیا ہونے والا ہے، دونوں کو یہ معلوم ہے کہ قربانی دینا ہے اللہ کا حکم ہے۔ بتایا نہیں گیا کہ دنبہ آجائے گا، لیکن حسینؑ کو بتا دیا گیا ہے کہ دنبہ نہیں آئے گا۔

بھئی! بہت غور سے، یہ موضوع بڑا عجیب ہے اور یہ آپ کو سمجھتا ہے۔ بہت ضروری موضوع ہے اس صدی کے لئے، اس عہد کے لئے، اس زمانے کے لئے، آپ کے بچوں کے لئے، حسینؑ سے یہ نہیں کہا جا رہا ہے کہ ایسا کوئی مسئلہ درپیش ہو جائے گا کہ ہم اپنی رائے کو بدل دیں۔ یہ ہونا ہے، حتمی ہے... ایسا ہے۔ اور یہ مضرب ہے، تم یہ بتا دو کہ تمہیں منظور ہے یا نہیں، گواہ تمہارے بیٹھے ہیں سارے بزرگ، یہ نبیؑ ہیں، یہ میری کینرِ خاص فاطمہؑ ہیں، یہ علیؑ۔

حسینؑ اگر منع کر دیتے... دیکھئے! آیت میں لفظ ہے احسانا... اپنے ماں اور باپ پر اُس نے احسان کیا۔ اس کی تفسیر میں میں اتنا زیادہ آپ کو تیار کر رہا ہوں، اگر حسینؑ منع کر دیں تو کن کن لوگوں کی پلکیں جھکیں گی ان کا نام لیجئے... بچہ اگر کوئی کام خلافِ امید کر دے ایسا تو صرف دو پر اثر ہوتا ہے، ایک ماں پر، ایک باپ پر... اگر حسینؑ نہیں کر دیتے تو زہراؑ علیؑ کی پلکیں جھک جاتیں، ادھر حسینؑ نے ہاں کی زہراؑ نے عرش کو دیکھا... یہ ہے میرا بیٹا۔ علیؑ نے ناز سے عرش کو دیکھا... ادھر حسینؑ نے ہاں کی ادھر زہراؑ اور علیؑ کا سرِ فخر سے بلند ہو گیا۔

(۳۷)

ووصینا الانسان (سورہ اہقاف نمبر ۳۶ آیت نمبر ۱۵)

اس انسان کو ہم نے وصیت کردی

بوالدین فی احسانا

اپنے ماں باپ پر احسان کر

وہ تو بعد کی بات تھی کہ تو نے میری وصیت کو پورا نہیں کیا... جس کو وصیت کی جاتی ہے اس کا دیانت دار ہونا ضروری ہے، وہ وصیت میں خیانت نہ کرے، اسلام میں واجب ہے کہ جس کو وصیت کر دی جائے وہ وصیت پوری کرے، یہ بعد کی بات تھی کہ وصیت پوری کی یا نہیں، وعدہ وہاں ہوا ہے یہاں نہیں۔ جب خلقت ہو رہی تھی اس وقت وعدہ ہے، آکر کن کن نے وعدہ پورا کیا یہ بعد کی بات ہے، اس وقت کا غذا آیا ہے... ہاں کرنا ہے، مسئلہ ماں اور باپ کا ہے... پہلے اس نے ماں باپ پر احسان کیا۔

کیا احسان کیا؟ کہ اگر میں نہیں کروں تو بارگاہ الہی میں مرتبہ زہرا کا گھٹ جائے یا علی کا مرتبہ گھٹ جائے، حسین کی ایک ہاں نے رتبہ زہرا اور رتبہ علی کو بڑھا دیا... تو صرف آپ یہی کہتے نا... کہ حسین منی و انا من الحسین... حسین کی وجہ سے نبیؐ رہ گئے لیکن اس آیت کی وجہ سے میں کہوں کہ علیؑ اور فاطمہؑ حسینؑ کی وجہ سے رہ گئے۔

اچھا جب رہ گئے نبیؐ حسینؑ کی وجہ سے، علیؑ اور فاطمہؑ حسینؑ کی وجہ سے اور احسان کیا تو پھر محسن... اب محسن کیا؟ مسلم، پھر مومن پھر متقی اس کے اوپر محسن۔ محسن اس نے کہا نوحؑ کو، محسن اس نے کہا ہارونؑ کو، قرآن میں کہا موسیٰؑ محسن، الیاسؑ محسن، یونسؑ محسن، ذکر کیا اور بھی بہت سے محسن ہیں۔ ان کی صفات بیان کیں۔

کیا ہیں محسن...؟ محسن وہ کہ جس کے سپرد کوئی کام ہو کہ یہ کام تمہیں کرنا ہے اور وہ

اس کام کو پچاس گنا زیادہ سجا کر پیش کرے، اسے کہتے ہیں محسن۔ پھر سے فرق سمجھ لیجئے
مسلم وہ جو کلمہ پڑھ دے لا الہ الا اللہ... مومن وہ جو علی ولی اللہ کہہ دے، متقی وہ جو
تمام احکامات بجالائے، محسن وہ جس کے سپرد کوئی بڑا کام ہو... بھی مسلمانوں کے سپرد
اللہ نے کوئی کام نہیں کیا، عبادتیں کرو، سب کر رہے ہیں، جمادات..... (کیسٹ ختم،
جملہ ادھورا)

کہ کسی متقی سے کہا ہو کہ یہ کام تم کر کے دکھانا... لیکن محسن کے لئے جگہ جگہ ہے اللہ
کہتا ہے کہ ہم نے یہ سپرد کیا تھا اور میرے محسن نے کر کے یہ کام دکھا دیا... اعلان کر دیتا
ہے کہ یہ کام کہا تھا اس نے کر کے دکھا دیا... جب اس نے کہا! ہم نے ابراہیم سے کہا
کہ بیٹا پیش کرو، خواب دکھایا تو وہ قربانی کر کے انہوں نے دکھا دیا... نجس زی
المحسنین... ہاں! ابراہیم میرا محسن تھا، ہم اسے اجر دیں گے۔

نوح سے ہم نے یہ کہا یہ کام کرو، نوح نے کام کر دیا وہ میرا محسن تھا، الیاس سے میں
نے کہا یہ کام کر دو... اس نے یہ کام کر دیا وہ میرا محسن، ہارون و موسیٰ سے کہا تھا یہ کام کر دو
انہوں نے کام کر دیا وہ میرے محسن... یہ ہیں محسنین۔ جن کے سپرد کوئی کام ہو لیکن کام
کی نوعیت یہ نہیں ہے کہ کام کر دیا... مسلم کا کام ہے لا الہ... بس کہہ دیا لا الہ الا اللہ
... مومن کا کام ہے پورا کلمہ علی ولی اللہ تک پڑھے... پڑھ دیا، اذان میں بھی پڑھ رہے
ہیں، بچوں کو بھی رٹاتے ہیں، کتاب میں دیکھا پڑھ دیا، جب یاد آیا پڑھ لیا پورا کلمہ، بس
یہ اتنا کام ہے۔ متقی... بس ہر وقت عبادت کرے، سستی بھی پڑھے، واجبی بھی پڑھے،
تقویٰ اختیار کرے، پرہیز گار ہو، زاہد ہو اور اسکے پورے... آنکھ سے، چہرے سے، ہر
جگہ سے زہد، ایمان نظر آئے اور یہی تعریف ہے کہ اس کی آنکھیں بھی بتائیں کہ تقویٰ
ہے، کان بھی بتائیں کہ تقویٰ ہے... یہ آئمہ کے اقوال... اصول کافی میں پانچویں امام

۳۹

فرماتے ہیں کہ کان سے پتہ چلے کہ متقی ہے، یعنی یہ نہیں کہ صرف عمل ہو... کہ ہم متقی ہیں، ہم متقی ہیں... نہیں ہاتھ اٹھیں تو تقوے سے اٹھیں، پیر اٹھیں تو تقوے کی طرف جائیں، کان جو سنیں وہ بھی تقویٰ ہو، آنکھ جو دیکھے وہ بھی تقویٰ ہو... منہ سے جو نکلے وہ بھی تقویٰ ہو... یعنی اس کی رگ رگ تقویٰ ہو تب ہے وہ متقی... تو اس زمانے میں تو ملنا مشکل ہے، اس لئے کہ کان سے جھوٹ بھی سننا پڑتا ہے، منہ سے جھوٹ بولنا بھی پڑتا ہے، جھوٹ دیکھنا بھی پڑتا ہے، جھوٹی گواہی دینا بھی پڑتا ہے، اس ہاتھ سے رشوت لینا بھی پڑتی ہے، اس ہاتھ سے رشوت دینا بھی پڑتی ہے... تو کم از کم اگر لیتا نہیں ہے تو دینا تو ہوگا... رشوت دینا بھی جرم ہے تو متقی کہاں رہا...؟ تو ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گا، تلاش سے بھی نہیں ملے گا۔

اور اگر... یہ دس دن یہ عشرہ چل رہا ہے... آپ کے محلے میں کوئی صاحب رہتے ہیں تو ان کو لے کر آئیے گا، مجھ سے ملو دیجئے گا کہ جن کو آپ ڈھونڈ رہے تھے، متقی صاحب وہ یہ ہیں۔ ارے متقی ہونا تو بہت.. تلاش کہاں کریں گے؟ مومن کہاں ملے گا؟ مومن کہاں سے ڈھونڈ کر لائیں گے..؟ اگر اس کی تعریف کر دوں کہ ایمان کی کیا تعریف ہے؟ موضوع تو میرا ہے احسان اور ایمان، اس کی بھی تعریف ابھی ہوگی کہ ایمان کیا ہے؟ لیکن اس پر کہیں زیادہ بلند محسن ہے جس کے سپرد کام ہے۔

یعنی متقی، مومن اور مسلم کے سپرد کوئی بڑا کام نہیں... محسن وہ ہے جس کے سپرد کام ہے، اور جب کام اس کے سپرد کیا گیا تو محسن وہ اس وقت بنے گا کہ اس سے یہ نہیں کہا گیا کہ طریقہ کار کیا ہوگا کام کا.. یہ اس پر چھوڑا گیا ہے کہ کام تم کیسے سجاؤ گے؟ یہ تم کو کرنا ہے، ایک چارٹ ایک نقشہ بن کر نہیں آئے گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے، یعنی ابراہیم کے پاس نقشہ نہیں آیا تھا کہ گھر سے کیسے چلو گے؟ بچہ کو کیا لباس پہناؤ گے؟ چھری کیسی

ہوگی؟ چاقو کتنا بڑا ہوگا؟ دھار اس کی کیسی ہوگی؟ یہ سب خواب میں نہیں بتایا گیا تھا، یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ رسی کی بھی ضرورت پڑے گی کہ استعیل کے ہاتھ اور پیر باندھ دیں تاکہ تڑپیں نہ اور تڑپنے سے باپ کو یہ احساس نہ ہو کہ چھری چل رہی ہے تو بچہ تڑپ رہا ہے تو ابراہیمؑ نے رسی بھی ساتھ میں لی تھی اور ایک پٹی بھی ساتھ لی تھی یہ بھی خواب میں نہیں کہا گیا تھا کہ پٹی بھی باندھنا آنکھ پر، یہ بھی خواب میں نہیں بتایا گیا تھا کہ مشعر الحرم پہلے جانا، پھر عرفات جانا پھر منی جانا، زم زم کے پاس سے گزرنا... کنکریاں چننا، راستے میں شیطان ملے گا، ادھر ہاجرہ کے پاس شیطان جائے گا، دروازے پر جائے گا اور کہے گا تیرا بچہ قتل ہو رہا ہے، یہ سب خواب میں نہیں بتایا گیا تھا۔ یہ محسن نے خود اس یادگار کو سجایا، کام تھا تھوڑا سا، بچہ کے گلے پہ چھری رکھنی تھی، ابراہیمؑ نے اس کام کو سجایا، جو کام کو سجادے، دس گنا زیادہ، پچاس گنا زیادہ، سو گنا زیادہ... اُسے اللہ کہتا ہے میرا محسن۔

محسن کی تعریف یہ ہے کہ کام جو سپرد ہو، کام ہو چھوٹا سا لیکن اس کی سجاوٹ دیکھے گا اللہ تو کیسے کرتا ہے؟ اور حکم نہیں دے گا کہ سجاوٹ کر، یہ تیرے ذوق پر چھوڑا ہے کہ تو کیسے سجاتا ہے، کتنا گھڑ ہے، کتنا با ذوق ہے تو... ہم تیری سجاوٹ کو دیکھیں گے، کام تو تو کرے گا۔ یہ ہمیں معلوم ہے کام سے انکار نہیں کرے گا... اور ہم سجاوٹ دیکھیں گے اور جب تو سجاوٹ کر دے گا تو اس سجاوٹ کو مٹنے نہیں دیں گے۔

کام تھا گلے پر چھری رکھنا۔ ابراہیمؑ سجاتے چلے، کعبہ کے در سے چلے... پہلے اپنے گھر کا طواف کیا سات بار، پھر مشعر میں گئے، پھر عرفات میں گئے پھر منی میں گئے، کہا! اب قیامت تک ہر مسلمان کو یہی کرنا ہے ہر سال، سجایا ہے تم نے اس کا نام ہم نے حج رکھا۔

اس کا نام ہم نے حج رکھا... ہم نے جو کام ابراہیمؑ کے سپرد کیا تھا وہ اتنا سنا تھا کہ بچہ کو حلال کر دو ہماری راہ میں، گلے پر چھری رکھ دو... اور یہی کہا ابراہیمؑ نے خواب... میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری گردن پر چھری چلا رہا ہوں... تو خواب یہی تھا اور تین دن یہ دکھایا گیا تو اس میں یہ بھی نہیں تھا کہ سر کٹ گیا... بس تین دن یہی دیکھا کہ اسمٰعیلؑ لیٹے ہیں اور گلے پر باپ نے چھری رکھی ہوئی ہے... یعنی چلتے ہوئے بھی نہیں دیکھا، بس اتنا... تو اب جتنا کام تھا اس کے آگے کا دکھایا... یعنی چھری چلا دی اور چھری چل گئی... اور جب چھری چل گئی خون کی دھارا ابراہیمؑ کے قدموں تک آگئی تو اطمینان ہو گیا کہ ہاں! ذبح ہو گیا، لیکن جب پٹی ہٹی تو دُنبہ تھا... کام تو پورا کر دیا... اب یہ کوئی تھوڑی کہا تھا ابراہیمؑ نے کہ یہاں پر بچہ کی جگہ تو دُنبہ بھیج دینا میں چھری رکھوں گا... یہ تو اُس نے کیا کہ ہاں! تو میرا محسن ہے تو نے کام کر کے دکھا دیا، سچایا اتنا اچھا ہے تو نے کہ اس کے صلہ میں... هَلْ جَزَاءُ إِلَّا الْحُسْنٰی... (سورہ رحمان) تو نے احسان کیا تو احسان کا بدلہ احسان ہے... اور جو بدلہ دیا جائے وہ اس سے دس گنا زیادہ ہو... دیکھئے جو دوسرا احسان کرے گا وہ چھوٹا نہیں ہونا چاہئے وہ بڑا احسان ہونا چاہئے، تو بڑا احسان کیا...؟ ذبحِ عظیم۔

تم نے چھری چلا دی... ہم نے دُنبہ بھیج دیا، ہم نے ذبحِ عظیم بنا دیا، اب اس میں یہاں پر یہ ظاہر نہیں کہ ذبحِ عظیم کون بنا...؟ کچھ مفسرین کہتے ہیں کہ وہی دُنبہ جو آیا تھا وہی ہے ذبحِ عظیم... کسی نے کہا نہیں اسمٰعیلؑ ہیں ذبحِ عظیم، اگر دُنبہ ہے ذبحِ عظیم تو اتنے بڑے کام کا صلہ ایک دُنبہ...؟

جو کام ابراہیمؑ کے سپرد ہوا ہے کہ مجھ پر احسان کرو، تو جو کام ابراہیمؑ نے کیا اس کے صلہ میں ایک دُنبہ...! ابراہیمؑ کا کام کتنا بڑا ہے کہ قیامت تک کا ایک غریب نارہے

(۴۲)

ہیں، مسلمانوں کی بخشش کے لئے حج بھی ایک راستہ ہے... حج کے معنی ہیں قصد، ارادہ.. اللہ کی طرف جانے کا ارادہ... وہاں سے راستہ جاتا ہے اللہ میاں کے ہاں تک... یہی تو اللہ کا گھر ہے، یہاں سے راستہ جاتا ہے اللہ تک... لوگ جاتے ہیں اس راستے کو تلاش کرنے۔

ارے بھئی! اسی لئے تو گھر کے گرد پھرتے ہیں راستہ کدھر ہے؟ راستہ تو اللہ نے کھولا اور پھر بند کر دیا، راستہ ملتا ہی نہیں، نشان تو ہے لیکن راستہ نہیں ملتا، دروازہ سے جانہیں سکتے اس لئے کہ اس میں تالا پڑا ہے، چابی ہے حاکم کے پاس تو کہیں نہ کہیں راستہ ڈھونڈتے ہیں کہ شاید کوئی روحانی راستہ مل جائے۔ وہاں سے راستہ جاتا ہے، حج کے معنی قصد... ارادہ، کیا ارادہ؟ اللہ کی طرف ہجرت کا ارادہ... اس کی طرف سفر، اللہ سے قربت۔

حج...! دے رہے ہیں ابراہیمؑ، اس کے صلہ میں کیا دیا اللہ نے کہا ایک دنبہ یا ایک خطاب دے دیا ذبح اللہ... تو اب تو حج ہی گئے اگر خطاب یہ ملا بھی ہے ذبح اللہ کا تو کیا؟ اب محسن ہیں ابراہیمؑ، ابراہیمؑ سے بڑا محسن اللہ... صلہ کئی گنا زیادہ دے، تو کیا صلہ؟ صلہ یہ دیا کہ تمہاری نسل میں رہے گا ذبح عظیم یعنی وہ قربانی بھی جو ہوگی وہ آل ابراہیمؑ میں لکھی جائے گی اور دونوں قربانیوں کو متصل کر دیں گے، تم نے دس روز کا کام کیا ہے، پہلی ذی الحجہ سے لے کر بقرہ عیدہ ذی الحجہ تک... کام تھا دس منٹ کا، دس دن میں پورا کیا، اسی سے مہینہ جوڑ دیں گے محرم کا... تمہارے دس دن ختم ہوئے اب تمہاری نسل میں جو ذبح عظیم آئے، دس دن اس کے بھی... ایک عشرہ تمہارا، ایک عشرہ تمہارے پوتے کا۔

یعنی بڑی قربانی جو کائنات کی ہے، سب سے بڑی قربانی ابراہیمؑ وہ تمہارے نام،

(۴۳)

کتاب بڑا صلہ اللہ نے دیا کہ حسین کو ابراہیم کی نسل میں رکھا، یہ ہے ابراہیم کا صلہ۔ دُنیا اور بکر ا صلہ نہیں ہے جو آپ ہر سال بقر عید میں دے دیتے ہیں۔ وہ تو آپ نے کاٹا اور خود کھا لیا، دوستوں کو بانٹ دیا اور انتظار میں بیٹھے رہے کہ اس کے بدلے میں دوست کتنا بھیجے گا؟

یہ انتظار اگر یہی ہے سب کچھ تو یہ تو آپ کے سامنے ہے، یہ جو بقر عید ہے، یہ تہوار نہیں ہے صلہ ابراہیم کا، نہیں سمجھ میں آیا۔ بقر عید ابراہیم کا صلہ نہیں ہے، محرم ابراہیم کے کام کا صلہ ہے۔ یہ پوری عزاداری ابراہیم کے اس عمل کا صلہ ہے... دیکھا آپ نے اللہ نے ابراہیم کو کتاب بڑا انعام دیا... هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ... (سورہ رحمان) تم نے احسان کیا، توجہ... تم نے ہمارے دین کو حج دیا... ہم نے تمہاری نسل میں عزاداری دی۔ حج سے بڑی ہے عزاداری۔

کیسے؟ حج رہ گیا اس عزاداری سے... اور متصل کر کے بتایا محمد باقر نے... جب شہادت کا وقت آیا تو بیٹے کو بلا کر کہا... کہ ہر سال حج کے درمیان میں جب حج تمام ہوتا ہے تو منیٰ میں میں خیمہ لگا کر حبشی غلاموں سے... جو افریقہ سے آتے ہیں، میں حسین کا ماتم منیٰ میں کروانا تھا، اب کوئی محمد باقر سے پوچھے، یہاں اسمعیل کو قربان کیا گیا یہاں حسین کا ماتم ہر سال کیوں کراتے ہیں؟ امام نے جوڑ کر بتایا کہ اسمعیل اور حسین کی قربانی سے ربط کیا ہے؟

ماتم منیٰ میں ہو تو وصیت کی کہ میں ماتم کروائی کا ان کو وظیفہ دیتا ہوں... ان کا وظیفہ بند نہ ہو، کس سے کھہر ہے ہیں امام صادق بیٹے سے کہ اگر وظیفہ بند ہو گیا تو ماتم بند ہو جائے گا، بیٹا وہ ماتم منیٰ میں ہوتا رہے۔ یعنی عزاداری منیٰ میں، عزاداری کا تعلق اسمعیل سے ہے۔ کیا اقبال سے سمجھا دوں...؟ ع

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسین ابتدا ہیں اسماعیلؑ

تو گویا عزا داری داستانِ حرم ہے، ابتدا اس کی اسماعیلؑ، اور انتہا حسینؑ اب یہ کیسے بتایا جائے تو دیکھئے اقبالؒ نے نہایت کو پہلے بتایا، ابتدا کو بعد میں... مصرعہ الٹا پڑھا جائے... اسماعیلؑ سے حسینؑ... لیکن اقبالؒ کہہ رہے ہیں حسینؑ سے اسماعیلؑ، اگر اسماعیلؑ پہلے کہہ دیتے تو بات نہ بنتی، یعنی اسماعیلؑ پہچانے گئے حسینؑ کی وجہ سے تو پہلے حسینؑ کا نام لیا... داستانِ حرم جو زندہ ہے تو وہ زندگی جو ہے داستانِ حرم کی وہ حسینؑ کی وجہ سے ہے... ہاں! یہ صحیح ہے کہ ابتدا اسماعیلؑ تھے، اب دیکھئے میری طرف دیکھئے گا... حضرت ابراہیمؑ کہاں پیدا ہوئے؟

شہر اُرمیں... اُرم (UR) کہاں ہے...؟ عراق میں، کس مقام پر، نینوا میں... گھر کہاں پر بنا ہے، محلہ کون سا ہے؟ کربلا... کس مقام پر گھر ہے ابراہیمؑ کا...؟ جہاں آج روضہ حسینؑ ہے۔ نشیب میں چلو، نشیب میں چلو... گھوڑے سے کہا نشیب میں چلو... کیا ہے نشیب میں؟ وہ نشیب جو ہے وہاں بنیادیں تھیں جو ابراہیمؑ کے گھر کی گرچکی تھیں... کچا مکان تھا اسی میں نشیب میں، اس مکان کو گرے ہوئے پانچ ہزار برس گزر چکے تھے۔ پوتا آیا تھا اپنے دادا کے گھر میں، گویا وارث آیا تھا، وصی آیا تھا وصیت کو پورا کرنے وہاں، جہاں اس کا اپنا گھر تھا، اپنی زمین تھی۔

بھئی! وہ میں حسینؑ اپنے دادا کے گھر میں بیٹھے تھے، یزید کے قصر پر حملہ نہیں کیا تھا، یزید آیا لشکر لے کر حسینؑ کے گھر پر چڑھائی کرنے، جو جس کے گھر پر حملہ کرتا ہے جارح وہ ہوتا ہے جو حملہ کرے کسی کے گھر پر... حسینؑ باغی نہیں ہیں، یزید باغی ہے۔

یزید آیا ہے لشکر لے کر حسینؑ کے گھر پر حملہ کرنے کے لئے، اپنے دادا کی زمین پر

بیٹھے ہیں، نمرود نے کہا آگ میں پھینک دو، آگ گلزار بن گئی، کہا اب یہاں نہیں رہیں گے.. جگہ چھوڑ دی... کون سی جگہ؟ کربلا... کربلا کیا ہے؟ کیوں ہے نام اس کا... کرب...
...اللہ... کرب عبادت کا مقام، اللہ... اللہ کی عبادت کرنے کا مقام، ابراہیمؑ کی مسجد یہاں بنی تھی جہاں سجدے کرتے تھے، اسی جگہ آج حسینؑ کا روضہ بنا ہے... نام ہے اس کا کربلا، اب بھی وہ کرب اللہ ہے اب بھی وہ اللہ کا گھر ہے۔

اور وہاں سجدے ہوتے ہیں، وہاں سجدے ہوتے رہیں گے، اس لئے ہوتے رہیں گے کہ کائنات کا سب سے بڑا سجدہ وہاں ہوا... اسی مقام پر ہوا ہے اس لئے اس سے بڑی مسجد کوئی ہو ہی نہیں سکتی جہاں دنیا کا سب سے بڑا سجدہ پیش کیا گیا ہو۔ ابراہیمؑ وہاں سے چلے ہجرت کی، کہاں آئے؟ مکے آئے، ابراہیمؑ جب آئے کربلا سے مکے... تو ایک راستہ اپنایا... پانچ ہزار برس تک اس راستے پر کوئی نہیں چلا... اس لئے کہ وہ راستہ کوئی جانتا ہی نہیں تھا، اس راستے سے صرف ابراہیمؑ واقف تھے کہ جو کربلا سے آتا تھا مکے تک، کعبے تک اور راستے تھے، نقشہ اگر کبھی سعودی عرب کا آپ کے پاس ہو تو دیکھئے گا، کتنی وادیاں، کتنی نہریں کتنے راستے ہیں، کس شہر کو کون سی شاہراہ جارہی ہے۔ اس میں امام حسینؑ کا اور ابراہیمؑ کا سفر ہے... بڑی ہستیوں کے سفر دکھائے گئے ہیں نقشوں میں، یہ راستہ کسی نے نہیں اپنایا... پانچ ہزار برس کے بعد آٹھ ذی الحجہ کو مکے سے حسینؑ نکلے، حج کو چھوڑ کر... سفر تھا شہادت کا تو اس راستے پر چلے جس راستے سے ابراہیمؑ کربلا سے کعبے آئے تھے... آپ صلوٰۃ پڑھ لیجئے اور ذرا سا سوچ لیجئے تو آگے بڑھوں...

کیا کہا اللہ نے؟ میرے بندے نے ہجرت کی میری طرف، ابراہیمؑ چلے اور آئے میری طرف ہجرت کر کے... اور یہ ابراہیمؑ نے کہا کہ میں ہجرت کر کے جا رہا ہوں اپنے

(۴۶)

رب کی طرف، سفر کہاں سے ہوا، کربلا سے کعبے تک، منزل کیا ہے ابراہیمؑ کی... کام شروع ہو رہا ہے کربلا سے، ختم کہاں ہو رہا ہے کعبے میں... ابراہیمؑ کا کام کہاں پر ختم ہوا کعبے میں، حسینؑ کا کام کہاں سے شروع ہوا... جہاں ابراہیمؑ کے کام کی معراج تھی وہاں سے حسینؑ کے عظیم کام کا آغاز ہوا... تو وہ کام کتنا بڑا ہوگا جہاں سے ابراہیمؑ نے آغاز کیا تھا وہاں حسینؑ جب کام کو کامل کریں گے تو وہ کام کتنا بڑا ہوگا؟

وہ کام اتنا بڑا ہو کہ سورہ احقاف میں اللہ اعلان کرے کہ وہ کام ہو گیا، اس میرے محسن نے وہ کام کر کے دکھا دیا اور پھر اس نے احسان کیا... یہ کام اتنا بڑا ہے، اتنا بڑا کام ہے کہ حسینؑ نے اس کو سچایا... ۲۸ رجب سے سچایا اور پہلے سے سچایا، کہاں کہاں سے سچاؤئیں ہیں یہ بھی گفتگو ہوگی کہ حسینؑ نے اپنے کام کو کیسے سچایا...؟ کس کس طرح سچایا ہے؟ کس شان سے سچایا ہے؟ اور حسینؑ کے ساتھ، جب حسینؑ یہ کام کرتے ہیں تو ماں بھی ساتھ مددگار ہے اور باپ بھی مددگار ہے... دیکھئے نقطہ آغاز حسینؑ کربلا سجاتے ہیں،..... لکھتے ہیں کسریٰ کی حکومت کی سرحد سے، بغداد سے کہ کسریٰ ایران کی کچھ شاہزادیاں اپنے کارواں کے ساتھ ہماری طرف سے گزری ہیں، ہم قافلے کو روکے ہوئے ہیں۔ علیؑ کا خط پہنچا... بعد احترام انہیں مدینہ تک پہنچا دو... وہ نہ قیدی بنائے جائیں، نہ ان پر کوئی ظلم ہو... یہ کیا راز ہے؟

دنیا نے کہا کہ جب فتح ایران ہوئی تب کسریٰ کی شاہزادیاں آئیں، دیکھئے تاریخ کتنی غلط ہے، اس وقت حسینؑ گیارہ برس کے ہیں، گیارہ برس میں کسی بچہ کی شادی نہیں ہوتی، علیؑ کے عہد میں حسینؑ بیستیس برس کے ہیں، شادی کی عمر یہ ہے اور جب... اب یہ کہ اتنے برس کے بعد یہ قافلہ آتا ہے تو فتح ایران کب ہے...؟ آپ کو معلوم ہے کس نے ایران فتح کیا؟ کون کمانڈر ان چیف ہے، جس نے کوفہ بنایا... وہ عمر سعد کا باپ

(۴۷)

ہے، حسینؑ کے قاتل کا باپ ہے جس نے علیؑ کے درس میں بیٹھ کر پوچھا ہے... بتائیے میرے سر پر کتنے بال ہیں؟ علیؑ نے کہا بتا دو دو لیکن تو گن نہیں سکتا... ہاں یہ بتا دوں تیرے گھر میں میرے بیٹے کا قاتل پرورش پا رہا ہے، سلونی کہنے کے بعد جو سوال ہوا... اسی ابنِ سعد کے باپ نے کیا۔

فتح ایران... لوگوں نے کہا ہاں! اسی دور میں... نہیں اس دور میں نہیں بلکہ جب ایران فتح ہوا تو شاہی خاندان ہجرت کر گیا ایران سے، آج بھی جب آپ زیارت کرنے جائیں سلمان پاک اور سلمان کے مزار سے دس قدم آگے بڑھیں... سامنے کسریٰ کا محل، وہ محل بلند محل کہ جب رسول خدا پیدا ہوئے، اس کا آتش کدہ بجھ گیا، اس کے چودہ کنگرے گر گئے... وہی محل، پورا محل تباہ ہو گیا لیکن ان کے عبادت کی محراب اب تک باقی ہے، جو بلند ترین محراب ہے اور اسی کو آثارِ قدیمہ کے طور پر حکومت نے تار لگا کر بند کیا ہوا ہے اندراب کوئی نہیں جاسکتا... پہلے کھلی ہوئی تھی وہ جگہ اور مفتاح الجنان میں جو زیارتوں کا چھپر Chapter ہے اس میں یہ بھی زیارت ہے کسریٰ کا یعنی ایران کے بادشاہ کے محل کی زیارت لکھی ہے شیخ عباس قمی نے... اور اس میں یہ ہے کہ جب کسریٰ کے محل میں داخل ہو تو دو رکعت نماز ادا کرو... اس محراب عبادت میں پہنچ کر کسریٰ میں محل میں دو رکعت نماز پڑھو، کیوں، وہیں حاشیے میں مفتاح میں پڑھئے گا... کیوں؟ کہ جب علیؑ آئے صفین کی لڑائی کے بعد اور جب کسریٰ کے اس کھنڈر میں پہنچے تو سب سے پہلے علیؑ نے دو رکعت نماز ادا کی مع لشکر کے... اور جب نماز ادا کر چکے تو پھر ایک ایک جگہ پر گئے اور اپنے فوجیوں کو بتاتے گئے یہ عدلیہ کا مقام ہے، یہاں بیٹھ کر بادشاہ عدل کرتا تھا، ایران کا بادشاہ یہاں سے عدل کرتا تھا، یہ اس کی خوابگاہ ہے یہاں پر سوتا تھا، یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سے فوج ملاحظہ کرتا تھا۔

یہ وہ مقام ہے جہاں آتشکدہ تھا آگ جل رہی تھی، یہ وہ محراب ہے جہاں کسریٰ والے اپنی عبادت کرتے تھے، ایسے علیٰ نے بتایا کہ جیسے ایک ایک جگہ علیٰ کی دیکھی ہوئی ہے اور صفین کی لڑائی کی واپسی کے بعد۔

ایران کب فتح ہوا؟ اور یہی قصر جب اپنی شان و شوکت کے ساتھ موجود تھا، ایران کے بادشاہوں کو کسریٰ کہتے تھے جیسے روم کے بادشاہوں کو قیصر کہتے تھے، کسریٰ خطاب ہے اور ڈھائی ہزار برس پرانی یہ سلطنت تھی... سائرس اعظم اس کا بانی سکندر ذوالقرنین اور سیلکڑوں بڑے بڑے بادشاہ، جمشید جیسے، کچھرو جیسے بادشاہ... بڑے بڑے بادشاہ اس نسل میں آئے، نوشیروان عادل بہت مشہور بادشاہ اس کا بیٹا خسرو پرویز، اس کا بیٹا یزدو جرد، یزدو جرد کی تین بیٹیاں... گیہان بانو، شہر بانو، خورشید بانو اور ایک بیٹا فیروز۔ یزدو جرد جب ایران پر حملہ ہوا تو اس قصر کو چھوڑ کر چلا اور بحیرہ اپنے پورے خاندان کو لے کر افغانستان چلا گیا اور غزنی میں جا کر افغانستان میں خاندان آباد ہوا، وہیں مرا... بیٹیاں چھوٹی چھوٹی تھیں، بیٹا بھی چھوٹا تھا وہیں رہے، بیٹیاں بڑی ہوئیں تو ایک بیٹی کی شادی کا پیغام گوالیار کے مہاراجہ سندھیار او بالاجی راؤ نے دیا... اس نے شادی کر دی اس لئے کہ مہاراجہ کا پیغام تھا، مگر کا پیغام تھا تو خورشید بانو بیاہ کر ہندوستان چلی گئیں۔

جب باپ مر گیا تو فیروز تو وہیں رہا اور اس کی ساتویں نسل میں محمود غزنوی آیا... فیروز کی ساتویں نسل میں محمود غزنوی آیا، دو بیٹیاں رہ گئیں گیہان بانو اور شہر بانو... انہوں نے افغانستان کیوں چھوڑا؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک رات شہر بانو نے جن کا نام پہلے شاہ جہاں تھا... ابھی شہر بانو نام نہیں تھا، مشہور ہیں وہ شہر بانو کے نام سے لیکن پہلے ان کا نام شاہ جہاں تھا۔

انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک خوبصورت باغ ہے اور اس باغ میں نہریں بہہ رہی ہیں اور خوبصورت درخت لگے ہیں ایسے میں ایک محراب سے ایک نوجوان مسکراتا ہوا باہر آیا، جیسے ہی اس جوان پر نظر گئی ان کی آنکھ کھل گئی اور اب ایک بار اس بی بی نے بار بار اپنے سے کہا کہ ایسا حسین چہرہ! ہم نے کبھی نہیں دیکھا، آنکھ سے آنسو نکل آئے، دعا کی کہ کاش یہ چہرہ پھر نظر آئے۔۔۔ رات کو سوئیں تو پھر وہی باغ دیکھا، وہی نہریں، ویسے ہی درخت، وہی فضا، وہی سماں۔۔۔ لیکن اسی محراب سے ایک بی بی بہت ہی نورانی شکل کی برآمد ہوئیں جہاں سے وہ جوان آیا تھا، یہ خاموشی سے اس بی بی کو دیکھنے لگیں۔۔۔ وہ بی بی قریب آئی کہا کیوں پریشان ہو؟ کہا یہاں سے ایک جوان کل آیا تھا تمنا ہے کہ میں اسے دیکھوں۔

کہا وہ جوان میرا بیٹا حسینؑ ہے، لیکن تم اس کو اس وقت دیکھ سکتی ہو، جو میں کہوں، ویسا کرو، میں نے انتخاب کیا ہے کہ میں تمہیں اپنے گھر کی بہو بناؤں، کیا ایک جملہ میں نے سچ تقریر میں کہا تھا کہ جب بڑا کام حسینؑ کریں گے۔۔۔ اور جب اس کی سجاوٹ کریں گے تو ماں اور باپ دونوں ساتھ دیتے جائیں گے۔

دیکھنے بیہوش ہو کر آپ بیٹھتے ہیں۔۔۔ میں اپنی خطابت۔۔۔ میں نے کہا خطابت کرنا مشکل نہیں ہے، سننا مشکل ہے۔۔۔ یہ ہے مسئلہ۔۔۔ مجھے سب یاد رہتا ہے کہاں کیا جملہ کہا ہے۔۔۔ اب اختیار کیا ہے سفر زہرا کے کہنے پر۔۔۔ نقشہ دے دیا گیا، کہاں جانا ہے؟ ہجرت کی ہے اور پھر اسی راہ سے گزری ہیں اپنے قصر کی طرف سے۔۔۔ اور وہاں کے گورنر حُرِیث نے علیؑ کو خط لکھا ہے، وہی قصر جو آج بھی بنا ہوا ہے اور اسے جا کر دیکھئے، بڑے بڑے طوفان آئے، بارشیں ہوئیں لیکن وہ بلند محراب جو آسمان سے باتیں کر رہی ہے، اس کا ایک pillar گر چکا ہے لیکن محراب قائم ہے وہ اب تک نہیں گری۔۔۔ اس لئے

کہ جب کسریٰ کا بادشاہ یزدو جرد اپنے خاندان کو لے کر چلنے لگا اور پورے محل کو چھوڑ دیا... تو اس محراب کے نیچے جہاں وہ عبادت کرتا تھا... آ کر جب گھوڑے پر سوار ہو رہا تھا تو اس نے محراب کی طرف دیکھ کر کہا تجھ کو رخصتی سلام کرنے آیا ہوں، تجھے آخری سلام کرنے آیا ہوں، اور اے محراب قصر کسریٰ تو اس وقت تک نہیں گر سکتی جب تک میری نسل میں ایک مہدی نہ آجائے... اب میں کیسے بتاؤں کہ ایمان کی تعریف کیا ہے اور احسان کی تعریف کیا ہے؟ یہ کون سا کلمہ نکلا ہے اگر وہ مجوسی ہے اور کافر ہے تو غلط ہونا چاہئے تھا، محراب کو گر جانا چاہئے تھا چودہ سو برس کے بعد، جب پورا قصر نہ رہا تو اب محراب کیوں باقی ہے؟

اس سے اندازہ ہوا کہ ایمان کا فیصلہ فتوے نہیں کرتے اور اس کی مثال سورہ کہف میں اللہ نے بیان کر دی کہ نہ کوئی نئی آیت نہ کوئی تبلیغ کرنے آیا لیکن سات آدمی ایمان کو چھپا کر، اللہ کو پہچان کر غارتک آ گئے، کچھ لوگ کلمہ پڑھ کر غارتک آتے ہیں ایمان کو نہیں پاتے... اور کچھ دل میں ایمان لے کر آتے ہیں اور غار میں چھپ جاتے ہیں تو اگر سو بھی رہے ہوں تو چھ مہینے اللہ ادھر کر وٹ دلاتا ہے، چھ مہینے ادھر کر وٹ دلاتا ہے اور قیامت تک زندہ رکھتا ہے، ایمان کی سچائی یہ ہے کہ تم ہم پر احسان کرو تو ہم اس کا حق یوں ادا کرتے ہیں کہ تمہارے ایمان کو قرآن میں جلوہ فگن کر دیتے ہیں، یہ احسان ہے، یہ ایمان ہے۔

ہم فیصلہ کرنے والے کہ کون صاحب ایمان ہے؟ بحث ابوطالب، عبدالمطلب کی ہے... پہلے اس کی تو بحث کر لیجئے کہ اللہ کہتا ہے کہ اے حبیبؑ کبھی کسی کافر اور مشرک کی تعریف نہ کیجئے گا اور پوری ہزاروں حدیثیں دیکھ جائیے گا کہ کسی مشرک، کسی کافر کی تعریف رسولؐ کی زبان سے نہیں ہوئی لیکن عجیب بات ہے کہ مسلمانوں نے یہ دونوں

حدیثیں لکھیں کہ دو کافروں کا ذکر رسولؐ نے اپنی بزم میں کیا... اور اصحاب سے کیا اور تعریف کی۔

اللہ منع کرے کافر اور مشرک کی تعریف نہ کیجئے گا اور رسولؐ خدا یہ کہیں کہ دو ہستیاں ایسی... ایک نوشیروان عادل جو اپنے عدل سے مشہور ہے، ایک حاتم طائی... جو اپنی سخاوت سے مشہور ہے تو بات کفر کی اور شرک کی نہیں ہے بلکہ اس صفت کی ہے جو دونوں میں پائی جاتی ہے کیوں کہ بنی ہاشم کا طرہ امتیاز تھا عدالت بھی اور سخاوت بھی... جہاں بھی تھی رسولؐ نے ان کی تعریف کی، وہ نوشیروان عادل ہو یا قبیلہ طے کا سردار حاتم طائی ہو... اور صرف یہی نہیں کہ زبان سے ایک حدیث دے دی، ایک پنکھا نوشیروان عادل کو اللہ نے دے دیا، ایک پنکھا حاتم طائی کو دے دیا۔

ان کی صفت عدالت ہے، اس کی صفت سخاوت ہے... صرف یہی نہیں کہ سخاوت کی تعریف کر دی... جنین کی لڑائی میں طے قبیلہ کافروں کے ساتھ شامل تھا، اس میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی... جب سب اسیر ہوئے اور مدینے کی منزل میں اسیروں کو لایا گیا تو حکم دے کر آئے تھے حنین کے میدان میں کہ اسیروں کے ہاتھ نہ باندھے جائیں احترام کے ساتھ لانا۔ اس میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی جب پتہ چلا نبی کو کہ اس قبیلہ کے سردار کی بیٹی آرہی ہے تو جیسے ہی وہ مسجد میں داخل ہوئی تو نبی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اس کی تعظیم کے لئے اور اپنے دوش کی عبا اتار کر بچھا دی اور اس پر بٹھایا... ایک سخاوت کسی میں ہو تو خلق عظیم، انبیاء کا سردار، ایک لاکھ کا سر تاج، ایک کافر کی بیٹی کی تعظیم کو اٹھ کر کھڑا ہو جائے یعنی اس کی سخاوت اتنی بڑی کہ اس نے جن بندوں کو... اللہ کے بندوں کو... پالا اللہ نے اس کافر کے احسان کو مانا، اب اس کا احسان کہ بیٹی آئے تو میرے محبوب اٹھ کر کھڑے ہو جانا۔

تو جب حسینؑ اتنا بڑا محسن ہو تو اس کے احسان کو بندے کیسے اُتاریں! اللہ یہ چاہتا ہے میرے حسینؑ کا احسان اتارا جائے اس لئے عزاداری پیش کی ہے اللہ نے اپنے بندوں کے سامنے کہ یوں مناؤ کہ جو احسان حسینؑ نے مجھ پر کیا ہے وہ اتر جائے کچھ لوگ نہیں چاہتے کہ اللہ پر سے حسینؑ کا احسان اترے... تو وہ دشمن ہو جائیں عزاداری کے، وہ نہ کریں دل لگا کے عزاداری... تو وہ حسینؑ کے دشمن نہیں ہیں وہ اللہ کے دشمن ہیں۔ وہ حکم اللہ کے خلاف ہیں... اور جو حکم اللہ کے خلاف کام کرے وہ مشرک ہے، وہ شرک کرتا ہے۔

رسولؐ خدا اٹھ کر کھڑے ہو گئے، یہ ہے حاتم طائیؓ کی بیٹی کی آمد... اب اگر نبی ہوتے اور نو شیرواں کی پوتی آتی... اگر شہر بانو آتیں تو اب وہ جو نبی کا وصی ہو وہ وہی کام کرے جو نبی کر رہا ہے اگر حاتم طائیؓ کی بیٹی آئی ہے تو نبی کھڑے ہوئے ہیں اگر نو شیرواں عادل کی پوتی آئی ہے تو علیؓ کھڑے ہو جائیں۔ یہی ہوا... جب دونوں آئیں.. گیہان بانو اور شاہ جہان تو چادریں علیؓ نے اپنی لے کر ایک محمد ابن ابی بکر کے ہاتھ بھیجی... ایک حسینؑ کے ہاتھ بھیجی۔ کہا محمد! گیہان بانو سے تم عقد کرو خود عقد پڑھوایا۔ حسینؑ اور شاہ جہان کا عقد علیؓ نے پڑھوا کر اپنے گھر کی چادر شہر بانو پر ڈال دی، گویا دلہن رخصت ہو کر آرہی ہے، کربلا کی عبارت کا پہلا ایک نکتہ رکھا گیا... حسینؑ سجاوٹ شروع کرنے والے ہیں۔ آپ کہاں بیٹھے ہیں!... کہ کام سپرد ہے اس کا نقطہ آغاز ہے، کام کی سجاوٹ ہو رہی ہے... پس تقریر ختم ہو گئی... سجاوٹ ہو رہی ہے اور کس شان سے...! کہ جب بیاہ کر بنی ہاشم کے گھر میں لڑکی آتی تھی تو نام اس کا کچھ بھی ہو خطاب بنی ہاشم دیتے تھے اور پھر، ہو خطاب سے ہی مشہور ہوتی تھی۔

عباسؑ کی ماں کا نام ہے.. فاطمہؑ کلابیہ بنت حزام... کلابیہ.. لیکن مشہور کیا ہیں؟

(۵۳)

اُمّ البنین! یہ خطاب ہے، جناب ام رباب کا نام ہے سلمہ... خطاب ہے ام رباب۔
 امام حسن کی زوجہ کا نام ہے رملہ خطاب ہے ام فروہ... یہ سب خطاب علیؑ نے دیئے
 بہوؤں کو لیکن ابھی دیکھئے کہ یہ بہو جو آرہی ہے جو حسینؑ کی ازواج میں سب سے بڑی
 ہیں... پہلی بیوی حسینؑ کی بیاہ کر آرہی ہیں، نام ہے شاہ جہاں علیؑ نے خطاب دیا
 شہر بانو۔

یہ واحد خطاب ہے اس گھرانے میں جو اس شان کا ہے.. شہر بانو...! شہر کی مالکہ...
 بانو...؟ شہر کی مالک، کیا شہر مدینہ کی مالک؟ ارے! اس کا تو پورا ایران ہے وہ کسریٰ کی
 ملکہ ہے۔ ایران چھوٹا سا نہیں ہے بہت بڑا ملک ہے وہ وہاں کی.. اور پرانا ایران آپ کو
 معلوم ہے کہاں تک تھا...؟ سامرہ تک بغداد تک... یہ بغداد اور سامرہ سب ایران کا
 حصہ ہے یہ پرانی لڑائی عرب اور ایرانیوں کی اس بات پر چلی آرہی ہے کہ یہ حصہ ہمارا
 ہے اور دیکھئے ناکہ سلمانؑ کی جہاں قبر ہے وہ بغداد ہے، سامرہ کی سرحد ہے اور وہاں
 کسریٰ کا محل ہے۔

دارالحکومت بغداد تھا کسریٰ کے بادشاہوں کا اب وہ بغداد عراقیوں کا دارالحکومت
 ہے۔ یعنی قبضہ ہو گیا، پہلے قبضہ تو پورے ایران پر ہی ہو گیا تھا اس لئے فردوسی نے کہا
 کہ یہ عرب کے بدو جمشید اور دارا کے تخت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں... یہ جانور چرانے
 والے تخت پر بیٹھیں گے؟ فردوسی نے اپنے شاہنامے میں کہا ہے.. کیا ہو گیا ہے ان
 بدوؤں کو؟ تو یہ ایرانی عجم اور عرب کی لڑائی بہت پرانی ہے... دشمنی تھی دشمنی... بیچ کی
 دیوار ایسی اٹھی ہوئی تھی دشمنی کی کہ دیوار سد راہ ہو گئی تھی۔

لیکن کس شان سے علیؑ نے اس دیوار کو گرایا.. عجم کی شاہزادی کو بیاہ کر لائے... کس
 کے لئے؟... عرب کے سب سے بڑے شاہزادے.. سر تاج عرب کے بیٹے کے لئے،

یوں دیوار گردی۔ دیکھئے! سجاد یوں ہوتی ہے... معلوم ہے کہ کہاں کس طرح حسین کے غم کا سفر ہے؟ ادھر سے ہو کر ہندوستان جائے گا۔

تو روٹ route پر نظر ہے... دیکھئے! عزاداری پر نظر ہے... کر بلا کا واقعہ جو ہے اس کی تیاری ہے تو عزاداری کے سفر پر نظر ہے کہ حسین کا پیغام کس روٹ route سے جائے گا؟ ایران کی بیٹی بیاہ کر آئی ہے۔ کیا اہتمام ہوا ہے! شہر بانٹو آئی ہیں تو خطاب اس لئے نہیں کہ اس شہر کی ملکہ... نہیں غور کیا آپ نے؟۔

میں شہر علم ہوں علی اس کا دروازہ ہیں... اس کی حدیث ہے؟ مدینہ اور مکہ شہر کی بات نہیں کرتے یہ لوگ... بہو بیاہ کر آئی ہے شہر علم میں علی ہیں اس کا دروازہ اور اس شہر علم کی ملکہ ہے... شہر بانٹو۔ اب سمجھے! کہ جب بڑے گھرانے کی بیٹی لاتے ہیں تو اس کے لئے چھوٹی رونمائی نہیں ہوتی... جی! عجم کی ملکہ آئی ہے تو اگر کوئی چھوٹا موٹا منصب دے دیتے تو اس کی نظر میں کیا سماتا... علی نے کہا تو عجم کی ملکہ ہے اس سے بڑے شہر کی ملکہ میں تجھے بنانا ہوں۔

تو ایسا احسان کیا کہ پلٹ کر بہو یہ نہ کہہ سکے کہ ہم کس سلطنت کے مالک تھے! تو کنیز نے یہی کہا کہ وہ لباس کیا تصور میں آسکتا ہے کہ کسری کی ملکہ کا کیا لباس ہوگا؟ کیسا شاندار لباس ہوگا؟ تین سو تو کنیزیں ساتھ تھیں قافلے کے۔ بھی جب بادشاہ لوگ بھاگتے ہیں، ہجرت کر کے جاتے ہیں کیا سمجھتے ہیں، کیسے جاتے ہیں؟... اب آپ سے باتیں کرنا، دلچسپ باتیں ہیں آپ کے اپنے مطلب کی آپ ڈھونڈتے جاتے ہیں نا...!

شاہ ایران نے ایران چھوڑا لیکن کیا کوئی دولت... کوئی فقیر ہو کر بھاگا، ارے! جزیرے تھے اس کے پاس، اس کے بیٹے کے پاس کروڑوں ڈالر ہیں سب امریکہ میں

ہیں وہ خرچ کر رہا ہے محلوں میں رہتا ہے، شاندار طریقے سے رہتا ہے۔

شاہ فاروق بھاگا... مصر کا بادشاہ بھاگا... آپ نے سنا ہے شاہ طاہر افغانستان کا بھاگا.. تو ظاہر ہے فقیر ہو کر تو نہیں پھرا!.. بادشاہ جاتے ہیں شان و شوکت کے ساتھ اور بھاگ کے نہیں جاتے! دولت کی کیا کمی ہوتی ہے، ان کے وفادار غلام اور کنیزیں سب ساتھ چلتے ہیں تو یہ ہے دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کا مالک جا رہا ہے ہجرت کر کے... تو کنیزیں اور غلام ساتھ ہیں اور ساتھ آئیں شان سے آئیں اور شان دیکھ کر آئیں تو علیؑ نے خطاب دیا شہر بانو!

تم ہو ملکہ اس شہر کی، تم ہو ملکہ اس شہر کی، آپ کہیں گے یہ کیا بات ہوئی بعد میں اور بھی بہوئیں آئیں.. اس سے پہلے بھی بہوئیں آئی ہیں یہ شہر بانو کو مخصوص علیؑ نے شہر علم کی ملکہ کیوں بنا دیا؟ عظمت تو سمجھو شہر بانو کی... اس لئے کہ نو اماموں کی ماں ہیں، امامت کا سلسلہ ان سے چلنے والا ہے۔

اس کے بعد جو ماں آئے گی ایک بیٹا گھٹ جائے گا... کوئی آٹھ اماموں کی ماں ہوگی، کوئی سات کی ماں ہوگی، کوئی چھ کی ماں ہوگی، کوئی ایک کی ماں ہوگی... شہر بانو وہ کہ جو نو اماموں کی ماں ہیں۔ بھئی! چار سے مہدی تک جوڑو.. نو امام ہیں کہ نہیں! اب شہر علم کے نو دروازے آرہے ہیں اور جب ان کی ماں ہو تو شہر علم کی وہی بانو ہیں۔

پہلی بہو جو آئی ہیں، جس سے سلسلہ امامت چلا ہے... میں اس شہر کا دروازہ، رسولؐ شہر... تم بانو۔ دیکھئے! خطاب دے دیا اس لئے کہ علیؑ کو معلوم ہے کہ جس status کی ہیں ویسا خطاب ملنا چاہئے... حیرت سے نہ دیکھئے! شہر بانو پر کبھی تقریر سنی ہے؟ قسم کھا کر بتاؤ فرشتہ عزرا پر بیٹھے ہو کر اپنی کے کسی ذاکر سے سنی ہے...؟ پنجابی ذاکر سے سنی؟ باہر کے، ہندوستان کے ذاکر سے سنی ہے؟... نہیں۔ تو پھر نئی چیز مل رہی

ہے یا نہیں! تمہارے لئے نعمت ہے یا نہیں!.. تمہارے بچوں پر احسان کر رہا ہوں یا نہیں! میں محسن ہوں تمہارا نہیں!.. احسان اور ایمان موضوع ہے یا نہیں! تم ایمان کے ساتھ بیٹھے ہو یا نہیں! احسان کا بدلہ کیا ہے؟... احسان۔

اور میں احسان بھی دے رہا ہوں ایمان بھی دے رہا ہوں، موضوع دیکھتے جاؤ کہ موضوع کہاں تک پہنچا اور کیا گفتگو ہو رہی ہے... شہر بانو! علیؑ نے خطاب دے دیا اب وہ لباس جو کسریٰ کا ہے، گھر کی شان دیکھی تو اسی در سے خیرات کیا اس لئے کہ گھر میں قدم رکھتے ہی وہ بی بی جو خواب میں آئی تھی جس نے وعدہ کیا تھا اب وہ شب میں آئی ہے اس لئے کہ اب بہو بن کر آئی ہے... اب مبارکباد دیتی ہے، شہر بانو! مبارک ہو یہ سفر مبارک، میرا بیٹا تجھے مبارک.. زین العابدینؑ کی ماں بننا مبارک... میری بہو بننا مبارک۔

معرفت ہے زہرا کی... گھر میں یہ سنا ہے کہ شادی کا جوڑا شادی کی صبح فقیر کو دے دیا جاتا ہے تو اب جب صبح ہوئی ہے تو زہرا کی بہو نے کسریٰ کا لباس، کسریٰ کے زیورات فقیر کی نذر کئے ہیں... سادہ لباس پہنا ہے، جب سادہ لباس پہنا ہے تو کنیزوں نے ملکہ کی شان ایران میں دیکھی ہے، کنیز نے آگے بڑھ کر کہا...! بی بی آپ کی مصیبت دیکھی نہیں جاتی، اس کچے مکان میں، کھجور کی چھال کے فرش پر، کہاں وہ آپ کی خوابگاہ، کہاں کسریٰ کا محل، کہاں کنیزی، کہاں وہ آسائش، کہاں وہ محمل و دیبا کے گدے، کہاں وہ پردے، کہاں وہ فضائیں، کہاں وہ ہوائیں... بی بی ایسا لگتا ہے کہ آپ جنت سے نکل کر جہنم میں آگئیں۔

بی بی اٹھ کر کھڑی ہو گئیں اور جلال میں کنیز کو ڈانٹ کر کہا... کیا بکتی ہے! وہ جہنم تھا، یہ جنت ہے... معرفت دیکھی، یہی تھا خطاب علیؑ نے دے دیا... پھر ایک جملہ دے رہا

ہوں... کہ معصوم کی ماں اللہ اس کو بناتا ہے کہ گویا معصوم کی ماں پر یہ احسان کرتا ہے کہ تو معصوم کی ماں بننے جا رہی ہے اگر تو میری محسنہ تو میں تجھ پر یہ احسان کروں گا کہ معصوم تیری گود میں کھیلے گا۔

یہی وجہ ہے کہ رسول کی ایک بیوی معصومہ کی ماں بنی... خدیجہ... پھر کوئی نہیں بنی، اگر ایک بھی محسنہ اللہ ہوتی تو...

هل جزأ الاحسان الا الاحسان (سورہ رحمان)

سب کی گود میں معصوم کھیلنے نظر آتے... کسریٰ کی شاہزادی لیکن چٹنا جائے اور انتخاب کرنے والی خود فاطمہ زہرا ہوں... شہزادی کو نین اور بیاہ کر اس شان سے لائیں کہ جس دن شادی ہوئی، بیاہ کر آئیں تو آدھی کنیریں اس دن آزاد کر دیں۔ ایک سال کے اندر چشم و چراغ اور بیٹا پیدا ہوا جس کا نام علی نے علی رکھا... علی نے پوتے کا نام علی رکھا۔ دادا کی گود میں سب سے پہلے آیا، نام علی رکھا، علی ابن الحسین۔ بچہ گود میں آیا، جس دن بچہ پیدا ہوا تو وہ آدھی کنیریں جو شہر بانو کی بچی تھیں وہ بھی آزاد کر دیں۔ لیکن ایک کنیر نے کہا کہ بی بی میں نہیں جاؤں گی... اس بچے کو میں گود میں کھلاؤں گی۔ بی بی میرے لئے بس اتنا کر دیجئے کہ جب تک آپ اس گھر میں رہیں تو میں اس گھر میں رہوں اور اس بچے کو گود کھلاؤں اور وہ کنیر شہر بانو کی خدمت کے لئے رک گئی... اس کنیر کا نام ہے شیریں۔ ہوگئی تقریر۔

ابھی آپ نے مرثیہ سنا۔ اس پر انیس نے بھی مرثیہ لکھا اور دبیر نے بھی مرثیہ لکھا... تقریر کے آخری جملے۔ لیکن جب شیریں کو آزاد کیا اور اس کا رشتہ آیا تو شام اور حمص کے درمیان ایک پہاڑی پر ایک بستی تھی وہاں کے امیر نے... قلعہ تھا وہاں اس پہاڑ پر... وہاں کے امیر نے شہر بانو کی اس کنیر کو، حسین کی اس کنیر کو شادی کا پیغام دیا...

پیغام قبول ہوا، حسینؑ نے رخصت کیا... لیکن جب شادی کی حسینؑ نے شیریں کی اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ جانے لگی تو ایک بار پھر پلٹی اور پلٹ کر اس نے سید سجادؑ کے پیر چھو کر... ننھے ننھے پیروں سے اپنی آنکھ ملتی جاتی اور آنسو کے قطرے گرتے جاتے تھے... اور جب دروازے سے رخصت ہونے لگی تو سر جھکا کر، آنکھیں جھکا کر، ہاتھ باندھ کر یہ کہا کہ یہ بچہ بہت یاد آئے گا۔

آپ کا گھر بہت یاد آئے گا، بی بی تو میری اس دنیا میں نہ رہیں، وہ تو رخصت ہو گئیں، اب مجھے یہ گھر اُن کے بغیر اچھا نہیں لگتا... شہر بانو کا انتقال ہو گیا لیکن اے آقا! جب آئیے گا تو شہزادے کو بھی ساتھ لائیے گا... اور اس کنیز کو بھولنے کا نہیں... آئیے گا ضرور۔

تو کہا شیریں! ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آئیں گے ضرور اور جیسا کہ تو نے کہا ہے ہم اکیلے نہیں آئیں گے، پورے گھر والے ساتھ آئیں گے۔ ہم تیری طرف سے گزریں گے، ہم کچھ دیر کے لئے تیرے قلعہ کے پاس اتریں گے، ہم آئیں گے۔

وعدہ حسینؑ جیسے سچے کا تھا... جب حسینؑ اٹھائیس رجب کو مدینہ سے نکلے تو وہاں بھی یہ خبر عام ہو گئی کہ حسینؑ سفر کر رہے ہیں اور جب یہ پتہ چلا کہ کوفہ سے ایک قافلہ آتا ہے تو شیریں نے خوش ہو کر کہا کہ مدینہ سے نکلے ہوئے چھ مہینے ہو گئے اب آتے ہیں میرے آقا۔

ابھی کوفہ سے ہو کر حسینؑ آئے ہیں اور جب یہ پتہ چلا کہ پورا کارواں آیا ہے تو شیریں کو تو معلوم ہے کہ خاندان میں کون کون ہے... تو چونکہ امیر کی زوجہ تھی، غریب نہیں تھی تو قصر کو سجالیا اور ایک ایک حجرے کو مقرر کر لیا اور اپنی کنیزوں سے، اپنی سہیلیوں سے، اپنی پڑوسنوں سے بلا کر کہتی کہ یہ کمرہ میں نے شہزادہ سید سجادؑ کے لئے سجایا

ہے... میری مالکہ شہر بانو کا بیٹا ہے وہ... اب وہ چوبیس برس کا جوان ہے، بچپن میں چھوٹا تھا، جب وہ جھولے میں تھا... اب میں جوانی میں اس کو دیکھوں گی وہ عجم کا بھی شہزادہ ہے وہ عرب کا بھی شہزادہ ہے... ایک کمرہ سجایا اس میں پھولوں کے گلہ سے رکھے کہا یہ چھوٹا شہزادے علی اکبر کا ہے... دالان میں جھولا ڈالا کہا یہ سب سے چھوٹے شہزادے علی اصغر کا ہے اس کے لئے انتظام کیا ہے اور سنا ہے کہ قاسم دولہا بنے آتے ہیں... ایک مسند بھی بچادی ایک حجرہ سجایا جہاں تخت بچا کر اس پر ایک اچھی مسند بچادی چاروں طرف پردے ڈالے۔ کہا یہاں میری شہزادی زینب اتریں گی، یہیں میرے آقا حسینؑ اس مسند پر بیٹھیں گے۔

شوہر کو بھیجا کہ کھانے تیار ہوں، قافلے کو لے کر آؤ اور جب پہنچنا تو میرے آقا سے کہنا کہ بچوں کو دیکھنے کے لئے شیریں بہت میسرار ہے... لیکن ابھی اس کا شوہر واپس بھی نہیں آیا تھا کہ جو قافلہ کا تماشہ دیکھنے گئے تھے ان میں سے کچھ عورتیں آئیں کہا شیریں تو نے کیا اہتمام کیا ہے... ارے وہ تیرا شہزادہ جو سید مجاہد ہے جس کو تو کہتی ہے کہ عرب و عجم کا بادشاہ ہے... ذرا چل کر دیکھ لے وہ شہزادہ عجیب شان سے آتا ہے... کہا کیسے آتا ہے؟ وہ گھوڑے پر سوار ہوگا! کہا نہیں وہ قافلے کے آگے آگے... گلے میں طوق ہے، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں، پیروں میں بیڑیاں اور چاروں طرف سے... تازیانے... وہ پکاری ارے! میرا حسین کہاں ہے؟ کہا تیرا حسین مارا گیا... آگے آگے اس کا سر... ماتم حسین۔



دوسری مجلس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساری تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمد و آل محمد کے لئے

عشرہ چہلم کی دوسری تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں، احسان اور ایمان کے موضوع پر ہم گفتگو کر رہے ہیں۔ احسان کرنے والے کو محسن کہتے ہیں اور جس کے پاس ایمان ہو اسے مومن کہتے ہیں۔ اللہ نے محسن کا مرتبہ مومن سے بلند رکھا ہے۔ احسان کا لفظ... حُسن سے نکلا ہے... احسان کے معنی ہیں حُسن اور ایمان کا لفظ بنا ہے... امن سے، جس کے پاس ایمان ہو... جو مومن ہو وہ امن والا ہوتا ہے... اور جس کے پاس احسان ہو وہ حُسن والا ہوتا ہے۔ اللہ اپنے ناموں میں سے ایک نام احسان بھی بتاتا ہے... وہ احسان کرتا ہے اپنی مخلوق پر اور ایمان عطا کرتا ہے... وہ خود حُسن ہے، وہ کہتا ہے کہ میں مجسم حُسن ہوں۔

احسان جو کیا جاتا ہے، اس کی تعریف ہے کہ جس کے سپرد کوئی کام ہو، وہ کام کو ادا کر دے، ایک قسم محسن کی یہ ہے... دوسری قسم یہ ہے کہ کام سپرد کیا جائے تو وہ حُسن ادا نیگی کے ساتھ ادا کیا جائے، یعنی اپنے کام میں اتنی خوبصورتی پیدا کر دے کہ وہ یادگار رہ جائے اور دیکھنے والا اس کے حُسن سے متاثر ہو جائے کہ کام کرنے والے نے کتنا اچھا کام کیا۔ اور انسان اس کام کی ایک ایک باریکی کو دیکھے اور اس کو اس سے فوائد حاصل ہوں، اور اس کے دل میں بھی یہ جذبہ پیدا ہو کہ ایسا ہی کام میں بھی کروں، ایسا

ہی کام مجھ سے بھی ہو جائے۔

اللہ نے یہ مرتبے اس لئے بڑھائے تاکہ انسانیت اور جتنی بھی عظیم ہستیاں ہم ہدایت کے لئے بھیج رہے ہیں جب وہ انسانوں کی ہدایت کریں تو ایسا نہ ہو کہ اپنے کام کو کرتے ہوئے ان میں کوئی بددلی سی پیدا ہو جائے۔ اس لئے کہ کام مشکل کام ہے، بہت زیادہ مشکل کام ہے، یعنی اتنا مشکل کام کہ حضرت نوحؑ کو اپنی قوم کو سمجھانے میں نو سو سال لگ گئے... تو کام آسان نہیں تھا، انسانوں کو راہِ راست پہ لانا، ان کو اللہ کا پیغام سنانا، ان کی خلقت کے مقصد کو انہیں سمجھا دینا کہ تم کیوں پیدا ہوئے اور تمہارا رب اللہ ہے۔ تم اس دنیا میں یوں ہی نہیں چھوڑ دیئے گئے، بلکہ تمہارا ایک نگران ہے کہ جس نے تمہیں بنایا ہے تم اُسے ہر وقت یاد رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس سے غافل ہو جاؤ جس نے تم کو بنایا ہے۔ جس نے تمہیں بھیجا ہے۔ یہ یاد دہانی کے لئے مسلسل پیغمبر آتے رہے اور انسانوں کو سمجھاتے رہے لیکن لاکھوں انسان ایسے تھے جنہوں نے انبیاء کے ان پیغامات کا کوئی اثر نہیں لیا اور وہ سب گمراہی میں اور کفر میں مر گئے اور بعض بعض قومیں تو وہ تھیں جن میں پوری پوری قوم میں کسی ایک آدمی نے بھی پیغمبر کی تبلیغ کا اثر نہیں لیا۔ اللہ نے ایسی پوری قوموں کو تباہ کر دیا مثلاً حضرت ہودؑ کی پوری قوم میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں نکلا کہ جو ایمان لاتا، سب کے سب نافرمانی پر کمر باندھے رہے اور آخر میں اللہ نے پورے ملک کو... پوری قوم کو تباہ کر دیا... ان پر ایک سرد ہوا بھیجی... بادِ عظیم جو اتنی ٹھنڈی ہوا تھی کہ اس نے ان کو سرد کر کے مار دیا اور ان کی ہڈیاں سرمہ بن گئیں اور ایسی سرمہ بن گئیں کہ فضا اور ریت میں ان کے جسم کے ریزے مل گئے اور حدیث میں یہ ہے کہ عرب کی ریت میں جو ذرے چمکتے ہیں وہ قومِ ہودؑ کی ہڈیوں کے ذرات ہیں کہ جو اب تک فضا میں منتشر حالت میں اُڑ رہے ہیں یہ ان پر عذاب تھا، اب سوچئے کتنی بڑی

نافرمانی کی تھی کہ اب تک عذاب دیا جا رہا ہے قوم ہوڈ کو... قوم ہوڈ کو عدا کہتے ہیں۔ قوم عدا اور اس کے لئے محاورہ اردو میں آگیا، عربی سے ہوتا ہوا... عادی... جب کسی کو آپ کہتے ہیں کہ یہ اس کام کا عادی ہے تو یہ عادی ایک طرح کا کوسنا ہے۔ کہ تو تو قوم عدا سے ہے... عادی ہے۔ یہ لفظ وہیں بولا جاتا ہے جہاں طنز میں۔ ایک لفظ اتنے منحوس تھے وہ کہ ایک لفظ منحوسیت کے لئے آگیا اسی ہی لئے ہمارے آئمہ نے کہا کہ عبادت کو عادت نہ بناؤ... کسی طرح کی بھی عادت ہو، اچھی یا بری... عادت نہیں پسند۔

اسی طرح جناب صالحؑ کی قوم قوم شمود ہے... پوری قوم میں سے ایک آدمی بھی ایمان نہیں لایا۔ اور ہر قوم کو چاہے عاد ہوں یا شمود... اللہ نے ان کو آزمایا، جناب صالحؑ کی قوم۔ قوم شمود کو ایک اونٹنی کے ذریعے سے آزمایا۔ اور ظاہر ہے کہ وہ اونٹنی اس قوم کی فرمائش پر وجود میں آئی... انہوں نے کہا کہ ہم تم پر جب ایمان لائیں گے کہ یہ سامنے والی پہاڑی پھٹ جائے... اور اس میں سے ایک اونٹنی نکلے... اور وہ اونٹنی اکیلی نہ ہو بلکہ اس کا بچہ بھی اس کے ساتھ ہو... جناب صالحؑ نے فرمایا کہ اے قوم! ہم ایسا کریں گے، اپنے رب کے اذن سے لیکن یاد رکھنا اس کے بعد بھی اگر تم ایمان نہ لائے تو ہمارا اللہ تم پر ایسا عذاب لائے گا کہ تم فنا کر دیئے جاؤ گے... اس وعدے کے بعد پیغمبرؐ نے پتھر کو اشارہ کیا، پتھر پھٹ گیا اور ایک اونٹنی اس میں سے برآمد ہوئی، اللہ نے قرآن میں اس کو ناقۃ اللہ کہا ہے... اللہ کی اونٹنی، اللہ کا ناقہ کہا ہے، آپ دیکھئے کہ وہ اللہ کہ جو چار دیواری کو بنا کر کہتا ہے یہ میرا گھر ہے... جو ایک نبیؐ کو بھیج کر کہتا ہے کہ یہ میرا محبوب ہے... وہی اللہ ایک اونٹنی کو بھیج کر کہتا ہے... یہ میری اونٹنی ہے... یعنی ایک طرف انسان اشرف اور ایک طرف ایک حیوان... اور اس کو اللہ نے اپنی طرف منسوب کیا... یہ ناقۃ میرا ناقہ ہے۔

یہ اللہ کی نشانی ہے، اللہ نے قرآن میں اس کو آیت اللہ کہا... وہ اونٹنی آیت اللہ تھی... ضروری نہیں کہ صرف انسان آیت اللہ ہو، امام حسینؑ کا گھوڑا بھی آیت اللہ ہو سکتا ہے... آیت اللہ یعنی اللہ کی نشانی اور جسے اللہ منسوب کر لے... قرآن میں کہا یہ اونٹنی میری نشانی ہے... اور اس کے لئے ایک منشور کا اعلان ہوا کہ یہ تالاب ہے اس میں پانی... بارش ہوگی، بارش سے یہ تالاب بھر جائے گا لیکن ایک دن اس تالاب کا پانی پوری قوم پئے اور ایک دن یہ اونٹنی پئے گی... جس دن اونٹنی پانی پئے گی اس دن کوئی انسان اس تالاب کی طرف نہیں جائے گا... ایک آدمی کو بھی یہ حکم نہیں ہے کہ وہ تالاب سے پانی پئے... منع کیا... اور جب تم لوگ پانی پیو گے تو اونٹنی وہاں نہیں آئے گی، اللہ کی اونٹنی ہے، اللہ اسے منع کر دے گا... جانور ہے وہ اس دن بھی جاسکتی ہے جس دن انسانوں کی باری ہو... لیکن اللہ کو کتنا اختیار ہے اپنے حیوان پر کہ جب میں کہہ دوں گا تو وہ اس دن کبھی نہیں جائے گی جب انسانوں کی باری ہو۔

اب یہاں اللہ انسانوں اور حیوانوں کا فرق بتا رہا ہے کہ وہ یہ نہیں سوچے گی کہ ایک دن ناعہ کر کے مجھے پانی ملتا ہے اس لئے کہ وہ پانی پی لیتی ہے تو اسے اطمینان ہے کہ ایک دن میرا اور گزر جائے گا اسی پانی میں لیکن انسان سوچنے بیٹھ گیا کہ یہ ایک دن اس کے لئے کیوں مقرر ہے... وہ دن بھی ہمارا ہونا چاہئے۔ اس پر بھی ہمارا حق ہے، تو سب نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر یہ اسی طرح پانی پیتی رہے گی ایک دن اور ایک دن ہمارے لئے منہا ہی تو کیوں نہ ہم اسے قتل کر دیں... طے کیا کہ اس کو ہم ماریں گے جان سے قتل کر دیں گے اور پھر اس کے بعد ایک نوجوان کو تیار کیا گیا... بیس برس کے نوجوان کو کہ جو اس کی ٹانگیں کاٹے گا اور پوری قوم مل کر چاروں طرف سے نیزے مار کر، پتھر مار کر اسے جان سے مار دے گی۔ یہ فیصلہ کر کے انہوں نے اونٹنی پر حملہ کیا اور اونٹنی کی چاروں

ٹانگیں کاٹ دیں اور اس کے بعد سب نے مل کر اس کو گرا دیا... جیسے ہی اونٹنی کی کوئی نہیں
کاٹی گئیں، اس کی لاش زمین پر گری.. اس کا بچہ چیخا...!

اُس طرح چیخا جیسے ایک چھوٹا بچہ اپنی ماں کی جدائی میں چیختا ہے... اس نے آسمان
کو دیکھ کر فریاد کی.. وہ جیسے ہی چیخا، زمین لرزی اور آسمان سے پتھر برسنے لگے....
پہاڑی پھٹی، وہ بچہ اس پہاڑی میں چلا گیا لیکن پوری قوم کو جبریلؑ ایس نے اوندھا دیا
یعنی اُن کا نام و نشان ہی نہ رہا سب زمین میں دفن ہو گئے... ایک اونٹنی کے بچے کی
فریاد پر... یہ تاریخ نہیں ہے... یہ اللہ کا کلام ہے کہ ہم ان پر عذاب لائے ایک اونٹنی
کے قتل پر... ایک ناقہ کے قتل پر۔ جب آپ عید کی نماز پڑھتے ہیں اور بقر عید کی نماز تو
اس نماز میں یہی قصہ دہرایا جاتا ہے۔ کتنوں کو معلوم ہے یہ بات...؟ عید کے دن یہی
قصہ سورہ میں مولوی پڑھتا ہے اور آپ پیچھے دہراتے ہیں... عید کیا ہے...؟ عید میں یہی
قصہ یاد دلایا جاتا ہے کہ اونٹنی کو کیسے مارا گیا؟ جن لوگوں کے ذہن میں نہیں ہے تو اب
جب عید آئے تو گھر سے سورۃ کا ترجمہ پڑھ کر چلے اور جب وہ سورہ پڑھا جائے تو اپنے
ذہن میں اس واقعہ کو لائیں اور پھر یہ سوچیں کہ عید میں یہ سورہ کیوں رکھا گیا اور اس
اونٹنی کا ذکر کیوں رکھا گیا؟

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا إِذَا نَبَعَتْ أَشْقَاهَا فَنَالَ لَهُم رَسُولُ
اللَّهِ نَاقَةً وَاللَّهُ وَسْقِيهَا فكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ
بِذُنُوبِهِمْ فَسَوَّاهَا. وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا (سورہ شمس آیت ۱۵ تا ۱۷)

ترجمہ: قوم ثمود نے اپنی سرکشی کے سبب (حق کو) جھٹلایا۔ جبکہ انھوں نے اپنے
ایک بدترین شقی القلب شخص کو (اونٹنی کے قتل پر) مامور کیا۔ حالانکہ اللہ کے رسولؐ نے تو
اُن سے کہہ دیا تھا کہ (خبردار یہ) اللہ کی اونٹنی ہے اسے پانی پینے دو۔ مگر انہوں نے

اُسے (رسول کو) جھٹلایا۔ اور اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں۔ تو اُن کے گناہوں کے سبب اُن کا پروردگار اُن پر غضبناک ہوا اور اُنہیں پیوند زمین کر کے اُس (زمین) کو ہموار کر دیا۔ اور اُسے اس کے انجام کا کوئی خوف نہیں۔

تو یہ ساری چیزیں جو قرآن میں اللہ نے بیان کیں، قوموں کی نافرمانیاں... تمہید تھی، جملہ یہ کہا تھا کہ انبیاء کے لئے پریشانیاں تھیں، مشکل ترین کام تھا، اتنا مشکل کہ کوئی بات سمجھنے کو تیار نہیں تھا۔ آخر میں انبیاء نے اپنی قوم سے پریشان ہو کر ان کے لئے عذاب کی بددعائیں کیں اور وہ قومیں تباہ ہو گئیں، بے شمار ایسی قومیں ہیں جن کے لئے انبیاء نے بددعا کی کہ اللہ ان کو سخ کر دے، کچھ قومیں وہ ہیں کہ جو بندر کی شکل میں مسخ کر دی گئیں، کچھ وہ قومیں ہیں کہ جو چوہے کی شکل میں مسخ کر دی گئیں، کچھ وہ قومیں ہیں کہ جو دیگر جانوروں کی شکل میں مسخ کر دی گئیں، یعنی جو منحوس ترین جانور ہیں وہ سب ان انبیاء کی قومیں ہیں کہ جن کے لئے انبیاء نے بددعا کی تھی کہ ان کو بندر بنا دے، ان کو چوہا بنا دے، ان کو مینڈک بنا دے... اور وہ سب مسخ ہو گئے۔ ایک قوم چھپکلی بھی ہے... کسی نبیؐ نے بددعا کی تھی کہ انہیں چھپکلی بنا دے اور وہ قوم چھپکلی بنا دی گئی۔

یہ منحوس ترین قومیں تھیں کہ انہوں نے انبیاء کی بات نہیں مانی، پوری قوم کا ایک آدمی بھی نہیں نکلا کہ جسے کہا جائے کہ یہ اس قوم کا مومن تھا.. ایمان لانے والوں میں ایک بھی نہیں نکلا، یعنی ہودؑ کی قوم صالحؑ کی قوم اور دیگر پیغمبروں کی قومیں...!! اس سے اندازہ کیجئے کہ اگر موسیٰؑ نے کچھ صاحب ایمان بنائے یا جناب عیسیٰؑ نے بنائے تو کتنی محنت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ نے ہودؑ اور صالحؑ سے زیادہ کی ہوگی...؟ اور اگر پورے عرب کو محمدؐ نے مسلمان کر لیا تو آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک محمدؐ کا کام سب سے افضل ہو گیا۔

یعنی ایک ایک کو لکھہ پڑھوا لینا... تو کتنی محنت کی ہوگی ہمارے نبیؐ نے جہی تو سرتاج

(۶۶)

انیٹا قرار پائے... جب ہی تو ہر نبی کے سر تاج قرار پائے، جیسی اللہ نے اپنا محبوب بنایا... کیوں؟ کام تو اتنا ہی تھا... جتنا موسیٰ کا تھا، دیکھئے یہ ایک منزل ہمارے عنوان کی ہے... اس پر نظر رہے کہ ہمارا موضوع کیا ہے؟ کام تو اتنا ہی تھا جتنا ہوڈ کا تھا، ہمارے پیغمبر کا بھی کام اتنا ہی تھا جتنا موسیٰ کا تھا، جتنا عیسیٰ کے سپرد تھا لیکن اگر آپ اٹھا کر قرآن کو پڑھیں گے اس نظریہ سے کہ نبی کا کام کیا تھا جو اللہ نے سپرد کیا؟ یہی ناکہ کافروں کو مسلمان بناؤ۔

یہی کام عیسیٰ کے سپرد تھا کافروں کو مسلمان بناؤ، یہی کام موسیٰ کے سپرد تھا کافروں کو مسلمان بناؤ... ہر نبی سے اللہ نے یہی کہا کہ ان کو بت پرستی سے ہٹاؤ... موسیٰ، عیسیٰ، داؤد، شعیب، سلیمان، جناب ہوڈ، جناب صالح... صرف یہی کہ بت پرستی نہ کرو...! یہی کام ہمارے پیغمبر کا تھا۔ یعنی کام تو کوئی انوکھا نہیں تھا، کام تو کوئی بڑا نہیں تھا۔ پھر پیغمبر کا مرتبہ ہر نبی سے افضل کیوں ہو گیا؟ کام تو سب کے برابر تھے، پھر ہمارے نبی موسیٰ، عیسیٰ سب سے افضل کیسے ہو گئے؟ کام تو سب کے برابر تھے...! سب نے اپنے اپنے کام کئے لیکن ہمارے پیغمبر کے سپرد جو کام تھا وہ کام وزن میں موسیٰ، عیسیٰ کے کام کے برابر تھا لیکن ہمارے پیغمبر نے اس کام کو اتنا سجایا کہ ہر ایک کے کام سے سچاس گنا زیادہ سجا کر پیش کیا... یعنی کہیں پر پیغمبر جھنجھلائے نہیں، بد دل نہیں ہوئے... بد دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھائے... پریشان نہیں ہوئے، بار بار اللہ سے شکوہ نہیں کیا کہ یہ نہیں سمجھتے ہماری بات... یعنی جب کام سپرد ہو گیا تو تیرہ برس مکے میں اور دس برس مدینے میں تیس برس میں ہمارے پیغمبر نے مختصری مدت میں اس کام کو سجا کر پیش کیا، تیرہ برس مکے میں پیغام پہنچاتے رہے، آیتیں آتی رہیں، لیکن دس برس مدینے میں... جیسے وقت کو پر لگ گئے تھے یوں آنا فنا دس برس گزر گئے لیکن کبھی کسی

(۶۷)

مسلمان نے اس بات پر ریسرچ نہیں کی، غور و فکر نہیں کیا کہ مدینے آنے کے بعد پیغمبرؐ کا کام کئی گنا زیادہ بڑھ گیا، کسی نے اس بات پر غور ہی نہیں کیا کہ پہلی لڑائی مدینے آکر ہوئی... بدر کی لڑائی... کتنی لڑائیاں لڑیں پیغمبرؐ نے... ستاسی.. ستاسی غزوات، برس کتنے ہیں دس..! پاکستان بنے کو کتنے سال ہوئے؟ پچاس۔ لڑائیاں کتنی لڑیں اس ملک نے... تین.. پچاس میں تین، تو کیا حشر ہو گیا؟ ملک کا حشر کیا ہو گیا؟ پچاس سال میں تین لڑائیاں اور آخری جو لڑی تو توبہ کر لی...! یعنی آخری لڑائی اتنی بڑی تھی کہ یہ توبہ ہو گئی کہ اب نہیں لڑنا ہے، یعنی اس کے نتائج ایسے تھے کہ اب ہمت نہیں تھی چوتھی لڑنے کی... سرد ہو جائے، خاموش ہو جائے، کھلم کھلا نہ ہو... میدان جنگ میں نہ ہو... وہ جو امریکہ نے پالیسی بنائی ہے یہ وہ والی ہے کہ پتہ نہ چلے کہ لڑائی ہو رہی ہے... اس سے ایک بابا کارمچ جاتی ہے... ایک مصیبت مچ جاتی ہے، لڑائی ہو رہی ہے، اخبارات لکھنے لگتے ہیں، دنیا چیخنے لگتی ہے... خوں ریزی بھی ہوتی رہے اور پتہ بھی نہ چلے کہ لڑائی ہو رہی ہے... تو پیغمبرؐ نے تو کوئی ملک بھی نہیں بنایا، حاکم تو نہیں تھے پیغمبرؐ کوئی بادشاہ نہیں تھے پیغمبرؐ کوئی صدر اور وزیراعظم نہیں تھے کسی حکومت کے پیغمبرؐ! حکومت نہیں بنائی پیغمبرؐ نے کہ کوئی حکومت ہو، سلطنت ہو، اس کا دارالحکومت ہو... کوئی لشکر بھی نہیں بنایا پیغمبرؐ نے... آرمی نہیں بنائی پیغمبرؐ نے... اب یہ ایک ایک جملہ ایسا ہے کہ جو ریسرچ

ورک Research Work ہے...!

اگر آپ کے ذہن میں یہ ساری باتیں پہلے سے ہوں تو آپ کو مزہ آ رہا ہوگا... اگر میں شرح کروں تو وقت گزر جائے۔ یعنی پیغمبرؐ نے کوئی فوج نہیں بنائی... فوج بنانا کسے کہتے ہیں؟ یعنی ایک آرمی بنائی جائے، اس کے میجر، کرنل، کیپٹن ہوں... رجمنٹ ہوں، الگ الگ دستے ہوں اور انہیں تنخواہیں بھی دی جائیں... اور یہاں نہ کوئی میجر، نہ کوئی

کرنل، نہ کوئی کیپٹن... بس جہاں لڑائی کا وقت آتا، پورے مدینے میں اعلان کر دیا جاتا کہ سب چلیں۔

چاہے سو برس کا بوڑھا ہو، بیس برس کا جوان ہو... دنیا کی کسی فوج میں بوڑھے نہیں جاتے، ایک حد ہے عمر کی کہ یہاں تک کی عمر کے بعد وہ ریٹائر کر دیا جائے گا لیکن پیغمبرؐ نے بتلایا کہ سلمان بھی میرا فوجی ہے، عمارؓ بھی ہے، ابوذرؓ بھی میرا فوجی ہے... اور جوان بھی میرے فوجی ہیں اور بچے بھی میرے فوجی ہیں... اسی تاسی میں حسینؑ نے جو فوج بنائی ہے، دنیا کو بتایا فوج خریدی نہیں جاتی... دیکھئے! حسینؑ لڑے ہیں ایک لڑائی اور وہ دنیا کی ہے سب سے بڑی لڑائی.. کر بلا سے بڑی کوئی لڑائی نہیں، لیکن حسینؑ فوجی نہیں لے کر گئے، یہ دنیاوی فوج نہیں بنی، حسینؑ نے بتایا ہمارے فوجی علی اصغرؑ بھی ہیں، عونؑ و محمدؑ بھی، قاسمؑ بھی، علی اکبرؑ بھی اور حبیب ابن مظاہر جیسا بوڑھا بھی... یعنی اسلام میں تصورِ آرمی نہیں ہے، کہ تنخواہ دار فوجی... ایک پیغمبرؐ نے ستاسی لڑائیاں لڑیں اور پیشہ ور فوجی اس کے پاس تھے ہی نہیں۔ ارے بھی... یہ معجزہ ہے یا پیغمبرؐ کے کردار کا کمال...!

یا پیغمبرؐ کی انتظامیہ کا کمال، یا پیغمبرؐ کے اس کمانڈر کا کمال ہے جو فوج کو لڑاتا تھا... اچھا اب یہ بھی نہیں کہا کہ یہ کمانڈر ہیں، جب چاہا اسے علمدار بنا دیا، کبھی کہا پانی لاؤ، کبھی اسے سفیر بنا کر یمن بھیج دیا، کبھی کہا وہاں جاؤ تبلیغ کرنے... یعنی ہزاروں کام اس کے سپرد ہیں، اگر کمانڈر تنخواہ پارہا ہوتا تو پھر یہودی کے باغ میں مزدوری کیوں کرتا؟ تو جب اپنے وزیر کو تنخواہ نہیں دی، جب فوج کے سپہ سالار کو تنخواہ نہیں دی تو سپاہی کو کیا تنخواہ دیتے؟ یعنی وہ جذبہ پیغمبرؐ نے پیدا کیا کہ تم خدا کے لئے لڑ رہے ہو، وہ دیکھ رہا ہے اور تم لڑ رہے ہو، تمہیں اپنا کام اس کی خوشنودی کے لئے کرنا ہے، یہ یقین دل میں ڈال دیا کہ تم جو جان ہتھیلی پر رکھ کر جا رہے ہو اس کے لئے، انسان کو یہ سمجھنا مشکل تھا کہ تم

بچ گئے تو اس کے لئے، تم مر گئے تو اس کے لئے... دس برس میں پیغمبرؐ نے اتنا سمجھا دیا کہ وہی مسلمان ستاسی لڑائیاں لڑے...

اور پھر یہ بھی بعض وہ لڑائیاں ”غزوہ“ وہ ہے کہ جس میں پیغمبرؐ جائیں اور ”سریہ“ یہ ہے کہ جس میں پیغمبرؐ نہ جائیں، یعنی جس میں نہ جائیں تو وہ بھی شکست نہیں ہوگی، اس لئے کہ اب مقصد سمجھ گئے ہیں اور طریقہ سمجھ گئے ہیں کہ اگر پیغمبرؐ نہ بھی جائیں اور کسی اور کو سردار بنا کر بھیج دیں، یہ نہیں کہ فوج بھاگ جائے۔ فوج بھاگے گی نہیں، ہاں اگر اپنی مرضی سے کبھی یہی قوم خود میدان میں اپنا سردار چن لے تو پیغمبرؐ کی ذمہ داری نہیں ہے کہ یہ پوچھے کہ کیوں بھاگا؟ اس لئے کہ چناؤ تمہارا ہے اور یہ سمجھانے کے لئے کہ دیکھو جب ہم انتخاب کرتے ہیں تو ہمارا انتخاب خدا کا انتخاب ہوتا ہے، یہی باتیں تھیں کہ یقین پیدا ہوتا گیا، آپ جوڑیے ستاسی لڑائیاں دس برس میں تو کتنے مہینوں پر ایک لڑائی پڑی... انگریزوں نے لکھا کہ اگر ستاسی لڑائیاں دس برس میں لڑی ہیں تو اس کے حساب سے پیغمبرؐ کبھی گھوڑے کی پشت سے اترے ہی نہیں... ہر وقت میدان جنگ میں ہیں... اور موجود ہیں لڑائیاں کتابوں میں... تو کیا صرف لڑتے رہے؟

نہیں... اسی دس برس میں... متعدد شادیاں بھی کیں... ستاسی لڑائیاں... متعدد شادیاں... اور سب کے ساتھ عدل... ہر ایک کا دن مقرر ہے کہ پیغمبرؐ وہاں جائے، اور اسی دس برس میں بنی کی شادی بھی کی، نواسے بھی ہوئے، دونو اسیاں بھی ہوئیں، ان بچوں سے محبت میں کھیل بھی ہیں، مسجد کے صحن میں بچوں کے ساتھ آنا، جانا، چلنا، پھرنا، ناقہ بننا... عید کے دن میدان میں آنا... اب دس برس ہیں اور کام اتنے بڑے بڑے، یہ سارے کام دس برس میں ہو کیسے رہے ہیں؟

یعنی پیغمبرؐ سوتا بھی تو ہے... پانچ وقت کی نماز بھی تو پڑھاتا ہے... بھئی ہزار ہا کام یہ

(۷۰)

دس برس میں ہوئے کیسے؟ کیسے ہوئے؟ کیا پتہ چلا، کام اتنا ہی تھا جتنا موسیٰ و عیسیٰؑ کا تھا لیکن ہمارے پیغمبرؐ نے کام کو اتنا سجا دیا کہ وہ سہل ہو گیا اور اگر اس منہج پر آپ سوچنا شروع کریں کہ آپ کے سامنے لاکھوں چیزیں بکھرا دی جائیں تو آپ پریشان ہو جائیں گے کہ کس سسٹم سے رکھیں، اگر آپ کونوں میں اس کا ڈھیر لگا دیں تو لوگ آکر دیکھیں گے... پچپائیں گے نہیں کہ کون سی چیز کہاں پڑی ہے، لیکن اگر آپ جلدی جلدی چیزوں کو ان کی جنس کے مطابق چھانٹتے چلے جائیں... یہ ڈھیر ادھر لگا دو، یہ ڈھیر یہاں کا ہے یہاں لگا دو... چاہے آپ اکیلے ہوں یا چار آدمی آپ کے ساتھ ہوں، ساری چیزیں الگ کر کے سسٹم وار System-wise سجا سجا کر لگا دیا اور ایک میوزیم سجایا، لوگ آئے کہا بھئی کیا اچھا سجایا ہے، ہر چیز اپنی جگہ رکھی ہے، دیکھتے ہوئے چلے جاؤ۔۔۔

پتہ چلا سلجھا ہوا دماغ... گھڑ دماغ، عقل کی معراج جہاں ہوتی ہے وہ اپنے کام کو سجا کر پیش کرتا ہے، اور جب اللہ کی بارگاہ میں کام پیش کیا جائے تو اس کی سجاوٹ کا کیا کہنا؟ تو جو اس کی بارگاہ میں کام کو سجا کر پیش کرتا ہے اللہ آواز دیتا ہے... تم نے ہم پر احسان کیا، تم ہمارے محسن ہو... تم نے احسان کیا... احسان کیا کیا مطلب؟ یعنی اپنے کام میں حُسن پیدا کیا، چونکہ ہم حُسن ہیں اس لئے ہم حُسن کو پسند کرتے ہیں، وہ اللہ بار بار یہ کہے کہ ہم کام میں حُسن ادا نیگی کو پسند کرتے ہیں اور پیغمبرؐ یہ پیغام دے کر جائیں کہ اپنے کام کو کرنا تو تم سجا کر کرنا تا کہ تم محسن بنو... تو لوگ اسی پر بیٹھے ہوتے ہیں کہ مومن تو ہیں، مسلم تو ہیں، تو جو بس اتنی قناعت کر کے بیٹھ جائے کہ ہم نے کلمہ پڑھ لیا، ہم مسلم ہیں، تو رہو مسلم، اتنا ہی کہ بس ہم مومن ہیں... کہہ دیا علیؑ ولی اللہ... اب مومن ہو گئے، بس ہو گئے یعنی یہ ہے کاہلی... کہ بس اتنا ہی کافی ہے، اب کیا محنت کریں...؟

اللہ کہتا ہے متقی بنو، مومن ہو گئے اب متقی بنو... انہوں نے کہا تقویٰ نہیں کیا... تو کہا کہ لیجئے صاحب دیکھ لیجئے ہماری پیشانی کا نشان... ہم صاحب تقویٰ ہو گئے۔ اللہ کہتا ہے ابھی تھک کر بیٹھو نہیں.. اب محسن بنو! مسلم، پھر مومن پھر متقی اور سب سے بڑا رتبہ کیا ہے؟ محسن، یعنی اپنے کام میں حُسن پیدا کرو تا کہ تم انسانیت کے بھی محسن بنو اور رب کے بھی محسن بنو... ہم نے جو کام تمہارے سپرد کیا ہے اس کو سجا کر پیش کرو جس طرح پیغمبرؐ نے اپنے کام کو سجا یا اس لئے سرتاج انبیاء قرار پائے۔

اب یہ دیکھئے، آپ کے یہاں یہ جو فقہ کا علم بن گیا یہ کیوں بن گیا؟ یہ جو موٹی موٹی کتابیں بن گئیں کہ ایک نماز... پانچ وقت کی نماز، کبھی آپ نے سوچا! پانچ وقت کی نماز، صبح کی دو رکعت... ظہر، عصر چار چار، مغرب تین، عشاء چار... اور کتاب جب آپ کھولتے... تو کئی لاکھ فتوے ہیں، نماز پانچ وقت کی کُل سترہ رکعت... اس میں کئی لاکھ فتوے... ایک وضو جو آپ کو آتا ہے، کتنے سیکنڈ کا ہوتا ہے اور اس پر کتابیں لاکھوں...!

ایک وضو پر پورا پورا chapter.. کہ جب پانی ڈالا تو اب یہ... یوں... کیا جب سب سر ہل گیا یعنی جب یہاں پر چلو سے پانی ڈالا اور یوں سر ہل گیا تو وضو گیا... وضو غلط۔ یہ ہے لاکھوں فتووں میں، اسے کہتے ہیں خضوع و خشوع... یعنی اتنی احتیاط سے وضو کرو کہ جو اس کا حق ہے، یوں پڑھو نماز جو اس کا حق ہے.. اور آخر میں اللہ نے کہا کہ اگر ویسے نہیں پڑھتے، صحیح حُسن ادا نیگی نہیں کر رہے ہو تو منہ پر مار دیں گے... دیکھئے کسی دوسرے عمل کے لئے اتنا غصہ اللہ کو نہیں ہے۔ حج میں کیا ہے؟ اللہ نے کہا! تم نے حج کر لیا، تو جتنے رُکن بجالائے دل میں یہ شک نہ آئے کہ کچھ رہ گیا... شک نہ پیدا ہو کہ یہ کام رہ گیا۔

بلکہ حدیث یہ ہے کہ یہ سمجھو کہ ہر کام کامل ہوا اور حج قبول ہوا۔ یعنی حج کے لئے یہ

(۷۲)

نہیں ہے کہ منہ پر مار دیں گے۔ زکوٰۃ کے لئے بھی نہیں ہے جس کے لئے بھی نہیں ہے، روزہ کے لئے بھی نہیں لیکن نماز کے لئے ہے کہ اگر تم نے ادائیگی اچھی نہیں کی، خضوع و خشوع سے نہیں پڑھا، اپنی نماز کو سجائے بغیر ہماری بارگاہ میں پیش کیا تو منہ پر مار دیں گے... اور اس کی مثال اللہ نے دی ہے کہ جیسے کوٹھنکیں مار مار کر کھاتا ہے اس طرح جلدی جلدی سجدہ نہیں کرو۔ کوٹے کی طرح جلدی جلدی سجدہ نہیں کرو... بلکہ اطمینان سے یہ سجدہ اور رکوع ادا کیا جائے، بھاگ بھاگ کی نماز نہ ہو، اللہ یہ چاہتا ہے کہ چونکہ ہر عبادت سے افضل ہے نماز تو اس کی ادائیگی اللہ کی بارگاہ میں حُسن کے ساتھ ہو، اور جب حُسن کے ساتھ ہوگی تب قبول کریں گے۔

اب حُسن کیسے پیدا ہو؟ حُسن اس طرح پیدا ہوگا کہ جب اس کی بارگاہ میں ہو تو یہ سمجھو کہ صرف اس کی بارگاہ میں ہیں... دیکھئے، نماز کا اصل راز کیا ہے؟ اصل راز نماز کا یہ ہے کہ جب پڑھ رہے ہو تو پھر اس کی بارگاہ میں ہو... یہ نہیں سوچنا ہے کہ کہاں کھڑے ہو، اپنے مکان میں، اپنے قصر میں، اپنے محل میں، کسی مسجد میں کسی مقام پر، کسی زمین پر... یہ نہیں سوچنا ہے کہ کہاں آنا ہے، کب جانا ہے، کتنی دیر میں ہم یہاں سے نکلیں گے، کب نماز ختم ہوگی... یہ بات سوچنی نہیں ہے سو اس کے کہ اس کی بارگاہ میں صرف اس کے بارے میں سوچنا ہے کہ معبود! تیرے پاس حاضر ہوں.. میں حاضر ہوں اور میں تجھ سے باتیں کر رہا ہوں، تو مجھ سے باتیں کر رہا ہے۔ اور غیر حاضری ایک سیکنڈ کی بھی نہ ہو، یہی ہے حُسنِ ادائیگی... اسے کہتے ہیں خضوع و خشوع۔ حُسنِ ادائیگی ایسی ہو کہ نماز پڑھتے ہیں آپ لیکن ہمیں نہیں خبر کہ آپ کیسے پڑھتے ہیں؟ آیا آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم اللہ کی بارگاہ میں ہیں یا آپ کسی کام کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ ہمیں تو نہیں معلوم، آپ کے دل میں جو ہے اس کا ہمیں نہیں پتہ، یعنی دنیا میں کسی

(۷۳)

کی عبادت کو دوسرا بندہ نہیں جانتا کہ یہ کس نیت سے پڑھ رہا ہے، بازو سے بازو ملا ہوا، ہے، ادھر بھی ایک ہے، ادھر بھی ایک ہے۔ لیکن نہ ادھر والے کو معلوم کہ کس نیت سے ہے، نہ ادھر والے کو معلوم کہ یہ کس نیت سے پڑھ رہا ہے، خضوع سے پڑھ رہا ہے یا دکھاوے کی پڑھ رہا ہے، نہیں معلوم... ہزاروں ساتھ کھڑے ہیں ایک دوسرے کو نہیں جانتے لیکن پیغمبرؐ کو یہ معلوم ہے کہ علیؑ کیسی نماز پڑھتے ہیں...!

حسن ادا نیگی کیا ہے نماز کی؟ جب تیر لگ گیا... لوگوں نے کہا علیؑ تو تڑپ جاتے ہیں جب تیر نکالا جاتا ہے... کہا! گھبراؤ نہیں، جب نماز میں کھڑے ہوں تو تیر کھینچ لینا، پیغمبرؐ کو معلوم ہے جب علیؑ نماز پڑھتا ہے تو اُس کی بارگاہ میں ہوتا ہے۔

پیغمبرؐ کو معلوم ہے کہ علیؑ حسن ادا کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، آپؐ نے غور نہیں کیا میں کیا کہہ گیا...؟ دس برس میں ستاسی لڑائیاں، ازواج کے مسائل، اولاد کے مسائل، بیٹی کا گھر، کھانا، پینا، عبادت، آنا، جانا، ملنا، اصحاب کے مجمع، باہر کے وفود آئیں... بدوؤں کے وفود روز آئیں، بات چیت، سمجھانا کبھی عیسائیوں کو، کبھی یہودیوں کو... یعنی دربار میں گفتگو، مناظرے... اور اس کے ساتھ ساتھ ہر ایک کے عمل پر نظر کہ اس کے دل میں کیا ہے؟ اس کے دل میں کیا ہے؟

یعنی پورا پورا عمل پیغمبرؐ کی نظر میں... کتنا مصروف ہے پیغمبرؐ اپنے کام میں، یعنی کتنی ادا نیگی حسن کے ساتھ ہو رہی ہے کہ پروردگار عالم تیری راہ میں یہ دن جو ٹوٹے ہمارے سپرد کیا ہے ہماری نظر تو اس پر بھی ہے کہ صرف مسلم کون رہ گیا اور مومن کون ہو گیا، اور متقی کون ہو گیا، محسن کون ہو گیا اور منافق کون ہو گیا؟ معلوم سب ہے پیغمبرؐ کو، پتہ سب ہے پیغمبرؐ کو، موقع موقع سے بتا بھی دیا کہ کہاں کس کا عمل کس منزل پر ہے، تو پیغمبرؐ نے اپنے کام کو سبایا... اب یہ سجاوٹ یعنی کام ہے سپرد تھوڑا سا... وہ سجا رہا ہے، سجاوٹ جو

(۷۴)

ہے کام کی اس کا حکم قرآن میں نہیں آیا... دیکھئے ہر سینڈ بعد ایک نیا موضوع آجاتا ہے تاکہ آپ اس تسلسل کو سمجھتے جائیں۔

حکم کیا آیا...؟ اُمت کو حکم دے دو کہ پانچ وقت نماز پڑھے... قرآن میں تین ہی وقت درج ہیں... پڑھتے پانچ ہیں لیکن قرآن میں تین ہی وقت کا ذکر ہے، لیکن قرآن نے یہ نہیں بتایا کہ کیسے؟ اب یہ تم سجاؤ۔ عمل دیا ہے ہم نے... سجاؤ تم... اور اس کو سجا کر بندے کو دے دو... اُمت کو دے دو، کہو ایسا کرنا ہے، جس جس طرح تم سجاتے جاؤ گے ہم سنت بناتے جائیں گے، کیسے سجدے کئے؟ کیا مستحب، کیا واجب؟ کیسا رکوع، کیسی تسبیح، تم کہتے جاؤ ہم سنت بناتے جائیں، تم سجا سجا کر پیش کرتے جاؤ... سجدہ یوں... رکوع یہ... قیام یہ... سلام یہ، شہد یہ... قنوت یہ، اب یہ نہ ہو کہ سجا کر نماز دے دی اور ادھر مصلے سے سلام پھیرا اور اٹھ کر بھاگ لئے نہیں... کچھ دیر ٹھہرنا ہے، یعنی یہ نہیں کہ جب شروع ہوئی، نیت کی پیش امام نے تب آپ مصلے پر آئے... نہیں.. اذان اور اقامت سے پہلے مصلے پر پہنچ جاؤ۔ جو آدمی سجاوٹ کرتا ہے وہ پہلے سے اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں کام اس کو شروع کرنا ہے۔ اب یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایسا تو نہیں کہ یہ یوں ہی بددلی سے کام کر رہا تھا، بددلی کا پتہ کب چلے گا؟ جلدی سے لپٹا پوتا اور بھاگ گیا، آپ آئے آپ نے کہا یہ کیا مزدور بھاگ گیا، یہ تو یہاں پر چھوڑ گیا جگہ... کل آئے، اس کو پکڑ کر لانا... اس سے کہنا یہ رنگ اس نے صحیح نہیں کیا... لیکن جو سچا مزدور ہوگا وہ لپ پوت کر صاحب کے انتظار میں بیٹھا ہوگا... اب صاحب آئیں گے، وہ کام چیک کر لیں پھر میں پیسے مانگوں گا، وہ تعریف کر دیں گے... ہاں! اچھا کام کیا ہے، پھر میں پیسے لے کر جاؤں گا۔ پھر پوچھوں گا صاحب کام اچھا ہوا، اطمینان ہے مہنا آپ کو...؟ وہ کہے گا ہاں بھی کام اچھا ہوا، یہ لو اپنے پیسے بلکہ خوشی سے دو آنے زیادہ لے لو

اور کل بھی آنا، یہ کام کرنا۔

ایک وہ مزدور جو جلدی سے بھاگ گیا کام کر کے، تاکہ صاحب آئیں تو میرے عیب نہ دیکھیں، میں جلدی سے پیسے لے کر بھاگوں۔ اس لئے کہ میں نے تو لپیا پوتی ہی ایسی کی ہے تو اب یہ دیکھا جائے گا کہ نماز پڑھ کر، سلام پھیر کر ایسا تو نہیں کہ اٹھ کر بھاگ لئے... پھر ایک منزل پر لا رہا ہوں آپ کو... یعنی بد دلی سے کام کیا اور بھاگ لئے۔ پیغمبرؐ نے کہا نہیں، ادا کر دیا لیکن ابھی بیٹھنا ہے، اب بیٹھ کر تمہیں تسبیح فاطمہؑ پڑھنا ہے۔ بھاگ نہیں جانا ورنہ یہ لگے گا کہ زبردستی یہاں بلایا گیا ہے۔

کچھ تسبیحیں پڑھنا، کچھ شکر کرنا، سجدہ شکرانہ کر کے جانا... سجاوٹ کام کی... تو پیغمبرؐ کے سپرد کام ہے، آپ یہ کہہ دیجئے، اب سجا کر پیش کر دیجئے، حُسن کے ساتھ، احسان ان پہ کرتے جائیے۔ مسلمانوں پر احسان کرتے جائیے، حُسن کے ساتھ انہیں سمجھاتے جائیے کہ کام کیسے کرنا ہے؟ اب یہ کام پیغمبرؐ خود کر رہے ہیں، اسی کو کہتے ہیں سنت... یعنی پیغمبرؐ نے دس برس میں جو کام سجا کر اُسوہ حسنہ پیش کیا... یہ حسنہ کا لفظ... یہ بھی احسان اور حُسن سے ہے... وہ اُسوہ جس میں حُسن تھا... بد صورت نہیں تھا کام، ہر خوب صورت چیز اچھی لگتی ہے، اُسوہ حسنہ پر عمل۔

سنت... یعنی کام کو اتنا سجا دیا کہ خود سے لے لیا، مسلم کو پسند آیا اور اس نے کہا بھئی اس عمل کو ادا کرو جیسے پیغمبرؐ نے ادا کیا... بزم میں بیٹھے، اصحاب آئے... پوچھنا شروع کیا... پیغمبرؐ نے حدیثیں سنانا شروع کیں... جو موضوع ہو جائے، توحید پر حدیثیں، عدل پر حدیثیں، زکوٰۃ پر حدیثیں، خُمس پر حدیثیں، اصحاب پر حدیثیں، اہل بیتؑ پر حدیثیں، علیؑ پر حدیثیں، حسنؑ پر حدیثیں، حسینؑ پر حدیثیں... دیکھ رہے ہیں نا آپ... یعنی جو امت میں ہیں یا جو امت سے افضل ہیں، یہ نہیں کہ انہوں نے کلمہ پڑھ لیا اور دائرہ

(۷۶)

اسلام میں آگئے تو حضورؐ نے ان کو چھوڑ دیا... بلکہ جس نے جو جتنا کام کیا ہے اس کی مدح بھی اس منزل میں ہوگی، اور جب مدح ہوگی تو ہم اس کو حدیث کہیں گے۔

جب ہم اس کی تعریف کریں تو وہ ہمارا قول حدیث بن جائے گا... تو لوگوں نے اس کی بھی نقل کی کہ اگر پیغمبرؐ حدیث دے رہے ہیں تو ہم بھی محدث بنیں... ہم بھی محدث بنیں یعنی کام اتنا خوبصورت تھا کہ دوسروں نے بھی نقل شروع کی۔ ابو ہریرہؓ نے کہا میں بھی محدث، دیکھیں نقل تو ہو رہی ہے، نماز میں بھی نقل ہو رہی ہے، تلاوت میں بھی نقل ہو رہی ہے، حج میں بھی نقل ہو رہی ہے... پیغمبرؐ کے ہر عمل کی نقل ہو رہی ہے... لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کام صرف نقل ہو رہا ہے یا اپنے عمل میں حُسن بھی پیدا کیا جا رہا ہے۔ ایسا تو نہیں کہ عمل کو بظاہر سجانے والا سجا رہا ہے لیکن اس میں بد صورتی پیدا ہو رہی ہے۔ ایسا تو نہیں کہ وہ اپنے حساب سے تو سجاوٹ کر رہا ہے کہ صاحب ہم حدیث سنا رہے ہیں... لیکن ایسا تو نہیں کہ وہ کام اتنا بدتر ہو گیا ہو کہ وہ برا لگنے لگے۔

تو اب موازنہ ہوگا، دیکھا جائے گا کہ اس محدث نے کیا کہا؟ اس محدث نے کیا کہا؟ اس نے کیا کہا؟ پھر جب موازنہ ہو جائے گا تو یہ دیکھا جائے گا کہ راوی سچا تھا یا جھوٹا...! اگر جھوٹا تھا تو لاکھ سجاوٹ کی ہے قابل اعتبار نہیں۔ تو پتہ چلا سچ بھی شامل ہے... یہ سچ کیوں شامل کیا گیا، جھوٹا راوی ہے تو کیا ہوا، اس نے دیکھا ہے تو بیان کر رہا ہے، آپ اس سے لے لیجئے، اس کے سچ اور جھوٹ سنئے کیا؟ ضروری نہیں کہ یہاں پر بھی اس نے جھوٹ بولا ہو... کہا!... نہیں... محدث کا سچا ہونا ضروری ہے، اس لئے کہ پہلے مکے والوں نے کہا تھا یہ صادق بھی ہے، امین بھی ہے۔

آپ نقل تو کر رہے ہیں، پہلے صادق بنیں، امین بنیں پھر محدث بنیں... یا محدث بنیں، یہ بعد میں پتہ چلا... تب کہا صدیقہ اور صدیق... پہلے سچائی پھر محدث... پہلے

(۷۷)

سچائی تو لی جائے گی کہ سچ بولنے میں حُسن پیدا کیا یا نہیں؟ سجاوٹ کی تو پیغمبر کہیں گے کہ اگر میں کہہ دوں کہ پہاڑی کے پیچھے لشکر ہے.. دیکھئے اتنی سجاوٹ کی ہے اپنی سچائی میں... کہ کافر بھی کہہ رہے ہیں کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں، آپ جو کہہ رہے ہیں ایسا ہوگا.... پہلے محدث یہ کہلو اتو لے کہ آپ جو کہیں گے وہ ہو جائے گا۔

زہرا نے پہلے یہ ثابت کیا کہ میں ایسی صدیقہ ہوں.... جو کہہ دوں وہ ہو جاتا ہے... بچوں سے کہا کپڑے آئیں گے... دیکھئے! یہ سجاوٹ تھی زہرا کے اپنے عمل کی، یعنی میں کتنی سچی ہوں؟ یہ امت کو بتانا تھا۔

یہ نہیں کہ ایک آدمی اپنی پرنیکش سے سچ بولتا ہے... تو وہ ہمیشہ سچ بولے گا، زہرا نے بتایا کہ میں نے پرنیکش نہیں کی ہے سچ بولنے کی... بلکہ میں اتنی سچی ہوں کہ میں جو کہہ دوں، وہ نہ ہو تو اللہ اسے سچ بنا دے... اس لئے کہ اللہ کو مجھ پر یقین ہے کہ یہ عمل جو کرتی ہے اس کو سجا کر پیش کرتی ہے۔ یہ میری محسنہ ہے!

اس کے ہر عمل میں حُسن ہے، یعنی رب کو یہ یقین ہو کہ جھوٹ بولا ہی نہیں جائے گا، یہ ناز ہے... جو آدمی اتنا زیادہ ایمان دار ہو کہ آپ کے دل پر اس کے ایمان کا سکہ بیٹھا ہوا ہو اور وہ کبھی آپ سے کہے کہ دولا کھ روپے قرض دے دیجئے پرسوں واپس کر دیں گے۔ اس پر آپ کو یقین ہے تو آپ فوراً نکال کر دے دیتے ہیں، بعض وہ لوگ ہوتے ہیں جن پر آپ کو اعتماد ہوتا ہے، بعضوں کو آپ اپنی چیزیں نہیں دیتے، لیکن بعض ایسے آپ کی نظر میں چڑھے ہوتے ہیں، حُسن نگاہ میں... کہ ان پر آپ اعتماد کرتے ہیں کہ یہ چیز خراب نہیں کرے گا۔

تو رب کے بھی کچھ ایسے بندے ہیں کہ جن پر رب کو اتنا اعتماد ہے اور ان کو اپنے رب پر اتنا اعتماد ہے کہ جس چیز کا وجود نہ ہو اور اس کو یہ کہہ دیں کہ ایسا ہوگا تو اللہ کر دیتا

(۷۸)

ہے۔ یعنی پہلے سے مدینے میں کسی درزی کا وجود نہیں تھا.... کہ کہیں بچوں کے کپڑے سلنے گئے ہوں، کپڑوں کا وجود نہیں تھا، لیکن زہرانے یہ کہہ دیا کہ بچوں! کپڑے آئیں گے... اور درزی لائے گا... نہ کپڑے تھے، نہ درزی تھا... اب اللہ نے یہ کہا کہ درزی بن کر جانا، یہ نہ کہنا کہ میں رضوانِ جنت ہوں، اس لئے کہ زہرانے درزی کا لفظ استعمال کیا ہے... تو وہی لفظ استعمال کرنا جو زہرانے کہا ہے... تو کچھ بندے وہ ہوتے ہیں کہ رب انتظار کرتا ہے کہ یہ کچھ کہیں تو ہم اس کو انٹ لکیر بنا دیں.... کیوں! اس لئے کہ یہ جب اپنے عمل کو کرتے ہیں تو حُسنِ ادائیگی کے ساتھ کرتے ہیں، اس کو اعتبار ہے، اسے یقین ہے کہ یہ تین روزے رکھ رہے ہیں اور اگر ان کے در پر یتیم، مسکین چلا جائے گا اور وہ روٹی طلب کرے گا... تو یہ دے دیں گے روٹی، چاہے انہیں تین فاقے کرنے پڑیں، اس اعتماد کے ساتھ بھیجا ہے....! کیوں؟ موسیٰؑ، عیسیٰؑ... کہیں ڈھونڈتے ہوئے پیچھے جائیے اور کسی پیغمبرؑ کے اہل بیت پر اللہ کو اتنا اعتماد ہو... یہاں اتنا اعتماد کیوں؟ اس لئے کہ یہ آخری پیغام ہے اور آخری پیغام کے لئے جس کو قیامت تک رہنا ہے، چونکہ نہ کوئی پیغام آنا ہے، نہ کوئی کتاب آئی ہے، نہ کوئی پیغامبر آنا ہے... اسی کو قیامت تک جانا ہے تو وہ چھپا ہوا راز جو خدا نے اصل مال تھا اس کو اب لایا ہے... اور اس مال کو اس اعتماد کے ساتھ بھیجا ہے کہ جو میں چاہوں گا یہ وہی کریں گے، تو ان کو یہ یقین ہے کہ جو ہم چاہیں گے رب وہی کرے گا۔ یہ اپنے رب کے محسن ہیں، اس لئے وہ قرآن میں کہتا ہے... میں محسنین کا شکر گزار ہوں۔

یہ روزے رکھیں تو اللہ کہے ہم مشکور ہیں.... شکر یہ اُس کا ادا کیا جاتا ہے جو احسان کرتا ہے، آلِ محمدؐ وہ ہیں جنہوں نے اللہ پر احسان کیا ہے... اور احسان یہی نہیں کہ صرف ان پانچ کو بنا کر بھیج دیا تو ان میں ہی یہ ساری صفات موجود ہیں بلکہ جدی پشتی

(۷۹)

شجرے میں ہے، یہ نہ کوئی کہہ دے کہ اللہ نے انہیں معجزہ عطا کر دیا، ان کو ایسا بنا دیا... ان کے عادات، ان کے صفات اللہ نے معجزے کے طور پر انہیں دیئے ہیں، کہا نہیں! خاندانی صفات ان کی رگ رگ میں ہے، ان پانچ کا کردار دیکھنا، انہیں بنایا ہے معصوم لیکن ان کے کردار سے ملا کر دیکھ لینا ابوطالب کا کردار، ان کے کردار سے ملانا فاطمہ بنت اسد کا کردار... ان کے کردار سے ملانا عبداللہ کا کردار، ان کے کردار سے ملانا آمنہ کا کردار... ان کے کردار سے ملانا عبدالمطلب کا کردار اگر کہیں فرق نظر آجائے تو کہہ دینا کہ وہ کافر تھے اور یہ مومن... اور اگر فرق نظر نہ آئے... حسن ادا ایک ہو... احسان میں سب برابر ہوں، تو جتنا احسان ان کا ہے اللہ پر... اتنا ہی احسان ابوطالب کا ہے اللہ پر...! اور احسان کا مرتبہ ایمان سے افضل ہے، جب ابوطالب کے احسان کو دیکھ لینا تو ایمان تلاش نہ کرنا۔

تقریر ختم ہوگئی... دو پہر کو ماجد رضا عابدی صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ کی تقریر نے یہ بتا دیا... کہ ایمان ابوطالب موضوع ختم ہو گیا... اب موضوع ایمان ابوطالب نہیں بننا چاہئے، اب موضوع بننا چاہئے احسان ابوطالب...! اس لئے کہ ایمان سے احسان کا رتبہ بلند ہے، تو اب کیا ہے، بہت قیمتی جملہ ہے... کہ تاریخ نے ابوطالب کے ایمان کا تو انکار کیا ہے احسان کا انکار نہیں کیا... احسان کا رتبہ ایمان سے افضل ہے، مسلم ہے پھر مومن ہے پھر متقی ہے پھر محسن ہے... دور درجے ہیں ایمان کے، مسلم اور مومن.. اس پر ہے متقی اور اس پر ہے محسن... ابوطالب مسلم، مومن، متقی اور پھر اس کے اوپر محسن ہیں۔ جب وہ محسن ثابت ہو گیا کہ اللہ کا محسن ہے تو اب نیچے کی طرف جاؤ، اب دیکھو تقویٰ کتنا تھا؟ اب دیکھو کہ ایمان کتنا تھا؟ اب دیکھو کہ اسلام کتنا تھا؟ اگر تینوں نہ ہوں تو کوئی بات نہیں محسن تو ہے ہی... محسن اللہ تو وہ ہے، اور قرآن میں اللہ نے مسلسل اپنی

(۸۰)

آیات میں کہا کہ ہم محسنین کو اجر دیں گے، جو ہم پر احسان کرے ہم اس کا اجر اُسے دیں گے۔

جب اللہ کہے کہ ہم اجر دیں گے تو کوئی روک لے گا... ابوطالب جیسے محسن دین الہی کو کوئی روک سکتا ہے...! اجر دینے والا وہ... اور اجر صرف یہی نہیں کہ محشر میں ملے گا... اللہ کہتا ہے ہم اپنے محسنین کو دنیا میں بھی اجر دیتے ہیں، تاکہ دنیا دیکھے، حسد بھی کرے اور رشک بھی کرے، ایسا اجر اور وہاں تو جو اجر دیں گے دنیا دیکھے گی... تو اگر ابوطالب محسن نہیں ہیں تو ہمیں دنیا میں کوئی اجر نظر نہیں آئے گا... قول اللہ آپ کے سامنے آجائے گا، آیتوں کی سچائی... اب دیکھ لیجئے... اگر ابوطالب کو کوئی بہت بڑا اجر ملا ہے تو ان کے محسن ہونے کی وجہ سے ملا ہے... یہ اجر ہی تو تھا کہ گود میں پلے، بھتیجا نبی بن جائے، بیٹا امام بن جائے۔

بھی علیؑ کو امامت دے کر ابوطالب کے احسان کا اجر اللہ نے ادا کیا ہے اور شہداء میں جعفرؑ کو زمرہ کے پردے کر... اور پیغمبرؐ کے شہداء میں شامل کر کے بیٹے کو ایک رتبہ دیا... اولاد کو جتنے رتبے ملیں گے یہ ابوطالب کا اجر ہے اور صرف یہی نہیں کہ جعفرؑ موتہ میں اور علیؑ ستاسی غزوات میں... یہ ساری قربانی ابوطالب کی۔ سب سے بڑا اجر جو ابوطالب کو اللہ نے دیا اور اس کے بعد جو اجر دیا... دواجر بتارہا ہوں... یعنی اللہ نے عالم انسانیت کی قیامت تک کی ہدایت نسل ابوطالب میں رکھی، یعنی مہدیؑ ابوطالب کی نسل میں ہے، کائنات کا آخری ہادی جس پر دنیا کا اختتام ہو... وہ ابوطالب کا پوتا ہے۔

ارے...! کسی پیغمبرؐ کو یہ اجر نہیں ملا جو ابوطالب کو ملا کہ دنیا کا آخری ہادی ابوطالب کی نسل سے ہے اور اس سے بھی عظیم اجر... وہ کیا... کہ کر بلا کی پوری قربانی ابوطالب کی ہے یعنی جتنے بھی ہاشمی آئے وہ سب کے سب ابوطالب کی اولاد میں تھے۔ عبدالمطلب

کے بارہ بیٹے ہیں لیکن کسی بیٹے کی اولاد کر بلا میں نہیں آئی، صرف دو بیٹوں کی اولاد کر بلا میں آئی.. بظاہر وہ ابوطالبؑ کی اولاد ہیں، کون سے دو بیٹے ہیں، ایک جناب عبداللہؑ، ایک جناب ابوطالبؑ.. کر بلا میں حسینؑ کے رشتہ داروں میں سوا آل ابوطالبؑ کے کوئی نہیں آیا... عبداللہ کے بیٹے محمدؑ، ان کی بیٹی فاطمہؑ، فاطمہ کے بیٹے حسینؑ... حسینؑ خود جناب عبداللہؑ کی اولاد میں ہیں۔

ادھر آئیے، ابوطالبؑ کے بیٹے کون کون؟ عقیلؑ، جعفرؑ... علیؑ تین بیٹے یہ ہو گئے، اب دیکھئے پہلا شہید مسلمؑ... عقیل کا بیٹا... آٹھ بیٹے کر بلا میں اور مزید مسلمؑ کے بھائی، مسلمؑ کے چار بیٹے... محسنؑ و محمدؑ جعفرؑ طیار کی اولاد... عباسؑ اور حسینؑ علیؑ کی اولاد... یعنی ابوطالبؑ کی اولاد، علیؑ اکبرؑ، قاسمؑ اور دیگر پوتے اور امام حسنؑ کے بیٹے، یہ کل آل ابوطالبؑ یعنی کر بلا کی قربانی ابوطالبؑ کی قربانی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی غیر ہاشمی کر بلا میں آیا ہی نہیں ہے، یہ ابوطالبؑ کا سب سے بڑا رشتہ ہے اور پیغام حسینؑ کا لے کر جو جائے.. وہ ابوطالبؑ کی پوتی، جناب زینبؑ۔

یہی وجہ ہے کہ یہ جو جملہ کہا ہے یزید سے... کہ تیری باندیاں اور تیری بیٹیاں پردے میں بیٹھی ہیں اور ہم عبدالمطلب کی بیٹیاں سرعام مجمع میں ہیں، ابوطالبؑ کی بیٹیاں سرعام، سرکھلے مجمع میں ہیں۔ تو بتایا کہ ان کے کچھ احسانات ہیں تم پر... تم مردوں پر ہمارے اجداد کے کچھ احسانات ہیں، ان کو یاد دلایا ہے نام لے کر، شہزادوں نے کو فہ پر بھی، شام پر بھی، عراق پر بھی علیؑ کے احسانات ہیں، بڑے احسان کئے تھے لیکن ان احسانوں کا کیا بدلہ دیا.. کچھ کر بلا میں مظالم کئے اور کچھ اس سے بھی مظالم بڑھ گئے... کہ سر حسینؑ ہے اور عماری پر بہن ہے۔

مسلسل راستے بھراس کی نظر بھائی کے سر پر ہے... ایک بہن کے دل پر کیا گذرتی

ہوگی، بھائی کا سر نیزے پر ساتھ ساتھ عماری کے جا رہا ہے۔ فاتح خیر کی بیٹی تھیں، بہادر تھیں جناب نہ بٹ... صبر کیا بھائی کا سر دیکھا... لیکن اللہ اس ماں کا کیا عالم ہوتا ہوگا ام لیلیٰ کا کہ نیزے پر ساتھ ساتھ علی اکبر کا سر چل رہا تھا... علی اکبر کا سر قیامت... علی اکبر کی شہادت ہی قیامت تھی باپ، ماں اور پھوپھی کے لئے... اس کا اثر... آج تک لکھا ہے تمام نے کہ اب تک حسینؑ نے خواب میں آ کر یہی بتایا ہے کہ ہم اکبر کو نہیں بھولے... بلکہ خدام نے یہ بھی دیکھا کہ علی اکبر کی قبر پر ایک بزرگ کو جھکے ہوئے دیکھا... علما نے لکھا کہ شب جمعہ حسینؑ کی یہی آواز آتی ہے... میرے لعل علی اکبر... میرے لعل علی اکبر... علما نے خواب میں دیکھا کہ حسینؑ کے جسم کے سارے زخم صبح ہیں لیکن سینے اور بازو کے زخم صبح نہیں... خداموں نے جب پوچھا تو کہا قیامت تک یہ زخم ٹھیک نہیں ہوں گے۔ بازو کا زخم عباسؑ ہیں سینے کا زخم علی اکبرؑ ہیں... یہ ایسے زخم ہیں کہ اب تک حسینؑ نہیں بھولے اور شہادت کے بعد بھی اس محبت کو ختم نہ کیا جاسکا۔

حسینؑ کا سر نیزے پر چلتا تو جہاں علی اکبرؑ کا سر نیزے پر ہوتا حسینؑ کا سر مڑ جاتا اور مسلسل علی اکبرؑ کے سر کو حسینؑ کا سر دیکھتا رہتا... جب نیزہ بان علی اکبرؑ کے سر کو لے کر پیچھے ہٹ جاتا تو حسینؑ مڑ کر علی اکبرؑ کے چہرے کو دیکھتے... اشقیاء سمجھ گئے تھے اور جانتے تھے کہ مرنے کے بعد بھی حسینؑ اپنے بیٹے کو بہت چاہتے ہیں۔ اور یہ معجزہ کہیں ایسا نہ ہو کہ راہ والے دیکھیں اور ان پر کچھ اثر ہو جائے، تو یہ کیا کہ صندوق لائے اور صندوق میں سروں کو بند کر دیا، ایک صندوق میں حسینؑ کا سر بند کر دیا ایک صندوق میں علی اکبرؑ کا سر بند کر دیا... اور یہ خطرہ بھی تھا آگے گزرنے پر کچھ لوگوں نے کہا تھا کہ ہم جنگ کر کے اشقیاء سے سروں کو چھین لیں گے اور سروں کو دفن کریں گے، جب حملے کا پتہ چلا تو صندوقوں میں سر رکھ دیئے... ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ وہ آتے تھے یہ کہتے ہوئے

۸۳

کہ ہم زینبؓ کے لئے چادریں لے کر آئے ہیں، ہم جنگ کریں گے، بیبیوں کو چادریں دیں گے، ایسا ہوا کہ اشقیا کو یہ خبر ملی کہ حسینؑ کے چاہنے والے جنگ پر آمادہ ہیں تو راستہ بدل بدل کر نکل گئے، جنگ کی طرف سے نکل گئے، لیکن جب اگلی منزل پر پہنچے تو وہاں پھر سروں کو صندوق سے نکال کر نیزوں پر چڑھا دو لیکن جب حسینؑ کا سر جس صندوق میں تھا اس صندوق کا تالا کھول کر دیکھا تو اس میں حسینؑ کا سر نہیں تھا۔ شمر تازیانہ لے کر سید سجادؑ کی طرف بڑھا، اور تازیانہ اٹھا کر کہا کہ تم بنی ہاشمؑ جادوگر ہو سید سجادؑ... تمہارے باپ کا سر صندوق سے کہاں غائب ہو گیا، بے اختیار کہا! مجھے تازیانے نہ مار، اس صندوق کو کھول کر دیکھ جس صندوق میں میرے بھیا علی اکبرؑ کا سر ہے.... اب جو صندوق کھولا گیا تو علی اکبرؑ کے رخسار پر حسینؑ کا رخسار تھا... آواز آرہی تھی... علی اکبرؑ... علی اکبرؑ کا سر ہے۔



تیسری مجلس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساری تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمدؐ و آل محمدؑ کے لئے

عشرہ چہلم کی تیسری تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں احسان اور ایمان کے موضوع پر... غرض کیا گیا کہ احسان اور ایمان کے درجوں کو اللہ نے اپنی کتاب میں مقرر فرمایا، ایمان ایک ایسا موضوع ہے کہ جس سے ہم سب اچھی طرح واقف ہیں... چونکہ ہر مجلس کا موضوع ہی ایمان ہوتا ہے اس لئے ہم اچھی طرح اس کی تعریف جانتے ہیں، جس کے دل میں ایمان بسا ہے اسے مومن کہتے ہیں، ایمان کس طرح دل میں آتا ہے، صاحب ایمان کیسے ہوتا ہے؟ ان چیزوں سے ہم واقف ہیں، موضوع ہمارے لئے یہ بنا ہے کہ احسان کیا ہے؟ اور اس کا رشتہ ایمان سے کیا ہے؟ ہم اسی پر گفتگو کر رہے ہیں اور آنے والی تقریروں میں بھی ہم اسی موضوع پر تقریر کریں گے۔

احسان بظاہر ایک ایسا لفظ ہے کہ جس سے سب واقف ہیں لیکن قرآن کی روشنی میں احسان پر گفتگو ہو رہی ہے وہ ہم سب کے لئے نئی گفتگو ہے... جیسا کہ میں نے کہا کہ جو احسان کرتا ہے اس کو محسن کہتے ہیں، اس کی واحد محسن ہے جب بہت سے احسان کرنے والے ہوں تو محسنین کہلاتے ہیں... محسن، احسان، محسنین... احسان کا لفظ قرآن میں چھ بار آیا ہے... اپنی اسی ترکیب کے ساتھ... احسان... اگر احسانا... ہو جائے تو وہ

الگ ترکیب ہے... اس پر گفتگو الگ ہوگی۔

احسان کا لفظ قرآن میں چھ مرتبہ استعمال ہوا.. لفظ محسن قرآن میں چار بار استعمال ہوا لیکن محسنین کا لفظ قرآن میں چونتیس بار استعمال ہوا.. محسن مرد کو کہتے ہیں محسنین بہت سے مرد.. لیکن جب عورت کے احسان کا ذکر ہو.. تب قرآن میں اس لفظ کو کہیں گے محسنات... اور یہ لفظ قرآن میں صرف ایک بار آیا ہے۔

اب یہ گنتی لفظوں کی میں نے بتادی، تاکہ آنے والی تقریروں میں جب یہ گفتگو ہو تو کم از کم یہ تعداد ذہن میں رہے تاکہ گفتگو انجانی نہ ہو.. سورہ لقمان کلام پاک کا مشہور و معروف سورہ ہے، سورہ کا آغاز ان آیات سے ہوتا ہے... بسم اللہ الرحمن الرحیم...

الْم تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ

وَاٰیٰتِیْنَ هِیَ.. اَلَمْ.. ایک آیت اور اَلَمْ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ...

هٰذِیْ وَرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ... (سورہ لقمان)

ترجمہ... الم... یہ قرآن حکیم کی چند آیات ہیں اور سنو! ہدایت اور رحمت انہی سے قریب ہے جو محسنین ہیں۔ جنہوں نے اللہ پر احسان کیا وہ محسن ہیں، محسنین ہیں، ہدایت اور رحمت ان سے قریب ہے، یہ نہیں کہا کہ وہ ہادی ہیں یا وہی رحمت ہیں... پتہ چلا کہ رحمت کوئی اور ہے، ہادی کوئی اور ہے اور وہ محسن سے قریب ہے۔ ہادی اور رحمت محسن سے قریب ہیں۔

اور کل میری تقریر کا آخری جملہ یہ تھا کہ اسلام کا سب سے بڑا محسن ابوطالبؑ ہے... آیت نے واضح کر دیا کہ محسن سے ہادی بھی قریب ہے اور رحمت بھی قریب ہے، اور اتنی قریب کہ ہادی بھی ابوطالبؑ کی گود میں پلے اور رحمت بھی اس کی گود میں پلے۔ کیا کوئی اور بھی اسلام میں ایسا محسن ہے کہ جس سے ہادی بھی قریب ہو اور رحمت بھی قریب ہو... سورہ لقمان کی روشنی میں کوئی کسی ایسے محسن کا نام بتائے کہ جس سے

دونوں قریب ہوں، رحمت بھی اور ہدایت بھی.. اور جب ہدایت اور رحمت دونوں قریب ہوں اور اس کا اعلان اللہ کرے.. یہ نہیں کہا کہ محسن سے قریب..... بلکہ محسنین سے ہدایت بھی قریب ہے اور رحمت بھی قریب ہے تو پھر اب ہمیں جمع میں تلاش کرنا پڑے گا کہ کون سے محسنین ہیں کہ جن سے ہدایت بھی قریب تھی اور رحمت بھی قریب تھی۔ رحمت ظاہر ہے کہ رحمت... کسی اور کو کہہ نہیں سکتے... کھلی ہوئی بات ہے کہ جو رحمت اللعالمین ہو وہی ہے رحمت.. وہ کس سے قریب ہے، کوئی ایسے جو محسنین ہوں کہ جن سے رحمت العالمین قریب ہو، اتنا قریب کہ قرآن اس کی قربت کو بیان کرے..... بزم کی قربت، رزم کی قربت، خُجْرے کی قربت... ایسی قربت کہ جو ہر آن ہے۔ اگر بیچ میں ٹوٹ رہی ہو تو قرآن کہہ دیتا کہ کبھی کبھی محسنین کے قریب رحمت رہتی ہے۔

عمل مسلسل ہے، ہر آن ہے کہ رحمت محسنین سے قریب ہے، تو یہاں تسلسل ٹوٹ رہا ہے، کبھی بزم کا، کبھی رزم کا، کبھی خُجْرے کا، کبھی راہ کا، سفر ختم ہو جاتا ہے، کچھ کچھ دیر کے لئے ساتھ ہوتا ہے اور پھر وہ ساتھ ختم ہو جاتا ہے، قربت اتنی قربت کہ ہمیں دو محسنین ایسے تلاش کرنے چاہئیں کہ جن سے رحمت بالکل قریب ہو، اتنی قریب کہ رحمت کے علاوہ کوئی اور اتنا قریب نہیں، ایک ایک جملہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی تاریخی واقعہ کو بیان کرنا، یا منطق کو بیان کرنا، یا حدیث کو بیان کرنا آسان ہے اس لیے کہ کاغذ پر لکھا ہے آپ نے بیان کر دیا۔ لیکن جب تجزیہ ہوتا ہے کہ جہاں کچھ چیزوں کو جمع کر کے فکر نکالی جائے، جسے ریسرچ کہتے ہیں وہ جملہ زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔

وہ اتنا قیمتی ہوتا ہے کہ آنکھوں کا دل.... بہت مشکل کام ہے، اور وہ جوئے شیر لاتا ہے، اس کو تلاش کر کے ایسے پھول کی طرح منبر سے یوں پھینک دینا... کہ یہ گلاب کا

پھول آپ کی طرف پھینک دیا... اور پھر آپ کا یہ تقاضہ...!
 گل چھینکے ہیں اوروں کی طرف یا کہ شمر بھی
 اے لالہ بر اندازِ چمن کچھ تو ادھر بھی

اب یہ دیکھئے ریسرچ کا جملہ آ رہا ہے، نہ یہ کسی کتاب میں ہے، نہ تفسیر میں ہے، نہ کسی حدیث میں ہے، یہ ہماری فکر ہے ہم نے تلاش کیا ہے تو ہم نے پایا ہے، اور ظاہر ہے کہ اس طرح کی چیزیں جو ہم پیش کرتے ہیں وہ ہماری تلاش ہوتی ہے.. اور ہمارے بعد اگر کہیں سنیں تو بات تو ہماری ہی رہے گی۔ تلاش ہماری رہے گی، وہ چھینی نہیں جاسکتی، عبدالمطلبؑ کے بارہ بیٹے تھے ظاہر ہے کتاب میں لکھا ہے، اب اس کے آگے کی بات ہم کہتے ہیں، حارث سے لے کر عبد اللہؑ تک.. حارث سب سے بڑے، جناب عبد اللہ سب سے چھوٹے، ابوطالبؑ اور جناب عبد اللہؑ سگے بھائی... بعض نے کہا ہے جناب حمزہؑ سب سے چھوٹے تھے، ہر حال جو بھی صحیح ہو... حارث سے لے کر جناب حمزہؑ تک بارہ بھائی اور ہر ایک کے کم سے کم پانچ بھائی ایسے کہ جن کے دس دس بیٹے، حارث کے دس بیٹے، عباس بن عبدالمطلبؑ کے دس بیٹے، ابوطالبؑ کے چار بیٹے، جناب عبد اللہؑ کا ایک بیٹا... اوروں کے بھی، اگر آپ جوڑ لیں تو کم سے کم تیس، چالیس پوتے عبدالمطلبؑ کے تھے، اب یہ ہم حساب لگا رہے ہیں یہ تاریخ میں نہیں لکھا... یہ سب ہم آپ کو ریسرچ Research کر کے پیش کر رہے ہیں۔ جملہ جو دینا ہے قیمتی... جو ہم نے نکالا.. اس کو توجہ سے سننا ہے، ہر دادا اگر اس کے پانچ بیٹے ہیں اور ان کے دودھ بھی بیٹے ہیں تو ہر دادا اپنے ہر بیٹے کے بیٹے کو چاہے گا... پوتے ہر دادا کے برابر ہوتے ہیں، چالیس پوتے عبدالمطلبؑ کے تھے... لیکن تاریخ میں ایک ہی پوتا گود میں نظر آیا، ہم نے نہیں دیکھا کہ عبدالمطلبؑ نے محمدؐ کے علاوہ کسی

اور پوتے کو کاندھے پر چڑھایا ہو۔ یہ ہے ہمارا ریسرچ ورک۔

آئیے دیکھتے ہیں... ابو طالبؑ کے بیٹے، طالبؑ، عقیلؑ، جعفرؑ... علیؑ تو پیدا ہی نہیں ہوئے عبدالمطلبؑ کی زندگی میں، کم از کم طالبؑ ہیں... لیکن تاریخ میں نہیں ملتا کہ طالبؑ کو گود میں لیا ہو، حارثؑ کے بیٹے ہیں، عبیدہؑ ہیں اور فلاں بیٹا اور فلاں بیٹا... ہمیں کہیں نہیں ملتا کہ عبدالمطلبؑ نے کبھی گود میں لیا ہو... ایک چھوٹا سا واقعہ بھی دادا اور پوتے کا تاریخ نے نہیں لکھا... جب بھی لکھا تاریخ نے تو یہی لکھا کہ یہ عبدالمطلبؑ ہیں اور یتیم عبداللہ ہیں۔

اب پھر میں آیت پڑھ دوں... هُدًى وَ رَحْمَتِ الْمَحْسِنِينَ... رحمت محسن سے قریب ہے... اتنی قریب ہے رحمت محسن سے کہ غیر رحمت اس میں آتا ہی نہیں... ایسا محسن ہے عبدالمطلبؑ... کہ رحمت قریب ہے، بلا فصل قریب ہے، بیچ میں کوئی نہیں، اور اتنی قربت کہ تحفے آئیں شاہ یمن سے، تحفے آئے نجاشی کے دربار سے، تحفے آئیں مصر سے... اب یہ تو تاریخ ہے، میرا جملہ کیا ہے... یہ تو تاریخ میں لکھا ہے کہ بڑے بڑے بادشاہ تحفے بھیجتے تھے... تو کیا عرب میں صرف عبدالمطلبؑ رہتے تھے، کوئی اور نہیں رہتا تھا، تاریخ نے کیوں نہیں لکھا... کہ ابوسفیان کے باپ امیہ کو یا حرب کو یمن کے بادشاہ نے تحفے بھیجے ہوں، یا مصر کے بادشاہ نے ابو جہل کو تحفے بھیجے ہوں! پتہ چلا کہ بادشاہ بادشاہ کو تحفے بھیجتا ہے۔ اگر وہ یمن کا بادشاہ تھا تو یہ عرب کے بادشاہ تھے۔

ہم نے اپنے جملہ پر دلیل دے دی... تاریخ طبری، تاریخ ابن ہشام، تاریخ طبقات ابن سعد... ہر تاریخ نے لکھا کہ عبدالمطلبؑ کی شان بڑے بڑے بادشاہوں جیسی تھی... جملہ کم نہیں ہے تاریخ کا، جو تاریخ اس پر بضد ہو کہ اجداد پیغمبرؐ کو کافر

لکھے... اگر وہ تاریخ یہ جملہ لکھے کہ عبدالمطلبؑ کی شان بادشاہوں والی تھی... شان بادشاہوں والی تھی یہ بہت کافی ہے۔ اچھا تو کیسے بادشاہوں والی شان نظر آگئی؟

تاریخ نے کہا ہاں! چوڑے شانے، بھرے بازو، لاناقد، نورانی چہرہ اور وہ سیاہ زلفیں بل کھائی ہوئی، وہ چوڑی پیشانی، وہ ستواں ناک... جب چلتے تھے عبدالمطلبؑ تو زمین پر دھمک ہوتی تھی اور یوں جھوم کر چلتے تھے جیسے کوئی شاہانہ انداز سے اپنے دربار میں آ رہا ہو۔ یہ تو سراپا لکھا تاریخ نے اور پھر تاریخ نے یہ لکھا کہ وہ رعب تھا، وہ دبدبہ تھا عبدالمطلبؑ کا... کہ صبح ہوتی تو خانہ کعبہ میں حطیم کے سامنے، یعنی یہ کعبہ ہے، یہ دیوار کعبہ... اس کے بالکل سامنے ایک بڑی سی مسند بچھائی جاتی، اس پر گاؤ تکیے رکھ دیئے جاتے، صبح سے مسند بچھا دی جاتی، یہ نہیں پتہ کہ وہ کب آئے گا شاہ عرب! کوئی ایک وقت مقرر نہیں ہے، صبح مسند بچھا دی جائے اور دس بیٹے دور دور تلوار لے کر صرف اس مسند کی حفاظت کریں، یعنی کوئی قریب سے کوئی گذر نہ جائے اور جہاں جن حدود میں بیٹے تلواریں لئے کھڑے ہیں، اس حدود سے باہر عرب والے آئیں، درخواستیں لے کر بیٹھ جائیں... ہے ناشاہانہ دربار... لیکن بادشاہ اگر کافر ہوتا معاذ اللہ تو کہیں کفرستان میں دربار لگتا... اللہ کے گھر کی دیوار کے سائے میں دربار لگا ہے... جملہ دے دوں اتنا حسین... یعنی جب بیٹھے ہوں گے عبدالمطلبؑ گاؤ سے ٹیک لگا کر تو پشت عبدالمطلبؑ کی کعبہ کی طرف ہوتی ہوگی... ایسا بادشاہ جس کی پشت پر کعبہ تھا۔

کعبہ مرے پیچھے ہے کلیسا مرے آگے

وہ اقصیٰ ہے سامنے... ابھی تو قبلہ وہ ہے نا... جب یہ قبلہ بنے گا تو سب کے منہ اوجھ رہ جائیں گے، اس شان سے وہ بادشاہ کے پس منظر میں خدا کا گہرا اور وہ سامنے محلہ بنی ہاشم میں وہ روشن بلند دروازہ عبدالمطلبؑ کے قصر کا اور وہاں بھی بنی ہاشم کا چہرہ...

دربان و حاجب دروازے پر کھڑے ہوئے، سردار عرب... اب جب بھی آئے سردار۔
 ایسے میں عصمت سرا کا دروازہ کھلا اور ایک سات سال کا بچہ، خوبصورت سا، پاؤں
 میں ننھے ننھے نعلین پہنے... سیاہ عمامہ اور تخت الحنک کا بندھوں پر پڑی ہوئی، عمامہ سے اُس
 کی زلفیں بھی ہوا میں لہراتی ہوئی، حسین چہرہ اور وہ بچہ کھیلتا ہوا چلا، عبدالمطلب کے گھر
 سے نکلا تو کھیلتا ہوا چلا اور اسی شان سے جس طرح گھر سے نکلا تھا، اس مسند کی طرف
 بڑھا اور وہ گاؤں اور وہ مسند جس کی حفاظت کو دس دس جوان ہوں تلواریں لئے ہوئے کہ
 پاس سے بھی کوئی عرب نہ گزرے... اس بچے نے اپنی جوتیاں اس گاؤں پر رکھیں، اس
 مسند پر رکھیں، کبھی وہ گاؤں پر تھا اور کبھی مسند پر... ایک بیٹا بڑھا اور اس نے چاہا کہ بچہ کا
 شانہ پکڑ کر ہٹا دے گاؤں کے پاس سے کہ یہ سردار عرب کی مسند ہے، ابھی ہاتھ بڑھائیں
 تھا کہ عبدالمطلب برآمد ہوئے... وہیں سے آواز دی... حارث!! خبردار مجھ کو ہاتھ نہ لگانا۔
 اور قریب آگئے، کہا خبردار! اگر یہ مسند پر آجائیں تو ٹوکنا نہیں، میں دیکھ رہا ہوں
 کہ ایک دن یہی بچہ تم سب کا سردار بننے والا ہے۔ اب یہ پتہ چلا کہ یہ محسن وہ ہے کہ جو
 پوتا سمجھ کر نہیں پال رہا ہے... سردار سمجھ کر پال رہا ہے۔

اگر صرف پوتا سمجھ کر پرورش کرتے تو پھر ہر پوتا برابر ہوتا، لیکن اللہ نے چاہا کہ محسن
 سے رحمت قریب ہو اور اتنی قریب کہ وہ اس کی شان بتائے، پھر جملہ دیا۔ کہا بڑی شان
 والا ہے یہ، بڑی آن والا ہے یہ، اس بچہ کے احترام میں کمی نہ ہو، اس کی شان میں کبھی
 گستاخی نہ ہو... سمجھ گئے تھے عبدالمطلب کے بیٹے کہ یہ جو عنایت دادا کی پوتے پر ہے
 اس میں کچھ خصوصیت ہے... اب مسلمان مجھے اپنی ریسرچ سے یہ جواب دیں کہ
 جب اس دور میں کہ یہ بچہ سات اور آٹھ برس کا ہے... تو کس نے شان بتائی؟ اگر
 عبدالمطلب اپنے تمام پوتوں کو لے کر نکلا کرتے... تو تیس چالیس پوتوں میں کیا پہچان

ہوتی کہ کون سا بچہ؟ سب کو نظر انداز کر کے ایک کو نگاہوں کا مرکز بنا کر.... آپ کہیں گے یہ تو عدل نہ ہوا.... یہ تو بے انصافی ہوئی، اس زمانے میں عدل اور بے انصافی کی کیا باتیں کرتے ہیں...؟ آپ کی کوئی شریعت تھی؟ کوئی قرآن تھا؟ اللہ میاں کا نام تک کوئی نہیں جانتا تھا... کیسا عدل، کیا شریعت؟ جو دل چاہے عبدالمطلب کریں... ان کے گھر کی شریعت ہے، ابھی شریعت آئی کہاں ہے آپ کی؟

نہیں صاحب! یہ کیسی باتیں کرتے ہیں؟ جو قرآن میں ہے وہ دکھائیں؟ زبردستی کی باتیں ہیں کہ قرآن آیا ہے اس وقت کہ جب پیغمبرؐ ہوئے چالیس برس کے، ہم باتیں کر رہے ہیں اس دور کی جب پیغمبرؐ سات برس کے تھے، یہ کیسے ہم ثابت کر دیں، آپ تو ہتھیلی پر چاہتے ہیں سرسوں اُگا لیں... قرآن آیا بعد میں، حالات ہیں پہلے کے اور ہم ثابت کر دیں کہ عبدالمطلبؐ نے جو عمل کیا وہ قرآن میں ہو... چلئے اگر آپ کی زبردستی ہے تو ہم ثابت کئے دیتے ہیں.... پڑھئے سورہ یوسفؑ....!

کتنے بیٹے تھے..؟ بارہ بیٹے تھے جناب یعقوبؑ کے لیکن بارہ میں گیارہ کو نہیں چاہا... ایک کو چاہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گیارہ نے بارہ کو کنوئیں میں پھینک دیا... کہ باپ ایک کو کیوں چاہتا ہے؟ اب یعقوبؑ سے پوچھو کہ اوروں کے ساتھ عدل کیوں نہیں کیا؟ کیا جواب دیں گے یعقوبؑ...؟ اگر نہ چاہتے یوسفؑ کو تو یہ واقعہ ہی کیوں ہوتا کہ گیارہ کنوئیں میں پھینک دیں...؟ اس پر میں کیوں دلیل دوں، میں نے تو عبدالمطلبؑ کی بات پر دلیل دے دی۔

اب میں یعقوبؑ کا ذمہ دار تو نہیں ہوں، دیکھئے! میرا مدروح عبدالمطلبؑ ہے... یعقوبؑ سے دلیل دے دی، برادرانِ یوسفؑ سے دلیل دے دی اب میں یعقوبؑ اور یوسفؑ کی بات کیوں کروں... آپ نے کہا صاحب جب مجلس پڑھ رہے ہیں، ذمہ

داری ہے تو یہ بھی سمجھا دیجئے... تو چلئے یہ بھی سمجھ لیجئے کہ جہاں اللہ منصب کو رکھ دیتا ہے، منصب ملنے والے بزرگ کو تاکید اور ہدایت کر دیتا ہے کہ تمہارے بعد یہ ہادی ہونے والا ہے... اس کے تعارف میں کمی نہ ہو... یعقوبؑ بھی ہادی تھا، یوسفؑ بھی ہادی تھا... تو اب مانو کہ عبدالمطلبؑ اپنے دور کا ہادی تھا۔

جسے عصمت دیتا ہے... جسے معصوم بنا دیتا ہے... اُسے نگاہوں کا مرکز بنا دیتا ہے بلکہ کہتا ہے کہ میری نظر میں یہ عظیم ہے تو تمہاری نگاہوں میں بھی عظیم ہو جائے... ہم کچھ دیکھ رہے ہیں، ہم نے اس کو کچھ عطا کیا ہے، یہ کوئی بڑا کام ہمارے لئے کرے گا، یعنی ہمارا محسن بننے والا ہے، چونکہ یہ ہمارا محسن بننے والا ہے تو اس محسن کی مدد کر کے تم جب اس کے محسن بنو گے... تو تم میرے محسن بن جاؤ گے۔

عبدالمطلبؑ دیکھ رہے ہیں۔ قرآن آیا بعد میں، سورہ فیل آیا بعد میں، ہاتھیوں کا قصہ بعد میں نازل ہوا... ہو چکا تھا پہلے، ہم تو جب جانتے کہ جب یہ سورہ آیا، ابابیل اور ہاتھیوں کے قصہ کو لے کر تو اس کے بعد کوئی واقعہ ایسا ہوتا کہ کعبہ پر ہاتھی آتے، ابابیلیں آتیں اور حملہ کرتیں تو نبیؐ کہتے کہ اس واقعہ کو اللہ نے قرآن میں بیان کیا ہے... یہاں ماضی کے قصہ کو اللہ نے سورہ بنا کر اُتارا... کہ تم دیکھ رہے تھے، اُسے حبیبؑ تم دیکھ رہے تھے... دیکھا...

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ (سورہ فیل)

تم نے دیکھا... تم نے کہاں سے دیکھا... ایک عام الفیل میں واقعہ ہوا، یعنی عام الفیل کا پہلا سال تھا کہ جب ہاتھی ابرہہ کے آئے کعبہ پر حملہ کرنے.. اور اللہ پیغمبرؐ سے کہہ رہا ہے... تم نے دیکھا کہ ہاتھی آئے کعبے پر... ہمارے گھر پر حملہ کرنے... تم نے دیکھا... یہ وہ سال ہے کہ جب پیغمبرؐ پیدا ہوئے... لیکن جب واقعہ ہوا تو پیغمبرؐ بطن آمنہ

”میں تھے... یعنی نور بطنِ مادر میں تھا تو اللہ نے بتایا کہ اے امتِ والو! اگر نور پیغمبرِ یانورِ معصوم بطنِ مادر میں بھی ہوتا ہے تو وہ سب کچھ دیکھ رہا ہوتا ہے... ورنہ سورے سے انکار کر دو... کہتا ہے تم نے دیکھا... پوچھ لیتے نا اٹھ کر کہ آپ تو پیدا بھی نہیں ہوئے تھے جب واقعہ ہوا... لیکن یقین تھا امت کو، اس بات کا یقین تھا کہ پیغمبر پیدا نہیں ہوئے تھے لیکن دیکھ رہے تھے اور اللہ نے اپنے پیغمبر کو سنایا... دیکھئے! جب کسی سردار، رئیس، شریف، مہذب انسان کے پاس آپ جائیں تو وہ خوش جب ہوگا جب آپ کہیں... ارے! آپ کے والد گرامی کا کیا کہنا... مجھے وہ فلاں واقعہ یاد آیا... بہت رئیس تھے، بڑے امیر تھے اور آپ کے دادا کا کیا کہنا... ہمیں یاد ہے، ہم نے بزرگوں سے سنا ہے، بڑے سخی تھے، بڑے بہادر تھے... تو اب وہ آپ کو چائے بھی پلائے گا اور ساتھ میں بسکٹ و بسکٹ بھی کھلائے گا... یعنی ہر آدمی اپنے باپ دادا کی تعریف سن کر خوش ہوتا ہے اور اگر آپ کا محبوب ہو یعنی بہت عزیز ہو... اور آپ اس کے باپ دادا کا ذکر کریں صرف اسے خوش کرنے کے لئے، راضی کرنے کے لئے، بھی یہ دنیا کی باتیں ہیں لیکن اللہ ہر چیز پر نظر رکھتا ہے، اے حبیب یہ سورہ اتار رہے ہیں، اب جو ماضی کا قصہ تھا سنانے کی کیا ضرورت... یعنی یاد کیجئے آپ نے دیکھا تھا کہ آپ کے دادا کے دور میں ہاتھیوں نے کعبہ پر حملہ کیا تھا... ابابلیس آئی تھیں یعنی پوتے کو دادا کا قصہ سنا کر اللہ بتا رہا ہے اے میرے محبوب... تیرا دادا ایسا تھا۔

اب ذرا دو چار جملے سنئے... یعنی آج دنیا میں آپ خوش ہو جائیں اپنے اجداد کی تعریف دوسرے سے سُن کر... آپ دوسرے کو خوش کر دیں اس کے باپ دادا کی تعریف کر کے، وہی انداز اللہ اپنا رہا ہے، کبھی ہاشم کا قصہ سناتا ہے، کبھی عبدالمطلب کا قصہ، کبھی دادا کا، کبھی پردادا کا قصہ..!

اور خوش کر رہا ہے اپنے محبوب کو تو اللہ باپ دادا کی تعریف نہیں کرے گا تو تیرا محبوب راضی نہیں ہوگا...! ابھی راضی تو وہ ہے ہم سے... لیکن ہم دنیا کو یہ بتا رہے ہیں کہ جس کو میں نے چنا ہے نبوتِ آخر کے لئے یہ کسی اُیرے غیرے کا بیٹا نہیں ہے، ایک عظیم شجرے کا مالک ہے۔ اس کا باپ بھی عظیم تھا، اس کا چچا بھی عظیم تھا، اس کا دادا ابھی عظیم تھا، اس کا پردادا بھی عظیم تھا۔ اب اپنے جیسے باپ داداؤں جیسے اس کے باپ داداؤں کو نہ سمجھنا، اب ذرا ایک جملہ اور لے لیجئے، یعنی پروردگارِ عالم اپنے محبوب سے باتیں کرے تو کہے تمہارے باپ کا کیا کہنا، تمہارے چچا کا کیا کہنا، تمہارے دادا کا کیا کہنا... ارے! اللہ تو نبی کے اجداد کی تعریفیں قرآن میں کرے اور مسلمان اللہ سے ضد کرے کہ نہیں کریں گے باپ دادا کی تعریف، اب بتاؤ کہ اللہ تم سے خوش ہے کہ نہیں۔ اللہ خوش کس سے ہے؟ کس سے خوش ہو جائے گا؟ وہی تو جو اللہ نے کیا۔ قرآن پر عمل کرو اگر قرآن تعریف کر رہا ہے پیغمبر کے اجداد کی... گھر والوں کی، تو تم بھی تعریف کرو اس لئے کہ تعریف کے قابل ہے اور کوئی ایک مقام پر نہیں... جگہ جگہ محسنین کہہ کر اجدادِ پیغمبر کے کردار کو محفوظ کر دیا۔ کہیں محسن کہا... کہیں محسنین کہا... کہیں ان کے احسان کو گنوا یا... اور ایک ایک کر کے گنوا یا....

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحَ وَ آلَ إِبْرَاهِيمَ وَ آلَ عِمْرَانَ
عَلَى الْعَالَمِينَ (سورۃ آل عمران)

سورۃ آل عمران مختص کر دی آل عمران کے لئے... کون ہیں آل عمران...؟ کون ہیں آل عمران...! آدم کو چنا، نوح کو چنا، آلِ ابراہیم کو چنا، آلِ عمران کا انتخاب کیا عالمین میں... اس دنیا میں نہیں، مکے میں نہیں... مدینے میں نہیں... جزیرۂ عرب میں نہیں، کسی چھوٹی سی بستی میں نہیں۔ عالمین میں... عالمین کیا...؟

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورہ الحمد)

رب العالمین کا... تو وہ چناؤ کرے گا عالمین میں... جہاں جہاں ربوبیت وہاں تک اس کا چناؤ، اس کا انتخاب... یعنی نہ وہاں کوئی ہے، نہ یہاں کوئی ہے... یعنی نہ وہاں کوئی ہے، نہ یہاں کوئی ہے... اگر ہے تو آل عمران... یعنی وہاں کے چنیدہ آل عمران، اس ارض کے چنیدہ آل عمران... چنیدہ... انتخاب... کیا بنایا...؟ اصفیٰ بنایا... یعنی انتخاب کیا، برگزیدہ بنایا، پاکیزہ کر لیا، مصطفیٰ بنایا، ارتضیٰ بنایا، مجتبیٰ بنایا، مرتضیٰ بنایا، مختار بنایا... ایک اصفیٰ کے اتنے معنی ہیں قرآن میں تاکہ سمجھ میں تو آجائے کہ اللہ کا چنا ہوا ہے، جب اللہ چنتا ہے تو اس کے اتنے معنی بتاتا ہے... کہ جب میں نے چنا تو اس کو اصفیٰ بنایا... گویا اس کو مصطفیٰ کیا، گویا اس کو مرتضیٰ کیا، گویا ارتضیٰ کیا، گویا مجتبیٰ کیا... گویا اس کو اچھی کیا گویا اس کو مختار کیا... ہم نے کیا، آدم کو، نوح کو، آل ابراہیم کو آل عمران کو... اب اس میں اور کوئی نہیں ہے، تو اب دیکھنا یہ ہے کہ مصطفیٰ کون ہے...؟ آپ نے کہا یہ بھی کوئی ایسی بات ہے کہ آپ پوچھتے ہیں کہ مصطفیٰ کون ہے...؟ مصطفیٰ ہمارے حضور اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اس سے تو کسی کو انکار میں ہے کہ مصطفیٰ کی منزل پر وہی مصطفیٰ ہیں... اب اس سے بڑے گاہ نہیں لیکن مصطفیٰ کے معنی بھی ذہن میں رکھئے گا... مصطفیٰ کے معنی ہیں چُن لینا، انتخاب کر لینا، بسندہ کر لینا، برگزیدہ بنا دینا... میں کہہ چکا کہ رحمت محسن سے قریب ہے یعنی بچپن سے لے کر جناب عبداللہ اس وقت وفات پا گئے کہ ابھی پیغمبر پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کہ باپ نے انتقال کیا اور چند برس کے تھے کہ ماں نے بھی انتقال کیا، چچی نے پالا، دادا نے پالا اور چچا نے پالا... تین ہی ہیں... یا چچی فاطمہ بنت اسد کی گود میں رہے یا چچا ابوطالب کی گود میں رہے یا دادا عبدالمطلب کے پاس رہے اور آٹھ برس کے جب ہو گئے تو دادا

عبدال مطلبؑ کی وفات ہو گئی... جب آٹھ برس کے ہو گئے تو دادا کے ساتھ باہر بھی آتے ہیں، مسند پر دادا بیٹھتا ہے وہاں پوتا بھی ساتھ بیٹھتا ہے... جہاں بیٹے نہیں بیٹھ پاتے وہاں پوتا بیٹھتا ہے۔ یعنی عبدال مطلب یہ بتا رہے ہیں یہ بڑی شان والا ہے، یہ تم سب سے افضل ہے، تم میرے بیٹے سہی لیکن یہ تم سے افضل ہے، اس کی افضلیت عبدال مطلب بتا رہے ہیں، جب آٹھ برس کے ہوئے محمدؐ تو وفات عبدال مطلب قریب آ گئی، یعنی اس وقت عبدال مطلب کی عمر تقریباً پچانوے برس کی ہے، جب آپ کی وفات ہوئی۔ وفات کے وقت اپنے بسترِ علالت پر بلا کر پیغمبرؐ کو اپنی آغوش میں بٹھا لیا... محمدؐ کو بٹھا لیا... اور وقت وفات سارے بیٹوں کو وصیت کے لئے بلایا اور سب بیٹے سامنے کھڑے ہوئے ہیں، ایک بار عبدال مطلب نے گفتگو شروع کی... کہا دیکھو! میرا آخری وقت آ گیا، اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی آگے بڑھے اور مجھ سے یہ وعدہ کرے کہ میرے بعد کون میرے اس پوتے کا محافظ ہوگا؟ کون اس کی حفاظت کرے گا، کون اس کی پرورش کرے گا؟ اب ظاہر ہے کہ باپ کی بات پر ہر بیٹا یہ کہتا ہے کہ ہمارے سپرد کر دیجئے، ہم محافظت کریں گے، ہم پرورش کریں گے لیکن ہر ایک کو اس کے کہنے کے مطابق عبدال مطلبؑ جواب دیتے جاتے ہیں، عباس بن عبدال مطلب آگے بڑھے اور انہوں نے کہا کہ بابا! ہمارے حوالے کر دیجئے... میں اس کو پالوں گا... تو عبدال مطلبؑ نے کہا عباس بے شک تمہارے پاس دولت ہے اور تم پُر خلوص نیت رکھتے ہو لیکن تم میرے پوتے کو پال نہیں سکتے اس لئے کہ تمہارے اولاد بہت زیادہ ہے... جس کے اولاد بہت زیادہ ہوتی ہے وہ اپنی اولاد کی محبت میں دوسرے کی اولاد کی محبت کو بھول جاتا ہے، اس لئے میں تمہارے سپرد نہیں کر سکتا۔ زبیر بن عبدال مطلبؑ آگے بڑھے کہا بابا! میرے حوالے کر دیجئے، کہا زبیر تم بھی خلوص نیت رکھتے ہو، پرورش

کر سکتے ہو لیکن میں تمہارے سپرد نہیں کر سکتا اس لئے کہ تم لا ولد ہو... اور جولا ولد ہوتا ہے وہ دوسرے کی اولاد کو کے دکھ درد کو سچائی کے ساتھ سمجھ ہی نہیں سکتے... نظریں تو دیکھو عبدالمطلبؑ کی... ایسے میں ابولہب بڑھا اور اس نے کہا کہ میرے حوالے کر دیجئے۔ آپ نے کہا ہاں! تیرے پاس پیسہ تو بہت ہے اور پرورش کر سکتا ہے لیکن تو زبان کا بڑا بدتمیز ہے، تیری زبان بہت خراب ہے، تو اخلاقیات سے عاری ہے، اور میرے مرنے کے بعد تو نے اگر میرے پوتے سے بدلچے میں گفتگو کی تو میری روح قبر میں تڑپتی رہے گی اس لئے میں تیرے جیسے بد زبان کے حوالے محمدؐ کو نہیں کر سکتا.... ایک ایک بیٹا بدھتا ہے اور عبدالمطلبؑ دیکھتے جاتے ہیں، جواب دیتے جاتے ہیں آخر میں ابوطالبؑ نے آواز دی کہا! بابا میرے حوالے کر دیجئے... میں اس کو پالوں گا، ابھی تک تو ہر ایک کو جواب دے رہے تھے عبدالمطلبؑ... لیکن جب ابوطالبؑ بولے تو عبدالمطلبؑ نے ابوطالبؑ کو کوئی جواب نہیں دیا... بلکہ اب مڑ کر پوتے کی طرف دیکھا۔

اور مڑ کر پوچھا... تمہارا کیا خیال ہے؟ دیکھئے ابھی تک محمدؐ سے نہیں پوچھا تھا، ابولہب بڑھا، عباس بڑھے، زبیر بڑھے، حارث بڑھے تو نہیں پوچھا تھا... کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ لیکن جب ابوطالبؑ بولے تو کہا بیٹا تمہارا کیا خیال ہے؟ اب پوتے نے دادا کو کوئی جواب نہیں دیا... بس دادا کو پیار بھری نظروں سے دیکھا، دادا کی گود سے اترے دوڑتے ہوئے چلے... یعنی پوتا عبدالمطلبؑ کا گود سے اٹھ کر چلا... خوش ہو کر چلا اور دوڑتا ہوا چلا جہاں پہلے سے ابوطالبؑ کی بائیں پھلی ہوئی تھیں، دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے تھے... میں ایسے کیسے پڑھ دوں اس بات کو جب تک میں وضاحت نہ کر دوں... پھر قرآن کی طرف آئیے... کیسے پکارتا ہے اللہ اپنے پیغمبرؐ کو....؟

يَا أَيُّهَا الْمُرْمِلُ، يَا أَيُّهَا الْمُذْثَر (سورہ مزمل)

اے سبز چادر اوڑھنے والے، اے کالی کملی اوڑھنے والے... وَ هَذَا الْبَلَدِ
الامین.. اے وہ کہ جو کعبہ کی چادر دیواری کے حصار میں ہے، اے وہ کہ جو کالی کملی
کے حصار میں ہے، اے وہ کہ جو سبز چادر کے حصار میں ہے یعنی اللہ یہ بتاتا ہے کہ
محبوب جب پیارا ہوتا ہے تو ہر وہ شے پیاری ہو جاتی ہے جس کے حصار میں محبوب
ہو... وہ کالی کملی ہو، چادر ہو یا مکہ کی چادر دیواری ہو... اللہ کو پیاری ہے اس لئے کہ
محبوب وہاں ہے۔ اب منظر یہ ہے کہ دادا سے پوتا جدا ہوا، محمدؐ چلے ابو طالبؑ نے
بانہیں پھیلانیں، بیٹا جا کر ابو طالبؑ کے سینے سے لپٹا، جب وہ لپٹا تو ابو طالبؑ نے
دونوں ہاتھوں کو ملایا، جب ملایا تو حصار بنا، یعنی وہ رحمت جو دو عالمین کی رحمت ہو
ابو طالبؑ کی آغوش میں سما گئی... ابو طالبؑ اُسے کہتے ہیں جس کی گود میں عالمین کی
رحمت سما جائے۔

اب پتہ چلا کہ محمدؐ مطلوب ہیں... اور ابو طالبؑ... طالب ہیں، اب چاہے خوشنودی
الہی کے طالب ہوں یا رحمت کے طالب ہیں، یہ ہیں طالب، وہ ہیں مطلوب... آغوش
میں آگئے تو جب حصار بن گیا ابو طالبؑ کے شانوں کا تو کیا اللہ کو یہ ہاتھ پیارے نہیں
ہوں گے؟ جب یہ ہاتھ پیارے ہوں گے تو اگر وہ اللہ اتنا کہہ دے... اپنے حبیبؐ
سے... بھئی! ابو طالبؑ کی زندگی میں قرآن اترنا شروع ہو گیا نا... اقرأ کی آیتیں
آئیں۔ جب سے پال رہے ہیں بھتیجے کو... پینتالیس برس محمدؐ ابو طالبؑ کی نگرانی میں
رہے... پینتالیس برس میں چالیس کے سن تک قرآن آگیا اور جب ہجرت ہوئی تو
وفات ابو طالبؑ ہوئی، ان تیرہ برس میں کئی زندگی جو تیرہ برس کی ہے بعثت کے بعد،
اس تیرہ برس میں قرآن آتا رہا... آیتیں آتی رہیں۔ تو اب اگر کہہ دیتے محمدؐ کہ ایک

آیت میرے چچا کے ایمان پہ اتار دے تو کیا اللہ اتار نہ دیتا۔ دلیل دے دے جس میں اعلان کر دے کہ میرا چچا ایمان لایا ہے... میرا چچا مومن ہے، تو اگر محمدؐ ایسا کہتے تو اللہ سوچتا کہ کام اتنا بڑا ہے تمہارے چچا کا...! انعام مانگ رہے ہو اتنا سا۔ صرف ایمان... ارے! محمدؐ تم کچھ نہ کہنا، میں ابوطالبؑ کا کام دیکھ رہا ہوں، ایمان سے پچاس گنا زیادہ مرتبہ ہے احسان کا... یہ صرف مومن نہیں ہیں، یہ محسن ہیں۔

احسان کا اعلان کریں گے... ایمان کا اعلان نہیں کریں گے.... بھی توجہ رکھئے گا قرآن کے لفظیات کی بحث ہے... اگر قرآن میں ابوطالبؑ کے ایمان کی بحث نہیں ہے تو احسان کی بحث تو ہے۔

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاَوٰى (مرہ مخفی)

تم یتیم تھے ہم نے ابوطالبؑ کو تمہارا سرپرست بنایا... ابوطالبؑ کے احسان کو اللہ نے مانا... کہنا یہ چاہئے تھا کہ ہم نے ایک ایماندار شخصیت تمہیں دے دی... جو تمہارے جیسے امین کا امین بن گیا، یہ نہیں کہا اگر یہ کہہ دیتا، ہاں ایمان دے دیا تو مومن تو آپ بھی ہیں، مومن تو ہم بھی ہیں، اگر کہہ دیتا کہ ابوطالبؑ مسلم ہیں تو مسلم تو پوری امت ہے، ابوطالبؑ امتی نہیں ہے، امت تو آپ ہوں گے، ابوطالبؑ امت میں نہیں ہیں... ابوطالبؑ محمدؐ کی امت میں نہیں ہیں، ابوطالبؑ تو خود ایک امت ہیں... یعنی پیغمبرؐ جب کوئی نیا آئے تو اس سے پہلے ایک امت موجود ہو، جس میں وہ پیدا ہو... یہ کلیہ ہے آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک... ابراہیمؑ کی امت پہلے سے موجود تھی اس امت کا آخری فرد ہے ابوطالبؑ جو اپنے عہد میں پوری امت بن گیا... ابوطالبؑ ایک امت ہیں اور اس امت میں محمدؐ پیدا ہوئے... تو اگر کہہ دیا! مومن ہے تو کیا ہوا، مسلم ہے تو کیا بات ہے، پوری امت مسلم ہے... اگر کہہ دیا ابوطالبؑ متقی... تو نہ معلوم کتنے متقی گزر

(۱۰۰)

گئے... چودہ صدیوں میں ابوطالبؑ اور ہر مرقی برابر... ایسا انعام دیں گے.. ایسا تحفہ دیں گے، ایسا award دیں گے جس تک پہنچنے کے لئے لکھ دیا۔ نوحؑ محسنین...

سلام علیٰ نوح کذا لک نجزی المحسنین (سورہ صافات)

ہم اس کو جزا دیں گے وہ محسنین میں تھا... موسیٰ و ہارونؑ... سلام علیٰ موسیٰ و ہارونؑ... ان پہ سلام، یہ محسنین میں تھے... سلام علیٰ آلِ یسین... یہ محسنین میں تھے، یا نوحؑ کو کہا محسنین میں تھے، یا ابراہیمؑ کو کہا یا موسیٰ، ہارونؑ کو کہا یا آلِ یسینؑ کو کہا... اب کسی اور کا نام قرآن میں آپ دیجئے... موسیٰ کو محسن کہا، ہارونؑ کو محسن کہا، یا ابراہیمؑ کو محسن کہا یا نوحؑ کو کہا یا آلِ یسینؑ کو کہا... اب امت میں اگر کوئی محسن کا دعویدار ہے... کہ میں اللہ کا محسن ہوں... تو وہ موسیٰ بنے... اور کہے میں موسیٰ جیسا، کہے میں ہارونؑ جیسا... کہے میں ابراہیمؑ جیسا... کہے میں نوحؑ جیسا... لیکن پیغمبرؐ جسے کہہ دیں کہ... میں موسیٰ جیسا، علیٰ ہارونؑ جیسا... تو پیغمبرؐ بھی اللہ کے محسن، علیٰ بھی اللہ کے محسن... یہ تو طے ہو گیا اب معاملہ رہ گیا ابوطالبؑ کا... تو اللہ نے کہا...!

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ

تم یتیم تھے ہم نے ابوطالبؑ کو تمہارا سرپرست بنایا... جو محمدؐ جیسے محسن کا سرپرست بنے... تو آیت تو ابھی باقی ہے...

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحَ وَعَلِيَّ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيَّ

عمران علیٰ العالمین (سورہ آل عمران)

... آپ نے کہا تھا محمدؐ مصطفیٰ.. آپ کو یاد ہے نا... اصطفیٰ کے معنی ہیں چُن لینا.. اب پھر اس عمل کو دیکھئے ایک ایک بیٹے سے کہا کون محافظ بنے گا، محمدؐ بھی چپ ہیں، جب ابوطالبؑ نے کہا میں بنوں گا سرپرست... تو پوتے کی طرف دیکھا... پوتا تھا مصطفیٰؐ

..مصطفیٰؐ نے خود ابوطالبؓ کو چٹا اپنی پرورش کے لئے.. ابوطالبؓ وہ ہے جس کو مصطفیٰؐ...
مصطفیٰؐ بناتا ہے... مجھؐ نے انتخاب کیا.. اپنی سرپرستی کے لئے ابوطالبؓ کو.. ابوطالبؓ ایسا
مصطفیٰؐ ہے جسے مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ مانتا ہے.... جب اللہ نے محسن بنادیا، مصطفیٰؐ بنادیا اور ان
کے احسان کو بالارکھا.. تو اب ایمان کی کیا بحث ہے؟

اور پھر آنے والی تقریروں میں آپ کو بتائیں گے کہ قرآن میں چار مقامات پر لفظ
محسن آیا اور محسن کے تین معنی لکھے گئے کہ قرآنی مفہوم محسن کے.. ایک یہ کہ نیکی کرنے
والا، عام نیکی اور خاص نیکی کرنے والا، دوسرے معنی یہ کہ اپنے عمل کو سجا کر پیش کرنے
والا اور تیسرے معنی یہ ہیں کہ وہ توحید کا پرستار ہو، موحد قرآن میں محسن کے معنی ہیں جو
توحید کو مانتا ہو، اللہ کو ایک مانتا ہو، اللہ نے ابوطالبؓ کو محسن بنایا... صرف مومن نہیں
بنایا... محسن اس لئے بنایا کہ لفظ محسن میں توحید بھی تھی، نبوت بھی تھی، عدل بھی تھا،
امامت بھی تھی اور قیامت بھی تھی۔

مسلمان کیا جانیں کہ محسن کیا، احسان کیا؟ کون کرے اتنی ریسرچ...! ان کی تو
زندگیاں اس میں گزر گئیں لا الہ الا اللہ.. پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا
اللہ... قرآن میں آیا ہے...؟ ارے! مفہوم ہی بدل گئے پچاس برس میں لا الہ کے،
لا الہ کے کیا معنی ہیں؟ یہ جو ہو رہا ہے... گولڈن جو بلی... لا الہ کے معنی پاکستان کی
گولڈن جو بلی...! یہ ہے لا الہ کے معنی، آپ ذرا بتائیے، قرآن کیا کہہ رہا ہے لا الہ کے
معنی...! اگر لا الہ کے معنی پاکستان ہے تو ابوطالبؓ نے پاکستان کو تسلیم نہیں کیا تھا اس
لئے وہ مسلمان نہیں ہیں۔ یہ ہے پاکستان کی سمجھ۔

اگر آپ یہ راز بتادیں کہ آپ کو کافر کیوں کہتے ہیں؟ اللہ کو آپ مانتے ہیں، نبیؐ کو
آپ مانتے ہیں، علیؓ کو آپ مانتے ہیں... سارے آئمہؑ کو مانتے ہیں، سب کچھ مانتے

(۱۰۲)

ہیں آپ... توحید مانتے ہیں، قیامت مانتے ہیں، امامت مانتے ہیں، نبوت مانتے ہیں، سب کچھ مانتے ہیں... پھر آپ کافر!...

نماز آپ پڑھتے ہیں، روزہ آپ رکھتے ہیں، حج آپ کرتے ہیں، فطرہ آپ دیتے ہیں، جہاد آپ کرتے ہیں... کرتے تھے، کرتے رہیں گے اس کے بعد بھی آپ کو کافر کہتے ہیں... یعنی اسلام کے سارے ارکان پر آپ عمل کرتے ہیں پھر کافر... ارے، بھی اس شریعت بل کو نہیں مانتے آپ... اس لئے کافر۔

اب پتا چلا کہ ابوطالبؑ اس لئے کافر کہ وہ ابوطالبؑ کے سامنے ہوئے ہی نہیں تھے، کہ ابوطالبؑ ان پر بھی عقیدہ رکھتے... ابوطالبؑ نے اللہ کو مانا... محمدؐ کو مانا... لیکن علیؑ کو بلا فصل مانا... ابوطالبؑ پر غصہ یہ ہے کہ ابوطالبؑ نے شریعت بل نہیں مانا... شریعت بل کون؟ بھی یہ والا شریعت بل تو تھا نہیں ابوطالبؑ کے دور میں لیکن شریعت بل کا کوئی تسلسل تو رہا ہوگا نا ابوطالبؑ کے دور میں... یوں سمجھ لیجئے شریعت بل کا کوئی جد تو رہا ہوگا ابوطالبؑ کے دور میں جس کو ابوطالبؑ نے کبھی نہیں مانا... اپنی بزم سے محمدؐ دشمنی پر ہمیشہ جوتے مار کر نکالا... نماز پڑھ رہے تھے کعبے میں غلاطت لا کر ڈال دی... حضورؐ پر اور اسی طرح جیسے دروازہ میں داخل ہوئے تو ابوطالبؑ کی نظر پڑی... کہا! بھتیجے کس نے یہ حال کیا؟ کہا! ابو جہل نے... حمزہؑ کو آواز دی... بیٹے عبدالمطلبؑ کے دوڑے... دو تین بھائیوں کو لے کر ابوطالبؑ آگئے وہاں پر اور کہا جانے نہ پائے پکڑ لو ابو جہل کو ایک شاننا حارث نے پکڑ لیا اور ایک حمزہؑ نے... دونوں شیر تھے... یعنی اگر حمزہؑ کو سب سے چھوٹا مانیں اور حارث کو سب سے بڑا... تو حارث کے معنی بھی شیر ہیں اور حمزہؑ کے معنی بھی شیر... اگر عبدالمطلبؑ کے گھر میں لفظ حارث ہو تو شیر ہونا نام اصل میں حارث تھا تاریخ حارث لکھنے لگی،... اگر یہ لفظ گھر سے باہر نکل جائے تو مسلم کے بچوں کا

قاتل ہوگا... یا پھر مرحب کا بھائی ہو جاتا ہے حارث... اور یہاں رہے لفظ تو شیر... تو یہ تو ہاشمی شیر ہیں، پکڑ لیا شانا... پھر کہا محمدؐ یہی غلاظت اس کے چہرے پر مل دو۔

ذرا آپ غور کیجئے، یعنی یہ ہے شجاعت ابوطالبؑ کی... کانپتے تھے لوگ جب تک ابوطالبؑ تھے یہی وجہ تھی کہ جس سال انتقال ہوا، اللہ نے وحی کی... اب مکہ میں آپ کا سر پرست نہ رہا اس لئے آپ ہجرت کر جائیے... یعنی اللہ سمجھتا تھا کہ اب قتل کر دیا جائے گا... تقریر ختم ہوئی کل انشاء اللہ تسلسل سے گفتگو ہوگی۔ جملہ دے رہا ہوں سوچتے رہے گا کل اس پر گفتگو کریں گے۔ کہ ہجرت کی رات چالیس قبیلے یکجا ہو گئے محمدؐ کے قتل پر... ابوطالبؑ کی زندگی میں ایسا plan کیوں نہیں بن پایا...؟ کیا اس کو یوں نہ کہوں کہ چالیس قبیلوں پر ابوطالبؑ کی شجاعت بھاری تھی۔

لیکن جب نبیؐ نکلے ہیں مکہ سے، مژمڑ کر مکہ کو دیکھتے جاتے ہیں، روتے جاتے ہیں، آنسو محمدؐ کے بہتے جاتے ہیں.... کہتے جاتے ہیں کہ جانے ہم پھر کب اس شہر کی طرف آئیں گے؟ لیکن ایک جملہ کہوں گا...! یا رسول اللہ... ایک ہجری میں آپؐ نکلے تھے اس شہر سے... دس ہجری میں آپؐ پھر واپس آئے اور آپؐ نے مکہ کو پھر دیکھا... اور آپؐ اپنے شہر میں شاہانہ انداز سے آئے اور یوں داخل ہوئے کہ چودہ ہزار کا لشکر آپؐ کو تلواروں کے سائے میں لیے ہوئے آیا، لیکن ۲۸ رجب کو آپؐ کا نواسہ حسینؑ گیا تو مدینے واپس آنا نصیب نہ ہوا... صغرا انتظار کرتی رہی کہ میرے بابا کب آئیں گے۔

مختصر سی روایت ہے... انیس نے بھی نظم کیا، مقتل میں ہے..... جو کتاب ہے مقتل کی اس میں لکھی ہے یہ روایت اور بھی مقتل نگاروں نے لکھا ہے کہ جب کربلا میں سیاہ آندھی اٹھی اور زمین کربلا ہلنے لگی، آفتاب کو گہن لگا... اور یزید کے لشکر میں باجے بجنے لگے... یہ وہ وقت تھا جب خیمہ کا پردہ اُٹ کر زینبؑ باہر آئیں تو... مقتل

۱۰۴

نگاروں نے لکھا! کہ کربلا کے ایک درخت پر چار کبوتر بیٹھے تھے... حسین سلیمان کی طرح پرندوں کے بھی بادشاہ تھے۔ فخر سلیمان تھے حسین، چرند و پرند کے بھی بادشاہ تھے حسین... کہتے ہیں کہ جب ان کبوتروں نے وہ منظر دیکھا... تو آپس میں رونے لگے اور رو کر انہوں نے یہ کہا کہ اب ہم اپنا فریضہ ادا کریں وہ چاروں پرندے اڑتے ہوئے چلے اور وہاں پر آئے جہاں حسین کی کٹی ہوئی گردن کا لہو... بہہ رہا تھا۔ چشمے کی طرح، چاروں کبوتروں نے اپنے پر ڈال کر لوٹنا شروع کیا... سفید کبوتر، لہو سے لال ہو گئے، آپس میں چاروں نے کچھ کہا اور چار سمتوں کو وہ اڑ گئے۔ ایک کبوتر کی روایت پڑھ کر تھوڑی سی دوسرے کبوتر کی پڑھوں گا... چونکہ صغرا کا ذکر کیا... ایک کبوتر اڑتا ہوا شام کی جانب چلا... جب آدھے راستے میں پہنچا تو ایک باغ میں قیام کیا، ایک درخت پر بیٹھا، یہ وہ باغ تھا جو یہودی کا باغ تھا، اس کی ایک ہی بیٹی تھی... وہ اتنی علیل تھی کہ پورا جسم اس کا سفید تھا اور اندھی تھی، نظر کچھ نہ آتا، اپنا جتھی، پیروں سے چل نہ پاتی... جب وہ باغ میں آتا تو بیٹی کو اٹھا کر لاتا اور ایک درخت کے نیچے ڈال دیتا، جب اپنا کام ختم کرتا تو شام کو پھر اٹھا کر لے جاتا، یہودی اپنے باغ میں تھا اور اس کی بیٹی اس درخت کے نیچے تھی کہ چانک اس کے کان میں ایک پرندے کی آواز آتی... اس یہودی کی بیٹی نے آواز جب سنی تو اس کا دل ٹپ گیا، اس لئے کہ پرندہ فریاد کر رہا تھا، اس کی آواز میں اتنا درد تھا کہ یہ ٹپ گئی... کچھ دیر نہ گزری تھی کہ اس کی صورت پر... آنکھ پر ایک قطرہ گر... اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے ملا تو اس کو کچھ خوشبو سی آئی... جب آنکھ پر ملا تو اس کی آنکھ میں کچھ روشنی آئی، اسے کچھ نظر آیا... چند قطرے اور گرے، وہ جسم پر ملتی جاتی... اور صحت یاب ہوتی جاتی، اس نے سر اٹھا کر دیکھا اور آواز دی اے پرندے یہ تو بتا تیرے پروں میں کس کا لہو ہے... یہ کہتا ہوا پرندہ اڑ گیا... یہ نہرا کے لعل... حسین کا

لہو ہے، یہ نبیؐ کے نواسے حسینؑ کا لہو ہے۔ پرندہ اڑ گیا جب یہودی آیا تو اس نے کہا یہاں میری بیٹی بیمار تھی، مجھ کو بتاؤ کون ہے، کہا میں ہی تیری بیٹی ہوں، کہا تو اچھی خاصی ہو گئی، صحتیاب ہو گئی۔ کہا ایک پرندہ یہاں بیٹھا ہوا تھا اس کے پروں سے لہو برس رہا تھا، وہ یہ کہہ کر اڑا کہ زہرا کے لعل کا لہو میرے پروں میں ہے، مجھ کے نواسے کا لہو ہے... یہودی کہنے لگا کہ یہ تو مسلمانوں کے بہت بڑے نبیؐ کا نام ہے... اس کا ایک نواسہ تھا جو مدینہ میں رہتا تھا... وہ مارا گیا۔ تب ہی تو میں کہوں کہ یہ آندھیاں کیسے آئیں؟ یہودی مسلمان ہو گیا، بیٹی مسلمان ہو گئی۔

حسینؑ کا لہو تبلیغ کرتا چلا... یہاں تو حسینؑ کے لہو نے تبلیغ کی اور ایک کبوتر اڑتا ہوا مدینہ پہنچا... سب سے پہلے نبیؐ کی قبر پر گیا اور قبر نبیؐ کا طواف کیا اور اپنی زبان میں کہتا... ایا رسول اللہ... سنائی یہ لایا ہوں، آپ کا نواسہ حسینؑ مارا گیا... ایک عورت نے اُم سلمیٰ سے کہا ایک پرندہ آیا ہے اس کے پروں سے لہو ٹپکتا ہے... وہ قبر نبیؐ کا طواف کرتا ہے... صغرا نے کہا! نانی فوراً چلو... نانا کے مزار پر... جب بیٹی وہاں پہنچی اور پرندے کو اڑتے دیکھا تو یہ کہہ کر نانی سے لپٹ گئی... نانی! اس کے پروں سے بابا کی خوشبو آتی ہے... اس کے پروں سے میرے بابا کی خوشبو آتی ہے۔



چوتھی مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ساری تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمد و آل محمد کے لئے

احسان اور ایمان کے موضوع پر کل کی مجلس میں آغازِ کلام میں سورہ لقمان کی ابتدائی تین آیات میں نے تلاوت کی تھیں۔

الم۔ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ۔ هُدًى وَرَحْمَتٌ

لِلْمُحْسِنِينَ (سورہ لقمان)

الم...! یہ قرآن حکیم کی چند آیات ہیں اللہ کی ہدایت اور رحمت محسنین کے ساتھ ہے۔ احسان کرنے والوں کے ساتھ اللہ کی ہدایت بھی ہے اور رحمت بھی۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ محسنین کا لفظ قرآن میں ۳۴ مرتبہ آیا ہے اور احسان کا لفظ چھ مرتبہ، محسن کا لفظ قرآن میں چار مرتبہ آیا ہے۔ جس طرح احسان کا لفظ قرآن میں چھ مرتبہ آیا ہے اسی طرح احسان کا لفظ بھی قرآن میں چھ مرتبہ آیا ہے اور ایک آیت ایسی ہے کہ جو چار بار قرآن میں آئی ہے لفظ احسان کے ساتھ۔ سورہ عنکبوت... مکڑی والا سورہ، اس میں ایک آیت میں ارشادِ الہی ہے... وَالَّذِينَ جَاهَدُوا... جو ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں... إِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ... جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں وہ محسنین ہیں اور اللہ ہمیشہ ان کے ساتھ ہے۔ (آیت ۶۹۔ سورہ عنکبوت)

اللہ ان کے ساتھ ہے جو مجاہدہ کرتے ہیں، مجاہدہ کی تعریف قرآن میں یہ ہے کہ

ضروری نہیں کہ وہ تلوار لے کر ہی جہاد کرے بلکہ قرآنی مفہوم جہاد... مفہوم مجاہدہ یہ بیان کرتا ہے کہ جب تک حیات رہے ہر باطل قوت سے مجاہدہ کرتا رہے۔ مومن کا کام ہے ہدی سے، برائیوں سے، باطل سے، کفر سے،..... سے مجاہدہ کرنا۔ مجاہدے کا طریقہ قرآن میں یہ بتایا کہ وہ قوتیں جو اسلام کی مخالف ہوں، جو اللہ کی اور تو حید کی مخالف ہوں، ان کے رسم و رواج سے مجاہدہ کرو... ان کی تہذیب سے مجاہدہ، ان کے تمدن کے خلاف مجاہدہ، ان کی بری عادتوں کے خلاف مجاہدہ... اس کو کہتے ہیں مجاہدہ اور جو ایسے مجاہدہ کرتا ہے تو اللہ کہتا ہے وہ ہماری راہ میں جہاد کر رہا ہے اور جب وہ ہماری راہ میں جہاد کر رہا ہے تو چاہے انہوں نے تلوار اٹھائی ہو یا نہ اٹھائی ہو ایسے لوگ اللہ پر احسان کرتے ہیں۔

ہم ان کو محسنین کہتے ہیں اور ہم ہر وقت ان کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اب آپ دیکھئے کہ! "مع" مع المحسنین... یعنی اللہ ان کے ساتھ ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ یعنی آپ اگر اللہ کے ساتھ کسی کا نام جوڑ دیں... دُنیا اُسے شرک کہتی ہے لیکن اللہ اپنا نام خود جوڑ رہا ہے، لکھ رہا ہے محسنین کے ساتھ۔ یعنی اللہ یہ نہیں کہہ رہا کہ محسنین میرے ساتھ ہیں... لکھ رہا ہے میں محسنین کے ساتھ ہوں... کوئی کہے کہ یہ شرک ہے... اللہ پر الزام لگا دے کہ یہ شرک ہے۔ اللہ نے اپنے کو محسنین سے متصل رکھا ہے، بالکل قریب رکھا ہے، ساتھ ساتھ، بلا فصل میں محسنین کے ساتھ ساتھ ہوں، یعنی انہیں تنہا نہیں چھوڑتا، میں ہر وقت ان کے ساتھ رہتا ہوں جو مجاہدہ کرتے ہیں۔

یہ مجاہدہ کہ جو اللہ کے دشمن، اللہ کے دین کے دشمن ہوں ان کی بری رسمیں، ان کے بُرے رواج، ان کی تہذیب، ان کے تمدن، ان کی معیشت، ان کی معاشرت ہر چیز کا

دشمن ہو جائے وہ ہے اللہ کا محسن....! وہ اللہ پر احسان کرتا ہے اور حضورؐ نے فرمایا کہ میرے دادا عبدالمطلبؑ نے اور میرے چچا ابوطالبؑ نے تین چیزوں کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا۔

ایک بُت پرستی، ایک شراب پینا اور ایک جوا کھیلنا... یعنی اس وقت کفر کی دنیا میں یہ تین چیزیں عام تھیں، یعنی ان کی معاشرت، ان کی تہذیب، ان کے تمدن میں، عرب کے کافروں میں بت پرستی، شراب اور جوا عام تھا۔ ابوطالبؑ نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا...

”وَالَّذِينَ جَاهَدُوا“

اللہ کی راہ میں ابوطالبؑ جہاد کر رہے ہیں، جب ابوطالبؑ نے جہاد کیا تو اللہ نے آواز دی...! مَعَ الْمُحْسِنِينَ... میں محسنین کے ساتھ ساتھ ہوں۔ ابوطالبؑ نے تاحیات مجاہدہ کیا اور عرب کے کافروں سے مجاہدہ۔ ہم کو نہیں ملتا کہ ابوطالبؑ نے کبھی تلوار نکالی ہو لیکن ابوطالبؑ کا جہاد جاری تھا اور مجاہدے کی تعریف میں یہ ہے کہ وقت مقرر نہیں ہے مجاہدے کا بلکہ تفسیر میں تعریف مجاہدہ یہ ہے کہ چوبیس گھنٹوں میں ایک لمحے کے لئے بھی اس مجاہدے سے محسن غافل نہ ہو...! وہ ہے اللہ پر احسان کرنے والا۔ کیا ابوطالبؑ کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا بھی ملتا ہے کہ جب ابوطالبؑ مجاہدے سے غافل ہو گئے ہوں۔ ابوطالبؑ کی پوری حیات اس بات پر شاہد ہے کہ جو کچھ تاریخ میں ملتا ہے ابوطالبؑ کے لئے وہ سب کا سب پیغمبرؐ کی نصرت میں لمحہ گزر رہا ہے۔

دیکھئے میں نے بڑی عجیب بات کہی ہے، میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ یہ ریسرچ کے جملے ہوتے ہیں... کوئی تاریخ میں یہ دکھا دے کہ ابوطالبؑ میلوں میں مصروف ہیں، کھیلوں میں جا رہے ہیں، تماشہ دیکھنے جا رہے ہیں۔ وہ یہ دکھا دے کہ ابوطالبؑ بیکار بیٹھے

(۱۰۹)

ہوئے لوگوں میں فضول غیبت کر رہے ہیں۔ عرب والوں کے مشغلوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ گھڑ دوڑ ہو رہی ہے تو اس میں حصہ لے رہے ہیں، میں کیا کیا بتاؤں!... عرب والے اپنی بچیوں کو زندہ دفن کر رہے ہیں۔

میں پہلے ان کے کام گناہوں تاکہ آپ کو یہ اندازہ ہو جائے کہ ابوطالبؑ کی زندگی میں جو کافروں کے کام ہیں ان میں سے کوئی ایک کام ابوطالبؑ کی زندگی میں ملتا ہے یا نہیں...؟ اس نظر سے ذرا سوچئے کہ جب ان کی رسمیں آتی ہیں بت پرستی کی اور جب وہ بتوں پر قربانیاں دیتے ہیں تو کیا تاریخ ابن ہشام سے لے کر طبری، بخاری اور مسلم تک کسی محدث، کسی مؤرخ نے یہ لکھا کہ کسی دیوبی کے قدموں میں ابوطالبؑ نے کوئی بکرا کاٹا...؟ ایک روایت دکھاؤ۔

لوگ لات و منات کے پاس جا رہے ہیں، ہٹل کے پاس جا رہے ہیں کبھی کسی ایک بت کے پاس ابوطالبؑ کبھی پھٹکے، ایک روایت دکھا دو!... دیکھئے عجیب کفر ابوطالبؑ کو دیا گیا یعنی ثبوت نہیں ملتا کہ کبھی کسی بت کے آگے جھکے ہوں، اس کا بھی اقرار ہے مسلمانوں کو، اپنی کتابوں میں کہ کبھی بت کے آگے نہیں جھکے... نہیں ہے کتابوں میں روایت نہ تاریخ میں نہ حدیث میں کہ لات، منات، عزیٰ، ہٹل... کس کے پاس جاتے تھے...؟ پھر بھی کافر، پھر بھی مشرک۔

ان کی بری عادتوں میں، جوئے خانے کھلے ہوئے تھے، ایک روایت نہیں ملتی کسی جوئے خانہ سے نکلتے ہوئے ابوطالبؑ کو دیکھا گیا ہو، کبھی شراب پیتے ہوئے ابوطالبؑ کو دیکھا گیا ہو... یعنی.. ان کی بری عادتوں کے خلاف یہ بھی جہاد ہے کہ بری عادتوں کے خلاف ان عادتوں کو اپنے اوپر حرام کر کے احتجاج کیا جائے کہ تم جو کچھ کر رہے ہو میں نہیں کرتا۔ تم بت پرست لیکن میں بت پرست نہیں، تم شرابی لیکن میں شرابی

نہیں۔ تم جواری لیکن میں جواری نہیں۔ غور کر رہے ہیں نا آپ۔

کہیں نہیں ملتا، طبری میں نہیں ملتا، طبقات ابن سعد میں نہیں ملتا، تاریخ ابن ہشام جو پہلی تاریخ کی کتاب ہے اس میں بھی نہیں ملتا تو پھر کیسے مان لیں۔ تو پھر قرآن کی آیت مانو۔! اللہ کی بات مانو کہ وہ مجاہدہ کر رہے تھے اللہ کی راہ میں۔ اللہ ان کے ساتھ تھا، وہ محسن تھے، اللہ کے محسن تھے۔ وہ احسان کر رہے تھے جہاد کر کے۔ اور جب شرط یہ ہے کہ تلوار سے نہ ہو تو تلوار سے ہو کیسے؟ تلوار سے ابوطالبؓ جہاد کرتے کیوں؟ اس لئے کہ مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں پیغمبرؐ کو تلوار سے جہاد کا جب حکم ہی نہیں ملا۔!

ابوطالبؓ کی وفات کے بعد جہاد مدینہ میں شروع ہوا۔ تو پیغمبرؐ کا جو طریقہ مکہ میں جہاد کا تھا، جو جہاد رسولؐ کر رہے ہیں وہی جہاد ابوطالبؓ کر رہے ہیں۔ ہاں! اسلام آنے سے بہت پہلے۔ قرآن نازل ہونے سے بہت پہلے۔ ابوطالبؓ کی ایک جنگ ملتی ہے۔ اس جنگ کا تعلق اسلام سے نہیں ہے، عربوں نے آپس میں کچھ قبیلوں نے معاہدے آپس میں کئے تھے جس میں سے آدھے قبیلہ ایک طرف، آدھے قبیلہ دوسری طرف اور ان قبیلوں میں لڑائی ہو گئی، اس کو کہتے ہیں۔ ”جنگِ فِارَ“۔ اس میں ایک گروہ بنی ہاشم سے معاہدہ کئے ہوئے تھا وہ گروہ کہتا تھا معاہدے میں کہ اگر بنی ہاشم پر کوئی حملہ کرے تو ہم بنی ہاشم کا ساتھ دیں گے اگر ہم پر حملہ ہو جائے تو بنی ہاشم ہمارا ساتھ دیں۔ اب ضرورت نہیں کہ کسی مستند تاریخ کا حوالہ دیا جائے، جب معصوم کا نام آجائے تو بس کافی ہے۔

حضورؐ اکثر اپنے اصحاب کے پاس بیٹھ کر جب اپنے بچپن کے حالات سناتے تو اصحاب بھی دلچسپی سے سنتے اور کبھی کبھی حضورؐ مسکرا مسکرا کر اپنے بچپن کے واقعات سنایا کرتے تھے۔ تاریخ ابن ہشام اگر آپ پڑھیں تو اس میں حضورؐ کے بچپن کے سارے

واقعات خود حضور کی زبانی موجود ہیں۔ اس میں یہ بھی روایت ملے گی کہ حلیمہ نے چاہا کہ نہلانے کے لئے کپڑے اتاریں۔ حضورؐ نے منع کر دیا حالانکہ چار برس کے تھے، کہا نہیں میں کپڑے نہیں اتاروں گا۔

اس میں یہ روایت بھی ہے کہ حضورؐ پانچ برس کے تھے بارش ہوئی کعبہ بہہ گیا۔ قریش نے چندہ کیا، کعبہ پھر سے تعمیر ہونے لگا، عبدالمطلبؐ کے سارے بیٹے معمار بن کر کعبہ کی دیواریں اٹھانے گئے تھے، کیوں نہ اٹھاتے ابراہیمؑ کے وارث تھے۔ پہلی اینٹ تو وہی رکھیں گے۔ تو حضورؐ نے کہا! ہم بھی ساتھ چلیں گے، ہم بچا کے ساتھ چلے گئے ہمارے چچا اینٹیں اٹھا اٹھا کر دیواریں اٹھا رہے تھے ہمارا بھی دل چاہا کہ ہم بھی بچا کی مدد کریں تو ہم نے اپنے دامن میں اینٹیں بھر لیں۔ یہ حضورؐ خود سنار ہے ہیں اپنے بچپن کے حالات... غرض اینٹیں اٹھالیں لیکن جب ہم نے چاہا کہ دامن کو اٹھائیں تو میرے دل میں کسی نے پکار کر کہا! محمدؐ دامن نہ اٹھاؤ... میں نے اینٹیں پھینک دیں.... اب یہ حضورؐ سنار ہے ہیں یہ عصمت ہے، حضورؐ خود اپنی عصمت بتا رہے ہیں کہ بچپن سے میں نبیؐ تھا.. میرا بچپن نبوت میں گزرا یعنی حضورؐ خود اپنے بچپن کے حالات واقعات سنا کر یہ بتا رہے ہیں کہ میرے بعد یہ نہ لکھنا کہ چالیس میں نبوت آئی۔

میں بچپن سے نبیؐ تھا اور بات شروع ہی یہیں سے کرتے تھے کہ جب آدمؑ... ماؤتین میں تھے اس وقت بھی میں نبیؐ تھا۔ اپنے اصحاب کو سناتے تھے کہ یہی محدثین بنیں گے تو میرے بچپن کے حالات سنو! اسی میں سناتے سناتے ایک دن حضورؐ نے اپنے بچپن کا یہ واقعہ بھی سنایا... کہتے ہیں کہ میں پانچ برس کا تھا کہ جنگِ قارچہ لڑی اور میرے سارے چچا جنگ پر جانے لگے اس وقت لڑائی تیر و کمان کی تھی۔ میرے تمام چچاؤں کے ہاتھ میں کمانیں تھیں اور پشت پر ترکش تھے جس میں تیر بھرے ہوئے تھے

جب چلنے لگے... یہ پوری لڑائی جو ہوئی ہے جنگِ فِجَار اس لڑائی کے سپہ سالار ابوطالبؑ تھے... فرماتے ہیں حضورؐ کہ جب زرہ بکتر پہن کر، سپاہی بن کر میرے چچا ابوطالبؑ گھر سے باہر نکلنے لگے تو دروازے پر میں اپنے چچا کے قدموں سے لپٹ گیا... بھی بچہ جو ہوتا ہے، چھوٹا سا ہوتا ہے نا... اگر جوان بیٹا ہو تو سینے سے لپٹے گا اور چھوٹا سا بیٹا ہو تو باپ کے قدموں سے لپٹتا ہے... یہ محبت کی دلیل ہے۔ اس کو بچہ کی طرح پالا ہے باپ بن کر۔ محمدؐ کہتے ہیں ہم نے ضد کی.. کہا! چچا ہم بھی چلیں گے۔ چچا نے منع کیا تو میں قدموں سے لپٹ گیا، کہا! چچا مجھے لئے بغیر نہ جائے... اب جہاں اتنی محبت ہو، چچا نے بھیجے گو گود میں اٹھا لیا اور کہا اچھا ہم لے چلیں گے۔

تو جب حضورؐ یہ سنائیں تو کیوں نہ میں یہ جملہ کہہ دوں کہ.. ابوطالبؑ کو کافر کہنے والو! آؤ مکہ میں دیکھو... نبوتؐ ابوطالبؑ کے قدموں سے لپٹی ہوئی ہے... یہ ہے مرتبہ ابوطالبؑ۔ تو اب پتہ چلا کہ وہ محسنین میں سے ہے وہ اللہ پر احسان کر رہا ہے اور جو اللہ پر احسان کرے اللہ اس کے ساتھ ساتھ ہے... یہ محمدؐ قدموں سے نہیں لپٹے... اللہ ساتھ ساتھ ہے۔

میرے چچا مجبور ہو گئے اور مجھے لے کر گئے... جب لڑائی چھڑی تو میرے سارے چچا کمانوں میں تیر جوڑ کر پھینک رہے تھے چچا پھینک رہے ہیں تیر... کہا عجیب لڑائی تھی.. حضورؐ فرماتے ہیں عرب کی پہلی لڑائی میں نے پانچ برس کی عمر میں دیکھی۔ جنگِ فِجَار.. تو اب خود فرماتے ہیں کہ جہاں جہاں میرے چچا کمانوں کو لے کر... گھنٹوں کو ٹیک کر چلے کمان کو کان تک کھینچتے تو بس میرا کام یہ تھا کہ پوری لڑائی میں میں دوڑ دوڑ کر ادھر ابوطالبؑ کا تیر چلا، پیچھے سے اٹھا کر دوسرا تیر دیتا... تیسرا تیر دیتا... چوتھا تیر دیتا... پچانے مڑ کر نہیں دیکھا کہ تیر لینا پڑے... اس سے پہلے کہ تیر جائے، میں تیر

دے دیتا... جس لڑائی میں محمدؐ اپنے ہاتھ سے ابوطالبؓ کو تیر دیں وہ تیر خطا کیسے کر سکتے ہیں...؟

اُن مبارک ہاتھوں سے تیر جا رہا تھا ابوطالبؓ کے ہاتھ میں... اب ایک منظر دکھاتا ہوں آپ کو... تین سو تیرہ بدر میں تھے، جب پہلا حملہ ہوا... کہتے ہیں کہ ایک عریضہ بنایا تھا نبیؐ نے، بلند ترین... فوج کے اوپر اور اس پر آپؐ چڑھے ہوئے تھے اور ہاتھ میں بدر کے دن کمان تھی، کمان کی ڈوری کمان میں لپٹی ہوئی تھی اور جب پہلے حملے کا حکم دیا نبیؐ نے تو تین سو تیرہ کے ہاتھ میں کمانیں تھیں اور سب کو تیر دے کر کہا کہ کمانوں میں تیر جوڑ لو... چلے کو کھینچ لو اور جب میں تیر ہاتھ سے لے کر اشارہ کروں تو سب کے تیر چل جائیں۔ یہ پہلا حملہ کافروں کے لئے بھگدڑ کا سبب بنا کہ جب اتنے تیر چلے... تین سو تیرہ تیر... اور نبیؐ نے کمانڈر command کی اور تیر چلے تو کیا آج میں بدر کی صبح مسلمانوں کے نبیؐ سے پوچھوں کہ اے اللہ کے محبوب! تیر چلانا کس سے سیکھا...؟

اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ

اللہ محسنین کے ساتھ ساتھ ہے مجاہدے میں... والذین جاہدو... جب وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں تو کیا میں کہہ دوں کہ فجار کی ابوطالبؓ کی لڑائی بدر کی لڑائی میں منتقل ہو گئی... بدر کی لڑائی کا ثواب ابوطالبؓ کو ملا... اس لئے کہ مجاہدہ جاری تھا۔ مجاہدہ ابوطالبؓ کا جاری تھا... بدر تک جاری تھا، اُحد تک جاری تھا، خندق تک جاری تھا، خیبر تک جاری تھا... حنین تک جاری تھا... جملہ کہہ دوں تو یہ نہ سمجھے گا کہ مبالغہ ہے... اُحد کی لڑائی میں شیبہ نے ابو عبیدہؓ ابن حارث ابن عبد المطلبؓ یعنی عبد المطلبؓ کے پوتے کی ٹانگ کاٹ دی... شیبہ کو حمزہؓ اور علیؓ نے قتل کر دیا اور ابو عبیدہؓ کو حمزہؓ اور علیؓ اٹھا کر خیبر میں لائے... دیکھئے ٹانگ کٹ چکی ہے، لہو بہہ رہا ہے اور اُسی دن شہادت ہوئی

(۱۱۴)

...لحہ ہے شہادت کا، جیسے ہی نبیؐ خیمے میں آئے نبیؐ کو دیکھ کر ابو عبیدہؓ نے کہا! کاش
یا رسول اللہؐ اس وقت ابوطالبؓ ہوتے...

میں نے کیا کہا کہ بدر ہوا اُحد، خیبر ہوا خندق ابوطالبؓ کا مجاہدہ جاری ہے اور
اللہ ساتھ ساتھ ہے محسن کے... آیت پر نظر رہے... آنکھ میں آنسو آگئے نبیؐ کے، کہا! سچ
کہا ابو عبیدہؓ، کیا یاد آیا؟ کہا یا رسول اللہؐ دن یاد آ رہا ہے کہ جب پہلے دن آپؐ نے
اعلان کیا تھا قولو لا اللہ کا تو ابوطالبؓ نے کہا تھا.. اے محمدؐ تمہارے گرد ہم بنی ہاشم
کٹ کٹ کر گرتے جائیں گے، لاشیں گرتی جائیں گی لیکن محمدؐ تم تک کافر کا ہاتھ نہ پہنچے
گا... لاشیں گر رہی ہیں آؤ ابوطالبؓ دیکھو... یہ کہہ رہے تھے اور ابو عبیدہؓ کی روح پرواز کر
گئی۔ حارث کے بیٹے کی روح جنت کو پرواز کر گئی، اس دن ابوطالبؓ کے لئے رسولؐ
نے دُعاے خیر کی... یہ اُحد اور یہ خندق، مجاہدہ ابوطالبؓ کا جاری ہے خندق تک...

عمر ابن عبدودؓ نے کہا... کیا نام ہے؟ کہا! علیؑ... باپ کا نام...؟ کہا! ابوطالبؓ۔ میں کیا
کہہ رہا ہوں... جملہ کہہ دیا تو ثابت کر رہا ہوں... چونکہ جملہ کہہ دیا کہ ابوطالبؓ کا مجاہدہ
بدر و اُحد و خندق و خیبر و حنین تک جاری ہے... تو ثابت کروں گا تب آگے بڑھوں گا۔

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا

اللہ کی راہ میں محسن جہاد کرتا ہے۔ ایسا محسن کہ مر گیا لیکن اس کا جہاد کربلا تک جاری
رہا... جملہ پھر آگے بڑھ گیا... میں حنین پر رکا تھا لیکن اب صفین بھی ہے درمیان میں...
اب جمل بھی ہے درمیان میں... اب نہروان بھی ہے درمیان میں... اور ابوطالبؓ!! ہر
جگہ ابوطالبؓ۔ کہا کیا نام ہے؟ کہا! علیؑ... کہا باپ کا کیا نام ہے؟ کہا! ابوطالبؓ۔ کہا
واپس چلے جاؤ، تمہارے باپ سے میری دوستی تھی۔ علیؑ نے کہا سُن تو جھوٹا ہے کفر اور
ایمان میں کبھی دوستی نہیں ہوتی۔

ابوطالبؑ کا مجاہدہ خیر کا میدان مرحب نے کہا کون...؟ کہا! میں وہ ہوں جس کی ماں نے اُس کا نام حیدر رکھا ہے، وہ واپس چلا۔ علیؑ نے بتایا کہ تیری ماں کا ہنہ تھی... میری ماں فاطمہؑ بنتِ اسد مومنہ تھی کہ اُس نے خبر دی کہ تُو میرے ہاتھ سے مارا جائے گا، ایسی خبر مومنہ دے سکتی ہے، بھی سننا... ابوطالبؑ کا مجاہدہ خیر تک جاری... فاطمہؑ بنتِ اسد نے میرا نام حیدر رکھا... آپ کہیں گے اس میں ابوطالبؑ کہاں ہیں...؟ کہاں ہے ابوطالبؑ کا مجاہدہ...؟ یہ تو فاطمہؑ بنتِ اسد آگئیں، ابوطالبؑ کی زوجہ۔ کبھی کبھی اگر زوجہ ہو تو شوہر کا نام بھی آتا ہے... بھی شوہر کا نام دیکھا جاتا ہے... اگر زوجہ آجائے تو لوگ پوچھتے ہیں... شوہر کی اجازت سے آئی ہے؟ یا اپنی مرضی سے آئی ہے... شوہر کا نام ہر حال میں آتا ہے... زوجہ اپنے شوہر کی پہچان ہے۔ حدیث پڑھ رہا ہوں.. سید الساجدینؑ سے پوچھا گیا کہ آپ کے پردادا ابوطالبؑ کیا کافر تھے؟

کہا! قرآن میں حکم آیا تھا کہ جن عورتوں کے شوہروں نے ایمان قبول نہیں کیا... اے نبیؐ طلاق دلو اوو... فاطمہؑ بنتِ اسد دعوتِ ذوالعشیرہ میں اعلان کر چکی تھیں کہ میں مسلمان ہوں، اگر ابوطالبؑ کافر تھے تو رسولؐ نے طلاق کیوں نہیں دلوائی...؟ مجاہدہ خیر تک...! خیر تک! ابوطالبؑ کا مجاہدہ، ماں کا نام لے کر بتایا کہ باپ کو بھی پہچانو!!

اور حنین کا میدان... رسولؐ نے پہلی بار جنگ کی، حملہ کیا... پوری زندگی میں ایک بار حملہ کیا... نیزہ لے کر حملہ کیا... اور زندگی میں ایک شعر پڑھا، یہی شعر کہا زندگی میں... کہا!

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ

أَنَا بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

میں اللہ کا نبیؐ ہوں، جھوٹا نہیں ہوں اور میں عبدالمطلبؑ کا فرزند ہوں...!

حسین تک مجاہدہ... بلکہ کر بلا تک ابوطالبؑ کا مجاہدہ کفر کے خلاف، فاسق کے خلاف، ظلم کے خلاف... آیت یہی ہے سورہ عنکبوت کی... اسی آیت کی تفسیر مسجد کوفہ میں علیؑ کر رہے تھے... سورہ عنکبوت کی یہی آیت زیر بحث تھی اور باب مدینۃ العلم تفسیر کر رہا تھا... ان اللہ لمع المحسنین... اللہ محسنین کے ساتھ ساتھ ہے کہ اچانک فرمایا! آگاہ ہو جاؤ... آگاہ ہو جاؤ، ہشیار ہو جاؤ... ہشیار ہو جاؤ کہ قرآن میں میرے بہت سے نام ہیں۔ اور تم بھٹک نہ جاؤ اس لئے تمہیں بتا دوں کہ قرآن میں میرا ایک نام محسن بھی ہے۔ یہ اس لئے بتایا کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ... اس کے فوراً بعد یہ آیت پڑھی.... ان اللہ لمع المحسنین... اللہ محسنین کے ساتھ ساتھ ہے۔

دیکھئے! عجیب بات ہے چار بار لفظ محسن آیا ہے، علیؑ محسن والی آیت پڑھتے اور کہتے اس آیت میں میں محسن ہوں... آیت پڑھی محسنین کی اور کہا میرا نام ہے محسن یعنی جمع والی آیت پڑھی کہ میرا باپ بھی محسن، دادا بھی محسن، میرا پردادا بھی محسن اور میں بھی محسن اور یہ حدیث علیؑ سے ہے کہ بیٹا پیدا ہونے سے پہلے اس کا نام رکھ دو کہ اولاد جب شکم میں آجائے تو نام رکھ دو اگر بیٹی ہو جائے تو اسی نام کو ذرا سا تبدیل کر کے بیٹی کا نام رکھ دو، بھی ہو سکتا ہے اس میں کیا مشکل ہے... احمد نام رکھ دیا تو اس کو احمدی کہنے میں کیا حرج ہے۔ یعنی علیؑ کہہ رہے ہیں نام پہلے رکھو... وجہ بتائی کہا.. سنو!! اس لئے ولادت سے پہلے بیٹے یا بیٹی کا نام رکھو کہ اگر تم نے نام نہیں رکھا اور بچہ مر گیا تو محشر میں ماں باپ کا شکوہ کرے گا اور اگر نام رکھ دیا ہے تو چونکہ تم اس کے محسن ہو جاؤ گے تو تمہاری بخشش میں وہ بچہ کام آئے گا اور فوراً علیؑ نے کہا اسی لئے رسول اللہؐ نے فاطمہؑ اور میرے بیٹے محسن کا نام پہلے ہی سے رکھ دیا تھا۔

اب ذرا غور کیجئے آپ کہ جب رسولؐ کو یہ معلوم ہے کہ حسنؑ کے معنی سب سے

خوبصورت یعنی کائنات کے حسن کا سب سے بہترین حصہ... حسن کے معنی جس سے بہترین کوئی نہ ہو، حسین... اللہ نے کہا میں قدیم الاحسان اس لئے اس کا نام میں نے حسین رکھا، سب سے قدیم احسان کرنے والوں میں لیکن بچہ کا نام حسین اس لئے رکھ رہا ہوں کہ قدیم الاحسان کا بھی محسن ہے۔ حسین کے معنی اللہ پر احسان کرنے والا، انسانیت پر نہیں بلکہ اللہ پر احسان کرنے والا، اس لئے اس نے حسین کا نام حسین پسند کیا، وہی اللہ اپنے نبی کو یہ حکم کرے کہ اب تیسرے بچہ کا نام محسن رکھ دو، یا رسول اللہ جب یہ زندہ ہی نہیں رہے گا اور کسی پر احسان ہی نہیں کرے گا تو آپ اس کا نام محسن کیوں رکھ رہے ہیں؟ تو علیؑ نے حدیث سنا کر بتایا کہ بچہ مر گیا تو اس محسن کی وجہ سے ہر بچہ محشر میں اپنے ماں باپ کا محسن ہو گیا۔ زہرا کے محسن کی وجہ سے، اب سمجھ میں آیا کہ اس بچے کا نام محسن کیوں رکھا گیا؟ احسان... اللہ پر احسان... کیا ابوطالبؑ نے احسان، کس شان سے احسان کیا... جب قافلہ لے کر شام کی طرف تجارت کے لئے چلے تو حضورؐ خود ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے لجامِ فرس پکڑ لی اور کہا چچا میں بھی چلوں گا۔ چچا مجھے محفوظ رکھتے، کبھی باہر لے کر نہ جاتے لیکن جب میں ضد کرتا تو چچا مجبور ہو جاتے تو اس تجارت کے قافلے میں چچا نے مجھے اپنے پاس نائق پر بٹھالیا۔

قافلہ شام کے شہر بصریٰ میں پہنچا، بصرہ الگ ہے وہ عراق کا شہر ہے اور یہ ہے شام کا شہر بصریٰ... جب اس منزل تک قافلہ پہنچا تو ایک گھنا درخت تھا اس درخت کے نیچے قافلے کا پڑاؤ ہوا لیکن درخت کے پاس ایک بڑا سا پتھر رکھا تھا۔ سب تو اپنا سامان لے کر زمین پر بیٹھے لیکن آمنہؓ کا چاند اس پتھر پر بیٹھ گیا، سات سال کا آمنہؓ کا بیٹا اس پر بیٹھ گیا... اس کے بالکل سامنے ایک گر جاتا تھا۔

بحیرہ راہب کا گر جا... جیسے ہی قافلہ ٹھہرا وہ راہب باہر آیا اس کی عمر ایک سو تیس

(۱۳۰) برس تھی اور کتابوں کا عالم تھا لوگ اس کے پاس انبیاء کے صحیفوں کی آیات سننے آتے تھے اور اپنے مسائل لے کر آتے تھے۔ کیوں کہ وہ غیب کی خبریں رکھتا تھا، حیرت ہوتی لوگوں کو کہ برسہا برس سے قافلہ جاتا ہے، لیکن یہ راہب کبھی اپنے دیر سے نہیں نکلا، اس نے کبھی پرواہ نہیں کی کہ کون سا قافلہ جاتا ہے، لیکن آج وہ دیر سے نکلا اور ایک بار اس نے آواز دی.. اُسے اہل قافلہ ہم نے کھانا تیار کروادیا ہے، دسترخوان بچھ گیا ہے آؤ کھانا کھانے مملہ کے سارے لوگ قریش کے تمام لوگ اس کی دعوت پر پہنچ گئے اور دسترخوان پر بیٹھ گئے، جب سب بیٹھ گئے تو اس نے دیکھا اور کہا مجھے لگتا ہے کہ تم میں سے کوئی باہر رہ گیا۔ تم سب کو نہیں لائے، کوئی باہر رہ گیا تو ایک شخص بولا کہ وہ تو ایک چھوٹا بچہ ہے وہ سامان کے پاس بیٹھا سامان دیکھ رہا ہے، اس بچے کا کیا ذکر..؟

راہب نے کہا نہیں جب تک اس بچے کو نہیں لاؤ گے کھانا نہیں شروع کر سکتے۔ وہی شخص اُٹھ کر گیا اور بچے کو گود میں لایا اور دسترخوان پر بٹھا دیا۔ اب کہاں کا دسترخوان اور کہاں کے قریش، جب وہ بچہ دسترخوان پر آیا تو بچہ راہب نے اس بچے کا طواف کرنا شروع کیا، کبھی چہرہ دیکھے، کبھی زلفیں دیکھے اور بار بار پشت کی طرف آئے، ایک بار بیٹھ گیا اور بچہ سے باتیں کرنے لگا۔ کہا بس اتنا بتاؤ کیا خواب میں تمہیں ایسا ایسا نظر آتا ہے؟ کیا خواب میں یہ دیکھتے ہو؟ کیا خواب میں یہ آوازیں سننے ہو؟ کہا تو صحیح کہتا ہے، خواب میں ایسی آوازیں آتی ہیں، خواب میں ایسے لوگ دکھائی دیتے ہیں، فرشتے تمہارے خواب میں نظر آتے ہیں؟ کہا تو صحیح کہتا ہے مجھے ایسے خواب آتے ہیں۔ راہب نے کہا کہ کیا تمہارے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشان ہے؟ کہا ہاں... کہا دکھاؤ گے...؟ اُدھر محمدؐ نے گریبان کھولا اُدھر اس نے جھک کر بوسہ دیا... ابو طالبؑ کی طرف مخاطب ہوا کہا یہی تو نبیؐ آخر ہے... اس کی حفاظت کرو اور کچھ اوصاف اس نے

انجیل اور توریت سے پڑھ کر سنانا شروع کئے۔

اب جب عیسائی راہب کہیں... اور اگر کوئی کہے کہ ابوطالبؑ کو نہیں معلوم تھا تو اب تو معلوم ہو گیا، اب تو نبیؐ سمجھ رہے ہیں نا ابوطالبؑ کم از کم سات برس کی عمر کے بعد جب انجیل اور توریت کی آیتوں سے پتہ چل گیا کہ یہی نبیؐ آخر ہے، تو اب کیا پوچھنا کہ ابوطالبؑ اس نبیؐ پر ایمان لائے یا نہیں لائے...! اب جملہ دے رہا ہوں، اصحاب نبیؐ ساٹھ برس کی عمر میں ایمان لائے اور ابوطالبؑ اُس وقت ایمان لا چکے تھے جب نبیؐ سات برس کا تھا۔

احسان کا عمل جاری ہے، ایمان تو تمہاری ضد سے کہہ دیا ورنہ احسان کا مرتبہ ایمان سے بلند ہے۔ احسان اس کا پہلے سے ہے اللہ پر۔ احسان کب سے ہے؟ شیر خوار ہے آمنہؓ کا چاند... اور لوگ کہتے ہیں بارش نہیں ہو رہی... عبدالمطلبؑ بچے کو گود میں لئے ہاتھوں پر لئے ہوئے کعبہ میں آگئے اور کہا... اے بارِ الہا، اے کعبہ کے رب اس بچے کا واسطہ بارش برسا دے، کہتے ہیں مکہ پر یوں بادل چھائے جیسے کعبہ پر بادلوں کا تاج لگا ہو، دیکھئے عبدالمطلبؑ کو دیکھا، ابوطالبؑ نے... اب جب نبیؐ پانچ برس کے ہوئے اور مکہ میں قحط پڑا، اہل مکہ دانے دانے کو محتاج ہوئے لوگوں نے ابوطالبؑ سے کہا کہ بارش نہیں ہوئی.. تو پانچ برس کے بھتیجے کو کاندھے پر بٹھا کر لائے اور سیدھے کعبہ میں آئے اور محمدؐ کی پشت کو کعبہ کی دیوار سے لگا دیا اور کہا رب کعبہ... اے کعبہ کے مالک...! دیکھئے جملہ دیکھئے گا.. جو شعر پڑھا ابوطالبؑ نے... کہا یہ وہ چیز ہے جس کو دیکھ کر بادل آتے ہیں، تو اس چہرے کو دیکھ کر اپنی رجمتوں کو زمینوں پر برساتا ہے... یہ جملہ بتاتا ہے کہ ایک باریہ عمل ہو چکا ہے... تو اس چہرے کو دیکھ کر رجمتیں برساتا ہے...

ہدی و رحمة اللعالمین (سورہ لقمان)

رحمت اور ہدایت محسنین کے ساتھ ساتھ ہے... مجر رحمت ہیں، کہا تھا ابوطالبؑ نے کہ... جھما جھما بارش ہوئی، مکہ والے دیکھ رہے تھے۔ جعفر حسن پھلوا ری ایک عالم ہیں، انہوں نے ایک ایسی کتاب لکھی کہ جس میں ان آیتوں کو جمع کیا گیا ہے کہ جس روایت پر شیعہ اور سنی دونوں متفق ہیں۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ جب بھی عرب میں قحط پڑا تو ہم ہمیشہ بنی ہاشم کی کسی ہستی کا وسیلہ دے کر دعا کرتے تھے تو بارش ہو جاتی تھی۔ کم از کم وسیلے کے تو قائل ہیں اور وہ بھی بنی ہاشم کے وسیلے کے قائل ہیں۔

پتلی سی کتاب ہے اور جو مجلس ترقی ادب جو مذہبی ادارہ نہیں ہے، لاہور سے اس ادارے نے یہ کتاب شائع کی اور یہ روایت ایسی ہے کہ جس پر ہر فرقہ متفق ہے یعنی بنی ہاشم کے وسیلے سے دعا ہوتی تھی۔ تو عبدالمطلبؑ نے بتایا کہ بارش کا وسیلہ ہم ہیں، تو اب اگر عبدالمطلبؑ اور ابوطالبؑ نہ ہوں، اب علیؑ نہ ہوں، اب حسنؑ نہ ہوں، اب حسینؑ نہ ہوں، ابوطالبؑ کا وارث پردے میں ہے... تو اب کس کا وسیلہ دے کر بارش ہو... ارے بھی کوئی نشان تو ہو... کیا جملہ کہہ دیا میں نے... ارے کوئی نشان تو ہو! عربی میں علم کو نشان کہتے ہیں... اگر بارش نہ ہو رہی ہو تو علم جا کر زیر آسمان لاؤ اور عباسؑ کا ذکر کرو... بارش ہونے لگتی ہے۔ بنی ہاشم کا نشان ہے علم، تو ایک نشان رہے، یعنی اللہ کی رحمت رحمت کو دیکھتی ہے۔

جہاں رحمت ہے وہاں رحمت آتی ہے، رحمت کو دیکھ کر رحمت آتی ہے، اس لئے بارش ہوئی۔ ابوطالبؑ محسنین اسلام ہیں یعنی بتایا کہ بچپن سے میں اس بات سے واقف ہوں اور یہ کہ بار بار بتانا اور کہنا... یہ روایت فاطمہؓ بنت اسد زوجہ ابوطالبؑ، مادر علیؑ سے ہے اور خود رسول اللہؐ نے فرمایا! کہ میری چچی نے کبھی اپنے بچوں کو مجھ پر سبقت نہیں دی، کھانا ہو، کنگھی ہو یا لباس بدلنا ہو، نہلانا ہو، پہلے توجہ مجھ پر دیتیں اور چچی

کے گھر میں ایک کھجور کا درخت تھا اس میں کھجوریں پکتیں تو چچی کھجوریں چن کر برابر حصہ لگاتیں.... طالب کا حصہ، عقیل کا حصہ، جعفر کا حصہ، ام ہانی کا حصہ، ابوطالب کی بیٹی جمائہ کا حصہ، ابوطالب کی چھوٹی بیٹی... لیکن سب سے پہلے رسول کا حصہ ایک پیالے میں لگاتیں اور طاق پر رکھ دیتیں کہ بچہ بکریاں چرانے گیا ہے، جب آئے گا تو اپنا حصہ طاق سے اٹھا کے کھالے گا۔ جب میں کھجوریں چن لیتی تو محلے کے بچے انتظار میں رہتے، جب دیکھتے کہ کھجوریں میں نے چن لیں وہ آتے اور باقی ساری کھجوریں چن کر وہ لے جاتے۔ جب تک محمدؐ اور اپنے بچوں کا حصہ اٹھانہ لیتی، عرب کے بچے گھر میں نہ آتے۔

ایک دن میں اپنے کاموں میں اتنی مصروف تھی کہ میں حصہ چننا بھول گئی، بکریاں چرا کر عبداللہ کا محل جو آیا تو سیدھا اس مقام پر گیا جہاں کھجوریں رکھی رہتی تھیں، لیکن طاق پر کھجوریں نہیں تھیں، میں اپنی آنکھ پر اپنے ہاتھ کو رکھ کر شرم کی وجہ سے بستر پر لیٹ گئی کہ کہیں محمدؐ مجھ سے نہ پوچھیں کہ چچی میرا حصہ کہاں ہے؟ تو میں نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا.. زمین پر کھجوریں نہیں تھیں... اور بچے کھجوریں چن کر لے گئے تھے زمین پر کھجوریں نہیں تھیں۔ محمدؐ اس درخت کے نیچے آئے اور درخت کو آواز دی... اے شجر خرمہ... اپنی شاخوں کو جھکا دے، محمدؐ تجھ سے اپنا حصہ مانگتا ہے۔

بس یہ سننا تھا کہ درخت کی شاخیں جھکنے لگیں... شجر بار شاخیں جھکیں اور زمین پر کھجوروں کی بارش ہوئی، محمدؐ نے چن چن کر کھجوریں کھائیں، اتنے میں ابوطالب آئے۔ میں بے قرار تھی میں نے کہا کہ میرے والی... میرے وارث...! آج ایسا واقعہ ہوا۔ پورا واقعہ میں نے بتایا کہ جب محمدؐ کو اپنا حصہ نہ ملا تو درخت کو اشارہ کیا، شاخیں جھکیں اور درخت سے پھل پھینکنے لگے۔ محمدؐ کھجوریں کھانے لگے تو بے اختیار ابوطالب نے کہا..

فاطمہ بنتِ اسد بھیجتے کو نہیں پال رہی ہو، بلکہ تمہاری گود میں نبوتِ پل رہی ہے اور کہا آج سے پچیس برس کے بعد تمہاری گود میں اس کا وحی علی آئے گا۔

کیا کہا...! کس طرح نصرت کی اور کس طرح اللہ پر احسان کیا ابوطالبؑ نے کہ اللہ کے محسن بن گئے، نبوتؑ کے محسن بن گئے، توحید کے محسن بن گئے۔ تاریخ میں نہیں، قرآن میں ابوطالبؑ محسن ہو گئے۔ محسن وہ کہ جو اپنے کام کو سجا کر پیش کرے یعنی اللہ جتنا کام سپرد کرے اور وہ کام کر دیا جائے تو اسے اللہ کہتا ہے متقی... اور جو کام کو پچاس گنا زیادہ سجا کر پیش کرے اللہ اسے کہتا ہے محسن... محسن کا مرتبہ مومن اور متقی سے افضل ہے۔ ابوطالبؑ سب سے افضل، اس لئے کہ محسنین میں ہیں۔ قرآن کہتا ہے ابوطالبؑ محسن تھے۔ جب ہی تو اللہ نے عدل کیا... دیکھئے! قرآن میں عدل اور احسان کا ذکر ساتھ ساتھ ہے۔ عدل و احسان... مرتبہ برابر ہے یعنی عدل کے بغیر احسان بھی قابل قبول نہیں۔

اللہ نے عدل کر کے بتایا کہ اگر محمدؐ کا ایک چچا کافر ہے جس کا نام ابولہب...! تو ہم اس کے کفر کو قرآن میں بیان کر دیں گے اور کہہ دیں گے کہ ابولہب کے ہاتھ ٹوٹیں، ہم اسے کوئیں گے، عدل کا تقاضہ، جو کافر ہے اس کے کفر کا اعلان ہے تو جو محسن ہے اس کے احسان کا ذکر ہو... اگر ایسا نہیں کرے گا اللہ، اگر محسن کے احسان کا اعلان نہیں کرے گا تو گویا اللہ نے عدل نہیں کیا... اللہ عادل ہے اور اگر اللہ عادل ہے تو احسان کا ذکر ہوگا، اور ذکر کیا...؟

وَالضَّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی (سورہ ضحیٰ)

مجھے قسم ہے چڑھتے ہوئے دن کی... مجھے قسم ہے تاریک راتوں کی

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاوٰی (سورہ ضحیٰ)

ہم نے تمہیں سرپرست دیا... کس کی قسم؟ راتوں کی قسم، وہ دن کہ جب سورج نصف النہار پر تھا، یہ قسم کھا کر حسن کا ذکر، کون؟ یہ محمدؐ کا سرپرست ابوطالبؑ۔ پینتالیس برس سرپرستی کی ہے، درمیان میں کوئی سرپرست نہیں ہے محمدؐ کا... کل تقریر کا آخری جملہ یہی تھا کہ ایسا سرپرست کہ دنیا سے اٹھ جائے تو اللہ وحی کرے۔ یہ جملہ جبریلؑ نے کہا کہ نہ رہے ابوطالبؑ اس لئے ہجرت کیجئے... اللہ کی وحی میں ابوطالبؑ کا نام آیا ہے... اتنا ہی کہہ دیتا ہجرت کر جائیے، سب تاریخوں نے لکھا کہ جبریلؑ نے یہ کہا کہ چونکہ ابوطالبؑ نہ رہے اس لئے ہجرت کر جائیے۔

یعنی محسن نہ رہا، سرپرست نہ رہا، محافظ نہ رہا، تو مکہ چھوڑ دیجئے، تو یہ ہے محسن...! یہ ہے سرپرست؟ تو اللہ اس کا ذکر کرے، چڑھتے ہوئے دن کی قسم، تاریک راتوں کی قسم، تو سرپرست سے چڑھتے ہوئے دن کا کیا رشتہ ہے؟ تاریک راتوں کا کیا رشتہ ہے؟ ذرا احسان کی منزلیں دیکھئے... محسن بنے کیسے ابوطالبؑ...؟ وہ چڑھتا ہوا دن کہ جب غار حرا سے آفتابِ نبوتؐ اُترا، یہ آفتاب نصف النہار پر چمک رہا تھا اور غار حرا سے آمنہؑ کا آفتاب اُتر رہا تھا۔ مکے میں نور پھیل رہا تھا اور محلہ بنی ہاشمؑ کی طرف پھیل رہا تھا اور جب ابوطالبؑ کے گھر میں داخل ہوا تو تاریخ میں جملے یہ ہیں کہ جب محمدؐ کو دیکھتے تو آنکھ میں آنسو آجاتے... کہتے محمدؐ کو دیکھ کر میرا بھائی عبداللہؑ یاد آ جاتا ہے، کہا میری جان اس وقت.. اس دوپہر میں کیسے آئے، چڑھتے سورج میں؟ رسولؐ نے کہا کہ اللہ نے مجھ سے کہا ہے کہ بارِ نبوتؐ آپ کے دوش پر ڈالوں، اب آپ کا کیا خیال ہے؟ اب اگر ابوطالبؑ یہ کہہ دیں کہ کہاں ہے لشکر، کہاں ہیں اسلحے کہاں ہیں ساتھی، کہاں ہیں مددگار، اتنا بڑا اقدام ہے اور تم یہ عمل کرنے جا رہے ہو... بے اختیار اٹھے... کہا! میرے سید و سردار پھر دیر کیا ہے آپ اس پیغام کا اعلان کریں، ہماری تلواریں

(۱۲۴)

آپ کے ساتھ ہیں، ہمارے نیزے آپ کے ساتھ ہیں، ہمارے اسلحے آپ کے ساتھ ہیں، ہمارے سپاہی آپ کے ساتھ ہیں، آپ اعلان کریں اور آگے بڑھیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اگر کوئی ہاتھ آپ کی طرف اٹھا تو اس کے جسم پر ہاتھ نہ رہے گا جو آنکھ اٹھی تو چہرے پہ آنکھ نہ رہے گی۔

آگے بڑھئے، ہم ان عربوں کو.. ان بدوؤں کو.. ان جاہلوں کو گھیر کر آپ کی طرف یوں لائیں گے جیسے کوئی چرواہا، جنگلی جانوروں کو چرا کر، باندھ کر لا کر کھونٹے پر باندھ دیتا ہے۔ ان عربوں کو آپ کے قدموں میں گرا دیں گے۔ جو کہا تھا ابوطالبؑ نے وہ کر کے دکھایا۔

والضحیٰ.... چڑھتے ہوئے دن کی قسم...! جب ابوطالبؑ نے اللہ پہ احسان کیا اور وہ تاریک راتیں کہ جب شعب ابی طالبؑ میں محصور ہو گئے، معاہدہ ہوا۔ کیا معاہدہ ہوا؟ آپ سنتے ہیں ناکہ شعب ابوطالبؑ میں بنی ہاشم چلے گئے۔ اور ساتھ میں نبیؐ بھی چلے گئے، محصور ہو گئے یعنی اب معاشرے میں آ نہیں سکتے، لیکن دین کر نہیں سکتے، خرید و فروخت کر نہیں سکتے، شادی بیاہ کر نہیں سکتے۔ کہتے ہیں تین سال، دو سال، ڈھائی سال یا تین سال میعاد تاریخ نے لکھی ہے کہ بنی ہاشم اُس گھائی میں محصور رہے جسے شعب ابی طالبؑ کہتے ہیں، اسی میں سارے بنی ہاشم مع محمدؐ کے...! تو چہرے...

یہ چیزیں ایسی ہیں کہ انہیں بچے اور جوان خصوصاً یاد رکھیں، ایک چیز اکثر لوگوں سے آپ نے سنی ہوگی.. دوسروں کے باطل خداؤں کو برا نہ کہو! ورنہ وہ تمہارے خدا کو برا کہیں گے۔ سنا ہے نایہ آپ نے...؟ یہ نظریہ ہی غلط ہے، یہ بہلاوہ ہے دل کا، یہ اس وقت سمجھایا جاتا ہے کہ جب ہم دشمنانِ اہل بیتؑ کی بات کرتے ہیں تو ہمارے بزرگ ہم کو سمجھاتے ہیں کسی کو برا نہ کہئے کیوں کہ قرآن میں یہ ہے کہ دوسروں کے خداؤں کو

برائے کہو ورنہ تمہارے خدا کو وہ برا کہیں گے۔ آپ نے ذاکروں سے بھی سنا ہوگا۔ آپس میں بزرگوں سے بھی سنا ہوگا۔ قرآن میں آیت ہے، لیکن آیت میں یہ نہیں ہے جو کہا جاتا ہے۔ آیت میں کیا ہے؟

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَيْسَبُوا اللَّهَ عَدُوًّا
بِغَيْرِ عِلْمٍ (پانچواں سورہ مائدہ آیت ۱۰۸)

اور جنہیں وہ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں انہیں گالی مت دو، وہ جہالت کے سبب دشمنی سے اللہ کو گالی دینے لگیں گے۔ لفظ ”تَسُبُّوا“ ”سبت“ سے ہے جس کے معنی سخت گالیاں دینے کے ہیں۔ یہ آیت اس لیے نازل ہوئی کہ کچھ مسلمان لات، منات اور عَزَّہ، ہبل کو گالیاں دینے لگے تھے۔

آیت میں یہ ہے... ”باطل خداؤں کو بھی گالی نہ دینا، ورنہ وہ تمہارے خدا کو گالی دیں گے۔“ برا کہنا اور ہے۔ گالی دینا اور ہے۔ اخلاقیات سکھائی گئی ہے کہ گالی نہ دینا، بھئی بہت اہم بات ہے... یعنی غلط جملے جو ہماری تہذیب میں رائج ہو جائیں ان کی تصحیح ضروری ہے، پہلے میں اس کی تصحیح کر دوں تو پھر آگے بڑھوں۔ شعب ابی طالب آپ نے بہت سنا ہے لیکن کسی نے یہ بھی بتایا کہ شعب ابی طالب میں محصور کیوں ہوئے...؟

یہ ابوطالب کا بہت بڑا مجاہدہ ہے کہ ابوطالب جیسے بہادر نے اس چیر کو منظور کر لیا کہ ہم اس میں محصور ہو جائیں گے۔ کوئی اتنا بڑا کام تھا جو کافر ابوطالب سے کروانا چاہتے تھے اس کو چھوڑ کر ابوطالب نے قید منظور کی... اتنا بڑا محسن...! ورنہ ابوطالب کو کیا پڑی تھی کہ سب خاندان وہاں چلا جائے، اور وہاں کیا ہوا آپ کو معلوم ہے کہ اناج تک بند ہو گیا تھا، یعنی کوئی بنی ہاشم مکہ سے گئے ہوں اور جو نہیں لے جاسکتا تھا، شہر میں نہیں

(۱۲۶)

آسکتے تھے، معاہدہ ہوا تھا، کاغذ پر معاہدہ لکھا گیا تھا اور کعبہ میں لٹکا دیا گیا تھا صندوقچی میں رکھ کر۔ اس پر چھ آدمیوں کے دستخط تھے، کافروں کی طرف سے، نام لکھے ہوئے تھے۔ اور معاہدہ صندوق میں کعبے میں لٹکا ہوا تھا کہ تم باہر نہیں آسکتے۔ اتنا بڑا جہاد! کہ اس شعب میں رہنے کی وجہ سے نہ اناج ملانہ جو، کھانا پینا بند ہو گیا۔

پہاڑ پر اُگی گھاس کو پیس کر خدیجہ بی بی روٹی پکاتی تھیں، اسی گھاس کی روٹیاں کھا کر جناب خدیجہ ملکیت العرب ایسی بیمار پڑیں کہ وفات ہو گئی، جس کو میں وفات نہیں کہوں گا بلکہ شہادت کہوں گا۔ کیوں کہ مکہ کے کافروں کے تشدد اور ظلم کی وجہ سے خدیجہ کا انتقال ہوا تو یہ وفات نہ رہی، شہادت ہو گئی۔ میں کہوں گا کہ یہ اسلام کی پہلی شہیدہ ہیں... زہرا کی ماں، اتنی علیل ہو گئیں ان روٹیوں کے کھانے سے کہ انتقال ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ ملکہ تھیں اور گھاس کی روٹی...! آپ غور کر رہے ہیں کہ اتنے مظالم کو ابوطالب نے برداشت کیا، کس بات سے انکار ہے کہ مظالم کو سہہ رہے ہیں مگر اس بات کا اقرار نہیں ہے جس پر معاہدہ ہوا۔ یہ بزرگ کہتے ہیں دوسروں کے باطل خداؤں کو بھی برانہ کہو! یعنی ان کے اگر باطل رہنما بھی ہیں تو ان کو برانہ کہو... لیکن قرآن میں ہے.. باطل خداؤں کو بھی گالی نہ دینا... گالی اور ہے برا کہنا اور ہے۔ گالی بدتہذیبی ہے، برا کہنا قرآن ہے، ایمان ہے، احسان ہے۔

اب ایک جملہ دے رہا ہوں... محمدؐ سے مکہ والوں کی کس بات پر لڑائی تھی...؟ محمدؐ نے کہا قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ... یہ تین سو پینسٹھ بتوں کو میں نہیں مانتا، ایک ہے اللہ۔ اب جو اس کو نہ مانے، وہ ہے جھوٹا، جو میری بات کو نہ مانے وہ انتہائی رذیل اور کمینہ ہے۔ بھی اس کے علاوہ بھی کوئی بات ہے، کیا لڑائی ہے کافروں سے محمدؐ کی۔ کیا لڑائی ہے...؟ کیا ساری تاریخ دہراؤں؟ آیا ابو جہل.. آیا ولیدہ بن عاص جس کے لئے سورہ نون والقلم

آیا ہے...

عُتِلَّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٌ (سورہ اہم آیت ۱۳)

یہ زنیم ہے یہ جو اولادوں والا ہے، دولت والا ہے یہ چغل خور ہے، یہ زنیم ہے، یہ بدشجرہ ہے، یہ بدنسلا ہے۔۔۔۔۔ برا نہ کہنا...! اُتبت یداً ابی لہب... (سورہ لہب) ان کے لیڈروں کو برا نہ کہنا... اللہ تو کیوں کہہ رہا ہے اور ہم کو منع کر رہا ہے۔

کیا لڑائی ہوئی... یہی تو لڑائی ہے، آئے سب اور کیا کہا...؟ سب نے کہا! اب تو تمہارا بھتیجا ہمارے بتوں کو بڑا کہنے لگا... اس کے علاوہ کوئی اور گفتگو ہے...؟ آپ بتائیے کیا گفتگو ہوئی، جس کے جواب میں محمدؐ نے کہا کہ میں قولو لا الہ کہنا نہیں چھوڑوں گا، بتوں کو برا کہنا نہیں چھوڑوں گا چاہے یہ میرے ایک ہاتھ پر آفتاب رکھ دیں چاہے ماہتاب رکھ دیں۔ پوری گفتگو کیا ہے، بیٹیاں لے لے، دولت لے لے، ہماری بیٹیوں سے عقد کر لے، دولت لے لے لیکن بتوں کو برا نہ کہے... جھگڑا یہ ہے۔ ابوطالبؑ نے بھی حجت تمام کر دی، ابوطالبؑ آئے اور کہا! محمدؐ بیٹا اتنا بار نہ چچا پر ڈالو ابھی تک تو تم یہ کہہ رہے تھے کہ ایک کو مانو، اب وہ اشتعال میں اس لئے آئے ہیں کہ تم نے ان کے بتوں کو برا کہنا شروع کر دیا۔ اب بتاؤ ابوطالبؑ کیا کرے۔ جیسے ہی یہ کہا وہ آئے ہیں اور کہتے ہیں عقد کر لو بیٹیوں سے، دولت لے لو... یعنی جب تک قولو لا الہ کہا اشتعال میں نہیں آئے، بھی ابھی پتھر نہیں مارے، ابھی اوچھڑی نہیں پھینکی، جب محمدؐ نے تبراً کیا بتوں پر پھر کافروں نے پتھر مارنے شروع کئے، اب پتھر مارنے شروع کئے اب کوڑا پھینکنا شروع کیا۔ اور ابوطالبؑ نے کیا کہا؟... ہاں... بچے کبھی جوش میں آ کر تبراً کرنے ہی لگتے ہیں تو بزرگ سمجھاتے ہیں کہ بیٹا یہ نہ کرو، پتھر آئیں گے گھر میں تو ابوطالبؑ نے بھی اپنی بزرگی کا حق ادا کیا۔ ہمارے بزرگ بھی بڑے عقل

مند ہیں، سمجھانے کا طریقہ اور ہے لیکن یہاں ابوطالبؑ نے اس لئے سمجھایا کیوں کہ بچے سے کچھ کہلوانا تھا۔

جیسے ہی ابوطالبؑ نے کہا... اب تو تم نے ان کے بتوں کو برا کہنا شروع کر دیا، یہ تو تم نے میرے شانوں پر بہت بوجھ ڈال دیا... جیسے ہی ابوطالبؑ نے یہ کہا محمدؐ اٹھ کر چلے، جیسے ہی در تک پہنچے پھوٹ پھوٹ کر محمدؐ نے رونا شروع کر دیا... جیسے ہی نبیؐ رویا ابوطالبؑ نے دوڑ کر سینے سے لگایا، کہا محمدؐ! میری طرف سے اجازت ہے ان بتوں کو چاہے توڑو... چاہے پھوڑو۔ اب یہ جملہ سننا... ابوطالبؑ نے اذن دیا تھا اس وقت تو نہیں بُت ٹوٹے... ابوطالبؑ کے بیٹے نے رسول اللہؐ کے کاندھے پر چڑھ کر توڑ ڈالے۔ اگر قرآن میں یہ آیت ہے کہ باطل خداؤں کو برا نہ کہو تو محمدؐ نے فتح مکہ میں ترغائے کیوں؟ بت ٹوٹ رہے ہیں، بتوں کو برا کہہ رہے ہیں، لات و عُزّیٰ کو برا کہہ رہے ہیں اسی قرآن میں ابراہیمؑ سارے بت توڑ کر بڑے بت کے گلے میں کھڑا اٹکا دیتے ہیں... آگ میں پھینکے ہی اس لئے گئے تھے کہ بت توڑے تھے ابراہیمؑ نے... فخر ابراہیمؑ نے مکہ میں بُت توڑے... آپ کہہ رہے ہیں برا نہ کہو کہیں پلٹ کر وہ برا نہ کہہ دیں... یہ ہے کہ گالی نہ دینا... یہ اخلاقیات ہیں، برا کہو، لیکن گالی نہ دینا۔ جملے غلط کہے جاتے ہیں مجلس میں۔

جب اذن دے دیا ابوطالبؑ نے... بار بار کیا جملہ کہہ رہا تھا کہ اتنی بڑی محصوریت لے لی ابوطالبؑ نے... ارے بتوں کی لڑائی تھی، اگر بت پرست ہوتے تو محصور نہ ہوتے، ابوطالبؑ نے کہا اب تمہارے بتوں کو نہ بھتیجا مانے گا نہ پچا مانے گا... کر دو محصور، نہ ملے روٹی، نہ ملے اناج محصور رہیں گے لیکن باطل خداؤں کو برا کہنا نہیں چھوڑیں گے، لات و عُزّیٰ کو نہیں مانیں گے، ہبل کو نہیں مانیں گے یہ معاہدہ نہیں ہوگا

کہ بتوں کو کبھی کبھی مصلحت سے ہم رضی اللہ کہہ لیں۔ بتوں سے کہاں اللہ راضی ہے... راضی ہوتا تو اپنے گھر سے کیوں نکالتا... راضی نہیں تھا تو گھر سے نکلوا دیا تھا ۱۰ ہجری میں... تو کوئی اللہ کے گھر سے نکالا جاتا ہے کوئی محمدؐ کے گھر سے نکالا جاتا ہے۔

گھر دونوں ایک ہیں، وہ اللہ کا گھر ہے یہ اہل بیت کا گھر ہے... جسے نکالا جائے پھر وہ قابل لعنت ہے، جو چاہے کہیں۔ قرآن میں یہ بھی آیت موجود ہے.. لعنت اللہ علی الظالمین اور کاذبین سب موجود ہے۔ یہ آیت بھی موجود ہے۔

ابوطالب محصور مع خاندان..... لعنت کا سا تو اں برس... ایک بار صبح اُٹھے، چچا کے چہرے کو دیکھا، شعب ابوطالبؓ میں تین برس صبح اُٹھ کر چچا کے چہرے کو دیکھ کر صبح کی ہے رسولؐ نے... بھی آپ کا بیٹا، آپ کا بھتیجا، آپ کا بھانجا صبح کو اُٹھ کر سب سے پہلے آپ کو سلام کرتا ہے نا... پینتالیس برس ابوطالبؓ کو محمدؐ نے صبح اُٹھ کر سلام کیا ہے.. نبوت جس کو سلام کرے اس سے بڑا احسن کون ہے! چھا سلام کیا ہے...؟ تم سلامت رہو سلام ہی حتیٰ مطلع الفجر... (سورہ قدر)

سلامتی ہے تمہارے لئے، سلامتی ہے تمہارے لئے... پینتالیس برس صبح اُٹھ کر جس کو نبوت جس کو یہ دعا دے.. سلامت رہو...! اس ابوطالبؓ کو تاریخ میں کوئی مار سکتا ہے کفر کے ساتھ؟ نبوت نے دعا دی ہے کہ یوں صبح ہوئی اور رات...

واللیل اذی سجدی.. (سورہ غی)

رات گزری ہے یوں کہ اللہ ان راتوں کی قسم کھاتا ہے اور جب رات آئے تو محمدؐ کو بستر سے اٹھا کر اس بستر پر سلا دیں کبھی طالبؓ کو، کبھی عقیلؓ کو جعفرؓ تو جوش گئے، جب شعب میں گئے تھے تو جعفرؓ ہجرت کر کے جوش جا چکے تھے۔ تین بیٹے موجود تھے، طالبؓ، عقیلؓ اور علیؓ..! جب علیؓ کو سلاتے تو علیؓ کہتے، بابا! آپ مجھے یہاں سلا رہے ہیں

(۱۳۰)

رات کو کوئی کافر آئے گا تو مجھے قتل کر دے گا۔ روزِ علیؑ یہ جملہ کہتے تھے اور ابوطالبؑ ہمیشہ کہتے کہ کیا تم گھبرار ہے ہو شہادت سے...؟ تو علیؑ کہتے نہیں میں آپ کا امتحان کرتا ہوں روز کہ آپ میری شہادت پر راضی ہیں یا نہیں، ایسا تو نہیں کہ میرے مر جانے پر آپ شائد صبر نہ کر سکیں۔ صابر نے شا کر نے ابوطالبؑ کو صابر و شاکر بنا لیا اور اعلان کروایا کہ جیسا صابر و شاکر محمدؐ ہے ویسا ہی صابر و شاکر ابوطالبؑ بھی ہے۔ رتبہ شہادت علیؑ کو روز ملتا ہے... تو اُن راتوں کی قسم کہ جب ابوطالبؑ نے محمدؐ کو بستر سے ہٹایا ہے اور اپنے بیٹوں کو بستر پر سلا یا ہے.... یوں تین سال ابوطالبؑ نے گزارے ہیں محمدؐ کی حفاظت میں... دیکھا آپ نے مجاہدہ یہ ہے...!

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا نَالَهُ لِمَعَ الْمُحْسِنِينَ (سورہ لقمان)

جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں وہ محسنین ایسے ہیں کہ اللہ ہر وقت ان کے ساتھ ساتھ ہے۔

یہ مجاہدہ ابوطالبؑ کا شعب ابی طالبؑ میں۔ تیسرا سال ختم نہیں ہوا تھا کہ ایک دن صبح اُٹھے کہا چچا! رات جبرائیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ معاہدہ جو مکہ کے کافروں نے لکھا تھا اللہ نے اس پر دیمک مسلط کر دی ہے اور دیمک کھا گئی سب کے ناموں کو جو اللہ کے ادھر ادھر نام لکھے تھے دیمک ان ناموں کو چاٹ گئی اور اللہ کا نام بچا ہے جو معاہدہ کے اوپر لکھا تھا... چچا آپ جانیے اور ان سے بات کیجئے... ابوطالبؑ اچانک چند بنی ہاشمؑ کو لے کر خانہ کعبہ میں آگئے، کافروں نے جب آتے ہوئے دیکھا تو کہا شائد ہمت ہار گئے ابوطالبؑ۔ اب صلح کرنے آئے ہیں یا معافی مانگنے آئے ہیں لیکن جب ابوطالبؑ قریب آئے تو سب کو آواز دے کر کہا سنو! کعبہ میں جو صندوق رکھا ہے جس میں معاہدہ نامہ، عہد نامہ رکھا ہے وہ صندوقہ لاؤ، اگر پہلے بتا دیتے کہ دیمک

چاٹ گئی تو معاہدہ غائب ہو جاتا.. ابوطالبؑ وہ سیاست الہیہ کا نمائندہ کہ پہلے کہا کہ صندوقچہ لا کر سامنے رکھو جب صندوقچہ آگیا تو کہا سنو! میرے بیٹے نے مجھ کو خبر دی ہے کہ وہ معاہدہ دیمک چاٹ گئی اور اللہ کے اہلو پہلو جو نام لکھے تھے دیمک انہیں چاٹ گئی۔ اور اللہ کا نام بچا ہے یعنی کاغذ پر بھی اللہ یا اللہ والے کے نام کے ساتھ باطل نام لکھے ہوں تو پہلوؤں کو دیمک چاٹ جاتی ہے۔

دیمک تو مٹی میں لگتی ہے... یعنی اگر کاغذ پر بھی لگے تو... جانے مٹی کہاں سے آ جاتی ہے؟ تو مٹی ہی کا خاص کیڑہ ہے یہ... مٹی اس کے پیٹ میں ہے، پکی سینٹ کی دیوار پر بھی چلے تو مٹی اور پانی دونوں آ جاتے ہیں اور کسی نے کہا کہ جنتا دیتے ہیں، کہتے ہیں کہ احسان مند ہیں دیمک کے کہ جب عصا کو تھامے ہوئے سلیمانؑ کھڑے تھے تو برسوں کھڑے رہے جن کام کرتے رہے، برسوں کھڑے رہے، جب عصا میں دیمک لگی اور عصا گر اور بھی سلیمانؑ گرے تو پتہ چلا کہ سلیمانؑ کی وفات ہوگئی، جن کہتے ہیں کہ اگر یہ دیمک نہ آتی تو ہم برسوں کام کرتے رہتے اور ہمارے نبیؐ کی وفات کا ہمیں پتہ ہی نہ چلتا۔ چلو جو! دیمک نے ہی سہی، نبیؐ کی وفات کا تمہیں پتہ بتایا تو تم نے وفات تو منائی نا سلیمانؑ کی۔ جہاں پتہ تھا لیکن پتہ ہونے کے باوجود نہ منائی... تو جن اچھے ہیں انسانوں سے کہ احسان مند تو ہیں، یہاں بنی ہاشمؑ پکار رہے تھے کہ آؤ کوئی تو آنے کو تیار نہیں۔ جن اچھے ہیں کہ دیمک کو پانی اور مٹی دے رہے ہیں...

ابوطالبؑ نے کہا! میرے بیٹے نے مجھے خبر دی.... یہ ایک چھوٹا سا جملہ ہے لیکن اس میں دو الگ باتیں ہیں.. اسی جملے کو کل کامل کروں گا، مجھے نہیں معلوم کہ کتنی تقریریں ابوطالبؑ پر ہو جائیں گی، ہو سکتا ہے یہ پورا عشرہ ہی ابوطالبؑ پر ہو جائے... ایک ہی محسن ایسا ہے کہ ابھی گفتگو ختم نہیں ہو رہی تو آگے جو محسنین آ رہے ہیں... توجہ کیجئے گا..

(۱۳۲)

عنوان، پر ”احسان“ یہ لفظ ہی ایسا ہے کہ پہلی بار منبر کا موضوع بنا ہے اور جو آیتیں قرآن کی منبر سے پڑھی جا رہی ہیں یہ آیتیں منبر پر کبھی پڑھی ہی نہیں گئیں۔

خطابت کو آگے بڑھنا چاہئے... کچھ نئی آیتیں آنا چاہئیں، کچھ نئی تفسیریں... قرآن بھر اپڑا ہے...! دو ڈھائی سو آیتیں نہیں ہیں کہ بس اسی میں خطابت چلتی رہے، کچھ آگے بھی بات بڑھے، کچھ نئے عنوان بھی آئیں تو پتہ چلے کہ آلِ محمدؐ کے فضائل اتنے ہیں... محدود نہیں ہیں کہ ایک ہی مجلس ہر سال دہرادی جائے... ایک ہی عشرہ ہر سال پڑھ دیا جائے... ایک ہی عشرہ ہر سینٹر پر پڑھ دیا جائے، اور جو ایک پڑھے وہی دوسرا پڑھ دے، وہی تیسرا پڑھ دے... یہ دوسری بات ہے کہ آج آپ یہ عشرہ سن رہے ہیں ”احسان اور ایمان“ پر... آنے والے کسی محرم میں ”احسان اور قرآن“ کا عنوان بھی چھپا دیکھ لیں گے، مجھے اس کی پروا نہیں، خوشہ چیں چُنیں... اور جب انبار اتنا زیادہ ہو کہ پرندے بھی چُن چُن کر تھک جائیں اور انبار ختم نہ ہو...

لگا رہا ہوں مضامین نو کے پھر انبار
خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

مضامین نو کے انبار ہیں اور ان انبار میں سے لے جائے ٹیپ سے، ادھر سے ادھر سے سُن کے، نوٹ کر کے اور حیرت ہوتی ہے جب لوگ مجھے بتاتے ہیں فون کر کے... ارے! بھی وہ آپ کا نکتہ... ٹھیک ہے میرے بھی عشرے چھپ رہے ہیں، اسی سال ایک معجزہ اور قرآن 1979 کا عشرہ چھپ گیا اور اسی سال چھپا اور اسی سال کسی نے پڑھ دیا۔ اب جنہوں نے کتاب پڑھی ہوگی وہی بتا سکتے ہیں کس نے پڑھا... اور وہی اسی کے منہ سے سنیں، ٹیپ ملاتے جائیے اور کتاب دیکھتے جائیے۔ اب ہمیں اطمینان ہے کہ کاغذ پر پہلے ہمارا چھپا، یہ تو فضا میں جاتا ہے نا تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہو سکتا ہے

(۱۳۳)

صاحب آپ نے لیا ہو کسی سے، لیکن جب کاغذ پر چھپا ہے تو پہلے ہمارا چھپا ہے، بعد میں پڑھا گیا اس لئے کاغذ پر آنا ضروری ہے، کاغذ پر بھی میرے عشرے آرہے ہیں۔

لفظ ”احسان“ پہلی بار منبر کا عنوان بنا ہے یہ یاد رکھئے اور ایمان کے ساتھ اور سب سے پہلے میں نے یہ آواز دی کہ ایمان سے احسان کا درجہ بلند ہے...! بس یہ بات یاد رکھئے گا چاہے عشرے کی کوئی اور بات یاد نہ رہے... محسن کا مرتبہ مومن سے افضل ہے!

یہ کلیہ قرآن سے میں نے پیش کیا، ہے قرآن میں، بات ہے تلاش کی اور اس کے ثبوت میں یہ پورا عشرہ ہو رہا ہے کہ محسن کا مرتبہ مومن سے افضل ہے، احسان کا مرتبہ ایمان سے بلند... افضل ہیں محسن اور یہاں پر گفتگو رک رہی ہے... ایک چھوٹا سا جملہ... میرے بیٹے نے مجھے خبر دی ہے، اس سے پہلے کی جو گفتگو آپ دیکھیں گے... تو ہر منزل پر ابوطالب یہ کہتے ہیں میرے بھتیجے نے مجھ سے یہ کہا۔

آئے...! کہا ہاں بھتیجے کیسے آئے؟ اے عبد اللہ کے بیٹے کیسے آئے؟ لیکن جب معاہدے کی گفتگو ہوئی چار بعثت میں، اعلان نبوت کے چوتھے سال، جب معاہدے پر گفتگو کرنے آئے تو خانہ کعبہ میں کہا...! ”میرے بیٹے نے اطلاع دی“، ایک جملہ یہ یاد رہے، دوسرا جملہ یہ کہا کہ خبر دی ہے...! عربی میں قرآن میں خبر دینے والے کو کیا کہتے ہیں... عربی میں خبر کو کہتے ہیں نبا اور جو نبادے وہ ہوتا ہے نبی...! اُس نے خبر دی ہے یعنی ابوطالب نبوت کے قائل تھے، لیکن اس کے ساتھ کہا میرے بیٹے نے.. کہہ دیتے نبی نے خبر دی ہے۔

دیکھئے! دو باتوں کا اعلان ایک ساتھ کیا ہے ابوطالب نے ایک چھوٹے سے جملے میں۔ اسے کہتے ہیں فصاحت بنی ہاشم، ایک ہی جملے میں بیٹا بھی کہہ دیا، نبی بھی کہہ دیا، اس کی بھی لاج رکھی، اُس کی بھی لاج رکھی۔ اس لئے کہ دونوں باتیں قرآن سے

(۱۳۴)

تھیں۔ نبیؐ بھی قرآن سے ثابت تو کہا خبر دینے والے نے خبر دی اور بیٹا لفظ بھی قرآن سے اٹھایا... چار بعثت میں سورہ بنی اسرائیل آیا اور سورہ بنی اسرائیل میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (سورہ بنی اسرائیل)

اپنے والدین پر احسان کرو... اے محمدؐ۔ ہوگئی گفتگو۔ آج کی گفتگو یہ ہے، کل یہیں سے شروع ہوگی، یہ ایک آیت قرآن میں چار بار آئی، لفظ ”احسانا“ قرآن میں چھ بار آیا لیکن یہ آیت وبالوالدین احسانا سورہ بقرہ میں بھی ہے، وبالوالدین احسانا سورہ نساء میں بھی ہے، وبالوالدین احسانا سورہ انعام میں بھی ہے، وبالوالدین احسانا سورہ بنی اسرائیل میں بھی ہے... ایک ہی حکم چار بار... اپنے والدین پر احسان کرو اور اس کے بعد تفصیل سورہ بنی اسرائیل میں کبھی انہیں جھڑکنا نہیں... اپنے شانوں کو ان کے سامنے جھکا دو... اگر وہ ڈانٹیں بھی تمہیں، جھڑکیں بھی تمہیں تو آف نہ کرنا... کس سے کہا جارہا ہے؟ محمدؐ سے!۔

جس کی ماں بھی مرگئی جس کا باپ بھی بچپن میں مر گیا اور اس سے کہا جائے کہ اپنے باپ پر اور ماں پر احسان کرو... ابوطالبؑ نے آیت سن کر آیت کی لاج رکھی کہ محمدؐ کا باپ میں۔ باپ اور ماں موجود ہے تب حکم ملا ہے محمدؐ کو کہ ماں باپ پر احسان کرو اور جب تک محمدؐ احسان کر کے نہ دکھادیں اسوہ حسنہ کیسے بنے گا...؟ جب اپنے شانوں کو ابوطالبؑ کے سامنے جھکا دیا اور ابوطالبؑ کی کسی بات پر آف نہیں کیا تب جانا امت نے اور سیکھا ماں باپ کا ادب کیسے کریں۔ اب پتہ چلا کہ ماں باپ پر احسان کیسے کیا جاتا ہے... اور ایک حکم چار بار۔ اپنے ماں باپ پر احسان کرو۔ اپنے والدین پر احسان کرو۔

(۱۳۵)

اور پیغمبرؐ سے پوچھا جائے تو باپ پر ماں کو فوقیت دے کر کہیں! ”ماں کی خدمت“
 ... پوچھا اس کے علاوہ... کہا! ”ماں کی خدمت“ پھر پوچھا اس کے علاوہ... کہا! ”ماں کی
 خدمت“۔ کیا رتبہ ہے ماں کا اور ماں اپنی اولاد کے لئے... کیوں رتبہ بڑھایا ماں کا...؟
 اس لئے کہ اگر اولاد مر جائے بچپن میں تو تاحیات ماں اولاد کو نہیں بھولتی، دنیا بھول
 جاتی ہے لیکن ماں اپنے بچے کو نہیں بھولتی... دنیا نہیں بھولتی۔ ایسی نو مائیں تھیں کر بلا
 میں۔

ہو گئی تفریر، ذکر کو ادھورا چھوڑا، وقت کافی ہو گیا کل عرض کریں گے... کر بلا میں نو
 مائیں... اور ان ماؤں میں ایک ماں ایسی کہ جس کے دو کمسن بچے۔ وہ ایسی ماں ہے کہ
 جس کی مانگ بھی اُجڑ گئی، گود بھی اُجڑ گئی... وہ ہیں امّ رباب... مصائب میں آج سے
 میں جس بی بی کا ذکر کروں گا اس کا ذکر مصائب میں اٹھارہ صفر تک رہے گا اور اٹھارہ
 صفر کو میں اُس بی بی کی شہادت پڑھوں گا... انیس صفر کو قید سے رہائی اور چہلیم کے دن
 سفر... کر بلا میں آمد اور مدینے پہنچنا اور مسلسل اس بی بی کا ذکر۔

حق ادا ہو جائے صرف ایک معصوم سکیئہ کا تو یہی مشکل ہے حالانکہ بچی ہے تین
 چار سال کی... تین چار سال کی بچی... عجیب بات یہ ہے کہ جب بھی پڑھو بی بی سکیئہ کا
 حال... پنجاب میں، لاہور میں کسی شہر میں... باہر کے ملک میں، یہاں کراچی میں... تو
 پرچے آتے ہیں... وہ جو شام میں قبر ہے... یہ پریشانی کی باتیں ہیں یہ سب پوچھنا...
 بس یہ یاد رکھو کہ جناب سیدہ کے ننانوے نام ہیں، بی بی کو معصومہ بھی کہتے ہیں، صادقہ
 بھی کہتے ہیں، صدیقہ بھی کہتے ہیں، راضیہ بھی کہتے ہیں، مرضیہ بھی کہتے ہیں، استغنی
 نام جناب زینبؓ کے ہیں۔ اس گھرانے میں جو عظیم بی بیاں گزری ہیں ان کے بہت
 سے نام ہیں، جیسے علیؑ کے بہت سے نام ہیں، جیسے اللہ کے بہت سے نام ہیں۔ جیسے محمدؐ

(۱۳۶)

کے بہت سے نام ہیں۔

جس کا کارنامہ بڑا ہوتا ہے اس کے نام بہت سے ہوتے ہیں، اس کے خطاب بھی ہوتے ہیں، اس کو تاریخ، قرآن، حدیث، معصومینؑ بہت سے القاب و خطابات دیتے ہیں، جناب زینبؑ کے بہت سے نام ہیں۔ صدیقہ بھی، صادقہ بھی، راضیہ بھی، مرضیہ بھی۔ عبد اللہ ابن عباسؓ عقیلہ بنی ہاشم کہتے تھے۔ عقیلہ نام ہے، بنی ہاشم انہیں عقیلہ کہتے تھے۔ ہماری شاہزادی جناب زینبؑ کو معصومینؑ کس نام سے پکارتے ہیں... عالمہ غیر معلمہ... تمام ائمہ جو بعد کے گزرے ہیں جناب زینبؑ کا نام نہیں لیتے تھے... کہتے تھے... عالمہ بنی ہاشم... اور تمام بنی ہاشم کہتے تھے کہ... عقیلہ بنی ہاشم... یہ ادب تھا۔

اسی طرح بی بی سکینہؑ کا بھی کارنامہ بڑا ہے، بی بی سکینہؑ کے بھی بہت سے نام تھے... بی بی کا ایک نام فاطمہؑ بھی ہے، بی بی کا ایک نام معصومہؑ بھی ہے، بی بی کا ایک نام عاتکہؑ بھی ہے، بی بی کا ایک نام کلثومؑ بھی ہے، بی بی کا ایک نام زینبؑ بھی ہے، بی بی کا ایک نام رقیہؑ بھی ہے۔

سب بی بی سکینہؑ ہی کے نام ہیں۔ اور یہ بھی یاد رکھنا کہ اصل نام حسینؑ کے گھر میں ہر بی بی کا نام فاطمہؑ ہوتا تھا، جناب زینبؑ کا اصل نام فاطمہؑ ہے، جناب ام کلثومؑ کا بھی اصل نام فاطمہؑ ہے، لیکن پہچان کے لئے پکارا تھا، زینبؑ، ام کلثومؑ... علیؑ کی اٹھارہ بیٹیوں کے پکارنے کے نام کچھ ہیں لیکن اصل نام فاطمہؑ ہے۔

یہ پسندیدہ نام تھا بنی ہاشم کے گھر میں، ابوطالبؑ کی ماں کا نام بھی فاطمہؑ... فاطمہؑ مخزومیہ، ابوطالبؑ کی بیٹی کا نام بھی فاطمہؑ اور لقب... اُم ہانی، فاطمہؑ بنت اسد تو ہیں ہی فاطمہ۔ یہ پسندیدہ نام تھا بنی ہاشم کا اور سب اپنی بچیوں کا نام فاطمہؑ رکھتے تھے۔ امام حسنؑ کی بیٹی کا نام فاطمہؑ۔ جناب زین العابدینؑ پانچویں امام کی والدہ فاطمہؑ بنت حسنؑ۔

حسن کی بڑی بیٹی فاطمہ بنت حسن لیکن پہچان کا نام ام الحسن ایک بیٹی کا نام ام الحسین لیکن نام فاطمہ۔ پہچان کے لیے کہتے تھے فاطمہ کبریٰ، فاطمہ صغریٰ، فاطمہ اوسط۔۔۔ یہ عرب کا طریقہ تھا۔ حسین کی تین بیٹیاں تھیں تینوں کا نام فاطمہ تھا، فاطمہ کبریٰ، فاطمہ صغریٰ، فاطمہ اوسط۔

سکینہ بی بی کا نام بھی فاطمہ لیکن سکینہ نام کیوں پڑا۔۔۔ یہ نام نہیں تھا، یہ لقب تھا، یہ خطاب تھا، جیسے ام رباب کا نام سلمیٰ ہے لیکن خطاب ام رباب ہے۔ یہ عربوں کا قاعدہ تھا، کیوں سکینہ نام پڑا۔۔۔ اس لئے کہ امام حسین نے ایک بار ایک شعر کہا تھا۔۔۔ اور شعر میں یہ کہا تھا کہ جب ام رباب سکینہ کو لے کر اپنے میکے چلی جاتی ہیں تو گھر سونا ہو جاتا ہے اور جب تک گھر میں میری بیٹی سکینہ رہتی ہے تو مجھے سکون ملتا ہے۔۔۔ سینے پر سونے والی، جو سکون عطا کرے۔ اسے عربی میں سکینہ کہتے ہیں۔

یہ لفظ قرآن میں آیا ہے سکینہ، تسکین کے سکون کے معنی میں ھو الذی أنزل السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ (سورہ فتح آیت ۲۶) چونکہ نجی کو دیکھ کر حسین کو سکون ملتا تھا اس لئے اُسے سکینہ کہتے تھے، نام فاطمہ تھا، نام زینب تھا، نام رقیہ تھا، نام عاتکہ تھا۔۔۔ اب کسی غلط فہمی کی ضرورت نہیں کہ وہ شام کے قید خانے میں کس کی قبر ہے۔۔۔ اور قبرستان باب الصغیر میں کس کی قبر ہے۔۔۔ قبر وغیرہ ہے کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ جہاں منسوب ہو جائے کہ اہل بیت کے گھر کی کوئی فرد ہے یہاں، مراد آئے گی، وہاں رونق ہوگی، وہاں روشنی ہوگی، وہاں رحمت ہوگی۔ کہیں عراق میں چلے جائیں صحرائیں، کوئی کہہ دے یہ سیدزادہ یہاں دفن ہے۔۔۔ آپ دیکھ لیں اس جگہ کا کیا عالم ہے، کیا مقام ہے ایک نور برس رہا ہے۔ اس چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ وہ کون سکینہ تھیں۔۔۔ کہ جو نجی گئیں اور مدینہ گئیں۔۔۔ یہ بدذات لوگ اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں۔۔۔ کیوں۔۔۔! واقدی ایک بدمعاش ترین بنی امیہ کا

مصنف تھا۔ اس نے یہ کہانی بتائی کہ مدینہ میں سکینہ نام کی ایک عورت گزری ہے اور وہ بنی امیہ کی سکینہ ہے اس نے اس سکینہ کو حسین کی بیٹی کی طرف منسوب کر دیا... حالانکہ تاریخ میں تین سو سکینہ نام کی عورتیں گزری ہیں.. چونکہ حسین کی مظلومیت کی سب سے بڑی گواہ جناب سکینہ ہیں اس لئے دشمن کو اس سچی سے دشمنی ہو گئی۔

تو جب چھ مہینے کے اصرار سے دشمنی نکال سکتا ہے ظالم، تو سکینہ سے کتنی دشمنی ہوگی، یعنی اس سے اندازہ کیجئے... کہ شمر اس لئے تکلیف پہنچاتا تھا یہ کہہ کر کہ.... حسین کو تم سے بہت محبت تھی...؟ تو اونٹ کی پیٹھ سے باندھ دیا رسیوں سے... یعنی آپ دیکھئے کہ حسین کی زندگی کے قائل ہیں کہ سکینہ کو اگر شمر تکلیف دے گا تو شہادت کے بعد بھی حسین تڑپیں گے۔ دشمن کا یقین تو دیکھئے... کہ مرنے کے بعد بھی حسین تڑپیں گے.... اور ایسا ہے کہ سکینہ کے مصائب پر امام حسین بے پناہ تڑپتے ہیں۔ یعنی اس سے اندازہ کریں کہ بچی پکارتی چلی تو حسین کی لاش سے برداشت نہیں ہوا... کئی ہوئی گردن سے آواز آئی... ”الیّا... الیّا... یسا بُنیّا“ اے میری بیٹی! ادھر آ جا تیرا بابا یہاں سو رہا ہے، میرے پاس آ جا... بچی دوڑ کر لاشے سے لپٹ گئی... زینبؓ نے پوچھا کیسے پہچانا، سر تو نہیں تھا جسم پر...؟ کہا بابا نے مجھے پکارا... پھوپھی اماں بابا نے مجھے بلایا...!

بابا مجھ سے محبت کرتے ہیں اب اس محبت کو ذرا سادہ دیکھتے چلئے کہ حسین کی محبت کا شہادت کے بعد کیا عالم ہے... اگر بیٹی سے وعدہ کیا ہے کہ سکینہ تم سے زیادہ دنیا میں ہم کسی کو نہیں چاہتے تو شہادت کے بعد بھی وعدہ نبھایا... قافلہ میں بچھڑ گئیں... نانقے سے گر گئیں تو نیزہ رک گیا... آنکھ سے آنسو ٹپکنے لگے... سید سجاد بیڑیوں کو سنبھالے آئے... کہا! بابا سواری کیوں نہیں بڑھتی...؟ کہا راستے میں سکینہ رہ گئی۔ میری بچی گر گئی اور جب شمر گھوڑے پر بیٹھ کر چلا تو جناب زینبؓ نے یہی کہا... ارے! صحرا میں العینو تمہیں

دیکھ کر بچی دہل جائے گی۔ سید سجاد تم بھی پھوپھی کو لے کر چلو۔ سکیئہ کو لے کر ہم آئیں گے۔ لیکن جب صحرا میں پہنچیں۔ تو صحرا میں دیکھا۔ ایک بی بی سیاہ چادر اوڑھے فرش خاک پہ بچی کوزا نوپہ لئے اور بچی آرام سے سوتی ہے۔۔۔ زینبؓ نے کہا بی بی تم کون ہو؟ کہ ہم مظلوموں پہ رحم آیا تو چادر ہٹا کر کہا۔۔۔ زینبؓ تیری ماں فاطمہؓ۔ دادی آئی ہے، سکیئہ کو گود میں لینے دادی آئی ہے۔

مصائب اتنے ہیں سکیئہ کے کہ چار پانچ دن ختم نہیں ہوں گے اور مسلسل بیان کروں گا۔۔۔ بس تقریر ختم ہو گئی، یہی مظلومہ سکیئہ کہ راہ میں حسینؓ نے وعدہ کیا ہے یہ محبت ہے کہ کبھی کبھی خواب میں بھی آتے ہیں، یہ محبت کہ اگر سکیئہ پکار لیں تو حسینؓ آجائیں، سکیئہ تلاش کریں تو حسینؓ آواز دیں۔۔۔ اسی محبت کا امتحان بھرے دربار میں یزید نے لیا۔۔۔ یزید نے کہا سکیئہ سنا ہے حسینؓ تمہیں بہت چاہتے تھے، بہت محبت کرتے تھے۔۔۔ میں جب جانوں جب طشت سے سر حسینؓ اٹھ کر تمہاری طرف آئے۔۔۔ بچی نے پھٹے ہوئے دامن کو پھیلا کر کہا۔۔۔ بابا یزید محبت کا امتحان لے رہا ہے۔۔۔ آؤ بابا، سر حسینؓ چلا سکیئہ کے دامن میں آیا۔۔۔ رخسار پہ رخسار رکھ کے کہا بابا۔۔۔ دیکھا یہ کان، یہ گلا۔۔۔ اہائے سکیئہ



پانچویں مجلس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساری تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمد و آل محمد کے لئے

عشرہ چہلم کی پانچویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ احسان اور ایمان کے موضوع پر... احسان موضوع ہے قرآن کا اور ابھی تک جو گفتگو کی، وہ آیات قرآنی سے ہی آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہے کہ یہ موضوع آج کے معاشرے کے لئے کتنا اہم ہے اور احسان کی اہمیت اللہ کی نگاہ میں کیا ہے۔

قرآن اور پیغمبرؐ کی حدیثوں نے اور نبیؐ کے خلفاء نے اس موضوع پر بہت کچھ کہا لیکن بعض ہمارے وہ مفکرین کہ جو اسلام سے تعلق نہیں رکھتے، جن کا تعلق اسلام سے نہیں، انہوں نے بھی کہیں کہیں اس موضوع پر کسی حد تک روشنی کی ہے، لیکن زیادہ نہیں۔ قرآن میں میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں سب سے زیادہ اس موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی ہے کہ احسان کیا ہے؟ محسن کسے کہتے ہیں؟ محسن کون لوگ ہیں؟ اور احسان کا طریقہ کیا ہے؟ اور احسان کس کس پر کیا جاتا ہے؟ اور یہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس میں اللہ خود یہ کہتا ہے کہ ہم پر بھی احسان کیا جاسکتا ہے... یعنی اللہ بھی خواہش مند ہے کہ ہم پر احسان کرو... دیکھئے! اللہ وہ ہے کہ اس کو کسی کی احتیاج نہیں، کائنات کو اس کی احتیاج ہے۔ کائنات کی ہر شے اس کی طرف رجوع کرے گی لیکن احسان کے معاملے میں اللہ طلب کر رہا ہے کہ ہم پر احسان کرو اور قرآن میں بار بار، وہ جن لوگوں نے اس پر

احسان کیا ان کی مدح کرتا ہے۔ ان کی تعریف کرتا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ پر احسان کیا، اس سے اندازہ کیجئے کہ اللہ یہ کیوں نہ چاہے گا کہ انسان انسان پر احسان کرے، بھائی بھائی پر احسان کرے، پڑوسی پڑوسی پر احسان کرے، اپنے رشتہ داروں پر احسان کیا جائے، اس لئے حکم لگا دیا کہ اپنے ماں باپ پر احسان کرو۔

اب عجیب بات یہ ہے کہ یورپ کا مشہور مفکر جون۔ ایس۔ میکینزے احسان کے بارے میں تفصیل سے لکھتے ہوئے ایک بات کہتا ہے... کہتا ہے کہ.. احسان جس پر کرو وہی تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے، جس پر احسان کیا جائے وہ ہے تمہارا سب سے بڑا دشمن، ظاہر ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میکینزے نے یہ اپنی فکر نہیں پیش کی بلکہ مولا علی کا قول ہے نہج البلاغہ میں کہ جس پر احسان کرو اس کے شر سے ڈرو۔

جون میکینزے نے لفظ بدلے اور کہا جس پر احسان کرو وہی تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس کی وضاحت میں وہ کہتا ہے کہ انسان خواہشات کا مجموعہ ہے اور تین خواہشیں انسان میں سب سے اولیٰ ہوتی ہیں، پہلی خواہش انسان میں بڑا بننا.... ہر انسان بڑا بننا چاہتا ہے، اونچا رہنا چاہتا ہے۔ دوسری خواہش یہ ہوتی ہے کہ میں جو کام کروں اس کام کی تعریف کی جائے، تیسری خواہش یہ ہوتی ہے کہ مجھے تحسین پیش کی جائے یعنی مجھے خراج پیش کیا جائے، مجھے appreciate کیا جائے۔

یہ تین خواہشیں انسان میں لازمی ہوتی ہیں، جان۔ ایس۔ میکینزے لکھتا ہے... اب وہ کہتا ہے کہ جس پر تم احسان کرو گے، جب احسان ہو جاتا ہے تو اس دن سے وہ یہ سوچتا رہتا ہے کہ کاش یہ بھی کبھی مصیبت میں مبتلا ہو.. کیوں کہ وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ یہ بڑا بن گیا... لوگ اس کی تعریف کریں گے، لوگ اسے appreciate کریں گے، اس نے مجھ پر احسان کیا مجھے دس ہزار روپیہ دیا، لوگ

(۱۴۲)

اس کی تعریف کریں گے، میری کیا تعریف..؟ اب جتنی تعریفیں اس کی سنتا جائے گا اپنے محسن کی، اس کے دل میں یہ برائی آتی جائے گی کہ یہ بھی کبھی مصیبت میں آئے تو میں اس پر احسان کروں.... یعنی دل میں برائی آگئی محسن کے لئے اور بددعا کرنے لگا کہ یہ بھی آفت میں مبتلا ہو، یہ بھی ایک دن ذلیل ہو، اسی لئے علیؑ نے کہا کہ جس پر احسان کرو اس کے شر سے ڈرو۔

کیوں...! اس لئے کہ جو احسان کرتا ہے چونکہ وہ اس کا خواہش مند ہوتا ہے کہ میں احسان کر کے بڑا بن جاؤں، مقابل چھوٹا رہے، چونکہ اس میں یہ خواہش موجود ہے... غور کیجئے کہ وہ فلسفی جس پر احسان ہوا ہے اس کو غلط نہیں ثابت کر رہا، آپ دوسرا رخ نہیں دیکھ رہے، میں وہ رخ دکھانا چاہتا ہوں تاکہ بات سمجھ میں آئے، جس نے احسان کیا ہے وہ احسان کر کے معاشرے میں بڑا بننا چاہتا ہے تو شر کا بانی وہ ہوا جس نے احسان کیا ہے۔ شاید میں نے وضاحت کر دی، وہ بڑا بننا چاہتا ہے، اب اسے احساس کمتری ہوا اور اس نے چاہا کہ محسن بھی کبھی مصیبت میں مبتلا ہوتا کہ میں اس پر احسان کروں۔

احسان کرنے والے میں بھی خامی ہے، اور جس پر احسان ہو رہا ہے اس میں بھی خامی ہے۔ آل محمد... اب میرا استدلال... آل محمد نے تین دن روٹی دی...!

علیٰ حبۃ مسکین و یتیم و اسیر (سورہ دھر)

سورہ دھر.... مسکین کو، یتیم کو، اسیر کو تین دن روٹی دی، فاقہ پہ فاقہ، فاقہ پہ فاقہ، فاقہ پہ فاقہ... اب جو تیسرا آیا تو وہ کافر تھا، قیدی مسلم نہیں تھا، یعنی تین فاقوں پر کافر کی مدد کی... یہ جملہ اس سے متعلق نہیں ہے لیکن ایک بات کہہ دوں یعنی تیسرے فاقے پر جس کی مدد کی وہ کافر تھا، تیسرے دن جسے روٹی کھلائی وہ کافر تھا، قیدی تھا، اس سے

۱۴۳

پہلے یتیم و مسکین وہ مسلمان تھے، تیسرا فاقہ.... روٹی دے دی، اب جب تیسرا دن گزرا اور مسلسل تین دن آل محمد روٹی دیتے رہے... اور کہتے رہے... **الْوَجْهَ لِلَّهِ**... یہ کام میں نے اللہ کے لئے کیا ہے۔

وَلَا تُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا (سورہ دھر)

اے مسکین، اے یتیم، اے اسیر نہ تم سے اس کا احسان کا بدلہ چاہتے ہیں نہ ہم تمہارا شکریہ چاہتے ہیں۔ احسان کرنے والے احسان کرتے گئے اور اعلان کرتے گئے... جو ہم نے کیا ہے یہ کام اللہ کے لئے کیا ہے ہم نے تم پر احسان نہیں کیا، ہم تم سے بدلہ نہیں چاہتے بلکہ ہم تمہارا شکریہ بھی نہیں چاہتے... غور نہیں کیا... جس پر احسان کرو اس کے شر سے ڈرو... اگر یہ قول ہے! تو آل محمدؐ نے اپنے آپ کی عصمت کو طہارت کو دنیاوی احسان سے یوں ہٹایا کہ دنیا کا محسن چاہتا ہے appreciate کیا جائے، آل محمدؐ جب احسان کرتے ہیں تو نہیں چاہتے کہ ان کا شکریہ ادا کیا جائے وہ کہتے ہیں ہم اللہ کے لئے کام کر رہے ہیں، چونکہ احسان اللہ کے لئے تھا تو آیت آئی...

سَعْيَكُمْ مَشْكُورًا (سورہ دھر)..... یہ کیا شکریہ ادا کریں گے

چونکہ کہا تھا کہ اللہ کے لئے یہ کام کیا ہے.... دیکھیں جملہ یہ رکھ دیا، اے یتیم، اے اسیر، اے مسکین تم سے بدلہ نہیں چاہئے اس روٹی کا، آل محمدؐ نے کائنات کو بتایا کسی کو روٹی کھلا کر بدلے کی امید نہ رکھنا۔ آج دنیا میں یہ مسئلہ اہم ہے، ملکوں کے ملک، حکومتیں عوام کو روٹی کھلا کر کیا چاہتی ہیں عوام سے؟ ارے! امریکہ گیہوں دے دے تو بدلے میں ملک کو نچوڑ لے... گیہوں دیا ہے۔ میں آج کے روزمرہ کی باتیں کر رہا ہوں، حکومتیں روٹی دیں عوام کو تو نچوڑ لیں پیسوں سے، بجٹ آئے گا، یہ ہوگا، یہ ہوگا، روٹی دی ہے نا۔

آل محمدؐ نے بتایا کہ ہماری حکومت یہ ہے کہ روٹی کھلا کر ہم بدلہ، شکریہ نہیں مانگتے.... اگر آل محمدؐ کی حکومت آجاتی تو عوام کو نہ ٹیکس دینا پڑتا... نہ شکریہ کہنا پڑتا... اس لئے آل محمدؐ سے حکومت چھینی کہ یہی روٹی ہی تو ہے جس کی بنا پر میں عوام کو غلام بنالوں گا ورنہ عوام کو غلام بنایا کیسے جاسکتا تھا؟

آل محمدؐ نے تین دن میں اپنی حکومت کے نظام کو جاری کیا، تین دن میں تین مہینوں میں حکومتیں نظام جاری نہیں کر پاتیں، آل محمدؐ نے تین دن میں نظام جاری کر دیا کہا یہ ہے نظام، مسئلہ روٹی ہے، مسئلہ بھوک ہے، مسئلہ قیدی ہے، مسئلہ قیدیوں کا ہے... آل محمدؐ نے تین راتوں میں مسئلہ حل کر دیا، روٹی ہم اپنے دسترخوان کی دے دیتے ہیں، اپنے حصے کی روٹی، کیا بتایا آل محمدؐ نے..؟ کہ ہماری حکومت میں صرف بادشاہ حاکم نہیں ہوتا کہ بادشاہ کا حق رعایا پر ہو، ہمارے گھر کا بچہ بچہ وہی کرتا ہے جو حاکم کرتا ہے رعایا کے لئے۔ کیا حاکموں کے بچے بھی وزیروں اور مشیروں اور صدور کے ساتھ اپنی روٹی دے دیتے ہیں۔ اب اگر میں پڑھنے لگوں تو موضوع بدل جائے گا۔

حاکم رعایا کا خیال رکھے، بچے آکسفورڈ میں پلتے ہیں، وزیروں مشیروں کے بچے حکومت کے پیسے پر عیش کرتے ہیں، آل محمدؐ کے بچے کیا کوئی تاریخ لکھتی ہے کہ رسولؐ نے علیؓ نے اور فاطمہؓ نے رعایا کا خیال رکھا لیکن حسنؓ اور حسینؓ بڑے عیش میں پلتے تھے، اگر امت کے بچے بھوکے ہیں تو حاکم کے بچے پہلے بھوکے ہیں۔ کیا کہنا اس گھرانے کی حکومت کا اور قرآن گواہ بن جائے، تم نے ہمارے لئے یہ کام کیا ہم تمہارے مشکور ہیں۔ اللہ کہتا ہے ہم پر احسان کرو، جو اللہ پر احسان کرتا ہے اللہ اس کا شکریہ ادا کرتا ہے، قسم کھا کر بتاؤ اللہ نے کن لوگوں کا شکریہ ادا کیا؟ جن لوگوں کا اللہ شکریہ ادا کر دے وہ ہیں اللہ کے محسن، انہوں نے اللہ پر احسان کیا۔

(۱۳۵)

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ

إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (سورہ صافات۔ آیت ۷۸-۸۰)

سلام ہو اللہ کا نوحؑ پر عالمین میں۔ اللہ سلام کر رہا ہے، سلام تو بچے کرتے ہیں
ناپے بڑوں کو، یہاں اللہ کہہ رہا ہے... سلام ہو اللہ کا نوحؑ پر عالمین میں... اور اس کے
بعد کہتا ہے.. ہم محسنین کو اسی طرح جزائیں دیتے رہتے ہیں، کہاں ہے جزا؟ جزا کا
اعلان پہلے کیا...

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ (سورہ صافات۔ آیت ۷۸)

آنے والے لوگوں میں نوحؑ کا تذکرہ چھوڑ دیا کہ اب قیامت تک نوحؑ، نشتی اور
آل نوحؑ کا تذکرہ ہوتا رہے گا۔ محسن کو جزا کیا دیتے ہیں؟ اس کے تذکرے کو زندہ کر
دیتے ہیں۔ جن کا تذکرہ زندہ ہے وہ ہیں اللہ کے محسن اور جن کے تذکرے مر گئے؟
یہاں ترکنا کا لفظ آیا ہے... یعنی انسانوں میں نوحؑ کا ذکر چھوڑ دیا... ہم اور آپ تو
اسے اس طرح کہتے ہیں نا کہ ترک کر دیا... چھوڑ دیا... اللہ کہہ رہا ہے کہ میں نے
انسانوں میں نوحؑ کا ذکر چھوڑ دیا... وہ میرا محسن تھا، محسن کو ہم بھی جزا دیتے ہیں کہ اس
کے تذکرے کو زندہ کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد ہوا.....

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ، سَلَامٌ

عَلَى إِبْرَاهِيمَ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

(سورہ صافات آیت ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۹)

اے ابراہیمؑ تم نے خواب کو سچ کر دکھایا.. ہم محسنین کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں، ابراہیمؑ
کے لئے دوبارہ یہ آیت استعمال کی۔ تو میرا محسن ہے، میں تجھے جزا دیتا ہوں، کیا جزا؟
اے ابراہیمؑ تم پر اللہ کا سلام ہو، ہم تمہیں یہ جزا دیتے ہیں کہ قیامت تک تمہارے
خواب اور تعبیر کا تذکرہ ہوگا، تمہاری سچائی کا تذکرہ ہوگا کہ تم نے جو خواب دیکھا تھا

(۱۴۶)

اُسے سچ بنا دیا۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ... سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ

إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (سورہ صافات آیت ۱۱۹ تا ۱۲۱)

اب یہاں چونکہ دو نام آئے تو علیہما... ان دونوں کا تذکرہ ہم نے آخرین میں چھوڑ دیا کہ موسیٰ اور ہارونؑ کا تذکرہ ہوتا رہے... ہم محسنین کو یہی اجر دیتے ہیں کہ ہم نے موسیٰ اور ہارونؑ کو یہ جزا دی کہ ہم نے ان کا ذکر آنے والے انسانوں میں چھوڑ دیا۔ دیکھئے مسلسل چار ہستیوں کا ذکر ہو چکا... اور اب پانچویں... یہاں ہستی کا ذکر نہیں ہے...! غور کیجئے گا۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ... سَلَامٌ عَلَىٰ آلِ يٰسِينَ

إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (سورہ صافات آیت ۱۲۹ تا ۱۳۱)

ہم نے چھوڑ دیا ذکر آنے والے انسانوں میں آلِ یسینؑ کا... یعنی محمدؐ کی اولاد کا، ہم اپنے محسنین کو یہی اجر دیتے ہیں، سلام ہو محمدؐ کی آل پر... آیت مبہم تو نہیں ہے نا...؟ آلِ یسینؑ پر کوئی شبہ تو نہیں ہے نا... ورنہ میں پھر سورہ یسینؑ کی ابتدا پڑھتا ہوں...

یسین۔ والقرآن الحکیم

اے یاسینؑ آپ کی قسم... قرآن کی قسم، کون ہے یسینؑ... حضور کے کتنے نام ہیں؟ طہؑ اور یسینؑ مشہور ہیں نا... حضورؐ کا نام یسینؑ ہے نا... طہؑ ہے نا، کسی مسلمان کو اس سے انکار نہیں کہ یسینؑ رسولؐ کا نام ہے... سورہ صافات میں اللہ کیا کہتا ہے... سلام ہو آلِ یسینؑ پر... اب یہ میں اپنی طرف سے تو نہیں کہہ رہا نا... ہمارے یہاں تفسیر بالرائے حرام ہے، اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے... مامون الرشیدؒ نے امام رضا صلوٰۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ کو کس بات پر ناز ہے؟

کہا اس بات پر ناز ہے کہ اللہ نے ہم پر سلام کیا... اس بات پر ناز ہے۔ کسی پیغمبر کی آل پر سلام نہیں کیا، کیا فرماتے ہیں امامؑ، امامؑ نے فرمایا مامون سے، نوحؑ پر سلام کیا اللہ نے، ابراہیمؑ پر سلام کیا، موسیٰؑ و ہارونؑ پر سلام کیا... لیکن آل نوحؑ کو سلام نہیں کیا، آل ابراہیمؑ کو سلام نہیں کیا، آل موسیٰؑ و ہارونؑ کو سلام نہیں کیا... اے مامون! آل محمدؑ پر سلام کیا... اس نے کہا کہاں سلام کیا؟ امامؑ نے فرمایا! یہ بتا قرآن میں میرے جد محمدؑ کے کتنے نام ہیں؟ کہا بہت سے نام ہیں... کہا کوئی آیت پڑھ... مامون نے کہا!

يٰسَيِّدِ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ

...کہا مانتا ہے نہ کہ محمدؑ کا نام یسین ہے... کہا ہاں سب جانتے ہیں... فوراً امامؑ نے

آیت پڑھی...

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ. سَلَامٌ عَلَى آلِ يٰسَيِّدِ

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (سورہ صافات، آیت ۱۲۹ تا ۱۳۱)

مامون چپ ہو گیا، چونکہ مامون کے دربار میں یہ آیت پڑھی جا چکی تھی... آل یسین... تو جب کتابت ہوئی قرآن کی تو مسلمانوں نے ”زیر“ ہٹا دیا ”ل“ کے نیچے سے اور اب آپ پڑھیں گے تو یوں ہے.. سلام ”علیٰ آل یسین... امام صادقؑ پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ یہ آل یسین نہیں آل یسین ہے۔ اچھا اگر ال بھی ہو تو کیا ہے، اس کے کوئی معنی تو ہوں... ال عربی میں نہیں، ال اردو میں نہیں، ہاں عبرانی میں ہے، جب عبرانی لغت سے پوچھا گیا، ال کس کا نام...؟ کہا علیٰ کا نام... یہ ال ایلیا ہے... یہ ال صرف عبرانی میں تھا... آپ کہتے ہیں باب ال Babil، کیا مطلب ہوا... ایلی کا دروازہ... اس شہر کا نام جو دار الحکومت ہے نمرود کا... اب یہ ال عبرانی میں بہت مشہور تھا... دیکھتے جائیے... جبرائیل... میکائیل، اسماعیل، معنی تو ہوں گے نا... ابراہیمؑ نے کیا نام رکھا...

اسماعیل... ایللی کے نام سے... بیٹا ملا، علی کے نام سے ملا بیٹا۔

ارے! آج بھی علی بیٹے دے رہے ہیں، صدیوں پہلے بھی انبیاء کو دے رہے تھے۔ بدلنا چاہیں تو کچھ اور بن جاتا ہے، لفظ آل محمدؐ سے بغاوت نہیں کرتے... شاید مصرع ہو گیا... کیوں؟ اس لئے کہ لفظ کے موجد ہیں، آدمؑ سے کیا کہا گیا تھا... پڑھو... لفظ خود بھی آل محمدؐ، موجد بھی لفظوں کے، مجسم آل محمدؐ کے لفظ... آدمؑ نے کیا پڑھا... محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ، تو لفظ کیسے بغاوت کر سکتے تھے... اسی لئے جب علیؑ کو ہمل بنایا واؤ لگا کے تو لفظ بنا علی ولی، کرسی درسی، میز ویز... جب تمام لفظ واؤ لگا کے بگاڑے اور لفظ علی تک آگئے تو علیؑ ولی بن گیا... یعنی آپ مومن ہو گئے۔

جب دہرایا تو آپ سے آپ... علیؑ سے ولی ہو گیا... علیؑ کے نام میں ”و“ لگ جائے.. جب حکومت آئی ایسی کہ جو آپ کی دشمن ہو گئی اور لوگ ظاہر کرتے تھے... تو آپس میں خط لکھ کر بتاتے بھی تھے کہ جو تم ہو وہی ہم ہیں... تو ہسٹری میں ہے (،) لگاتے ہیں نا... بس تحریر میں دو واؤ لگا دیتے تھے کہ اگر ایک واؤ ہے تو منافقت اور اگر دو واؤ ہیں تو سمجھ جاتا تھا یہ ہمارا ہے۔ کوئی بھی بات لکھ دیتے تھے.. دو واؤ لگا دیئے۔ (.....) علم ابجد میں واؤ کے چھ عدد ہیں، جب دو واؤ لکھے تو چھ اور چھ بارہ ہو گئے، سمجھ جاتے کہ بارہ کے ماننے والے ہیں، ایسی ذہانتیں کہاں؟ تب ہی تو اللہ کہہ رہا ہے ہم اپنے محسنین کو پہچانتے ہیں، پھر اعلان کیا، نوحؑ میرا محسن، ابراہیمؑ میرا محسن، انبیاء کی بات ہو رہی ہے نا بھی، موسیٰؑ میرا محسن، ہارونؑ میرا محسن، آل محمدؐ میرے محسن اور چار بار قرآن میں یہ آیت...

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا

اپنے والدین پر احسان کرو... اس آیت کی کوئی اہمیت ہے...؟ اپنے والدین پر

احسان کرو، سورۃ بنی اسرائیل :-

الرَّحْمَةُ وَقُلْ رَبِّ اَرْحَمُهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۲۳)
 جھڑکنا نہیں، ترجیحی نگاہ سے نہ دیکھنا، شانوں کو جھکا دینا، ادب سے بات کرنا اور وہ
 حق ادا کرو کہ بچپن میں جیسے باپ اور ماں نے تمہیں پالا ہے... لفظ استعمال کیا
 رَبَّيْنِي ... ماں اور باپ تمہارے رب ہیں... شرک نہیں ہوا؟ ارے! ہم علی کو رب کہہ
 دیں تو اوہم ہو جائے، ہر مسلمان کا باپ اس کا رب، ہر مسلمان کی ماں اس کی رب،
 شرک نہیں ہوا... بھی میں اپنے موضوع سے بہت قریب ہو گیا... تمہید کی منزلوں سے
 گزر چکا... ماں باپ تمہارے رب ہیں، کس سے کہا جا رہا ہے؟ محمدؐ سے... آپ سے تو
 بعد میں کہا جائے گا، وحی تو محمدؐ پر آئی ہے، پہلے محمدؐ وحی پر عمل کریں پھر امت کو سنائیں۔
 محمدؐ سے کہا گیا... رب کہہ رہا ہے! اے محمدؐ! تمہارے ماں باپ تمہارے رب ہیں۔

نہ آمنہؑ ہیں نہ عبداللہؑ... بچپن میں مرچے تھے، اور اعلان کر چکا... اَلَمْ يَجِدْ اَن
 يَتِيْمًا فَاَوْىٰ (سورۃ نحل) سرپرست تو تمہارے ہم بنے، تم یتیم تھے، ہم تمہارے
 سرپرست بنے... سورۃ نحل کی کل پڑھ چکا... رب کے معنی عربی میں کیا ہیں؟

جو پرورش کرے، جو پالے۔ ماں باپ تمہارے رب، جیسے بچپن میں تمہیں پالا، تم
 ان کی پرورش کرو، ان پر احسان کرو... اگر وہ تمہیں ڈانٹیں بھی تو لفظ یہ نہ نکلیں... اَفَوَہ...
 اُف تک نہ کہنا اور یاد رکھنا اگر ماں باپ ناراض ہو گئے تو عاق شدہ جہنمی ہے... نماز
 پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو، حج کر چکا ہو لیکن اگر عاق ہو جائے تو جہنمی ہو جاتا ہے۔ یہ
 آج کا موضوع ہے، آج کے معاشرے کا مسئلہ ہے۔ آج کے ہمارے بچے داڑھیاں
 رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، باپ سے بحث کرتے ہیں، آپ کیا
 جانیں دین کیا ہے، یہ مسئلہ انقلابی یوں ہے، یہ مسئلہ ویسے ہے۔ باپ پڑوسیوں سے

کہتا ہے ہمارا بچہ تو مانتا ہی نہیں ہے، جھڑک کر چلا جاتا ہے، جھڑکنا نہیں، سارے دینی کام کئے مگر ایک عمل کہ اگر باپ کو جھڑک دیا، اُف کر دیا ہو گئے، جہنمی، ہو گئے نمازی، ہو گئے روزہ دار سارے دینی کاموں پر پانی پھر گیا اس طرح جیسے شیطان نے سجدے کئے، تسبیح و تفلّیس کی ایک آدم کو سجدہ نہ کیا... مردود ہو گیا۔ ارے بھی جب اللہ کی بارگاہ میں چھ ہزار برس سجدے کرنے والا نمازی ایک آدم کی طرف نہ جھکنے پر مکینہ کہا جاتا ہے...!

ابھی کہا نا ظلّ صادق صاحب نے اپنے سلام میں...! کہ تم لاکھ باتیں کرو، لگ جائے اب گیوں کو ٹھیس برا کہا جائے گا کمینوں کو، ابھی مطلع میں پڑھا ظلّ صادق صاحب نے کیا فلسفہ دیا ہے انہوں نے، اللہ دیکھ رہا ہے عبادت گزار ہے، کچھ کہہ دوں گا... میرا سجدہ کرتا ہے چھوڑا اگر آج نہیں کیا... ہم کو تو سجدہ کرتا ہے، آدم کو ہی تو نہیں کر رہا نا... شیطان کے آئینوں کو ٹھیس لگ جائے گی... نہیں اللہ نے کہا! میرا حکم نہیں مانا... اب قیامت تک شیطان کو مکینہ کہنا ہے۔

چاہے نمازی کیوں نہ ہو... نمازی بھی مکینہ بن جاتا ہے، سجدہ گزار اللہ کی نظر میں مکینہ بن جاتا ہے، تسبیح پڑھنے والا، فرشتوں کا سردار مکینہ... مردود، ابلیس، شیطان... نکل جا، مسخ ہو جا اگر زمارے جائیں گے، شہاب ثاقب سے مار پڑے گی۔ اب بلندیوں کی طرف نہیں آسکتا، پستی ہے تیرا مقدر... ہائے! اتنا بڑا نمازی اور اس کا یہ انجام کہ عرش سے پھینکا جائے تو پستی میں جائے، یہ نمازوں کا انجام ہے۔ یہ عبادتوں کا انجام ہے۔

اللہ تو یہ صلہ دے رہا ہے اور ایک طرف کہتا ہے کہ میں اپنے محسنوں کو جزا دیتا ہوں، کیا یہ تیرا محسن نہیں ہے...؟ تیرے سجدے نہیں کئے، رکوع نہیں کئے، راتوں کو

جاگ کر تیری عبادت نہیں کی... تو اللہ کہے گا نہیں میرے سجدے کرنے والے میرے
محسن نہیں، میری نمازیں پڑھنے والے میرے محسن نہیں... شیطان میرا محسن نہیں ہے
لاکھ نمازیں پڑھے، پھر اللہ تیرا محسن کون ہے؟ سجدہ کرنے والے کو، نماز پڑھنے والے کو
تو نے نکال دیا۔ کہا یہ ہمارے محسن نہیں ہیں جو ہماری نمازیں پڑھیں، ہماری عبادتیں
کریں... وہ ہمارے محسن نہیں، پھر تیرا محسن کون...؟

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ. سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ

إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (سورہ صافات، آیت ۷۸ تا ۸۰)

نوحؑ ہے میرا محسن... ابراہیمؑ ہے میرا محسن... موسیٰؑ و ہارونؑ ہیں میرے محسن... اب
منبر سے کہہ رہا ہوں... کوئی ایک روایت لاؤ... کہ نوحؑ نماز پڑھتے تھے۔ پڑھتے ہوں
گے، روایت نہیں ملتی... دیکھو! یہ ریسرچ کا جملہ ہے، چیلنج کرتا ہوں سارے علماء شیعہ،
سنی سب کو چیلنج...! اگر نوحؑ کی زندگی میں دکھا دیں، اس لئے کہ نماز کا ذکر ابراہیمؑ کے
تذکرے کے ساتھ شروع ہوا، جب گھر ہی نہیں ہوگا تو سجدہ کہاں ہوگا۔

جب گھر بن جائے گا جبینوں کو سجدوں سے بسایا کس نے؟ جب گھر بنے گا تب
جبینیں سجدے سے سجیں گی، گھر بنانے والا ابراہیمؑ، جب گھر بنا تو نماز شروع ہوئی، گھر
کا بانی ابراہیمؑ، نماز کا بانی ابراہیمؑ، آدمؑ کے تذکرے میں نماز نہیں ملتی، نوحؑ کے تذکرے
میں نماز نہیں ملتی... ابراہیمؑ کے تذکرے میں مل جاتی ہے... اور نہ ملتی اگر علیؑ نہ ہوتے...
علیؑ نے منبر کوفہ سے کہا جب لوگوں نے پوچھا! آپؐ کے باپ ابوطالبؓ کا کیا مذہب
تھا، آپؐ کے دادا عبدالمطلبؓ کا کیا مذہب تھا؟ آپؐ کے پردادا ہاشمؓ کا کیا مذہب تھا؟
آپؐ کے سگدادا قصیؓ کا کیا مذہب تھا؟ آپؐ کے گزر دادا کا کیا مذہب تھا تو بے اختیار
کہا... سنو! قرآن آنے سے پہلے، محمدؐ کے آنے سے پہلے، قصیؓ، عبد منافؓ، ہاشمؓ،

عبدال مطلب اور ابوطالبؑ کعبہ کی طرف منہ کر کے دین ابراہیمی پر نماز پڑھتے تھے۔ ان کی نمازوں کا گواہ علیؑ ہے... موزخ کیا لکھے گا جو خود نمازی نہیں ہے... اجداد پیغمبرؐ کی نمازیں تارک الصلوٰۃ کیا لکھے گا... اس کو تو کفر کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ کفر کے معنی معلوم ہیں...؟ اندھیرا۔

مسلمانوں کی تاریخ اندھیرا ہے، تاریخ نہیں تاریک ہے... اندھیرے میں نمازیں کہاں نظر آئیں، اللہ کا گھر ہی نہیں نظر آتا اور اگر غلاف کالا ہو تو اندھیرے میں اور نہیں نظر آتا، وہ دیکھیں جن کی آنکھیں نورانی ہوں۔ جو غلاف کعبہ سے لپٹ کر کہیں...! اے رب کعبہ دیکھئے یہ لفظ سب سے پہلے عبدال مطلب نے استعمال کیا۔

نوحؑ کی زندگی میں نماز نہیں، اگر ہوتی تو اللہ کہتا بڑا عبادت گزار تھا نوحؑ، وہ میرا محسن ہے۔ بس اتنا بتا دے اللہ، نوحؑ نے تم پر احسان کیا کیا؟ اے پروردگار یہ جو جزا دے رہا ہے، نوحؑ کو احسان تو بتا کہ نوحؑ نے کیا احسان کیا؟ کشتی تو نے بنوائی، جبریلؑ کو بھیجا لکڑی کے تختے دے کر، کیلیں تو نے بھجوائیں، ہتھوڑی تو نے بھجوائی، جبریلؑ نہ بتاتے تو کشتی نہ بنتی، نوحؑ نے خود تو بنائی ہی نہیں، ملک نے اس کو بتایا، کشتی بنائی، کشتی بنانا احسان نہیں۔

اور احسان ایسا ہو جو ایک دو مہینوں کا نہ ہو... جے کتنا ہیں۔ نو سو سال، تو لکھ دے تاریخ میں کہ وہ میرا بندہ نوحؑ میرا محسن تھا نو سو سال تک مسلسل نمازیں پڑھتا رہا۔ وہ میرا محسن تھا، اس نے میرے سجدے کئے، عبادت کی وہ میرا محسن ہے میں اس کو جزا دیتا ہوں۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ۔ (سورہ صافات آیت ۷۸)

اس لئے ہم نے اس کے تذکرے کو پھیلا دیا عالمین میں اس لئے کہ وہ میرا محسن

(۱۵۳)

تھا، نمازی تھا نہیں، ایک ہی بات ملتی ہے...! کہ نام تھا عبدالشکور... نوح نام کیوں پڑا؟
عربی میں نوح کے معنی ہیں نوحہ کرنے والا، چونکہ نوسو برس اس نے نوحے پڑھے اس
لئے میرا محسن ہے۔

آپ ہمارے نوحوں سے دو مہینوں میں گھبرا جاتے ہیں، نوح نوسو برس تک پڑھتا
رہا اور جب نوسو برس تک پڑھا... کام بڑا کیسے بنا؟ کام بڑا جب بنتا ہے کہ جب عوام
مخالفت کریں، نوسو برس تک نوحے پڑھتے رہے تو پوری امت مخالفت کرتی رہی، اللہ
نے کہا مخالفت بڑھتی جا رہی ہے، تم کام بڑا کر رہے ہو، جتنی مخالفتیں بڑھ رہی ہیں کام
بڑھتا جاتا ہے تم میرے محسن بنتے جاتے ہو، اب جو لوگ مخالفت کر رہے ہیں ان پر ہم
عذاب لائیں گے، جو نوحے کی مخالفت کرے اس پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔

سورہ صافات سے تقریباً بارہ آیتیں پڑھنے۔ باوجود ابھی تک صرف ایک آیت
کی شرح کر سکا ہوں، کل انشاء اللہ اسی شرح کے ساتھ گفتگو کریں گے، جب کہ یہ بات
رہ گئی۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (سورہ انعام آیت ۱۵۱)

اپنے والدین پر احسان کرو، وہ تمہارے رب ہیں، دیکھئے... ان دونوں باتوں کو ملانا
ہے، نوح کو اس محسن کو اور اس محسن کو۔ یعنی جو ماں باپ پر احسان کرے... اور اس وقت
ملے گی بات کہ جب ابراہیم اور آل یسین تک بات پہنچے گی۔

آج کی حد تک کل کی تقریر سے بات مسلسل کر دوں۔ سورہ بنی اسرائیل، سورہ
بقرہ، سورہ انعام اور سورہ نساء میں یہ آیت بالکل اسی طرح آئی.. وَبِالْوَالِدَيْنِ
إِحْسَانًا.. اپنے والدین پر احسان کرو.. اور سورہ بنی اسرائیل میں کہا وہ تمہارے
رب ہیں۔ ماں اور باپ تمہارے رب ہیں۔ دیکھئے ایک نکتہ ہے کہ ماں باپ محمدؐ کے

(۱۵۲)

نہیں تھے، محمدؐ کو حکم ملا کہ اپنے ماں باپ کی اطاعت کرو... شانے جھکا دو، جھڑکنا نہیں، نرمی سے بات کرنا، اُف نہ کرنا، جیسے بچپن میں تمہیں پالا ہے، اب تم ان کو پالو اور بات بات پر یہ کہنا کہ زحمت ہو رہی ہے، جیسی زحمتیں انہوں نے اٹھائی ہیں پالنے میں اب ویسا ہی عمل تم کرو... ماں باپ پر احسان کرو۔

ماں باپ محمدؐ کے کون ہیں...؟ ابوطالبؓ اور فاطمہؓ بنت اسد... آپ کہیں گے نہیں وہ تو چچا اور چچی ہیں... اللہ نے اس میں وضاحت نہیں کی، اللہ نے کہا ہے جو پالے وہ ہے تمہاری ماں اور تمہارا باپ... بھی اس میں وضاحت کہاں ہے؟ رب کا لفظ جب رکھ دیا...! جب آمنہؓ نہ رہیں، عبداللہؓ نہ رہیں جس نے محمدؐ کو پالا ہے ماں اور باپ بن کر، اللہ کو نہیں معلوم کہ ماں باپ تو مر چکے، محمدؐ سنت بتائیں گے کیسے؟ کس کی اطاعت کریں گے؟ ماں باپ ہیں کہاں؟ تو امت کیسے عمل کرے گی؟ کیسے بتائیں گے کہ یہ ہے میرا باپ، یہ ہے میری ماں...؟ میں اپنے باپ کی اطاعت کر رہا ہوں؟ یہ ہیں میرے رب۔

تو اے محمدؐ اللہ کے علاوہ بھی کوئی تمہارا رب ہے، کہیں یہ شرک تو نہیں ہے...؟ شافعی نے کہہ دیا کہ... شافعی مر گیا اس کو ابھی تک نہ پتہ چلا کہ اللہ اس کا رب ہے یا علیؑ اس کا رب ہے، تو مصیبت آگئی، ہو سکتا ہے شافعی نے ان معنوں میں کہا ہو کہ علیؑ نے مجھے پالا، میرے عقائد کو پالا، میرے علم کو پالا، میری فکر کو پالا تو میرے رب علیؑ۔ اللہ نے تو شافعی کو نہیں سکھایا پڑھایا ہوگا، علیؑ کے علم سے شافعی نے لکھا پڑھا ہوگا تو انہوں نے کہا کہ علیؑ رب۔

ضروری تو نہیں کہ روٹی دینے والا، خلق کرنے والا، تخلیق کرنے والا وہی رب ہو۔ اللہ کہہ رہا ہے جو یالے گود میں وہ بھی تمہارا رب ہے۔ اب کہہ دیا اللہ نے...! مسلمان

پھنس گئے، ماں باپ رب ہیں... چونکہ اللہ نے کہہ دیا تھا کہ محمدؐ تمہارا باپ تمہارا رب ہے.. یعنی ابوطالبؑ تمہارا رب ہے.. تو آیت یوں اتری ہے۔

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاَوٰى (سورہ صحتی آیت ۶)

اے محمدؐ تم یتیم تھے اللہ نے تمہاری پرورش کی... پالا ابوطالبؑ نے، اللہ نے ابوطالبؑ کو رب بنادیا، عمل ابوطالبؑ کا...! کہا میں نے پالا، گویا یہ کہ کام میں کروں تو یہ ابوطالبؑ نے کیا... اور ابوطالبؑ کریں تو اللہ نے کیا...! اتنا تو معاہدہ ہے اللہ اور ابوطالبؑ میں، بیچ میں آپ ایمان کو پھنسائے ہوئے ہیں، احسان نے سارا معاملہ صاف کر دیا۔

مسلمانوں کی کوششوں پر پانی پھیر دیا، ایمان، ایمان، ایمان... اللہ نے کہا اور احسان...؟ اس لئے اللہ نے قرآن میں احسان رکھ دیا۔ کہ جب تم اجداد پیغمبرؐ کے لئے پکارو گے ایمان ایمان ایمان، تو قرآن پکارے گا... احسان، احسان، احسان۔

ارے...! یہ احسان کر سکتا تھا کوئی؟ کہاں تھے وہ سارے احسان کرنے والے؟ اگر آپ پڑھتے رہتے ہیں تو اس جملے میں بہت کچھ تھا... ہاں سب کا احسان اُتار دیا مگر ان کا احسان رسول اللہؐ نے کہا ہم نہیں اُتار سکے... ارے نہیں اُتار سکے تو احسان کی معیاد تو دکھاؤ، جب ابوطالبؑ احسان کر رہے تھے اللہ پر... کیوں کہوں محمدؐ پر کر رہے تھے... جب اللہ محمدؐ پہ کئے ہوئے احسان کو اپنے اوپر لے لیتا ہے، چھٹ بھتے رکھتے ہیں محمدؐ پر احسان کو اللہ اپنے محبوب پر احسان رہنے ہی نہیں دیتا، ہر احسان اللہ خود لے لیتا ہے اور کہتا ہے میرا محسن۔

محبوب کی پہچان یہ ہے، عشق کی منزل کمال یہ ہے کہ احسان اس پر کیا تم نے نہیں مجھ پر کیا۔ ابوطالبؑ محمدؐ پر نہیں احسان کیا مجھ پر کیا... تو کہاں تھے اس وقت جب شعب

(۱۵۶)

ابوطالبؑ میں ابوطالبؑ سب کو لے کر گئے تھے۔ سارے محسنین کہاں تھے؟ ابھی تو کلمہ بھی نہیں پڑھا، ابھی تو دوستی بھی نہیں ہوئی ہے، یہ سات بعثت سے تین سال رہے نا محصور... تین برس بعد شعب سے باہر آئے... آگے کعبے میں، کہا لا وہ صندوقچہ جہاں عہد نامہ رکھا ہوا ہے اور وہ آگیا، کہا سنو! میرے بیٹے نے مجھے خبر دی ہے... نہ رسولؐ، نہ نبیؐ... نہ بھتیجا... میرے بیٹے نے... کیوں؟ اس لئے کہ آیت آپکی ہے..

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا... ہاں! اللہ نے بتا دیا کہ ابوطالبؑ تمہارا باپ ہے تو ابوطالبؑ نے تسلیم کر لیا اللہ کے بتائے پر کہ ہاں یہی ہے میرا بیٹا۔ میرے بیٹے نے خبر دی ہے کہ عہد نامہ کو دیمک کھا گئی، اللہ کا نام لکھا رہ گیا... ابوطالبؑ تم کیوں کہہ رہے ہو کہ اللہ کا نام لکھا رہ گیا، تم تو اللہ کو مانتے ہی نہیں ہو... تو کہا کہ اللہ کا نام لکھا رہ گیا، اور سنو! میرا بیٹا جھوٹ نہیں بولتا، جو اس نے خبر دی ہے وہ سچ ہے اور اگر ایسا نہ ہوا، عہد نامہ سلامت ہے تو محمدؐ کو آج ہی میں تمہارے حوالے کر دوں گا، پھر اسے قتل کر دینا۔ بات بات پر قتل سے بچانے والے ابوطالبؑ آج تم خود ہی کہہ رہے ہو کہ قتل کر دینا... ارے.. عقیدہ ہو تو ایسا... بتایا ابوطالبؑ نے کہ جو جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرے، اسلام میں وہ واجب القتل ہے۔ اگر خبر جھوٹی ہے تو محمدؐ جھوٹا نبی... پھر وہ قتل کیا جائے گا اور اگر خبر سچی ہے تو میں بھی نبی مان رہا ہوں، تم بھی نبی مان لو۔ صندوقچہ کھلا تو دیمک عہد نامے کو چاٹ چکی تھی، کس کو چاٹ چکی تھی؟ اہلو پہلو والوں کو... جب زمین اپنے صندوقچوں کو کھولے گی...؟

اللہ کا نام باقی... نبیؐ نے خبر دی ہے... اسی دن کے لئے تو بھائی کو بو ترابؑ بتا دیا، مٹی کا باپ یہ ہے، جو مٹی کے باپ کو نہ مانے، مٹی اس کو کیسے قبول کرے؟ کہا قتل کر دینا... اب جو دیکھا بات سچ تھی، چہرے اتر گئے، چھ آدمیوں میں آپس میں بغاوت

(۱۵۷)

ہو گئی، آدھے کافر ایک طرف، آدھے کافر ایک طرف، واہ! اچھے کافر ہوا بوطالبؑ کہ کفر کو دو ٹکڑوں میں بانٹ دیا تم نے۔ کہیں ایسا ہوتا ہے کہ آپ جس عقیدے پر ہوں اس کو ہی دو حصوں میں بانٹ دیں۔

پتا چلا کفر سے ہمدردی نہیں ہے، کفر دو حصوں میں بٹ گیا... آدھے ایک طرف، آدھے ایک طرف... تلواریں کھینچ کر کہا! کیوں شعب میں بنی ہاشم کو ڈالا ہوا ہے، آپس میں تلواریں کھینچ گئیں، چھ آدمی نکلے کہا بوطالبؑ ہمارے ساتھ چلو، ہم خود بنی ہاشم کو شعب سے باہر لائیں گے، بس یہ کہنا تھا کہ اسلحہ بند بوطالبؑ کمر میں تلوار باندھے ہوئے آگے آگے، پیچھے پیچھے بنی ہاشم، اگر محمدؐ سردار ہیں تو آج آگے محمدؐ آئیں تلوار لے کر... جب تک بوطالبؑ زندہ ہیں بنی ہاشم کے سردار بوطالبؑ ہیں۔

چچا آگے آگے، بھتیجا پیچھے پیچھے... ارے! نبوت بھی کسی کے پیچھے چلتی ہے، غیر معصوم بوطالبؑ کے پیچھے... تو دے دوں جملہ...! شعب سے باہر آرہے ہیں، آپ نے کہا عصمت غیر معصوم کے نقش قدم پر چل رہی ہے! ارے یہاں یہ نہ دیکھو کہ عصمت غیر معصوم کے پیچھے چل رہی ہے، ارے! قرآن کہہ رہا ہے... وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا... اب پڑھو اٹھا کر کہ والدین کے حقوق کیا ہیں، جب باپ آگے چلے، بیٹا آگے نہ چلے۔

اپنے ماں باپ پر احسان کرو، تو احسان کریں کیسے...؟ یہی تو موقع ہے کہ بوطالبؑ پر محمدؐ احسان کریں، ابھی تک بوطالبؑ محمدؐ پر احسان کر رہے تھے، اللہ اپنے اوپر لیتا جا رہا تھا، اب محمدؐ کو حکم دیا اللہ نے کہ اب تم احسان شروع کرو۔ اب بیٹے نے باپ پر احسان شروع کئے تو باپ آگے چلے، بیٹا پیچھے چلے۔ کیوں چلے بیٹا پیچھے؟ اس لئے کہ اللہ نے منظور دیکھا دو دن کے لئے غائب ہو گئے محمدؐ... شعب کہتے ہیں وادی کو، بوطالبؑ کی

(۱۵۸)

وادی... کسی اور کی وادی مشہور نہیں۔ وادی کوئی چھوٹی سی تو ہوتی نہیں... کوئی ایسی وادی تھی جو ابوطالب کی جائیداد تھی... غریب نہیں تھا ابوطالب... وادی میں پہاڑ بھی ہوتے ہیں، چشمتے بھی ہوتے ہیں، مکہ پورا ان کا ہے، سید العرب کہلاتے ہیں، خانہ کعبہ کی کنجی ان کے پاس ہے، حج کے منتظم بھی ہیں۔ دو دن کے لئے محمدؐ نہیں نظر آتے... بنی ہاشم، بنی مطلب، بنی کلاب، بنی قصی کو... ہر شاخ کے جوانوں کو بلایا، پہلی بار ابوطالب نے اپنا اسلحہ خانہ کھولا، تھا گھر میں کوئی اسلحہ خانہ تھا لڑائیاں لڑ چکے تھے ابوطالب، سردار تھے۔ جنگ فجار پڑھ چکامیں کل یعنی لوگ اپنے ساتھ شامل کرتے تھے کہ اگر بنی ہاشم ہمارے ساتھ شامل ہو گئے تو ہم لڑائی جیت جائیں گے۔ اور ایسے ایسے سپاہی تھے کہ حمزہؓ سے بڑا تیر انداز کوئی تھا نہیں، گھوڑے پر بیٹھ کر کمان لگا اور ترکش پشت پہ لگا کر حمزہؓ شتر مرغ کی کٹنی لگا کر گھوڑے کو اچھالتے ہوئے جب صحرا کی طرف سے آتے تو لوگوں کے سینے دہل جاتے... عورتیں گھروں سے باہر نکل کر حمزہؓ کی شان دیکھنے لگتیں، عتبہ کی کنیر آکے کھڑی ہو گئی اور کہا حمزہؓ...! ذرا گھوڑے کو ٹھہراؤ، حمزہؓ رک گئے، مچلتا ہوا عقاب گھوڑا رک گیا، کہا کیا بات ہے...؟

کنیر نے کہا تم تو روز شکار ہی کھیلنے چلے جاتے ہو پتہ ہے تمہارے بھتیجے پر آج زہری نے حملہ کر دیا اور اوجھڑی پھینک دی... حمزہؓ بے خبر تھے کہ مکے میں کیا ہو رہا ہے، لا پرواہ... بس روز شکار کھیلنے چلے جاتے، آج خبر ملی... کہا! محمدؐ پہ اوجھڑی پھینک دی... گھوڑا دوڑاتے ہوئے گئے اور حمزہؓ نے ابو جہل اور زہری کو کعبہ میں پکڑ لیا اور گھوڑے سے کود پڑے اور کمان اُتار کر... کہتے ہیں... اس کمان سے کھینچ کر جو ابو جہل کے سر پر مارا تو سر پھٹ گیا ابو جہل کا اور کہا خبردار یہیں نماز پڑھے گا کعبہ میں میرا بھتیجا... قرآن میں اقیمو الصلوٰۃ... (سورہ مزمل آیت ۲۰) نماز پڑھنا بھی ہے، نماز کو قائم کرنا بھی

ہے، یہ ہے آلِ محمدؐ کا کام... یہاں پر ہمیں گے محمدؐ نماز اور خبردار! اگر کوئی بولا، سمجھ گئے کیسے کیسے شیر تھے بنی ہاشم میں.. کیا کیا ابوطالبؓ نے؟ دو دن محمدؐ نظر نہیں آئے، سب بنی ہاشم کو ایک ایک تلوار دی ابوطالبؓ نے، ایک ایک خنجر دیا، نیچے دیئے اور کہا ان چمکتی ہوئی تلواروں کو بغیر نیام کئے عباؤں میں رکھو اور اوپر سے عباؤں کو ڈھک لو... اور پورا جلوس لے کر ابوطالبؓ کعبے کی طرف چلے اور کہا سنو! دو دن سے میرا بھتیجا نظر نہیں آیا... مجھے شک ہے کہ ان کافروں نے کہیں میرے بھتیجے کو قتل نہ کر دیا ہو... مجھے شک ہے، جتنے کافر کعبے میں بیٹھے ہیں ایک ایک آدمی ہمارا سب کے پہلو میں جا کر خاموشی سے بیٹھ جائے، تلواریں اور خنجر عباؤں میں چھپی رہیں۔ میں جاتا ہوں اپنے بیٹے کو تلاش کرنے اگر وہ مل گیا تو لے کر آتا ہوں، میں اشارہ کروں تو سب ہٹ جانا اور اگر میں آکر اشارہ کروں کہ محمدؐ کہیں نہیں ملے... تو جو تمہارے پہلو میں ہو اس کی گردن اڑ جائے... ایک نہ بچے، پورا جلوس لے کر کعبہ میں پہنچ گئے... جیسے جیسے ترتیب بتائی تھی ایک ایک کافر کے پاس جا کر بنی ہاشم، بنی عبدالمطلب، بنی قصی، بنی کلاب بیٹھ گئے... ابوطالبؓ چلے... چلتے چلتے راستے میں اطلاع ملی کہ محمدؐ غارِ حرا سے واپس آرہے ہیں... دیکھتے ہی رونے لگے.. کہا عبداللہؓ یاد آگئے... سینے سے لگایا، کہا محمدؐ بیٹا میں تو یہ سمجھا تھا کہ شائد کافروں نے تمہیں قتل کر دیا، آؤ میرے ساتھ آؤ... ہاتھ پکڑ کر کعبے میں آئے، سب کی طرف دیکھا، اپنے والوں کو بھی دیکھا... غیروں کو بھی دیکھا، چہرے پر عجیب چمک تھی، اشارہ کر دیتے اپنے قبیلے والوں کو کہ محمدؐ آگئے... سب واپس آ جاؤ.. کیا بتانا چاہ رہے تھے؟ یعنی ایسا محافظ کہ اللہ کہے کہ احسان اتارو.. یہ ہے مشکل منزل، اگر ابوطالبؓ نعوذ باللہ منافق ہوتے تو کہتے سب سے چلو کام ہو گیا۔ آواز دی اور کہا مکے کے کافرو! اے قریش! تمہیں معلوم ہے آج میرا کیا ارادہ تھا؟

(۱۶۰)

سب گھبرا گئے اور کہا ابو طالبؑ کیا بات ہے؟ کہا ذرا اپنے پہلوؤں میں دیکھو، تو دیکھا ایک ایک آدمی ہر ایک کے پہلو میں.. ایک بار آواز دی.. کہا! اے بنی ہاشمؑ عبا کیں ہٹاؤ، تلواروں کو بلند کرو۔ حکم دینا تھا کہ کعبہ میں تلواریں چمکنے لگیں، چاروں طرف سے قریش گھر گئے، کہا ابو طالبؑ یہ کیا ہے، کہا یہی تو دکھانا ہے تمہیں، کہا ان تلواروں کو دیکھو، ان نیزوں کی چمک کو دیکھو، ان خنجروں کو دیکھو، ہم یہ سمجھ رہے تھے تم نے محمدؐ کو قتل کر دیا۔ اگر محمدؐ قتل ہو جاتے تو آج اسی کعبہ میں سب کی قبریں بن جاتیں، ہم کعبہ کو مقتل بنا دیتے... نہیں سمجھے... کعبہ میں خوں ریزی حرام ہے... لیکن اگر محمدؐ قتل ہو جائے تو کعبہ نہ رہا... بھروسہ مقتل ہے۔

ابو جہل آگے بڑھا، ولید بن مغیرہ آگے بڑھا.. ابو طالبؑ! کیا واقعی تم ایسا کرتے؟ کہا اس رب کعبہ کی قسم ایسا ہی کرتے اور اگر تم نے آئندہ ارادہ بھی کیا تو خون کے دریا بہیں گے۔ ایسے ایسے احسانات...! کیا کہنا شان ابو طالبؑ، کیا کہنا احسان ابو طالبؑ، کیا کہنا ایمان ابو طالبؑ، جس کے ایمان کا تعارف احسان کرائے، یہ ہے احسان اور ایمان۔

اور پھر کربلا نے بتا دیا کہ اگر ابو طالبؑ سمجھ میں نہیں آتے تو ابو طالبؑ کے گھر کے بچوں کو سمجھ لو... جوان اور بوڑھے تو فکر لئے ہوئے آئے تھے... یہ تین سال کی بچی سکیئن وہی فکر اور وہی رشتہ، وہی چچا اور یہ بھتیجی، وہ ابو طالبؑ محمدؐ اور یہ عباسؑ اور سکیئن..!

جب طمانچے مارتا تھا شمر تو بچی پکارتی! چچا کتنے پیار سے لائے تھے مجھے عماری میں بٹھا کر مدینے سے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سکیئن نے پانی مانگا ہو اور تم نے جام آب لا کر نہ دیا ہو... چچا! اب کیا ہو گیا کہ سکیئن طمانچے کھاتی ہے لیکن چچا عباسؑ آپ نہیں آتے۔ اللہ اللہ اور شام میں تو وہ مصیبتیں پڑیں کہ سید سجادؑ کو کہنا پڑا... الشام، الشام، الشام۔ راوی

نے پوچھا کہ کیوں کہا شام شام؟ کہا... باب الساعت پر جب پہنچے اور ناقوں سے جب آلِ محمدؐ کو اتارا گیا۔ تو ظالم رسیاں لے کر آئے اور جانوروں کی طرح ہم سب کو یوں باندھا گیا، کسی کا بازو۔ کسی کی گردن۔ اور اس میں سکیئہ کی گردن تھی اور پھوپھی اماں کے بازو تھے اور جب یہ بیاں اٹھ کر چلتیں تو سکیئہ کے قدم زمین سے اٹھ جاتے، سکیئہ کے گلے کی رسی تنگ ہو جاتی۔ کیا کہنا حسینؑ کے عزاداروں کا!!

جیسی عزاداری حسینؑ کے عزاداروں نے کی... عزاداروں کا کمال دیکھئے... عزادار کسی چیز کو بھولے نہیں، سکیئہ کو کیسے بھولیں گے۔ عزادار سکیئہ کے گلے کی رسی نہیں بھولے... ہندوستان سے لے کر پاکستان کے شہر شہر تک جب محرم کی تاریخیں آتی ہیں تو ہماری مائیں، ہماری بہنیں، ہماری بزرگ عورتیں جب نیاز دلاتی ہیں تو لال لال کلاوے رکھ دیتی ہیں۔ کچھ پتہ ہے یہ کلاوے کیوں رکھے جاتے ہیں...؟ کلاوہ سمجھ گئے نا آپ، کہیں سے لال ہے کہیں سے سفید ہے، کہیں کالا ہے، کیا ہے یہ کلاوہ... اور اُدھر جب نیاز ہوگئی تو بزرگ عورتیں وہی کلاوے اٹھا اٹھا کر بچوں کے گلے میں ڈالنے لگیں، کسی کے ہاتھ میں باندھا اور کبھی وہی کلاوہ امام باڑے علم، تعزینے میں تابوت سے باندھ کر لائی اور کلائی میں باندھ کر کہا... گروی کر دیا تجھے قیدی بنا دیا ہم نے اپنے بیمار کو ان کا قیدی بنایا... ارے! وہی کلاوہ جو سکیئہ کے گلے کی رسی تھی، کہیں خون لگا تھا، کہیں سفید تھی، یہ کلاوہ سکیئہ کے گلے کی رسیاں ہیں... عزادار بھولے نہیں اس رسی کو۔

اب وہ منت بن کر بچوں کے گلے میں پڑ گئی۔ وہ کلاوہ اب تک سکیئہ کی یاد دلاتا ہے... کہیں خون لگا ہوا، کہیں پر سفیدی، گلا زخمی ہو گیا تھا، گلے میں رسی، کان زخمی تھے۔ اللہ اللہ وہ بچی پھوپھی سے لپٹی ہوئی تھی، پھوپھی نے خطبہ دیا... سید سجادؑ نے خطبہ دیا... خطبہ سن کر یزید شرمندگی سے زمین میں گر گیا، سر جھک گیا، دربار پہ خاموشی

چھا گئی۔ دربار میں ایک مسخرہ تھا، جو یزید کو ہنساتا اس کا نام زہیر بن قیس تھا۔۔۔ جب یزید اداس ہوتا تو وہ ناچتا ہوا آتا اور یزید کو ہنساتا تھا۔۔۔ جب اس نے دیکھا کہ بادشاہ ہمارا سر کو جھکائے شرمندہ ہے اور دربار اداس ہے۔۔۔ وہ اپنی نقلیں کرتا ہوا تخت کی طرف بڑھا، اس نے چاہا کہ میں مزاح پیدا کروں اور یزید کے سامنے پہنچ کر ایک بار کہوں۔۔۔ امیر یہ بچی جو سامنے کھڑی ہے اس کو قیدیوں سے لے کر مجھے دے دے۔۔۔ میں اپنی کنیزی میں لوں گا۔۔۔ یزید اتنا شرمندہ تھا خطبہ زینبؓ پر کہ کچھ بولا ہی نہیں، اسے زہیر بن قیس کی بات پر ہنسی نہیں آئی۔۔۔ چپ رہا۔۔۔ ہاں! زینبؓ بی بی بولیں۔۔۔ کیا تیری مجال کہ آل محمدؐ کی کسی بچی کو کنیزی میں لے سکے۔۔۔ اب یزید بولا۔۔۔ زینبؓ اگر ہم چاہیں تو کوئی ہمیں روک بھی نہیں سکتا۔۔۔ زینبؓ نے کہا! تجھے روک تو نہیں سکتا لیکن شریعت محمدیؐ تجھے روکتی ہے۔۔۔ اس لئے کہ محمدؐ کی اولاد ہر ایک پر حرام ہے اگر تو دائرۃ اسلام سے نکل جا اور اعلان کر دے کہ تو کافر ہو گیا تو میری بچی کو تو کنیزی میں لے سکتا ہے۔

اب یزید اور شرمندہ ہو گیا، جب زینبؓ نے یہ کہا کہ محمدؐ کی اولاد کنیزی میں نہیں لی جاسکتی۔۔۔ تو ایک بار زہیر کے کان کھڑے ہوئے، اور اس نے کہا کیا کہا تم نے۔۔۔؟ آل محمدؐ کی اولاد! محمدؐ کی بیٹی، تم کون ہو۔۔۔! زینبؓ نے کہا، ہم محمدؐ کی بیٹی زینبؓ ہیں۔ ہم فاطمہؓ کی بیٹی زینبؓ ہیں۔۔۔ زہیر نے کہا تم کھاؤ، تم کو محمدؐ کی قسم۔۔۔ یہ بچی کون ہے۔۔۔؟ کہا یہ محمدؐ کی پوتی سیکنتہ ہے۔

یہ سننا تھا کہ ایک بار قیس کے بیٹے نے کمر سے خنجر نکالا اور اس خنجر سے اپنے ہاتھ کو کاٹا اور کاٹ کر زینبؓ کی طرف پھینکا۔ کہا اس ہاتھ سے اشارہ کیا تھا یہ ہاتھ کاٹ کر تمہارے قدموں میں پھینک دیا۔۔۔ ارے! مجھے معاف کر دو مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم لوگ محمدؐ کے گھرانے والے ہو۔ ہاتھ سے لہو بہہ رہا تھا میری بخشش کے لئے دعا کرو، میں

نے بڑا گناہ کیا۔

دربار میں پتہ چلا کہ یہ محمدؐ کے گھرانے والے ہیں، بتایا نہیں گیا تھا... یہ محمدؐ کی نواسی ہے... یہی بتایا... خارجی ہیں، باغی ہیں، جیسے جیسے پتہ چلتا جاتا تھا کہ رسولؐ کے گھرانے والے ہیں، شام میں بات پھیلنے لگی کہ یہ جو گھرانہ آیا ہے یہ ہمارے نبیؐ کے گھرانے والے ہیں۔

معاشرے میں عورتیں زیادہ ہمدرد ہوتی ہیں، جب عورتوں کو پتہ چلا کہ رسولؐ کے گھر کی عورتیں ہیں یہ۔ زینبؓ جو ہیں نا جو خطبہ دے رہی تھیں وہ محمدؐ و فاطمہؓ کی بیٹی ہیں تو عورتوں نے گھروں میں مردوں سے لڑنا شروع کیا... تم کیسے مسلمان ہو... تم کیسے غیرت دار ہو... ارے! جاؤ تم گھر میں ہماری چادریں اوڑھ کر بیٹھ جاؤ، ہم جائیں گے جہاں صبح ہوتی... ان عورتوں نے اپنے بچوں کو گودیوں میں لیا اور قید خانے کا رخ کیا اور قید خانے کی طرف ساری عورتیں چلی جاتیں، روایت میں ہے اندھیرے میں جب سیکینہؓ بی بی کا دم گھٹ جاتا... تو کہتیں پھوپھی اماں دروازہ پر جا کر کھڑی ہو جاؤں، پھوپھی اماں بڑا اندھیرا ہے... زینبؓ کہتیں چلو سیکینہؓ میں خود تمہیں لے کر چلتی ہوں، چلو ہوا کی طرف چلو، چلو زندان کے دروازے کی طرف چلو... بچی آجاتی اور در زندان کی سلاخوں کو پکڑ کر بچی دن بھریوں ہی کھڑی رہتی۔ ادھر سے کوئی گزرتا ہی نہیں تھا۔ کوئی جاتا ہی نہیں تھا، اللہ کیا بے کسی تھی۔

اکثر پھوپھی کہتی.. آ جاؤ سیکینہؓ، سو جاؤ، آؤ میرے زانو پر سر رکھ کر لیٹ جاؤ... لیکن بچی سلاخوں کے پاس... کھڑی رہتی تو پھوپھی چلی جاتی سیکینہؓ کے شانے پہ ہاتھ پھیرتی اور پھوپھی بھی وہیں کھڑی ہو جاتیں... یہاں تک کہ شام ہو جاتی۔ صبح سے شام ہو جاتی۔ ایک بار سیکینہؓ کی نظر آسمان کی طرف گئی، بہت سے پرندے اڑ کر جا رہے تھے...

(۱۶۳)

پلٹ کر کہتیں پھوپھی اماں یہ پرندے شام کو روز کہاں جاتے ہیں..؟ بیٹا یہ اپنے گھروں کو آشیانوں کو واپس جاتے ہیں... گھروں کو واپس جاتے ہیں تو پلٹ کر کہتیں! پھوپھی اماں میں اپنے گھر کب جاؤں گی؟

جب رات آجاتی پھوپھی سیکنہ کو گود میں لے کر بیٹھ جاتی، سینے سے لگا کر بیٹھ جاتی... کبھی گودی میں لے لیتی، کبھی بھائی قریب آ جاتا اور کبھی زینب بچی کو کہانی سناتیں، شہر مدینہ میں ایک بادشاہ رہتا تھا اس کی ایک بیٹی تھی اس کا نام فاطمہ تھا، اس کا ایک گھرانہ تھا، جب کہانی پوری سن لیتیں، کہتیں پھوپھی اماں یہ تو میرے بابا حسین کی کہانی سنائی ہے آپ نے۔ بس یہی تو مصائب ہیں اور پھر وہ دن آئے کہ شام کی عورتیں زندان کے دروازے پر آئے لگیں۔

اور جب سے شام کی عورتیں آنے لگیں، تو سیکنہ بی بی سے باتیں ہونے لگیں، اب سیکنہ بی بی کا دل بہلنے لگا، کئی ہزار عورتیں آگئیں، ان کے ساتھ چھوٹے بچے بھی ہوتے تو شام کی عورتیں آ کے کہتیں، سیکنہ بی بی تم پر کیا گزری..؟ پورا کر بلا کا واقعہ اپنی معصوم زبان میں سُنا دیتیں... وہ سناتیں، ارے! یہ ہوا کر بلا میں، یہ ہوا کر بلا میں ہمارا چھوٹا بھائی تھا جھولے میں وہ بھی مارا گیا۔ یہ کہانی تھی لیکن ایک روز شام کی عورتیں آ کر کہتیں ہیں اے سیکنہ! آؤ ہمیں کر بلا کی کہانی سناؤ۔

عورتیں بہت روتیں، سیکنہ کی زبان سے کر بلا کا واقعہ سناتیں اور اپنے مردوں کو جا کر غیرت دلاتیں، تمہیں معلوم ہے وہ بچی سناتی ہے، ہم کو سب پتہ چل گیا کر بلا میں کیا ہوا۔ روزیہ عورتیں آتیں اور جب دیکھتیں کہ درزنداں پر سیکنہ نہیں ہیں تو آواز دیتیں... کہتیں آؤ شہزادی ہم آگئے، ہمیں کر بلا کی کہانی سناؤ۔ ایک دن ساری عورتیں آئیں لیکن درزنداں پر سیکنہ نہیں تھی۔ ایک بار عورتوں نے آواز دی... سیکنہ بی بی آؤ، جواب

نہ ملا، پھر آواز دی سیکنہ آؤ ہم سب آگئے، کیا خفا ہوگئی ہو؟ کیا ہم سے ناراض ہو گئیں؟
مگر جواب نہ ملا، کچھ دیر کے بعد زنجیر کی جھنکاروں کی آواز آئی اور ایک قیدی در زنداں
پر آیا، کہا شام کی رہنے والیو! جو کر بلا کی کہانی سناتی تھی وہ سیکنہ مر گئی، اب وہ کبھی در
زنداں پر نہ آئے گی۔



jabir.abbas@yahoo.com

چھٹی مجلس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساری تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمد و آل محمد کے لئے

عشرہ چہلم کی چھٹی تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ ہم ”احسان اور ایمان“ کے عنوان پر مسلسل گفتگو کر رہے ہیں، احسان کی تعریف، احسان قرآن کی روشنی میں، عظمت انسان، احسان کا مرتبہ اللہ کی نظر میں کیا ہے؟ اس منزل تک ہم نے گفتگو کی کہ اللہ نے حضرت نوحؑ کو بھی اپنا محسن کہا اور حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ اور آلِ یسینؑ کو اپنا محسن کہا اور ان کے احسانات جو دین کے لئے تھے... جو مذہب کے لئے تھے، اللہ نے ان احسانات کو اپنی طرف منسوب کیا کہ یہ احسانات ان لوگوں کے اللہ پر ہیں۔

اور چونکہ احسانات ہم پر ہوئے ہیں اس لئے جزا بھی ہم دیں گے۔ احسان کا بدلہ بھی ہم عطا کریں گے، چھوٹی چھوٹی باتوں میں بڑی باتیں ہوتی ہیں اگر ہمارے وہ مومنین جو اکثر آلِ محمدؑ کے افکار میں تنقید کرتے ہیں اور اکثر ایسے الفاظ سننے میں آتے ہیں کہ بعض مقامات پر آلِ محمدؑ کو کچھ چیزوں سے یا کچھ ہستیوں سے بڑھا دیا جاتا ہے اس منزل پر میں اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر فکر میں کسی کے کبھی پیدا ہو رہی ہو تو وہ اپنی فکر کی تصحیح کر لے، دنیا میں احسان سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے، اس لئے احسان کا بدلہ احسان ہی رکھا گیا۔

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ (سورہ رحمان آیت ۶۰)

سورہ رحمان میں اللہ نے ارشاد کیا کہ احسان کا بدلہ احسان ہے اور جب اللہ یہ اعلان کرے کہ آل محمدؐ نے ہم پر احسان کیا تو اس احسان کے بدلے میں اللہ اگر ان کو کچھ عطا کرے گا تو اللہ کا عطیہ چھوٹا سا نہیں ہوگا!! اگر کسی منزل پر آل محمدؐ کو ہم بلندی کی آخری منزل پر بھی دیکھیں تب بھی کم ہے... الفاظ ختم ہو جائیں گے تعریف کرتے کرتے، ہمارے لفظ کیا، ہماری زبان کیا، ہماری کتابیں کیا، ہمارا علم کیا، ہمارے علماء کیا... وہ حق مدح ادا کر سکتے ہی نہیں، جن کا مدح خواں اللہ ہو، ہم ان کی مدح کیا کریں گے؟ اس لئے جو بھی تعریف ہو آل محمدؐ کی کبھی کوئی یہ نہ کہے بہت زیادہ ہوگئی، کم ہے، ہم یہ کہتے ہیں علیؑ رزق دیتے ہیں، علیؑ روٹی دیتے ہیں، علیؑ بیٹا دیتے ہیں...، علیؑ اولاد دیتے ہیں...، علیؑ بارش دیتے ہیں...، علیؑ دنیا کا نظام چلا رہے ہیں...، پھر بھی کم ہے... یہ تعریف بھی کم ہے، بہت کم ہے اس لئے کہ اللہ پر کوئی احسان کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ اگر پوری کائنات کا نظام علیؑ کے حوالے کر دے تو اللہ کا عطیہ کم ہے... اس لئے کہ جتنا بڑا اللہ ہے، اتنی ہی بڑی چیز اللہ دیتا ہے، اور ہو سکتا ہے عطا کی ہو، ہماری آنکھیں کتنی چھوٹی سی ہیں، ہم دیکھ بھی کیسے سکتے ہیں؟ کیا اللہ کے عالمین کو انسان کی آنکھوں نے دیکھا! بھی کیا نظر آتا ہے، ایک چاند، ایک سورج، کچھ تارے، پہلا آسمان... اور وہ بھی کتنا، جتنے علاقے میں ہم رہتے ہیں بس اتنا آسمان دیکھ پاتے ہیں۔

یہاں سے بیٹھ کر امریکہ کا آسمان تو نہیں دیکھ سکتے، روس کا، جاپان کا آسمان دیکھ لے، ہم تو صرف گلشن اقبال کا آسمان دیکھ رہے ہیں، وہ بھی ایک بلاک اور بلاک میں بھی ایک امام باڑے کے صحن کا آسمان دیکھ رہے ہیں، بس اس سے زیادہ نظر ہی نہیں

(۱۶۸)

آ رہا، عالین کیسے دیکھیں گے۔ اس عالین کا نظام علیٰ چلا رہا ہے تو ہم نے علیٰ کے سارے فضائل دیکھے کہاں؟ جب دیکھے نہیں تو بیان کیا کریں گے؟ اللہ کے عطیہ کو بیان کیسے کر سکتے ہیں؟ تو مبالغہ کیسے ہوا؟ یہ تو غلو نہ ہوا، یہ بڑھانا چڑھانا تو نہ ہوا... اور جس کو اللہ بڑھائے چڑھائے اس کو ہم کیا بڑھائیں، چڑھائیں؟

اللہ کی تو عادت ہے کہ جب تک وہ علیٰ کو چڑھائے نہ... اللہ کو چین ہی نہیں آتا... کبھی رسولؐ کے دوش پر چڑھا دیتا ہے... کبھی کعبہ کی چھت پر چڑھا دیتا ہے... عجیب عجیب باتیں ہیں اللہ کی، کبھی رسولؐ کے بستر پر بلند کر دیا، کبھی کل ایمان کہہ کے ایمان سے بلند کر دیا... کبھی اسلام سے افضل کر دیا، کبھی قرآن سے افضل کر دیا، عجیب بات ہے آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک ہر نبیؑ سے افضل کر دیا، اس کا کارخانہ ہے، اس کا بندہ ہے وہ جو چاہے کرے، علیٰ کے احسانات کے صلہ میں وہ جتنا چاہے احسانات علیٰ پر کرے... ہم اور آپ بولنے والے کون، ہم نہیں بول سکتے، سوا اس کے کہ ہم قرآن پڑھیں اور دیکھیں کہ آیات کیا کہتی ہیں؟

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا، إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

(سورہ صافات۔ آیت ۱۰۵)

ابراہیمؑ تم نے خواب سچ کر دکھایا، ہم محسنین کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں... خواب سچ کر دکھایا کیا مطلب؟ یعنی ہم نے ابراہیمؑ سے کہا تھا کہ امتحان کی منزل پر آؤ، ابراہیمؑ نے امتحان دیا، ہم نے تصدیق کر دی کہ ابراہیمؑ امتحان میں کامیاب ہو گئے، ابراہیمؑ کی امتحان میں کامیابی ہم پر احسان بن گیا۔ ہم نے اس کی جزا دے دی یعنی ہر نبیؑ کا جب اللہ امتحان لیتا ہے اور جب نبیؑ امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ اللہ پر احسان ہو جاتا ہے اور جب احسان ہو جاتا ہے تو اللہ اسے محسن کہتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ ہم جزا بھی دیں گے اور جس جزا کا اعلان کیا وہ یہ کہ ہم قیامت تک تمہارے ذکر کو باقی رکھیں

گے... وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ... (سورہ صافات آیت نمبر ۱۰) کائنات کے آخری دن تک تمہارا ہی ذکر ہوتا رہے گا۔

سب سے بڑا اجر احسان کا اللہ یہ دیتا ہے کہ اس کے ذکر کو زندہ کر دیتا ہے اس کے لئے لفظ استعمال کرتا ہے.. ”ترکنا“، ہم نے ان کے تذکرے کو چھوڑ دیا.. ترکہ میں چھوڑ دیا، ورثہ میں چھوڑ دیا، ایک نسل جائے، دوسری آئے.. ترکے میں جائے ذکر، نسلیں بدلتی رہیں، ذکر ہوتا رہے۔ یعنی انسان کا ترکہ بنا دیا ذکر علیٰ۔

اللہ جب یہ لفظ استعمال کرے.. ہم نے چھوڑا.. ترکنا.. یعنی چھوڑا.. یعنی جاری و ساری کیا.. ابلاغ کیا، پھیلا دیا، رسم بنادی، اصول بنا دیا، منشور بنا دیا، ایک نظام بنا دیا ذکر کو اور اب یہی ترکنا اللہ استعمال کرے تو پیغمبرؐ بھی استعمال کرے گا...

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ النَّفْلِیْنَ

میں چھوڑ رہا ہوں تم میں دو چیزیں... اس کا کیا مطلب ہے؟ بھی تم میں چھوڑ رہا ہوں تو قسم کھا کر بتائیے، یہ حدیث آپ نے بارہا سنی ہے، اخبار میں بھی بحث ہوئی کہ رسولؐ نے کہا تھا کہ صرف ایک چیز چھوڑ رہا ہوں قرآن... چلو یہی سہی... مسلمانوں میں تم میں چھوڑ رہا ہوں... یعنی عطا کر رہا ہوں، قسم کھا کر کوئی مورخ یہ بتائے کہ کسی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ پیغمبرؐ نے اپنے کسی غلام، کسی زوجہ، کسی بھائی کو کہا ہو کہ وہ جو الماری میں قرآن رکھا ہے وہ لاؤ... تاکہ میں ان میں چھوڑ دوں۔

بھی دیکھئے میں نے کوئی بات کہی ہے... لاؤ ذرا قرآن تو لاؤ... جو پیغمبرؐ یہ کہہ سکتا ہے ذرا قلم اور کاغذ تو لاؤ، وہ یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ قرآن لاؤ...! دیکھئے! آپ کی فکر کا امتحان ہے، سارے اخباروں میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ قرآن کب جمع ہوا... ہر مسلمان کہتا ہے حضرت عثمان کے دور میں جمع ہوا، جو چیز جمع ہی نہیں ہے رسولؐ نے

چھوڑی کیسے...؟

مجھے کوئی مسلمان اس حدیث کے معنی بتا دے... کہ میں اُمت میں چھوڑے جاتا ہوں... کہاں چھوڑے جا رہے ہیں، ایک سورہ ان کے گھر میں، ایک اُن کے گھر میں... بقرہ اُن کے گھر میں، نسا اُن کے گھر میں... تو بہ ان کے پاس سے لینا، فلاں صحابی سے سورہ قل لینا، الحمد وہاں سے لینا... کچھ ان کو یاد، کچھ اُن کو یاد... کچھ بی بی کے پاس، کچھ صحابی کے پاس... کہاں کہاں چندہ ہوگا؟ کہاں چھوڑا قرآن؟

عجیب چیز چھوڑے جا رہا ہوں...! کہ جمع کرتے رہیں بیس پچیس برس.... یاد رکھنا اگر لفظ اہل بیعتیؑ و عترتی حدیث سے ہٹا دو گے تو حدیث سمجھ میں نہیں آئے گی۔ رسولؐ نے کہا تھا تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں اور اس حدیث میں تو رسول اللہؐ نے حکم الہی سے کمال کر دیا... یہ نہیں کہا اہل بیتؑ کو چھوڑ رہا ہوں، عترتی و اہل بیعتی... رسولؐ کو معلوم ہے ابھی بحث اُٹھے گی کہ اہل بیتؑ میں کون کون...؟ خطبوں میں پڑھا جائے گا اہل بیتؑ میں ازواج بھی شامل، اصحاب بھی شامل، ان کی اولادیں بھی شامل، بلکہ اُمت بھی شامل.... اب یہی کہا جاتا ہے کہ پوری اُمت رسولؐ کی اہل بیتؑ ہے، اولاد ہے، آل ہے...

اچھا ہے... لیکن کہا! عترتی، عترتی کے معنی ہیں جسم کے ٹکڑے، حصے... حُسینؑ مَنی و انا من الحسین... فاطمہؑ بضعت مَنی... یا علیؑ انا مَنی و انا منک... وہ اہل بیتؑ جو کوئی میرا دل ہے، کوئی میری آنکھ ہے، کوئی میرا ہاتھ ہے، کوئی میرا سر ہے... جو اجزائیں میرے جسم کے وہ والے اہل بیتؑ... تو یہ تو کوئی نہیں بن سکتا، دل ہیں فاطمہؑ، سر ہیں علیؑ، آنکھیں ہیں حسنؑ و حسینؑ... اُمت نہ آنکھیں ہے، نہ سر ہے نہ دل ہے... یہ ہیں نفس، یہ ہیں بیٹے، یہ ہیں نسا نیاں، یہ ہیں

اینا سنا میں، یہ ہیں انفسنا میں، معترقی... میرے جسم کے ٹکڑے، وہ والے اہلبیت چھوڑ رہا ہوں، حدیث کامل نہ ہوگی... میں چھوڑ رہا ہوں اہل بیت تم میں.. کیا مطلب ہے یعنی کوئی قرآن بنا کر طاق میں نہیں رکھا... اگر چھوڑوں تو ان میں سے کس سے کہوں کہ اٹھ کر لے لو...؟ کسی ایک کو دے جاتے تو باہر نکل کر دوسرا اس کی گردن اڑا دیتا... تجھے کیوں دیا.. لا مجھے دے۔

ارے ایسی چیز پر جب تلوار کھنچ سکتی ہیں جو نظر نہ آئے... جسے خلافت کہتے ہیں، تو کاغذ کے ٹکڑوں پر کتنی تلواres چلتیں؟ کوئی قرآن جزدان میں رکھ کر نہیں کہا اُنسی تبارك "یہ چھوڑ رہا ہوں قرآن۔ کیا مطلب؟ قرآن نہیں اہم ہیں اہل بیت اہم ہے، میں اہل بیت چھوڑ رہا ہوں اگر ان کا دامن پکڑے رکھا تو قرآن ملے گا ورنہ وہ بھی نہیں ملے گا اور نہیں ملا.. مسلمانوں کو قرآن نہیں ملا، کچھ سمجھے آپ... کاغذ کے قرآن کی بات نہیں کی تھی پیغمبرؐ نے... روح قرآن، معنی قرآن، مقصد قرآن... وہ چھوڑ رہا ہوں اور وہ کاغذ کا قرآن نہیں بتائے گا.. وہ اہل بیت بتائیں گے ان سے لینا قرآن، ترک کر رہا ہوں۔

سورہ صافات میں اللہ اعلان کرے... ترکنا علیہ فی الآخِرین (سورہ صافات آیت نمبر ۱۰۸)... آخرین کے لئے چھوڑ دیا ذکرِ نوحؑ کا... ابراہیمؑ کا، موسیٰؑ و ہارونؑ کا ذکر آلِ یسینؑ کا ذکر اللہ چھوڑ رہا ہے نوحؑ کو ابراہیمؑ کو، موسیٰؑ و ہارونؑ کو اور آلِ محمدؐ کو... اس میں کتاب کا ذکر کہاں ہے؟ قرآن ہے نا... اکیلے شخصیتوں کے نام اللہ کہہ کر چھوڑے۔ اللہ یہ کہے کہ نوحؑ کو چھوڑا، نوحؑ کی کتاب کو چھوڑا، ابراہیمؑ کو چھوڑا، ابراہیمؑ کی کتاب کو چھوڑا، موسیٰؑ و ہارونؑ کو چھوڑا اور ان کی کتاب کو چھوڑا، آلِ محمدؐ کو چھوڑا اور قرآن کو چھوڑا، نہیں بلکہ ان کا ذکر چھوڑ دیا... ان کا ذکر زندہ ہے تو توریت زندہ تو انجیل

(۱۴۲)

زندہ تو زبور زندہ تو قرآن زندہ...! اس لئے کہ یہ ہمارے محسن ہیں، محسن کا ذکر زندہ رہے تو ذکر اللہ زندہ رہتا ہے۔ انہوں نے احسان کیا ہے اللہ پر ان کا ذکر زندہ ہے تو اللہ زندہ ہے... جی کے معنی معلوم ہیں...؟ بچوں کو دینیات میں پڑھایا جاتا ہے، جی کے معنی ہیں ہمیشہ سے زندہ تھا، ہمیشہ زندہ رہے گا۔

تو اللہ زندہ ہے اور رہے گا، کس کی وجہ سے، محسن کی وجہ سے... یہ ہے قرآن کا اعلان، اگر محسن کا تذکرہ نہیں تو ذکر اللہ بھی نہیں۔ اتنا اہم لفظ ہے یہ احسان، مگر اتنی کتابیں ترجمے ہو کر چھپ رہی ہیں کسی میں ایک چھوٹا سا چپٹر chapter بھی احسان پر نہیں۔ ملکوں ملکوں کی کتابیں چھپ رہی ہیں، نصیحتیں، وعظ ہو رہے ہیں، سب سے اہم بات محسن کا ذکر، احسان کی تعریف، محسن کی تعریف، محسنات کی تعریف، حسن کی تعریف، حسن کی تعریف، احسن کی تعریف... جتنے لفظ ہیں قرضِ حسنہ ہو، اسوۂ حسنہ ہو جہاں جہاں احسان کا لفظ آ رہا ہے کوئی شرح نہیں، کوئی تشریح نہیں، کہیں نہیں مل رہا... پڑھوں کیا میں...!

آج چھٹی تقریر ہو گئی، کتابوں میں ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے کہیں کسی ایرانی کتاب کے ترجمے میں مل جاتا کہ احسان پر کوئی عالم کچھ لکھتا... عراقی میں مل جائے، عربی میں مل جائے، اردو میں مل جائے، فارسی میں مل جائے... کہیں نہیں مل رہا۔ جب ملا ہی نہیں تو آج ہو گئی چھٹی تقریر، موضوع ختم ہو رہا ہے... بہت ڈھونڈا میں نے کہ شاید ادب میں مل جائے... تو پتہ چلا کہ علامہ اقبال نے اپنے کلام میں احسان کا لفظ دو بار استعمال کیا، میر تقی میر نے دو بار استعمال کیا، میر انیس نے پانچ بار استعمال کیا، جوش ملیح آبادی نے تین بار استعمال کیا اور غالب نے ایک بار استعمال کیا اور ظلِ صادق صاحب بیٹھے ہیں انہوں نے بھی دو بار استعمال کیا... یعنی میر اور جوش وغیرہ کے ہم پلہ

(۱۷۳)

ہی چل رہے ہیں۔ یہ ادب میں دو چار شعر تھے جو میں نے تعداد بتادی، شعر پڑھ بھی دیں گے کہیں موقع آئے گا۔

پورے ادب، پورے مذہب میں آپ کے اتنے اہم موضوع کا یہ حال ہے...! یہ محققین، یہ علماء کام کیا کر رہے ہیں؟ قلمی کام ہو کیا رہے ہیں؟ قرآن کا موضوع ہے... سورہ رحمان کی آیت سب کو رٹی ہوئی ہے... ھل جزا الاحسان الا احسان (سورہ رحمان)... کوئی بچہ، بوڑھا ایسا نہیں جسے یہ آیت یاد نہ ہو۔ لیکن شرح...! اور تاکید دیکھئے کہ مولائے کائنات فرمائیں... کہ ہوشیار! آگاہ ہو جاؤ، قرآن میں میرے کچھ نام ہیں، تم بہک نہ جاؤ اس لئے بتا دوں کہ قرآن میں میرا ایک نام محسن بھی ہے۔ اور قرآن کی تفسیر کے سلسلے میں کہہ رہے ہیں اور فوراً یہ آیت پڑھی..!

انا اللہ لمع المحسنين (سورہ عنکبوت آیت ۶۹)

اللہ محسنین کے ساتھ ساتھ ہے... اور میں قرآن میں محسن ہوں... میرا نام محسن ہے، مولائے کائنات فرما رہے ہیں، اتنا اہم لفظ کہ مولائے کائنات کہہ رہے ہیں بہک نہ جانا۔ تو اس نام کے سلسلے میں علیؑ نے کہا کہ جب میں یہ نام بتا دوں گا کہ تم بہک نہ جاؤ۔ یعنی اگر علیؑ یہ نہ بتاتے کہ محسن میں ہوں قرآن میں تو بہکنے کا امکان تھا... علیؑ نے مومن کو بہکنے سے بچا لیا یہ بتا کر کہ قرآن میں محسن میں ہوں۔

نوحؑ محسن، سلیمانؑ محسن، داؤدؑ محسن، موسیٰؑ محسن، ہارونؑ محسن، ابراہیمؑ محسن لیکن خطبہ البیان بھی تو پڑھئے... آدمؑ کی توبہ میں میں تھا۔ نوحؑ کی کشتی میں میں تھا، ابراہیمؑ جب منیٰ پر قربانی دینے گئے تو وہاں میں تھا، ابراہیمؑ کی دُعا میں میں تھا... جب کعبے کو بنا رہے تھے تو دیواریں میں اٹھا رہا تھا، عصائے موسیٰؑ میں میں تھا، ہارونؑ کے ساتھ میں تھا۔ کیا بتایا.. اللہ نے کہا یہ سب محسنین... علیؑ نے کہا میں ان سب کا محسن۔

(۱۷۴)

اب پتہ چلا کہ قرآن میں علیؑ سے بڑا محسن کوئی نہیں... یعنی جب اللہ نے دیکھا کہ نوحؑ نے مجھ پر احسان کیا... توجہ کیجئے... آج چھٹے دن مولائے کائنات کو موضوع بنارہا ہوں، پانچ دن سے ان کے والد گرامی موضوع تھے، میں بیک گراؤنڈ Background بنا کر آتا ہوں، پہلے باپ دادا کا ذکر کیا، آج ہو رہا ہے پوتے اور بیٹے کا ذکر، اس لئے ہو رہا ہے کہ کل آٹھویں علیؑ کا ذکر ہوگا... تمہیداً گفتگو ہے ورنہ پرسوں مولائے کائنات پر ہی گفتگو ہوگی، کل امام رضاؑ اور ان کے والد گرامی پر گفتگو ہوگی۔

ساتویں اور آٹھویں امامؑ پر کل گفتگو کروں گا کہ یہ دونوں اللہ کے کیسے محسنین ہیں؟ موضوع میں ہی گفتگو ہوگی امامؑ پر اور اس پر ہمارے سننے والے غور کریں کہ موضوع کوئی ہو... سترہ صفر تو ہر سال آتی ہے ہر موضوع میں ساتویں مجلس میں امام رضاؑ آتے ہیں... کیسے آتے ہیں یہ سننے والوں کو غور کرنا چاہئے... موضوع کوئی بھی ہو، اچانک آٹھواں امامؑ اصرار کو مدوح ہو جاتا ہے منبر پر، ہم اپنے موضوع سے منسلک رکھتے ہیں بیان کو۔ علیؑ نے کہا میں ہوں محسن، اللہ نے کہا نوحؑ میرا محسن، ابراہیمؑ میرا محسن، موسیٰؑ و ہارونؑ میرے محسن، تو یہ سب کر رہے تھے اللہ پر احسان اور اللہ کہتا ہے ہبل جزاً الاحسان الا الاحسان.... جب تم پر کوئی احسان کرے تو تم بھی جواب میں بڑھ چڑھ کر احسان کرو۔ اچھا! نوحؑ دکھائی دے رہے ہیں، عوام دیکھ رہے ہیں کہ نوحؑ یہ اللہ پر احسان کر رہے ہیں، یہ ہے کشتی، یہ ہے پانی، یہ ہے امت، یہ ہے طوفان...! اور یہ ہیں نوحؑ کے آنسو، یہ ہیں ان کی عبادتیں، یہ ہیں ان کی نجابتیں، ان کی شرافتیں۔ نوحؑ نے اللہ پر کیا احسان، سب تے دیکھا۔

اللہ دکھائی نہیں دیتا، اللہ نے جو احسان کیا کسی نے نہیں دیکھا... الا الاحسان ہوا کب؟ اور جب تک یہ سارے انسان دیکھیں نہ... اللہ میاں کو مزا نہیں آئے گا کہ

نوحؑ نے احسان کیا سب نے دیکھا اور جب جواب میں میں نے احسان کیا تو کسی نے نہیں دیکھا۔ میں نے موسیٰؑ اور ہارونؑ سے کہا جاؤ فرعون کے دربار میں جاؤ ذرا، اچھی اچھی باتیں کرنا، سختی نہ کرنا، تبلیغ کرنا... اور اگر کوئی تمہارے اوپر حملہ ہو جائے، جادوگر آجائیں تو نہایت اہتمام کے ساتھ تمہارے ہاتھ میں عصا ہے تم بھی پیچھے نہ رہنا... کرنا احسان، ہم دیکھتے رہیں گے، تم کام کرنا اور پھر اس کے بعد ابراہیمؑ سے خواب میں کہا کہ تم ذرا قربانی دے دو... بیٹے کو تو منیٰ میں پیش کر دو... انہوں نے احسان کیا، قربانی دے دی... کہا یہ بچہ تیرے لئے، تو نے بڑھاپے میں دیا میں تیرے اوپر احسان کر رہا ہوں، تو نے مانگا میں نے دے دیا... اب جواب آنا چاہئے کہ الا احسان... دکھائی تو دے... اب اللہ میاں حس و محسوس میں آتے نہیں کوئی ہندو کا عقیدہ تو ہے نہیں کہ دیوتا بن کر، کسی کا اوتار بن کر بھگوان رامؑ میں سما گئے، کرشن میں سما گئے... گنیش میں سما گئے، شیواجی میں سما گئے، پاروتی میں سما گئے، بھولے ناتھ میں سما گئے... شکر، جی میں سما گئے... ہندوؤں کا عقیدہ تو نہیں ہے، اسلام کا عقیدہ ہے کہ اللہ جسم و جسمانیت سے بری ہے... تو پھر کوئی ایسا ہو جو نمائندگی کرے اور نظر آئے... تو جب اللہ پر احسان ہو تو اس سے بڑا احسان کرنے کے لئے ایک ولی مقرر کرے تو جب نوحؑ پر احسان ہو تو علیؑ تم جاؤ، جب ابراہیمؑ احسان کرے تو علیؑ تم جاؤ... تب ہی تو کہا کہ سب سے بڑا احسان کرنے والا علیؑ ہے۔

ہر جگہ علیؑ آجائیں... میں نے تقریر کا پہلا جملہ یہ کہا ہے کہ علیؑ کی کسی فضیلت پر حیرانی نہ ہو... جو بھی کہا جائے وہ کم ہے... جو بھی علیؑ کے بارے میں کہا جائے، بس مظہر العجائب کہہ کر پیغمبرؐ نے بات ختم کر دی، عجیب مظہر، مظہر کے معنی ہیں کہ اللہ کے نور کا عکس... آئینہ رسالت پر پڑے... آئینہ رسالت سے، جب شیشے سے عکس نکلے تو آئینہ

(۱۷۶)

امامت پر پڑے... یہی تعریف ہے، مظہر... اور ظاہر ہو اور جب ظاہر ہو تو علیٰ مظہر بن جائے۔ اور وہ کہہ دے ہاں میں نے نور کے دو ٹکڑے کئے یعنی دو آئینوں میں نور منعکس ہوا، ایک رسالت کے آئینے میں، اور ایک امامت کے آئینے میں، یہ بحث الگ ہے کہ وہ نور کہاں تھا، کون تھا... معاذ اللہ اللہ میاں کا نور تھا... یا کوئی نور اللہ نے بنایا اس کے دو ٹکڑے کر دیئے میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا ہوں... بس اتنا جانتا ہوں کہ اللہ نے کہا کہ میں چھپا ہوا تھا، میں ظاہر ہو گیا، جب ظاہر ہوا تو کوئی نہ کوئی مظہر بنے گا...! ظاہر اور مظہر کیا ہے... مظاہر، مظہر، ظاہر سب ایک ہی تو لفظ ہیں... جب تک چھپا ہوا تھا تب تک کوئی مظہر کیوں نہیں تھا؟ ارے! بھیجی جبریلؑ مظہر بن جاتے، میکائیلؑ مظہر بن جاتے، فرشتوں کی کمی تھی...؟ میں نے چاہا کہ ظاہر ہو جاؤں، اللہ نے کہا کہ میں چھپا ہوا خزانہ تھا، چاہا کہ ظاہر ہو جاؤں تو جب تو ظاہر ہوا... عجیب بات ہے... آپ کہیں کہ میں گھر میں تھا، گھر سے باہر نکلا تو لوگوں نے مجھے دیکھا... تو نے کہا کہ میں نے چاہا کہ میں ظاہر ہو جاؤں تو تو ظاہر ہو گیا... تو تو دکھائی تو نہیں دیا... اللہ میاں کہاں ظاہر ہوا... کل بھی چھپا ہوا تھا، اب بھی چھپا ہوا تھا، کیا چیز تیری ظاہر ہوئی؟ کہاں ظاہر ہوا؟ ارے! وہ خزانہ کہاں ظاہر ہوا؟ تو جو خزانہ تلاش کر لے اس سے پوچھئے... ہر ایک خزانے تک پہنچ بھی تو نہیں سکتا نا... سب کو خزانوں کے پتے نہیں معلوم... بچوں نے کہانیاں پڑھی ہیں نا... نقشہ ملے، پھر نقشہ کو حل کرو... نقشہ حل ہو جائے تو جنگلوں کا پتہ بتانے والا ایک راہبر بھی تو ہو، اس لئے خزانہ ڈھونڈنے والے ایک راہبر بھی لیتے ہیں۔ جنگل میں کٹھنیاں آئیں گی، پریشانی آئے گی تم راستہ بتاتے چلنا...

راہبر گیا، اس نے پتہ بتایا کہا یہاں دبا ہے خزانہ، کھودا جائے، خزانہ نکلے گا۔ اب بتائیے کہ اللہ نے بتایا کہ میں چھپا ہوا خزانہ تھا ظاہر ہو گیا، ڈھونڈا کس نے...؟

(۱۷۷)

ڈھونڈنے پر لگایا سب کو، فرشتوں نے کہا ہم ڈھونڈ لیں گے، کہا اگر ڈھونڈا ہے تو بتاؤ... انہوں نے کہا کہ بس جتنا تو نے بتایا... یعنی خزانے کا نقشہ فرشتوں کو دیا نہیں تھا، کہا جو خزانہ ڈھونڈے گا خلیفہ وہ بنے گا۔

کہا تو ہم پیچھے ہٹتے ہیں... آدم تم بتاؤ خزانہ کہاں ہے...؟ تمہیں بناتے ہیں ہم خلیفہ... تم بتاؤ۔ کہا وہ ہے خزانہ محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ... بس میں ایک بات کہتا ہوں کہ ایسی تقریریں ان کی سمجھ میں آتی ہیں جو معرفت رکھتے ہیں، مومن سب ہیں، محبت سب ہیں لیکن عارف سب نہیں ہیں... اور میں دیکھ رہا ہوں اس وقت کتنے عارف مجلس میں بیٹھے ہیں، ان کی وجہ سے میں تقریر کر رہا ہوں اس وقت، آج اتفاق سے کچھ عارفین آگئے، میں انہیں پہچانتا ہوں، ورنہ بہتوں کے سر سے تو گزرتی جا رہی ہے اس لئے کہ جو جوش ہونا چاہیے وہ نظر نہیں آ رہا۔

میں چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں ظاہر ہو جاؤں، خزانہ ڈھونڈنے والا آدمؑ اور بتا دیا کہ یہ میں خزانہ...! جو چیز ظاہر ہو وہی تھا خزانہ... سب سے پہلے آدمؑ کی نگاہ میں کیا ظاہر ہوا... نور محمدؐ... نور علیؑ... نور فاطمہؑ... نور حسنؑ... نور حسینؑ... یہ ہے اللہ کا چھپا ہوا خزانہ۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ وجود تھا، چھپا ہوا تھا... اب یہ کوئی نہ کہے کہ جب اللہ نے محمدؐ کے نور کو بنایا، علیؑ کے نور کو بنایا تب بنے... بنایا نہیں گیا، موجود تھا، چھپا ہوا تھا ظاہر کیا گیا، تو آپ سمجھے کہ خلقت ہوئی... نور کو خلق نہیں کیا گیا، موجود تھا، چھپا تھا، ظاہر کیا گیا... ظاہر کو آپ سمجھیں پیدا ہوا، ناقص نگاہیں کیا سمجھیں گی؟ اور ٹکڑوں میں بھی ٹکڑے نہیں کیا گیا، عجیب فکر دے رہا ہوں۔

یہ بھی پتہ نہیں کس نے حدیث بنادی... ٹکڑوں میں بانٹ دیا... کب بٹا ٹکڑوں میں؟

(۱۷۸)

کہنے لگے ہاں دو ٹکڑوں میں بانٹا ایک صلب ابوطالبؑ میں گیا، ایک صلب عبداللہؑ میں تو کب بنا؟ عرب میں آ کے بنا۔ عبدالمطلب کے بعد بنا۔ آدمؑ نے کیا کہا!...! یہ محمدؐ، یہ علیؑ، یہ فاطمہؑ، یہ حسنؑ، یہ حسینؑ... اگر بنا ہوا نہیں تھا تو کیسے بنایا؟

ٹکڑے ٹکڑے نہیں کیا گیا، مجسم ایک نور محمدؐ تھا، ایک نور علیؑ تھا، ایک نور فاطمہؑ تھا، ایک نور حسنؑ تھا، ایک نور حسینؑ تھا، سب منسلک تھے آپس میں پہچان تھی نام سے۔ ٹکڑے ٹکڑے نہیں کیا گیا۔

موجود ہے، تقدیم و تاخیر ہو رہی ہے اس لئے کہ رشتے بن رہے ہیں حفظ مراتب کے مطابق، ایک بڑا بھائی بنے، ایک چھوٹا بھائی بنے، ایک بڑے بھائی کی بیٹی بنے، ایک بیٹی کے دونوں بچے بنے، ایک کے نواسے بنے ایک کے بیٹے بنے۔

اب یہ حفظ مراتب جو بنایا ہے یہ انسان کے بس کی بات نہیں، کبھی سوچئے گا۔ بختی کو چادر میں جمع کیا کہا یہ ہیں جب چاہیں انہیں یکجا کریں، چاہو تو الگ الگ دیکھو، چادر میں آئیں تو نور ایک ہے، لیکن دیکھو رشتہ یوں بنایا، چچا زاد بھائی، بھائی بھائی، بیٹے ہیں دو۔ باپ ہیں علیؑ، یہ بیٹے وہ باپ، وہ نانا یہ نواسے ہو گیا رشتہ پورا؟

دیکھتے جا رہے ہیں نا آپ... ایک فاطمہؑ رسولؐ کی بیٹی، علیؑ کی زوجہ، حسنؑ و حسینؑ کی ماں، کوئی رشتہ بچا... بھائی بھائی کا رشتہ، چچا زاد بھائی کا رشتہ، داماد خسر کا رشتہ، باپ اور بیٹی کا رشتہ، شوہر و زوجہ کا رشتہ، ماں اور بیٹے کا رشتہ... سارے رشتے ہو گئے نا... ذرا سوچئے کیا کوئی رشتہ بچا...؟ اگر کوئی رشتہ اس میں نہیں ہے تو اللہ کی نظر میں پھر وہ رشتہ قابل ذکر نہیں... آپ کہیں گے خالہ نہیں.. کوئی اہم رشتہ نہیں، واقعی حسنؑ حسینؑ کی کوئی خالہ نہیں، خالہ ہوتیں تو رشتہ ہوتا...! دیکھئے رسولؐ اللہ نا بھی ہیں حسنؑ حسینؑ کے اور دادا بھی، اسی لئے جد کہتے تھے، جد کے معنی ہیں نانا بھی دادا بھی۔

ایک صاحب اُٹھے کہنے لگے سارے رشتے بتادیئے... جو اہم رشتہ تھا بھائی اور بہن کا وہ کہاں ہے...؟ وہ بھی اسی میں ہے۔ ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ اہم ترین کائنات کا رشتہ اللہ چھوڑ دے.. محمدؐ اور علیؑ کون...؟ بھائی بھائی۔ اور بھائی بھائی کی اولاد آپس میں کیا ہوگی...؟ بہن بھائی، فاطمہؑ محمدؐ کی بیٹی، حسنؑ و حسینؑ علیؑ کے بیٹے، فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ چچا زاد بھائی اور بہن... فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ کی بہن بھی ہیں، اگر اللہ نے فاطمہؑ کو بھائی نہیں دیا تو حسنؑ و حسینؑ جیسے بھائی دے دیئے۔ اسی رشتے کو آگے بڑھا دیا کہ اگر حسنؑ و حسینؑ کی بہن بن سکتی ہے تو ثانی زہرا۔

چھپا ہوا خزانہ اور میں ہوا ظاہر تو اتنے رشتوں میں ظاہر ہوا، جو رشتے ان میں نہیں وہ میرے خزانے میں نہیں۔ وہ تمہارے بنائے ہوئے ہیں، میرے بنائے ہوئے رشتے اتنے ہی ہیں، تمہارے بنائے ہوئے رشتے اور... کہ پھر وہ سسرال والے، تو پھر وہ بیوی کے بھائی، تو وہ بیوی کے ابا، فلاں، فلاں تو یہ سب تمہارے بنائے ہوئے ہیں۔ ہمارے بنائے ہوئے تو صرف اتنے ہیں جتنے چادر میں ہیں۔ یعنی نانی کو بھی شامل کرنے کو اللہ تیار نہیں، اُم سلمہؓ نے کہا میں آ جاؤں...؟ نانی چادر میں نہیں آ سکتی، دوسری نانی میدان میں جائے چادر میں نہ آئے۔

اسی لئے چادر میں نہ آئے، خیر پر ہو... ایسے رشتے خیر پر ہیں، یہ رسولؐ نے کیا کہا! تم خیر پر ہو۔ پتہ چلا کچھ رشتے خیر کے ہوتے ہیں کچھ شر کے ہوتے ہیں۔ رشتوں میں بھی شر ہے... رشتوں میں بھی خیر ہے، بس جو خیر والے ہوں انہیں قبول کر لو۔ تو ہم نے بنادیئے... یہی تھا ہمارا چھپا ہوا خزانہ... یہ تھے اس وقت بھی جب آدمؑ نہیں بنے تھے، یہ تھے اس وقت بھی جب جبریلؑ نہیں بنے تھے۔ میں اسی منزل تک لانے کے لئے تمہید کر رہا ہوں، تمہید کرتے کرتے پون گھنٹہ ہو گیا.. جب تقریر شروع ہوگی تو ختم ہو جائے گی۔

کل ماجد رضا عابدی کہنے لگے کہ آپ نے گیارہ بجے ابوطالبؑ پر تقریر شروع کی اور سوا بارہ بجے ختم کر دی، تمہید میں ایک گھنٹہ گزر جاتا ہے، اگر سب اہل معرفت بن جائیں تو دس منٹ کے بعد میری تقریر شروع ہو جائے، یہ موضوع میں نہیں تھا جواب تک بیان کیا،... جو کہنے جا رہا ہوں اس کے لئے یہ تیاری کرائی ہے میں نے، اب وہ جتنا بھی ہو، جو بچے گا وہ کل،.. اس لئے کہ اب وقت سے اور over تو ہوتا نہیں ہوں میں، اس لئے گھڑی لگانے لگا ہوں، لاہور میں گھڑی نہیں لگاتا تھا تو دو گھنٹے، ڈھائی گھنٹے.... ابھی انجولی میں دس صفر کو تین گھنٹے پچیس منٹ پڑھا اور وزیر صاحب نے کہا ہے وہ دیکھئے، منبر ٹوٹ گیا یعنی میرے پاؤں دھنس گئے منبر کے اندر۔ اب ظاہر ہے کہ منبر بھی ٹھوسے کے بن رہے ہیں، وہ ٹوٹ گیا، مضبوط نہیں تھا، بس ڈرتا ہوں کہ جامعہ السطین کا منبر... ویسے ہے مضبوط یہ، تو بس جو لوگ دور دور سے آتے ہیں، شوقین ہیں ان کا خیال ہوتا ہے کہ وقت زیادہ نہ لگے، میں چہرے پر بچا ہوں کہ وہ کس شوق و ذوق سے ہر سال آتے ہیں۔ ان کا لحاظ ہوتا ہے کہ بات کامل ہو اور کارآمد ہو۔ یہی تمہید تھی کہ کب سے ہیں یہ انوار؟

خلقتِ آدمؑ سے پہلے خلقتِ ملائکہ سے پہلے تھے... جبریلؑ کبھی نہ کبھی تو بنے... ایک دن حضورؐ نے پوچھ لیا کہ جبریلؑ تمہاری خلقت کب ہوئی؟ کہا وہ ایک ستارہ نکلتا ہے آسمان پر اور وہ پچاس ہزار برس کے بعد طلوع کرتا ہے، ایک ستارہ جبریلؑ کو نظر آتا ہے ہر ایک کو نہیں، کہا یا رسول اللہؐ پچاس ہزار بار اس ستارے کو طلوع ہوتے دیکھ چکا ہوں، اب ذرا جبریلؑ کی عمر کا اندازہ کیجئے، اتنی عمر کے باوجود جب شبِ ہجرت آئے تو رسولؐ سے کہا کہ علیؑ کو بستر پر سلا دیجئے، کسی نے آگے بڑھ کر کہہ دیا کہ علیؑ تو ہیں ابھی انیس سال کے... یہ چالیس مل کر قتل کر دیں گے، آپ کیوں نہیں سو جاتے، اتنے پرانے ہیں آپ،

اگر کوئی قتل کر بھی دے تو کون ہے رونے والا، نہ آپ کی اماں ہیں، نہ کوئی بھائی ہے نہ بہن ہے۔ آپ کیوں نہیں لیٹ جاتے، پتہ ہے جبریلؑ نے شب بھرت کیا جواب دیا.... کہا! سب سے مذاق کرنا، جبریلؑ سے نہ کرنا، کہا کیوں نہ کرنا؟ کہا مذاق کرتے ہو، محمدؐ کی جگہ میں لیٹوں، جو محمدؐ کی جگہ آجائے وہ جل جاتا ہے، یہ علیؑ کی جگہ ہے۔ دیکھئے اتنا ادب والا ملک ہے، مقام علیؑ پہنچتا ہے، عظمت علیؑ جانتا ہے، پرانا ہے نا بھائی اس لئے جانتا ہے۔

نئے والوں کو کیا پتہ؟ جو ابھی ابھی بن کے منبر پر بیٹھے ہیں وہ کیا جانیں علیؑ کیا ہے؟ جبریلؑ جانتے ہیں، کیسے جانتے ہیں؟ کچھ بات ہوگئی، تو جبریلؑ جارہے تھے، واپس آگئے، کہا یا رسول اللہؐ یہ علیؑ، میں وحی لے کر آتا ہوں، سید الملائکہ ہوں، سردار ہوں، جب میں یہاں سے نکلتا ہوں تو علیؑ مجھ سے مذاق کرتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی جملہ کہہ دیتے ہیں، یا رسول اللہؐ کچھ تو بزرگی کا لحاظ ہونا چاہئے، جوان ہیں، جوان لوگوں کی عادت ہوتی ہے اکثر مسلمان سے بھی کچھ کہہ دیتے تھے۔

دیکھئے وعدہ ہے کہ میں جو کچھ پڑھوں گا آپ یقین کریں گے، آج ہے معرفت کی تقریر، تین سو سال کے تھے مسلمان، علیؑ بائیس سال کے، مسلمان بیٹھے وضو کر رہے تھے، حضرت علیؑ بھی وضو کر کے آئے تھے ہاتھوں سے پانی ٹپک رہا تھا، وہ ہاتھوں سے ٹپکتا ہوا پانی علیؑ نے ایسے مسلمان کے ہاتھوں پر چھڑک دیا، مسلمان نے جا کر رسول اللہؐ سے کہا، دیکھئے علیؑ کا بچپنا، میں اتنا بزرگ ہوں مجھ سے مذاق کر رہے ہیں۔

کہا علیؑ سے خود ہی پوچھ لیں، کہا یا علیؑ کیا یہ زیب دیتا ہے کہ آپ جیسا جوان مجھ جیسے بوڑھے سے مذاق کرے؟ کہا! کیوں تم عمر میں مجھ سے زیادہ ہو، کہا ہاں... کہا اچھا اور یائے ارژنگ میں جب تم نہا رہے تھے، کپڑے تمہارے باہر پڑے تھے، جب

تم جوان تھے، شیر نے حملہ کیا... بات ہے ایران کی، کہا ہاں ایسا واقعہ تو ہوا تھا... کہا شیر سے تمہیں کس نے بچایا تھا؟ کہا وہ تو ایک جوان آیا تھا اس نے مجھے بچایا تھا، کہا تم نے اس جوان کو کیا دیا تھا؟ کہا میرے پاس کیا تھا، میں نے اپنی چادر کا گلہستہ بنایا پھول کی طرح اور اس کو پیش کیا کہا تم نے مجھ پہ کیا احسان... احسان کا صلہ یہی ہے۔ ابھی قرآن کی آیت کہاں آئی ہے... سورہ رحمان کہاں آیا... معرفت رکھتے ہیں.. کہا اچھا اگر وہ گلہستہ میں تمہیں پیش کروں تو... آؤ میرے ساتھ، علی گھر میں گئے... گلہستہ لائے کہا! یہی گلہستہ دیا تھا نا.. سلمان حیران!.. کہا!.. ہے تو یہی گلہستہ، چادر تو میری ہے۔

علی نے کہا ہاں! سن و سال کی بات نہ کرو، اس دن سے سلمان کو معرفت ہو گئی، سمجھ گئے میں چاہے جتنے برس کا بھی ہو جاؤں، سن و سال میں علی سے زیادہ نہیں ہو سکتا... وہی معاملہ جبریل کے ساتھ آیا، جتنے رسول کی بزم میں بیٹھے سب کو یہی مصیبت پڑی کہ علی کو پہچانا مشکل ہو گیا.. اس لئے رسول اللہ کو اعلان کرنا پڑا، اللہ کو نہیں پہچانا سوا میرے اور علی کے، رسول کو نہیں پہچانا اللہ اور علی کے علاوہ اور علی کو نہیں پہچانا اللہ اور میرے علاوہ...

اب جبریل کیا پہچانیں اور سلمان کیا پہچانیں... صورت سے پہچانتے ہیں، فضیلتوں سے پہچانتے ہیں... تو ہم آپ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم علی کو پہچانتے ہیں... ہم تو خود اپنی مصیبتوں میں علی علی پکارتے ہیں ہم کیا پہچانیں؟ ہر مصیبت میں تو علی کو پکار لیتے ہیں، تو پہچانیں کیا؟ جانتے ہیں علی کو پہچانتے نہیں، بس یہ کہ پہلے امام ہیں، جانا بہت مشکل ہے... جبریل نے شکوہ کیا... کہا علی سے پوچھ لو...!

کہا یا علی معلوم ہے میری عمر کیا ہے؟ کہا کیا عمر ہے...؟ کہا یہ عمر ہے...؟ کہا اچھا جب اللہ نے تمہیں خلق کیا تو کیا تھا؟ کہا سنا تھا، کہا پھر اللہ نے تم سے کیا پوچھا...؟ کہا

(۱۸۳)

اللہ نے پوچھا مجھ سے کہ جبرئیلؑ میں کون.. اور تم کون؟ پہلی آواز کیا آئی جب تم خلق ہوئے....؟ کہا بتاؤ میں کون.. اور تم کون؟ علیؑ نے پوچھا تم نے کیا کہا؟ کہا! آواز آتی رہی، میں کہتا رہا میں میں ہوں، تو تو ہے، میں میں ہوں، تو تو ہے۔

بھی یہ تو تو میں میں کیا ہے...؟ کیسے شروع ہوئی یہ تو تو میں میں...؟ اللہ نے پوچھا جبرئیلؑ سے... میں کون.. اور تم کون؟ جبرئیلؑ نے کہا تو تو ہے اور میں میں ہوں۔ علیؑ نے کہا کب تک یہ تو تو میں میں تم نے کی...؟ جبرئیلؑ نے کہا عرصہ دراز تک، کہا پھر کیا ہوا...؟ میں نے دیکھا ایک دن ایک نوجوان آیا میرے قریب.. اس نے کہا جبرئیلؑ کیا تو تو میں میں میں لگے ہوئے ہو... کہو!

تو رب جلیل ہے، میں عبد ذلیل ہوں

کائنات میں ملک کو بتانے والا کہ رب کیا ہے اور عبد کیا ہے.... یہ رشتہ بتانے والے کا نام ہے علیؑ۔ کہا جبرئیلؑ وہ میں تھا... اب بتاؤ تمہاری عمر زیادہ یا میری عمر زیادہ... اس دن سے جبرئیلؑ نے طے کر لیا کہ اب علیؑ مذاق بھی کریں تو کوئی حرج نہیں... تبھی تو مشہور ہو گیا.. علیؑ استاد جبرئیلؑ... نوحوں میں، مرثیوں میں، سلام میں، انیس نے دبیر نے، حدیثوں میں، روایتوں میں... علیؑ استاد جبرئیلؑ کہتے سب ہیں، کب جبرئیلؑ شامل ہوئے یہ بتایا کسی نے؟ جب بندگی سکھائی، جس دن علیؑ نے بندگی سکھائی تب جبرئیلؑ شاگرد ہوئے یہ استاد.. تو اتنا سیکھا اتنا سیکھا کہ امین وحی بنا اور وحی لے کر آنے لگا۔

اعتراض ہو گیا بھئی یہ شیعہ لوگ علیؑ کو استاد بنا دیتے ہیں، ہم کہاں بنا دیتے ہیں، جس کو اللہ استاد بنا دے...!! اچھا دیکھئے سب جانتے ہیں کہ شیطان کو فرشتوں کا استاد اللہ نے بنا دیا.. فرشتوں کا استاد ابلیس کو مانیں گے... لیکن اگر کہو علیؑ استاد تو نہیں مانیں

گے۔ اس کے معنی ہیں کہ ایجوکیشن اسی لئے غلط چل رہی ہے کہ غلط لوگوں کو استاد مانا گیا ہے۔

اے روز اخبار میں وزیر اعظم یہ بیان دے رہا ہے کہ...! پاکستان کے معاشرے کی خرابی یہی ہے کہ نظام تعلیم خراب ہے۔

تو کبھی تو استاد بدلا جائے گا، جب تعلیم کا خزانہ چھپا ہوا تھا تو استاد چھپا ہوا تھا اور شیطان کو خواہش ہوئی استاد بننے کی تو اللہ نے کہا پڑھا کے دکھا، جب آدم بنے تو سورہ بقرہ میں ہے کہ ہم نے فرشتوں کا لیا امتحان، تاکہ جو دل میں ہے وہ ظاہر ہو جائے، جب Education پوری ہو جاتی ہے تو استادوں کا استاد لیتا ہے امتحان... کہ شاگرد کو سکھایا کیا ہے؟ تو جب امتحان لیا فرشتوں کا اللہ نے کہ اے شیطان کیا سکھایا ہے تو نے؟ تو نکلے زید، کچھ نہ بتا پائے اور جو ابوتراب تھا آدم کا استاد، چھپ کر سکھایا تھا، آدم نے کہا میں بتاؤں، اللہ نے کہا بتاؤ...! جو سکھاتا تھا آدم نے استاد سے تو فر فر بتایا...! محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین۔

تو فرشتوں نے سوچا کہ آدم نے جس سے سیکھا ہے اس سے سیکھو، تو پھر شاگردی اختیار کی۔ اس لئے کہ وہ استاد تو شیطان بنا کے نکالا گیا اور جب وہ نکالا گیا تو دوسرے استاد کا تقرر ہوا۔ جب پہلے استاد نے جس کا نام ہے علی اس نے یہ دیکھا کہ فرشتوں کی بزم میں جس یعنی شیطان آگیا تو علی مخفی ہو گیا... جب کائنات میں رجس رہتا ہے تو معصوم پردے میں رہتا ہے۔

آپ کہیں گے یہ جملہ کہاں سے لے آئے؟ تو حدیث دوں... میں بغیر دلیل کے کوئی جملہ کہتا ہی نہیں۔ توجہ! رسولؐ نے کیا کہا کہ وہ عدل و انصاف سے دنیا کو یوں بھر دے گا جیسے ظلم سے بھری ہوگی، ظلم سے، نجاست سے، جب تک پاک نہ ہو معصوم

آئے گا ہی نہیں۔ پہلے ظلم ہوئے، عدل آئے تو معصوم آئے یعنی زمین پاک ہو جائے تو معصوم آئے۔

شیطان جب آیا تو معصوم مخفی ہو گیا، جب ر جس وہاں سے نکالا گیا تو معصوم ظاہر ہو گیا اللہ نے کہا میں نے ظاہر کر دیا۔ ظاہر ہوئے علیؑ اور محمدؐ، اللہ کہہ رہا ہے میں ظاہر ہوا۔ شرک اللہ کرتا ہے یا ہم، یہ بتا دیجئے آپ؟ یہ سب اللہ کہہ رہا ہے قرآن میں اور جب یہی فکریں دی جاتی ہیں تو لوگ گھبرا گھبرا کر کہتے ہیں کہ ہو گیا شرک...! اللہ کہہ رہا ہے یہ ہم پر کرتے ہیں احسان، انہوں نے ہم پر کیا احسان۔ علیؑ نے کہا سلونی! آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ اور پھر محمدؐ تک کسی نے نہیں کہا سلونی۔ نبیؐ سے افضل کوئی نہیں، علیؑ سے افضل ہیں نبیؐ۔ قرآن پورا اترا نبیؐ پر، قلب محمدؐ پر لیکن کبھی یہ نہیں کہا سلونی...! قیامت تک کی پوچھو۔

اچھا مجھے ذرا یہ بتا دیجئے کہ قرآن کا دعویٰ ہے کہ ہر خشک و تر مجھ میں موجود ہے، جب قرآن میں ہر خشک و تر موجود تھا تو علیؑ کو کہنے کی کیا ضرورت تھی سلونی؟ مجھ سے پوچھو، کیوں؟، پتہ چلا جو علیؑ کے دل میں ہے وہ بھی قرآن میں ہے۔ قرآن کامل نہیں ہوتا جب تک علیؑ نہ بتائیں۔ علیؑ نے سلونی کہا تو حدیث کامل ہوئی۔

انّی تارکٌ فیکم الثقلین

کچھ قرآن میں ہے کچھ علیؑ کی زبان میں ہے۔ دونوں ملے تو خشک و تر پورا ہوا اور جو باتیں علیؑ نے بتائیں وہ قرآن میں نہ تھیں، نہ ہیں، وہ علیؑ کے ہی سینے میں تھیں تو علیؑ نے بتایا کہ میں بھی قرآن ہوں، وہ صامت ہے، میں ناطق ہوں، وہ خاموش ہے، میں بولتا ہوں۔ قرآن دونوں کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ تنہا قرآن کوئی چیز نہیں ہے، وہ کاغذ تاج کمپنی کا چھپا ہوا قرآن ہے، علیؑ کعبے سے نکل کے آئے ہیں، وہ قرآن اللہ کے گھر سے

ملا ہے اور یہ قرآن تم لوگوں کو Press سے ملا ہے، یہ قرآن اور وہ قرآن... اور یہ چھپا ہوا ہے اس میں مولوی سے جا کے دستخط کروانا پڑتے ہیں کہ کوئی کتابت کی غلطی نہیں ہوئی، کوئی لفظ غلط نہیں چھپا، جبکہ قرآن کہہ رہا ہے کہ کوئی شک وریب نہیں ہے اس میں، پھر بھی شک وریب دور کرنا پڑتا ہے۔ علیٰ وہ کتاب ہے جس میں ایسی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

تو سلونی کہا.. مجھ سے پوچھا! اب اس نے پوچھا کہ بتائیے میرے سر پر کتنے بال ہیں؟ تو قرآن میں یہ کہاں لکھا ہے کہ سعد ابن ابی وقاص کے سر پر کتنے بال ہیں! ہوگا خشک و تر کا دعویٰ لیکن دکھاؤ۔ ایک آدمی بیچ سے اٹھ کر سامنے آگیا۔ اس نے کہا بتائیے اس وقت جبریل کہاں ہیں؟ علی نے دائیں دیکھا، بائیں دیکھا، نیچے دیکھا، اوپر دیکھا، یعنی ہر آسمان پر دیکھ لیا، بس علی کی ایک نظر...! زمین کے سارے طبقات میں دیکھا.. سمندر کی لہروں میں دیکھا.. موتی میں دیکھا، موتی کے سینے میں دیکھا، مائی کے شکم میں دیکھا، وہاں بھی گنجائش تھی! یونس کے جانے کی وجہ سے، وہاں بھی ملک چھپ سکتا ہے، جب سب جگہ دیکھ لیا، کہا کہیں نہیں ہے، اس وقت جبریل کہیں نہیں ہے، یا میں جبریل ہوں یا تو جبریل ہے۔ اور میں ہوں نہیں سکتا، اس لئے کہ میں ہوں انسان... تو ہے جبریل، اب ظاہر ہو جا۔ وہ ظاہر ہو گئے، لوگ بعد میں کہتے کہ علی نے ایک انسان کو سکھا پڑھا کر کہا کہ تو جبریل بن جانا، تو جبریل نے بھی کہا کہ بتا کے جاؤں گا کہ میں ہی ہوں جبریل۔ ابھی انسان کی شکل میں تھے، اس کے بعد ملک ہے اور بن کے دکھایا کہ دیکھو میں ہوں ملک۔ مسجد کوفہ کی چھت پھٹی اور وہاں سے اڑتے ہوئے گئے، دروازے سے جاتے تو لوگ کہتے سکھایا پڑھایا ہوا تھا، پرواز کر کے بتایا، میں ہوں جبریل۔ کہا بے شک یا علی آپ نے سچ کہا، میں ہوں جبریل۔ یہ قرآن میں کہاں لکھا

تھا کہ کوئی پوچھے کہ اس وقت جبرئیل کہاں ہیں؟ ہر خشک وتر ہے قرآن میں! اگر کوئی اس وقت پوچھ لے آ کر کہ اس وقت جبرئیل کہاں ہیں؟ تو آپ بتائیں گے قرآن دیکھ کر کہ اس وقت جبرئیل کہاں ہیں؟ قرآن میں کوئی ملائکہ کا Time Table نہیں لکھا ہے کہ اتنے بجے وہاں ہوتے ہیں، اُس وقت وہاں ہوتے ہیں۔ قرآن کوئی ایسی کتاب نہیں ہے... ہے خشک وتر... لیکن علیؑ کا سلونی بتا رہا ہے کہ ہوگا خشک وتر لیکن تمہیں نہیں معلوم ہمیں معلوم ہے۔ ہاں ہاں جبرئیلؑ کے اوقات بھی قرآن میں لکھے ہوں گے لیکن تم نہیں بتا سکتے، ہم بتائیں گے۔ اس لئے قرآن تنہا کافی نہیں ہے۔ جب تک میں نہ بولوں قرآن چپ ہے۔ کہا سلونی تو لوگوں نے پوچھا شروع کیا تو یہودیوں کا سب سے بڑا عالم راس الجالوت بھی بیٹھا ہوا تھا، علیؑ کے درس میں جب ملائکہ بیٹھ چکے تو یہ شہرتیں سب سنے ہوئے تھے۔ تو یہودی بھی، نصرانی بھی، حدیہ ہے کہ سندھ کے ہندو بھی پہنچے ہوئے تھے... راجپوت اور جاٹ لوگ علیؑ کے درس میں حصہ لینے پہنچے، گوالیار تک کے لوگ، لڑکا تک کے لوگ، برہما تک کے لوگ علیؑ کا درس سننے جاتے تھے۔ اس وقت پاسپورٹ وغیرہ تو تھا نہیں، ہوائی جہاز تو تھا نہیں اونٹ پر بیٹھے صحرا پہنچ گئے، جس کو علم کا شوق تھا۔ تو کیا اس زمانے میں علم کے شائقین نہیں تھے اگر شائقین نہ ہوتے تو علیؑ کا علم پوری دنیا میں پھیلتا کیسے؟ اس زمانے میں سندھ کا جو بادشاہ تھا اس کا نام تھا شمشب اور علیؑ کے ہاتھ پر ایمان لایا، علیؑ کے دور میں سندھ میں اسلام آیا اور سب شاگردوں میں تھے علیؑ کے، تو راس الجالوت بھی بیٹھا ہوا تھا... تقریر آج کامل نہیں ہو پائے گی شروع آج کر رہا ہوں لیکن کل یا پرسوں کامل ہوگی... اس لئے کہ یہ بہت طویل روایت ہے۔ راس الجالوت اُسٹھ کے علیؑ کے سامنے آیا۔ علیؑ پہچان گئے کہ یہودیوں کا سب سے بڑا عالم ہے... کہا آپ نے سلونی کہا۔ علیؑ نے کہا ہاں! اس نے کہا میں

پوچھوں تو علیؑ نے کہا ہاں پوچھ... کیا پوچھنا چاہتا ہے؟

پوچھا یہ بتائیے کہ ہر نبی اور ہر نبی کے وصی کے تین امتحان ہوتے ہیں اور نبی کا ہر وصی نبی کی زندگی میں تین امتحان دیتا ہے اور نبی جب مرجاتا ہے تو اس کے بعد پھر وصی کو تین امتحان دینے پڑتے ہیں۔ میری تقریر کا پہلا جملہ آپ کو یاد ہے کہ نبی کا امتحان احسان ہے۔ موضوع سے تو نہیں ہٹا...! اے ابراہیمؑ تم نے خواب کو سچ کر دکھایا، ہم محسنین کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں تو ہر نبی کا امتحان اللہ پر اس کا احسان... ہر وصی کا امتحان اللہ پر احسان... میں موضوع پر ہوں۔ اس الجالوت نے کیا سوال کیا؟ کہا یا علیؑ آپ بھی ایک وصی ہیں، بتائیے نبیؑ کی زندگی میں آپ کے کتنے امتحان ہوئے اور بعد نبیؑ کتنے امتحان ہوئے؟

کہا راس الجالوت سن! ہر نبی اور ہر نبی کے وصی کے تین امتحان ہوئے اور بعد نبی وصی کے تین امتحان اور ہوتے تھے لیکن کائنات کا واحد وصی میں ہوں کہ نبیؑ کی زندگی میں میرے سات امتحان ہوئے اور بعد نبیؑ پھر سات امتحان ہوئے اور ابھی ایک امتحان باقی ہے۔ اب سمجھ میں آیا... علیؑ نے کیوں کہا قرآن میں میرا نام محسن ہے، بہک نہ جانا اب اس جملے کے معنی سمجھ میں آئے... میں بتا دوں کہ قرآن میں محسن میں ہوں تاکہ تم بہک نہ جاؤ، محسن سب ہیں، آدمؑ و نوحؑ و موسیٰؑ و ہارونؑ لیکن اللہ کا محسن اعظم علیؑ ہے، کہا کہ نبیؑ کی زندگی میں میرے سات امتحان ہوئے اور سات امتحان بعد نبیؑ ہوئے، چودہ امتحان علیؑ کے اللہ کی مارگاہ میں!! آنے والی تقریر میں بیان ہوں گے اور حسینؑ کا امتحان کر بلا میں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ حسینؑ کا امتحان کر بلا میں تھا لیکن پروردگار کیا یہ بھی تو نے لوح محفوظ میں لکھا تھا کہ حسینؑ کی چھوٹی سی بچی سکینہؑ کا امتحان بھی ہوگا!! بچوں کا کیا امتحان؟ دیکھیں یہ فکر کے لئے ایک جملہ دیا ہے۔ اس پر جتنا

چاہیں آپ سوچیں، جس منزل پر موسیٰ، ہارون، نوحؑ و عیسیٰؑ و محمدؐ علیؑ ہوں اس منزل پر سکیئہ...! سکیئہ کا کیا امتحان، ابھی سید ماجد رضا عابدی نے جو مرثیہ مرزا دستگیر کا پڑھ دیا، اس سے بڑے مصائب کسی مرثیے، کسی نوے، کسی سلام، کسی حدیث، کسی خطابت میں آہی نہیں سکتے، جیسا مرثیہ پڑھ دیا ماجد رضا نے اس وقت اور جو رقت کروائی اور جو الفاظ مرثیے میں ہیں، ایسا مرثیہ لکھا ہی نہیں جاسکتا... بی بی سکیئہ کے مصائب اب اس دور میں کوئی نہیں لکھ سکتا اور نہ ایسا پڑھ سکتا ہے اور اس مرثیے کو جب بھی آپ پڑھیں گے ایسے بین ماں کے لکھ دیئے ہیں... حالانکہ میں شہادت پوری پڑھ نہیں پاؤں گا بی بی کی، میرا وعدہ ہے آپ سے کہ اٹھارہ کو، کل تو امام ہشتم کی شہادت پڑھوں گا اور اٹھارہ کو بی بی کی شہادت پڑھوں گا۔ شاید خواتین پریشان ہیں...! پرچے بھی آرہے ہیں کہ جناب سکیئہ کی شہادت میں نے اب تک نہیں پڑھی۔ تو وضاحت کر دوں کہ دیکھئے انیس کو رہائی پڑھنا ہوتی ہے اور ظاہر ہے چہلم کو کر بلا میں اہل حرم کا پہنچنا اور شام تک مدینے پہنچنا... یہ ہے کل ذاکری اگر میں پہلی صفر، دوسری، تیسری، چوتھی، نو، دس، گیارہ، بارہ کو شہادت پڑھ دوں تو قسم کھا کر بتاؤ کہ اگر میں پہلی مجلس میں شہادت پڑھ دیتا تو پہلی سے آٹھویں مجلس تک درمیان میں کیا پڑھتا...؟ یہ میری مجبوری ہے، یاد رکھنا کہ جب جناب سکیئہ کی شہادت ہوگئی تو مصائب ختم ہو گئے۔ یعنی ایسے ختم ہو گئے کہ قیدی آزاد ہو گئے، بس پھر مصائب کیا رہے؟ جب عمارتی پتھر پڑ گئے، جب بیبیاں پردوں میں بیٹھ گئیں اور کر بلا بھائی کے پاس پہنچ گئیں تو سکیئہ نے مرکر مصائب کا خاتمہ کر دیا۔ اب نہ تازیانے ہیں سید سجاد پر، اب نہ زینب کی طرف تازیانہ آ رہا ہے، نہ اب پیاسے ہیں اہل حرم، نہ اب بھوکے ہیں اہل حرم، نہ اب مسافت کی تکلیف ہے، کیسی مظلوم بی بی تھی! کہ مرتے ہی مصیبتوں کا خاتمہ کر دیا تو اس لئے میں شہادت

جلدی نہیں پڑھتا کہ سیکرٹ بی بی کی شہادت کے بعد مصائب کے chapter بند ہو گئے اس لئے میں اٹھارہ کو پڑھتا ہوں تاکہ شہادت سے متصل رہے کہ بلا میں آنا... اس لئے کہ کہ بلا آ کر زمینب نے کچھ نہیں کہا، اب کہنے کو باقی کیا تھا اور دیکھئے یہ وہ بیبیاں تھیں کہ جو مصیبتیں ان پر پڑیں اگر بھائی سے شکوہ کر دیتیں تو امتحان کے حُسن میں کمی آ جاتی۔ یہ کمال ہے جناب زمینب کا، سید سجاد کا، جناب ام کلثوم کا، جناب ام لیلیٰ کا، جناب ام رباب کا، قمریہ آپ کو بتا رہا ہوں مقتل کی تمام روایتیں... نہ بھائی سے آ کے... دیکھئے Research کے لئے اگر ہمارے نوجوان مضمون لکھنا چاہیں، شعر کہنا چاہیں تو ان کے لئے دعوتِ فکر ہے اور یہ باتیں سوچنے کی ہیں... مصائب تو سب ہی پڑتے ہیں، لیکن میں فکر دیتا ہوں کہ کسی بی بی نے کہ بلا آ کے حسینؑ سے یہ نہیں کہا کہ ہم پر یہ مصیبتیں پڑ گئیں، تازیانے پڑے، ہم بے پردہ تھے، ہمیں پانی نہیں ملا، ہمیں کھانا نہیں ملا، اندھیرے قید خانے میں تھے، نہ ام ربابؑ نے کوئی شکایت کی، نہ ام لیلیٰؑ نے کوئی شکایت کی، نہ ام فروہؑ نے کوئی شکایت کی، نہ جناب زمینبؑ نے اور نہ ام کلثومؑ نے کوئی شکایت کی، کسی نے کوئی شکایت نہیں کی۔ شکایت کے لئے نہیں گئی تھیں کہ بھائی سے شکوہ کرتیں۔

خود منظور کیا تھا کہ میں جاؤں گی قیادت کرتی ہوئی بھائی کا پیغام پہنچانے تو اب شکوہ کیسا! مدینے سے آ کے نانا سے بھی شکوہ نہیں کیا، کہیں کسی کتاب میں بھی نہیں ملتا، نہ کسی راوی نے لکھا ہے کہ نانا سے یہ کہا ہو...! نانا پانی نہیں ملا، کھانا نہیں ملا، بازار میں پھرائے گئے، کوڑے پڑے، تازیانے پڑے، رسی باندھی گئی، شانے باندھے گئے، گردن باندھی گئی... نہیں... کوئی شکوہ نہیں۔ بس دو جملے سن لو کہ پھر بات کیا ہوئی؟

بھائی سے شکوہ نہیں کیا، بہنوں نے، نہ بیبیوں نے اور دیکھئے کوئی اور بی بی تو بولی ہی

نہیں، پھر ایک Research دے رہا ہوں آپ کو، نہ اُمّ رباب کہیں بولیں، نہ اُمّ لیلیٰ کہیں بولیں، نہ اُمّ فروہ کہیں بولیں، نہ زوجہ عباس بولیں... کیوں؟ اس لئے کہ کہتی تو شاہزادی زینبؓ کچھ کہتیں.. یہ گھر کا ادب ہے جو کہنا ہے وہ بی بی کہیں، ہم کیوں کہیں۔ آپ کو نہیں ملے گا کہ روضہ رسولؐ پر ان بیبیوں نے کیا کہا یا قبر حسینؑ پر ان بیبیوں نے کیا کہا؟ جو کچھ بات کی ہے وہ زینبؓ نے کی۔ اس لئے کہ اختیار زینبؓ کے پاس تھا۔ جو یہ کہیں، یہ معصوم اور معصومہ کی بیٹی ہیں، ہم کیسے کہیں، جو یہ کہیں وہی منظور تو کیا آپ کو معلوم ہے؟ زینبؓ نے یہ نہیں کہا حسینؑ کی قبر پر کہ رسی باندھی گئی بھیا اٹھو، تازیانے پڑے بھیا اٹھ کے دیکھو.. نہیں.. بس ایک جملہ کہا ہے بس... روئی ہیں تین دن، لیکن اگر آکر شکوہ ایک کیا... اور یہ شکوہ بھی نہیں بس اتنا کہا بھیا!! سیکنہ کو تم نے میرے حوالے کیا تھا، بہن شرمندہ ہے کہ سیکنہ کو واپس لے کر نہیں آسکی۔ اس سے بڑے مصائب ہی نہیں ہیں، زینبؓ کچھ بھائی سے کہیں تو اس سے بڑے مصائب کیا ہو سکتے ہیں؟ اس سے بڑی قیامت کیا ہوگی۔

آپ سوچتے ہوں گے کہ جب نانا سے کوئی شکوہ نہیں کیا تو نانا سے کہا کیا؟ صرف دو جملے.. کہا نانا..! جب پردیس جاتے ہیں تو بزرگوں کے لئے تحفہ لاتے ہیں، تمہاری نواسی تمہارے لئے تحفہ لائی ہے... یہ کہہ کر حسینؑ کا خون بھرا کرتا نکالا لھو قبر پر ڈال دیا یہ ایک جملہ۔ اب دوسرا جملہ سن لو... نانا نواسی آئی ہے، بھرے گھر کی سنانی لائی ہے، اس سے اہم بات نہیں تھی تازیانے، بھرے گھر کی سنانی لائی ہے، یہ قیامت ہے کہ اتنی لاشوں کی، اتنی موتوں کی خبر لے کر نانا کو بتانے زینبؓ آئی ہے۔ اس سے بڑے مصائب کیا ہیں اور شائد آپ کے دل میں یہ خلش رہ جائے کہ زینبؓ نے کہیں یہ نہیں کہا کہ میرے بازو بندھے، مجھے تازیانے لگے، تو دیکھئے یہ معرفت کے مصائب ہیں

اور میں دلیل دے کر بات کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ کسی ذاکر سے سنئے تو سمجھ لیجئے کہ اسے مصائب پڑھنے نہیں آتے، اسے شعور نہیں ہے مصائب پڑھنے کا اور سنی سنائی میں رد و بدل ہو جاتا ہے۔

کیا دلیل دیتا ہوں میں...؟ کہ بیٹی کبھی اپنے دل کا راز کسی کو نہیں بتاتی، یہ مقولہ ہے بڑے بڑے دانشوروں کا، معصوم کا، انبیاء کا، بیٹی اپنے دل کا راز صرف ماں کو بتاتی ہے اس سے بڑی بات دنیا میں نہیں ہو سکتی۔ اس لئے زینبؑ اپنے دل کا راز نانا کو بتا ہی نہیں سکتیں۔ بس ہو گئی گفتگو... زینبؑ کو جو کچھ کہنا تھا وہ رات کو جا کر ماں کی قبر پر کہا۔ اماں! تازیانے پڑے، اماں بازو بندھے، ماں کو بتایا اور کسی کو نہیں بتایا اور ماں سے ہی کہنا تھا کیوں کہنا تھا؟ اس لئے کہ محشر میں کر بلا کی گواہ ہیں زہرا، صرف ماں کو بتانا تھا اور زینبؑ نے ماں کو بتایا۔

ہاں ہاں! زینبؑ کا امتحان تھا، ہاں پیسوں کا امتحان تھا، ہاں حسینؑ کا امتحان تھا، کیا سیکنہ کا بھی امتحان تھا؟

پانچ دن سے مسلسل میں بی بی کے مصائب پڑھ رہا ہوں لیکن ابھی مصائب ختم نہیں ہوئے یعنی ابھی شہادت نہیں پڑھوں گا۔ پرسوں پڑھوں گا شہادت اور قبر کا بننا، آج بھی بس اتنا مختصر کہ آپ غور و فکر کریں، بی بی سیکنہ کو اکثر رات کو پھوپھی سمجھاتیں، سیکنہ سو جاؤ، آؤ پھوپھی کی گود میں سو جاؤ، کبھی ماں آواز دے گی، آؤ سو جاؤ، جب ماں پھوپھی بہت اصرار کرتیں، بھائی کہتا تو سیکنہ کچی زمین پر لیٹ جاتیں، ایک دن پہلو میں جناب زینبؑ بھی لیٹ گئیں، روتے روتے بچی چپ ہو گئی۔ جناب زینبؑ یہ سمجھیں کہ بچی کو آرام آگیا، سیکنہ سو گئیں، ظاہر ہے اندھیرا زنداں تھا، تاریکی تھی، کوئی آدھی رات کو جناب زینبؑ نے محسوس کیا کہ ایک ننھا سا ہاتھ جناب زینبؑ کی پیشانی پر آیا،

زینبؑ نے پیار سے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا اور کہا سکیئہ بی بی کیا تلاش کر رہی ہو؟ اس اندھیرے میں کیا ڈھونڈ رہی ہو.. سکیئہ نے کہا پھوپھی اماں یہاں بابا تھے، ابھی ابھی یہاں بابا تھے، زینبؑ اٹھ کر بیٹھ گئیں، کہا کیا کہا سکیئہ؟ کہا پھوپھی اماں بالکل سامنے بابا بیٹھے تھے، ابھی ابھی بابا آئے.. زینبؑ نے کہا سکیئہ بابا نے کیا کہا؟ سکیئہ نے کہا پھوپھی اماں بابا آئے، مجھے سینے سے لگایا اور ایک بات کہی، کہا سکیئہ!! اب تیری مصیبت کے دن ختم ہو گئے... اے سکیئہ چلو.. میں تمہیں لینے آیا ہوں، پھوپھی اماں میں ڈھونڈتی ہوں بابا ابھی تو کہہ رہے تھے کہ میں لینے آیا ہوں، بابا کہاں چلے گئے، میں بابا کو ڈھونڈ رہی تھی۔ بس یہ کہہ کر جو سکیئہ نے دھاڑیں مار کر رونا شروع کیا تو پھوپھی پریشان ہو گئی۔ اب جو پریشان ہوئی سکیئہ تو چپ کر آیا لیکن سکیئہ چپ نہ ہوئی جب دیکھا سکیئہ چپ نہیں ہو رہی ہیں تو جناب زینبؑ ایک بار سکیئہ کو گود میں لے کر کھڑی ہو گئیں اور ٹھلنا شروع کیا... بی بی ربابؑ آگے بڑھیں اور کہا شاہزادی بچی کو مجھے دے دیجئے، شاید میری گود میں چپ ہو جائے، ماں کی گود میں آئیں اسی طرح تڑپتی رہیں.. ہائے بابا، ہائے بابا، ایک بار سب بیبیاں جمع ہو گئیں اور بیٹھ گئیں، ایک بار جناب زینبؑ نے کہا بھابھی! ربابؑ لاؤ بچی کو میری آغوش میں دے دو، جناب زینبؑ نے ایک بار سکیئہ کو گود میں لیا، پھوپھی کی گود میں آئیں، سید سجادؑ بھی قریب آگئے، بیبیاں بھی قریب... ایک بار چیختے چیختے ایک دم ساٹا ہوا... بچی چپ ہو گئی، جناب ربابؑ نے کہا شاہزادی نیند آگئی بچی تھک گئی... یہ کہہ کر جناب زینبؑ نے ایک بار شانے پہ ہاتھ پھیرا، سکیئہ کے چہرے پہ ہاتھ پھیرا اور چیخ مار کر کہا..!! اے سید سجادؑ... انا للہ و انا الیہ راجعون...

اے بیٹا، حسینؑ سکیئہ کو لے کر چلے گئے۔ ماتم حسینؑ



ساتویں مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ساری تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمد و آل محمد کے لئے

عشرہ چہلم کی ساتویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں احسان اور ایمان کے موضوع پر، گفتگو اس منزل تک آئی کہ جو اللہ پر احسان کرتا ہے، اللہ اس محسن کو اجر عظیم عطا کرتا ہے۔ منشور قرآن پروردگار عالم عالم انسانیت کے سامنے پیش کرتا ہے کہ جو ہم پر احسان کرتا ہے، ہم اس کے ذکر کو قیامت تک باقی رکھیں گے، ہم اپنے محسن کے ذکر کو مرنے نہیں دیتے، جس کا ذکر زندہ ہے وہ بھی زندہ ہے، اللہ اپنے محسن کو قیامت تک زندہ رکھتا ہے۔ اس نے قرآن میں اعلان کیا کہ جو ہم پر احسان کرتا ہے، ہم اس کے ساتھ ساتھ ہیں۔ اس نے اعلان کیا قرآن میں کہ جو ہم پر احسان کرتا ہے ہم اس کے عمل کو ضائع نہیں کرتے... اس نے اعلان کیا کہ جو ہمارا محسن ہے وہ اپنے کام کو سجا کر ہماری بارگاہ میں پیش کرتا ہے اور ہم اس کے کام سے اتنے خوش ہو جاتے ہیں کہ ہم نے اس کے رتبوں کو کائنات کے تمام رتبوں سے افضل قرار دیا۔ محسن کے رتبہ پر کوئی رتبہ افضل نہیں، سب سے افضل ہے اس کا رتبہ جو اللہ پر احسان کرے۔

سورہ آل عمران میں آیت ۱۳۴ میں اپنے اس منشور کی ایک اور اہم ترین شاخ کو

اس نے بیان کیا اور ارشاد ہوا...

وَالْكَافِرِينَ الْغَيْظُ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ

الْمُحْسِنِينَ (سورہ آل عمران آیت ۱۳۳)

سورہ آل عمران میں احسان کرنے والوں کے بارے میں ارشاد ہوا کہ وہ اپنے غصہ کو ضبط کرتے ہیں، کاظمین الغیظ... وہ اپنے غیظ کو، اپنے غصہ کو پی جاتے ہیں اور کاظم بن جاتے ہیں۔

وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ

وہ انسانوں کو ان کی خطاؤں پر معاف کر دیتے ہیں اور جب وہ معاف کر دیتے ہیں ان کی خطاؤں کو تو اللہ اعلان کرتا ہے... واللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ... ایسے احسان کرنے والوں سے اللہ محبت کرتا ہے۔ جو غصہ کو پی جائے وہ محسن، جو غصہ کو ضبط کرے کاظم بنے، جو کاظم بنے اللہ اس سے محبت کرتا ہے، وہ لوگوں کو معاف کرتے ہیں تو اللہ ان سے محبت کرنے لگتا ہے، ایسے محسن جن سے اللہ کو حب ہو جائے تو اب پتہ چلا کہ صرف رسول خدا اللہ کے محبوب نہیں ہیں... کچھ اور لوگ بھی اللہ کے محبوب ہیں... اس میں ایک نام کاظم بتایا۔ نام کا اعلان کر دیا اب دیکھئے! Research کا جملہ پیش کر رہا ہوں اور غور کیا کیجئے آپ لوگ جب میں ایسی کوئی بات کہوں... اولین و آخرین میں آدم سے لے کر جعفر صادق تک عالم انسانیت میں کاظم نام کا انسان نہیں گذرا... کائنات کا پہلا آدمی موسیٰ کاظم ہے۔

کچھ ذہن میں آپ کے آیا... موسیٰ کاظم کے نام سے پہلے کوئی عرب میں کاظم گزرا...! اچھا انہیں جانے دیجئے، آپ امام رضا سے پہلے عرب میں کوئی رضا دکھا دیجئے... اسے بھی چھوڑیں... آپ تقی سے پہلے تقی دکھائیں، تقی سے پہلے تقی دکھائیں اور عسکری سے پہلے عسکری دکھائیں... یہ تو علم کے موتی ہیں کہ قدردان ہاتھ میں اٹھا لیتے ہیں، بد ذوق بیٹھے رہتے ہیں... بد ذوقوں کو میں دیکھتا رہتا ہوں کہ جن میں شعور مجلس

(۱۹۶)

اب تک پیدا ہی نہیں ہوا تو کم از کم بچوں کو دیکھیں، جوانوں کو دیکھیں کہ مجلس سننے کا طریقہ کیا ہے؟ مجلس میں جب آپ آجائیں کم از کم میری مجلس میں جو آگیا وہ یہ غور کر کے جائے کہ اس مجلس میں پورے پاکستان میں کیا کیا سکھایا جا رہا ہے...؟ یوں تو سب ہی مولانا علی کے فضائل پڑھتے ہیں لیکن ایک فرق کہ پورے ہندوستان، پورے پاکستان میں ہماری مجلس پوری درسگاہ ہوتی ہے۔

یہاں سے کسی اور مجلس میں چلے جائیے گا... اور پھر کل آکر بتائیے گا کہ کوئی ایسی بھی مجلس آپ کو شہر میں ملی کہ جس میں سوز خوانی کے سوز، رباعی، سلام، مرثیہ سے لے کر تقریر اور نوحے تک علاوہ امام رضا کے کسی اور کا ذکر ہوا... آج ان کا دن ہے نا... یہ بات آپ پورے پاکستان و ہندوستان میں کہیں نہیں پائیں گے۔ اس لئے کہ میں نے مجلس کو درسگاہ بنایا ہے۔ سیکھیں، پتہ لگائیں، انجمنیں کتنی ہیں کراچی میں...؟ پانچ سو کے قریب انجمنیں ہوں گی، کسی ایک انجمن کے پاس آپ کو امام رضا کا نوحہ نہیں ملے گا... آج کے دن پورے شہر میں سوائے ماجد رضا کے کسی نے امام رضا کے حال کا نوحہ نہیں پڑھا ہوگا، ان باتوں پر غور کریں کہ یہاں عطیہ کیا ہے...؟ اور جس طرح ہماری مجلس کے نوجوان روتے ہیں اس کی قیمت یہ ہے کہ آپ سچے موتی کہیں سے جمع کریں اور ہماری مجلس میں رونے والوں کو اس میں تولیں کہ جو ہر سوز و سلام کے شعر پر رو دیئے... یہ شعور بھی سیکھیں اور بچوں کو سکھائیں یہ مجلس کا مقصد ہے... مجلس کا مقصد یہ نہیں کہ مزے کے نکتے لے لئے اور گئے کہ ہاں آج تقریر بہت اچھی تھی... اس وبا سے بچیں یہ دیکھیں کہ ملا کیا...؟ آغاز مجلس سے اختتام مجلس تک ہماری نسل کو ملا کیا؟ مرثیے نے یاد دلایا کہ رضا جہاں آئے ان کی داوی شہر بانو کا میکہ ہے یہی کافی ہے بچوں کی معلومات کے لئے....

غل عجم میں ہے رضا آج یہاں آتے ہیں

اُن کی دادی کا یہ میکہ ہے جہاں آتے ہیں

تو یہ لفظ جب میں کہہ دوں تو سمجھے بہت قیمتی ہیں کہ کاظم سے پہلے کوئی کاظم نہیں، رضا سے پہلے کوئی رضا نہیں، تقی سے پہلے کوئی تقی نہیں، تقی سے پہلے کوئی تقی نہیں... عسکری سے پہلے کوئی عسکری نہیں، عربی لغت میں یہ لفظ تھے... قرآن نے اعلان کیا تھا تقویٰ اختیار کرو... جو تقویٰ اختیار کرے معراج تقویٰ پر پہنچے... رسول پر قرآن آیا، رسولؐ سے لے کر نوں امام تک کوئی تقی نہیں بنا... قرآن نے اعلان کیا دین میں خالص بن جاؤ، جو دین میں خالص بن جائے اُسے عربی میں تقی کہتے ہیں، تقی تک کوئی دین میں خالص نہیں بنا... لشکر یزید کے پاس بھی ہے... یزید کے باپ کے پاس بھی ہے... لشکر عبدالملک کے پاس بھی ہے، مروان کے پاس بھی ہے، لشکر ہشام کے پاس بھی ہے، منصور ووافقی کے پاس بھی ہے، لشکر ہارون کے پاس بھی ہے، لشکر معتمد کے پاس بھی ہے، معتمد کے پاس بھی ہے لیکن کوئی عسکری نہیں بنا... لشکر والا نہیں بنا۔

اور یاد رکھئے جب ایک لقب ایک امام کو مل جائے تو وہ لقب سب کا ہوتا ہے... غور کیجئے گا کیوں اگر نبیؐ کہہ دیں کہ میں محمدؐ تو حدیث میں کہیں گے کہ یہ سب محمدؐ علیؑ کہہ دیں میں علیؑ یہ سب علیؑ، حسنؑ کہہ دیں میں حسنؑ، یہ سب حسنؑ، میں حسینؑ یہ سب حسینؑ، میں سجادؑ سب سجادؑ، میں باقرؑ سب باقرؑ، اب اوپر سے نیچے تک یوں لڑی جائے گی... میں صادقؑ، یہ سب صادقؑ، کہیں کاظمؑ تو سب کاظمؑ، یہ رضاؑ تو سب رضاؑ، یہ تقیؑ تو سب تقیؑ، یہ نقیؑ تو سب نقیؑ، یہ عسکریؑ تو سب عسکریؑ، یہ مہدیؑ تو سب مہدیؑ... امام حسینؑ کی زیارت پڑھئے تو یہی سب بارہ نام آتے چلے جاتے ہیں، امام حسینؑ کو بھی یہی سب کہا جاتا ہے۔ ہر امام کو یہی کہا جاتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ مفسرین نے شرح میں یہ لکھا کہ

اس آیت کے مصداق سب سے پہلے امام حسن علیہ السلام ہیں... کاظمین الغیظ... دیکھئے اللہ نے گفتگو کہاں سے شروع کی اپنے حبیب کو بتایا کہ اس پورے انسانی معاشرے میں جس نے سب سے پہلے اپنے غصہ کو ضبط کیا وہ آپ ہیں اور آپ کے بارہ جانشین یہ مفسرین نے لکھا دیکھئے غصہ اس وقت ضبط کیا جاتا ہے کہ جب معاشرے میں حدف بن جائے، ہرزبان کا حدف بن جائے کوئی اور اس وقت وہ اپنے غصہ کو ضبط کرے تو وہ ہے اللہ کا محسن۔

یہ خوشی کہاں سے، یہ خون میں سمائی ہوئی ہے۔ اعلان منشور قرآن میں ہو یہ حسن ہیں، یہ موسیٰ کاظم ہیں، یہ رضا ہیں یہ سب کاظمین الغیظ ہیں۔ یہ خوشی کہاں سے...؟ رسول اللہ پر کوڑا پھینکا جائے راستہ نہ بدلیں، یوں سوچا کریں کہ آپ کسی راستہ سے جارہے ہوں، ایک چھینٹ آجائے تو آپ رک جائیں گے، گھنٹی بجائیں گے، کیا بدتمیزی ہے...! ہم نماز کے لئے جارہے تھے آپ نے گند اپانی پھینک دیا، اودھم مچ جائے گا، بھیڑ لگ جائے گی، اگر کسی سڑک پر روز ایسا کام ہو رہا ہو کہ پر نالہ سے پانی گر رہا ہو... تو راستہ بدل لیں گے کہ اس سڑک سے نہیں جائیں گے، گاڑی جاتی ہے تو چھینٹ اُچھلتی ہے، نہیں جائیں گے۔

رسولؐ نے وہی راستہ اختیار کیا... روز جاتے ہیں، راستہ بدل دو... جملہ دوں... ہادی راستہ نہیں بدلتا... صراطِ مستقیم پر چلنے والا چاہے نکھر آئیں، پتھر آئیں راستہ نہیں بدلتا... جھگڑے ہو جاتے ہیں صدر سے نہیں جائیں گے آپ... ایوب خان کے دور میں جلوس کا راستہ بدلنے کی کوشش ہوئی یہ گھوم کر کیوں جاتے ہیں... ادھر سے جائیے... کہا! نہیں راستہ نہیں بدلیں گے۔ کہنے کو چھوٹی سی بات ہے، بدل لیجئے راستہ... جو ہدایت کی منزل پر ہو اور محسنین کے ساتھ ہدایت ہے... تو راستہ کیوں بدل دیں، ہاں! اگر نہ آئے

کوڑا تو ہے اچھا! بھی کہاں گئی یہ کوڑا پھینکنے والی... بیمار ہے... بس پہنچ گئے... کہا اب انتقام لینے آئے ہو؟ کہا انتقام لینے نہیں آیا، تیری خیریت دریافت کرنے آیا ہوں، عیادت کے لئے آیا ہوں۔ غور کیا آپ نے ایسے رسولؐ کی یہ اولاد ہیں کاظمین الغیظ... ایسا اختیار غیظ پر کہ کاظم بن گئے کہ پھر کوئی اور معاشرے میں کاظم نہیں بنا... امام تو اور بھی چار آئے ہیں لیکن... نہ کوئی کاظم بنا، نہ رضا بنا، نہ تقیؑ بنا نہ نقیؑ بنا۔

نام دُہرا دُہرا کر دیکھ لیجئے، اگر کوئی مسلمان مجھے معنی بتادے، میں تو علیؑ سے لے کر مہدیؑ تک معنی بتاتا ہوں لغت سے اور کوئی اُٹھے اور کہے کہ معنی میں بتاتا ہوں... حنیفہ کے معنی آپ بتادیتے، شافعی کے معنی آپ بتادیتے، مالک کے معنی آپ بتادیتے... حنبل کے معنی آپ بتادیتے... یوں بھی لغت میں لفظ ہیں جن کے معنی نہ ہوں، ایسے بھی لفظ ہیں، لیکن جن کے ناموں کے معنی قرآن خود بتادے، آیتیں شرح کریں کہ معنی کیا ہیں، نام کیوں رکھے؟ اس لئے کہ اب یہ صفت سب میں جائے گی، سب اپنے غصہ کو ضبط کریں گے، اب پتہ چلا کہ ایک چھوٹی سی صفت کہ یہ اپنے غصہ کو پنی جائیں تو یہ اللہ کے محسن بن جاتے ہیں تو ان کے بڑے بڑے عمل کیا ہوں گے؟ چھوٹا سا عمل اللہ پر احسان ہو جاتا ہے، کیوں؟ اس لئے کہ غصہ شیطان کی طرف ہے... یہ ہے شیطانی عمل، معصوم کو غصہ نہیں آتا... اس لئے کہ یہ شیطانی عمل ہے، معصوم کو جلال آتا ہے... جلال اور ہے، غصہ اور ہے، آفتاب کے لئے کہتے ہیں جلال ہے، ماہتاب کے لئے کہتے ہیں جمال ہے... یہ تو نہیں کہتے سورج غصہ میں ہے، جس دن آفتاب غصہ میں آگیا اس دن قیامت آجائے گی۔ جب جلال میں ہوتا ہے تو دھوپ پھیلاتا ہے۔ یعنی جلال فائدہ پہنچاتا ہے نقصان نہیں، غصہ تباہ کر دیتا ہے۔

اس لئے یہ غصہ میں نہیں آتے... عن الناس اگر غصہ میں آجائیں تو عالم انسانیت تباہ

ہو جائے... کیوں احسان مند ہوا اللہ... کہ اگر تم غصہ میں آجاتے تو ہماری انسانیت تو ختم ہو جاتی... نو سو برس تک نوحؑ کو اللہ نے روکا۔ غصہ میں نہ آؤ، اور پھر آخر میں کہا تباہ کر دے۔

کہا اب تمہاری بیوی مرضی تو تمہاری مرضی، ہماری مرضی، ہم نے سمجھا کر دیکھ لیا نو سو برس تک، اب تمہاری مرضی، ہماری مرضی، چلو تباہ کئے دیتے ہیں، پھر سے دنیا بسائیں گے، بس ایک بندے کو ایسا غصہ آیا کہ پوری دنیا مٹ گئی، اللہ نے کہا اتنی محنت سے بنائی تھی، تمہاری محبت میں سب پانی پھیر دیا۔ کبھی کبھی محسن کی محبت میں اپنی محنت پر، اپنے نقش و نگار پر وہ پانی پھیر دیتا ہے اور تمہاری کشتی چلتی رہے۔ اب جملہ دے رہا ہوں...! جب طے کر لے اللہ کہ بس اب تباہ کر دینا ہے تو کشتی پہلے بتاتا ہے، جہاں کشتی بن چکی ہو سمجھ جاؤ مقدر رہے تباہی... بس وہ بچے گا جو کشتی میں ہے۔ اپنا اپنا جائزہ لو... کشتی میں ہو یا پہاڑی پر ہو۔ ارے! اگر نبیؑ کے بیٹے بھی بن جاؤ پھر بھی جائزہ لینا کہ بلندی پر ہو یا کشتی میں ہو۔

اللہ کہتا ہے کہ تم آئے ہو غصہ میں تو ہم بھی ہیں جلال میں، جب معصوم کو غصہ آجائے پھر ہر شے میں غصہ...! ادھر نوحؑ غصہ میں آئے، پانی غصہ میں آیا...، تنور غصہ میں آیا...، ہوا غصہ میں آئی...، مٹی غصہ میں آئی، ملک غصہ میں آیا، ایسا ہوتا ہے ان کا غصہ، چونکہ غصہ اللہ کا ہوتا ہے اس لئے ہر اللہ والا غصہ میں ان کا شریک لیکن تقدیر میں لکھ دیا کہ آل محمدؐ غصے میں نہیں آئیں گے، ہاں جلال آئے گا ان کا حق ہے۔ اب تباہی نہیں۔

نوحؑ غصہ میں آئے، نوحؑ نے کہا سب تباہ کر دو، ہو گیا، موسیٰؑ غصہ میں آئے، فرعون اور پوری امت غرق، ہودؑ غصہ میں آئیں پوری امت تباہ، صالحؑ غصہ میں آئیں امت تباہ۔ آل محمدؐ غصہ میں نہیں آئیں گے، کیوں...؟ کیوں کہ کہہ دیا ان سے کہ

تمہارے لئے تو یہ دنیا بنائی ہے، تم نہ ہوتے تو نہ بناتا، چاہے تباہ کرو یا باقی رکھو۔ تمہاری چیز ہے، تباہ کرو یا رکھو۔

نوح سے یہ تھوڑی کہا تھا کہ تمہارے لئے بنائی، موسیٰ سے کب کہا تھا کہ تم نہ ہوتے تو یہ سب کچھ نہ ہوتا، پہلے سے کہہ دیا تھا انوار سے کہ تم کو نہ بناتا تو یہ بھی نہ بناتا، تمہارے قدموں کا صدقہ ہے، اب چاہو تو رہے، چاہو تو نہ رہے تو ضبط کر کے دکھایا، کہا رہے... کیوں چاہا آل محمدؑ نے کہ رہے... اللہ نے کیا احسان، آل محمدؑ نے پھر احسان کیا، کہا تو نے ہی تو کہا تھا میں چھپا ہوا تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں، ہم کیوں تباہ کریں، جب تک کائنات کا ایک ایک نقش باقی ہے، تیری توحید کی گواہی دے رہا ہے، تباہ نہیں ہوگی۔ یہ ہوائیں، یہ فضا میں، یہ آسمان، یہ زمین، یہ نیل، یہ بوٹے، یہ درخت... سب تیری توحید کی گواہی دے رہے ہیں ہم جی رہے ہیں تیرے لئے، اب جو توحید کی گواہی دے، ہم اسے تباہ نہیں کریں گے، ہاں! جلال میں آئیں گے...

بس تمہید ہوگئی، موضوع پر آ گیا، لیکن اگر آج کی مجلس آگے بڑھ جائے تو معذرت... کل میں نے کہیں کہا تھا کہ ہمیں سننے کے لئے لوگ دور دور سے آتے ہیں، رضویہ سے آتے ہیں، کلفٹن سے آتے ہیں، بفرزون سے آتے ہیں، تو گھر پر کئی فون آئے... کہا صاحب! ہم ملیر سے چودہ برس سے آپ کو سننے آتے ہیں آپ نے ملیر کا نام نہیں لیا... پھر ایک فون آیا کہ صاحب! ہم تو خیر پور سے آئے ہیں، عشرہ سننے خیر پور سے آتے ہیں، ابھی یہ ایک بھائی نے کہا کہ ہم جیکب آباد سے آتے ہیں، تو بھی سب کا شکریہ جو جہاں سے آتا ہے اور جس کو علم سے محبت ہے وہ آئے گا، چاہے وہ کہیں بھی ہو، کم از کم کچھ لوگ تو یہ بتائیں... چل کر آنا یہ بتائے... کہ کچھ علم کے لئے آتے ہیں... کراچی میں دو طرح کے مجمع ہیں، ایک مجمع علم لینے جاتا ہے، ایک مجمع مجمعے کو دیکھنے جاتا

ہے، کتنا مجمع تھا...! ایک مجمع برائے مجمع، ایک مجمع برائے علم... اس کے علاوہ کوئی تیسرا مجمع نہیں ہے، تیسرا مجمع وہ ہے جو سڑک کے کنارے... ایسے مجمع تو ہر وقت بنتے ہیں، ٹوٹتے ہیں، یہ مجمع تو چودہ سو برس سے علم کا پیا سا ہے... سلوونی سے لے کر آج تک تسلسل باقی ہے... تھوڑا ہو جائے، زیادہ ہو جائے، کم ہو جائے لیکن تسلسل نہیں ٹوٹتا... بس تسلسل باقی رہے، پیمانے نہیں دیکھے جاتے کہ کتنا...! کتنے کی بات تو مولانا کی ہی نہیں۔ ایک کمیل سہی، جنگل سہی، صحرا سہی... ہے مجمع۔ علم کے دریا ہیں اور ایک کمیل... ایک قنبر... ہر راہ میں ساتھ ساتھ، قنبر ایک مجمع، سلمان ایک مجمع، ابو ذر ایک مجمع، اور اللہ کروڑوں کو مجمع نہیں کہتا... اللہ ابراہیمؑ کو مجمع کہتا ہے... ایک تھا مگر پوری اُمت... صلح ہو جائے یا کسی اور کی بیعت ہو جائے تو اب علیؑ تنہا مجمع... صلح ہو جائے تو حسنؑ ایک مجمع... ہاں جلال کا حق دیا ہے، مجمع کہیں ہو... ہم نے دیا ہے، غصہ تو تمہیں آئے گا ہی نہیں اس لئے کہ تم معصوم ہو... لیکن جلال کا حق ہے... وہ نبیؐ کہ جو کوڑا پھینکنے پر راستہ نہ بدلے اور عیادت کو جائے... بھی اس کی کوئی قیمت ہے... اوچھڑی پھینکی جائے غصہ میں نہ آئے... اُحد کے میدان میں زخمی ہوں، پتھر آئیں، خون ہے غصہ میں نہ آئیں، قیمت ہے نا ان چیزوں کی؟

وہی نبیؐ اتنی سی بات پر کہ لاؤ کاغذ قلم لاؤ... کہا گیا ہدیان.. کہا نکلو... آگیا جلال۔ قیمت نبیؐ کے جملوں کی نہیں، قیمت دیکھی جائے گی جو نکالے گئے وہ کتنے ذلیل ہیں کہ ایسے معصوم کو جلال دلا دیا۔ کتنے بڑے شیطان ہیں کہ جلال میں لائے اس نبیؐ کو کہ جو رحمت اللعالمین ہو... سزا کتنی بڑی ہوگی؟ رحمت کو جلال میں لائے ہو، جاؤ جہنم میں جاؤ۔

یہ راضی بہ رضا ہیں، یہ کاظم ہیں یہ غیظ کو ضبط کرتے ہیں، یہ انسانوں پر احسان

(۲۰۳)

کرتے ہیں اور وہ اللہ پر احسان ہو جاتا ہے جب یہ اپنے غصہ کو ضبط کرتے ہیں۔ آگئے جلال میں، پچیس برس رہے خاموش، کوئی پرواہ نہیں، باغوں میں مزدوری... کیا ہو رہا ہے ملک میں، ہاں! نگاہوں میں سب ہے، غلط کام نہیں ہونے دیں گے۔ اصول نہیں بدلنے دیں گے، اور بدل جائے تو احتجاج کریں گے، حجر اسود کو چوما صحیح بخاری میں ہے کہ عمر بن خطاب جب رکے حجر اسود پر تو کہا اے پتھر تو یہاں کیوں ہے... ہاں! اگر رسولؐ تجھے نہ چومتے تو کعبہ سے نکال باہر کر دیتا... آگئے پیچھے سے علیؑ... کہا کیا؟ پتھر سے کیا مخاطب ہو... ہم سے بات کرو۔ رسولؐ چومتے تھے اس لئے تم چوم رہے ہو، تم اس کو کیا نکالو گے؟ یہی تو تمہارے اچھے برے کا گواہ بن رہا ہے۔ سب دیکھ رہا ہے، یہ گواہی دے گا قیامت میں، یہ اس لئے یہاں ہے کہ کس کا حج قبول ہوا اور کس کا نہیں ہوا۔ بڑے ویڈیو کیمرے چل رہے ہیں، اللہ نے اپنا کیمرہ فٹ کیا ہوا ہے۔ سب ریکارڈ Record ہو رہا ہے، حجر اسود ریکارڈ Record کر رہا ہے، وہ بھی ریکارڈ Record ہو گیا جو مسلم میں ہے، بخاری میں ہے، علیؑ کا جواب بھی ریکارڈ Record ہو گیا۔ یہ تو جہاں لغزش ہوئی وہاں ٹوکا۔

غصہ میں نہیں آئے، جلال میں نہیں آئے، لیکن کہیں جب رسولؐ نے اذن دے دیا ہے... رسولؐ کو اگر اللہ اذن دے دے، اور رسولؐ کسی کو اذن دے دیں تو اس جملے کو سمجھانے کے لئے ہجرت کا ایک جملہ سنادوں، چادر الٹی اور چالیس پہلوانوں نے گھیر لیا... تو سازش یہ تھی کہ باتوں میں ابو جہل لگائے تو پیچھے سے سختی وار کر کے سرائے دے۔

ابو جہل نے باتوں میں لگایا کہاں ہیں محمدؐ؟ اور وہ پیچھے گیا، علیؑ بات کر رہے تھے ابو جہل سے... انیس بیس سال کے ہیں علیؑ، تلوار ابھی تک نہیں چلائی... ادھر بات کر

۲۰۴

رہے تھے ابو جہل سے اُس نے پیچھے سے تلوار اٹھائی کہ علیؑ کا سراڑ اڑے۔ علیؑ نے اُلٹا ہاتھ بغیر پیچھے دیکھے گھمایا... منہ پر طمانچہ پڑا، تین گھنٹے بیہوش رہا۔

اب کس کی مجال تھی، کہتے ہیں چالیس پہلوان تھے اور یہ اکیلے تھے... کیسے عماریاں لے کر نکل لئے مکہ سے...؟ ارے! بھی اس کا انجام دیکھ لیا تو اب کون آئے قریب، ابوطالبؑ کا بیٹا شیر بن کے سواریاں لے کر نکل گیا۔ پھر سازش ہوئی، کہا روک لو سرحد پر اور وہیں قتل کر دو، عورتوں کو نہ لے جانے دو... آگے آگے ایک غلام رباح جو ناقے لئے چل رہے تھے، اور علیؑ ساتھ میں اور ساری بیبیاں، فاطمہؑ بنت اسد، شہزادی ہماری جو اس وقت سات سال کی ہیں شہزادی کوئین۔ جناب حمزہؑ کی بیٹی، جناب زبیرؓ کی بیٹی، جناب صفیہؑ، حضورؐ کی پھوپھی... پچازاد نہیں سب عماروں میں اور ایک مرد علیؑ...

ابو جہل نے پورا لشکر تیار کیا اور سرحد پر روک لیا۔ جیسے ہی لشکر آتے ہوئے علیؑ نے دیکھا، رباح سے کہنا ناقے باندھ دو درختوں سے اور ایک بار علیؑ آگے بڑھ گئے، کہا ابو جہل یہ بتا دے ذرا... کہ چالیس سال کی عمر میں میرے رسولؐ نے اعلان نبوت کیا، تیرہ برس گذر گئے، دس کا اس وقت میں تھا جب اعلان نبوت کیا، جب سے اب تک کبھی تو نے دیکھا کہ میں نے تیرے خلاف تلوار اٹھائی...؟ کبھی تم پہ حملہ کیا...؟ کہا نہیں۔ مکے کے یہ لوگ ہیں کافر لیکن چونکہ اپنی فصاحت پہ، بلاغت پہ اپنی خطابت پر ناز ہے۔ علیؑ کی باتیں بہت غور سے سنتے ہیں، کہا ہاں! یہ تو صحیح ہے ابوطالبؑ کے بیٹے تو نے کبھی تلوار نہیں اٹھائی۔

کہا تو پوچھو... کیوں؟ کہا کیوں؟ کہا روکنے والا مکے میں موجود تھا، ادھر میں جلال میں آیا رسولؐ نے روکا، علیؑ ابھی نہیں، ابھی نہیں، ابھی نہیں۔ کہا اُس ابو جہل، آج کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ یہ کہہ کر کہ آج روکنے والا محمدؐ مکے میں نہیں، یہ کہہ کر تلوار جو کھینچی تو

سب بھاگ گئے۔

یعنی جہاں علیؑ یہ کہیں کہ روکنے والا نہیں ہے، وہی روکنے والا اگر زندگی میں ایک اذن دے جاتے تو کیا ہوتا...؟ اس کا اندازہ ان سب کو ہے جو کافر سے مسلمان ہوئے ہیں، بھئی آپ سنتے ہیں بچپن سے کہ گلے میں رسی پڑ گئی، فاتح خیبر کے گلے میں رسی اور سرک پر کھینچا گیا، بعد نبیؐ اذن نہیں ہے، کہہ گئے تھے کہ علیؑ صبر کرنا... موضوع اپنا ہے، جو احسان کرنا چاہے اللہ پر وہ اپنے غصہ کو ضبط کرے، آئمۃ میں پہلا محسن علیؑ ہے... کس کا؟ اللہ کا محسن، احسان کی وصیت رسولؐ نے کی ہے، کہ اللہ چاہتا ہے کہ علیؑ احسان کرے، اب اللہ کی نظر میں محسن بننا ہے، لیکن اگر کوئی اذن دے جائیں، گلے میں رسی بندھ جائے... خاموش، گھر جل جائے... خاموش، درز ہڑا جل جائے... خاموش، حد یہ ہے کہ محسن کا بیٹا محسن شہید ہو جائے... خاموش، یہی تو وقت تھا غیظ میں آنے کا لیکن رسولؐ کی وصیت ہے کہ احسان کرنا ہے تمہیں، تمہارا محسن جائے لیکن اس پر احسان ہو جائے۔ اتنے مصائب میں غیظ آئے لیکن رسولؐ کہیں نہ آئے، احسان کرنا ہے اور اس میں کہیں ایک اذن آجائے... قبر بنائی، دفن کیا... کُل تفصیل کے ساتھ علیؑ کے چودہ امتحان پڑھوں گا، سات امتحان نبیؐ کی زندگی میں، سات امتحان علیؑ کے بعد نبیؐ، یہ چودہ امتحان کل پڑھوں گا... قبر بنائی علیؑ نے دفن کیا، اب مسلمانوں کو ہوش آیا... کام ہو گیا نا... سب واپس آئے، اشاروں میں باتیں ہیں سب جانتے ہیں آپ... کہا! یہ کیا کیا؟ ہم نے کہاں نماز جنازہ پڑھی۔

چلو خود ہی کہہ دیا نا... اب لکھو تاریخ میں... اب پردے پڑ رہے ہیں، اخباروں میں، نبیؐ کی نماز جنازہ نہیں ہوتی ہے، ہوتی ہی نہیں... اگر نبیؐ کی نماز جنازہ نہیں ہوتی تو پھر کیوں آئے علیؑ کے پاس... کہ ہم نے نہیں پڑھی۔ کیوں لکھا تاریخ نے، کہا تو پھر!

کہا قبر کھودیں گے، جنازہ نکال کر پڑھیں گے، تو کیا تھا اذن... اذن یوں نہیں دیا تھا کہ بس ایک کام کر دینا ہے، محسنین اپنے کام کو سجاتے ہیں، سجاوٹ رسولؐ کر گئے تھے... کیسے؟ بیٹھے بیٹھے منبر پر ایک دن کہا... یہ علیؑ، ہمارا وصی، اسے غصہ نہیں آتا، اسے جلال نہیں آتا... کسی نے پوچھا بھی نہیں رسولؐ اللہ سے کہ پھر بدر میں کیا ہوا، خندق میں کیا ہوا، احد میں کیا ہوا...؟ خندق میں کیا ہوا؟ خیبر میں کیا ہوا؟ حنین میں کیا ہوا؟ کسی نے نہیں پوچھا، کیوں نہیں پوچھا، سب کو یقین تھا، دیکھ چکے تھے کہ علیؑ کو غصہ نہیں آتا... سر اُتار رہے تھے عمر ابن عبدود کا... اس نے تھوک دیا... اب وہاں میدان میں کیا ہوا؟ صحابہ نے کہاں دیکھا؟ علیؑ اُتر گئے سینے سے ٹپکنے لگے... صحابہ نے کہا یا رسولؐ اللہ یہ کیا ہوا...؟ ہاتھ آئے شکار کو علیؑ نے چھوڑ دیا! رسولؐ نے کہا جب علیؑ آئیں پوچھ لینا۔ علیؑ ٹپکنے لگے، سب نے دیکھا نہیں کہ اس ظالم نے، اس کافر نے کیا کیا؟

کچھ دیر ٹپکل چکے، آئے سر اُتار لیا... سر لے کر آئے رسولؐ اللہ کے قدموں میں پھینک دیا، کہا یہ ہے انجام، کل کفر کا یہ انجام ہے۔ لوگوں نے کہا یا علیؑ جب اس وقت دشمن قابو میں آ گیا تھا تو کیوں چھوڑا...؟ کہا اس نے بے ادبی کی تھی، لعاب دہن میرے منہ پر پھینکا... مجھے غصہ آیا... میں اُٹھ کر ٹپکنے لگا، اگر اس وقت سر کاٹ لیتا تو میرا غصہ جو اللہ کے لئے کام ہو رہا تھا اس میں ذاتی جذبات شامل ہو جاتے، پہلے غصہ کو فرو کیا اس لئے کہ کام اللہ کا تھا۔ میری ذاتی چیز اس میں شامل کیا ہوا! جب غصہ پی گیا میں... کاظمین الغیظ... ایسے ہی لوگ میرے محسن ہیں... علیؑ نے کہا! تب میں نے سر کاٹ لیا۔

تو رسولؐ نے کہا یہ میرا وصی ہے اس کو غصہ نہیں آتا... اب کون بولے؟ سب جانتے ہیں، مگر یاد رکھنا میرے اصحاب... جس دن اس کے دوش پر زرد چادر ہو... اور

زمین پر خط دے۔ اور ذوالفقار نیام سے نکلی ہو اور یہ مٹی کے گھوڑے پر بیٹھا ہو۔ تو سامنے نہ آتا۔

ہو گئی بات...! اذن دے دیا، بس کیا ہوا؟ اُمت نے کہا قبر کھودیں گے۔ اس دن علیؑ زرد چادر پہنے تھے، کبھی نہیں پہنی زرد چادر، چونکہ نبیؐ نے کہا تھا، سجایا ہے... سجاوٹ ہے ورنہ رنگ کیوں آتا...؟ زرد رنگ کو پڑھ لینا، زرد غصہ کی نشانی ہے، اس لئے کہ زرد آندھی ہوتی ہے۔ اوپر سے آتی ہے عذاب بن کر آتی ہے۔ زرد چادر دوش پر ہے، ذوالفقار نیام سے باہر ہے، قبر نبیؐ پر ایک پیر ادھر، ایک پیر ادھر... اور بیچ قبر پر بیٹھے ہوئے ہیں... کیا کہا تھا رسولؐ نے، مٹی کے گھوڑے پر بیٹھا ہوگا تو سامنے نہ آنا۔ اگلا جملہ سنو یہ تو رسولؐ نے کہا تھا...! علیؑ نے اور سجاوٹ کی قبر نبیؐ کو سینے کے نیچے یوں چھپایا جیسے پرندہ اپنے پروں میں چھوٹے بچوں کو چھپاتا ہے... کہا اگر آگے بڑھے... ارے! علیؑ اپنے سینے کی چھاؤں میں اس قبر کو چھپا رہے ہیں قیامت تک اس قبر کو کوئی کھود نہیں سکتا۔ مسلمانوں کو یاد آگئی حدیث... زرد چادر ہو، ذوالفقار ہو، مٹی کے گھوڑے پر بیٹھا ہو، منہ سے جھاگ نکل رہا ہو، اُس دن ڈرنا... دیکھئے! میں نے Back ground بنایا ہے، کیوں ہٹے...! غصہ آتا ہی نہیں اور رسولؐ کہہ دیں جس دن آجائے... یقین ہے کہ اگر آج کچھ ہو گیا...! وہی تو دن تھا طوفانِ نوحؑ کا... وہی دن تھا قومِ عادؑ کی تباہی کا... وہی دن تھا فرعون کے نیل میں غرق ہونے کا۔ ارے! جو فرعون کو چھوڑ دے، جو شہزاد کو چھوڑ دے، جو ہامان کو چھوڑ دے... اسے کہتے ہیں اللہ کا محسن۔

اب سوچتا رہے انسان... کہ جس کی جوانی و پیری ہتھکڑیوں میں، بیڑیوں میں اور اتنا چھوٹا مکان کہ رکوع کر کے کھڑے ہوں تو پورے قد سے کھڑے نہ ہو پائیں اور صبر کریں، موسیٰ کاظمؑ پوری زندگی قید خانے میں، تو اللہ نے کہا یہ ہے کاظمؑ، اس نے ضبط کیا

(۲۰۸)

غصے کو یہ میرا محسن ہے۔ نبیؐ کے ایک بیٹے کی زندگی قید میں گزرے، باپ قید میں رکھے تو قدرت نے کہا دیکھنا یہی انسان بدلیں گے۔ بیٹا آیا تو کہا، حکومت آپ کی ہے۔ ارے! کل تک اس کے باپ کو تم نے قید میں رکھا تھا، آج دربان بھیجے ہیں، لشکر بھیجا ہے کہ جاؤ علی رضا کو مدینے سے لاؤ، حکومت آپ کی ہے۔ بہت سے لوگ کہ جن کی فکر بلند نہیں ہوتی وہ نا سمجھی میں کہہ دیتے ہیں کہ کیوں گئے، ولی عہدی کیوں لی؟ اگر انکار کر دیتے تو تاریخ لکھتی کہ آل محمدؐ کا حق ہی نہیں تھا، تو یہ بتانے گئے کہ حق ہمارا ہے جہی بلوایا ہے۔ ارے! ذرا فتح تو دیکھو آل محمدؐ کی۔

حسینؑ کو بلا گئے تو کہا حکومت کے لیے، زین العابدینؑ کے لئے کہا کہ ہاں ان کو حکومت سے کیا تعلق ہے، وہ تو بس روتے رہتے تھے، محمدؐ باقرؑ ہاں ان کو حکومت سے کیا تعلق وہ تو علم پھیلاتے رہے، جعفر صادقؑ ہاں وہ توفیق دے کے چلے گئے، موسیٰ کاظمؑ ہاں وہ تو قید میں پڑے رہے۔ اب جو بیٹا آیا کہا حق ہمارا ہے، جہی تو بلایا ہے اور نہیں ملے گا لیکن بتانے جا رہے ہیں حق ہمارا ہے۔ مامون اگر حق نہیں تھا تو ولی عہدی کیوں دی، تو عجیب بات ہے یہ ہے کہ احسان لکھوادیں۔

کتنے دن کی ولی عہدی ہے؟ چند مہینوں کی، لیکن کام ایسا کر جائیں کہ تاریخ سے کوئی کھرے ولی عہدی کو تو کھرے نہ سکے تو سفر اختیار کیا اور پہنچے تو مامون نے کہا ہم بیٹی دیتے ہیں تو کہا ہم بیٹی لیتے ہیں۔ مامون نے کہا ام حبیبہ کا عقد ہم آپ سے کرنا چاہتے ہیں، کہا تیری مرضی... تو ایسے شادی ہوئی کہ ”عرب میں کوئی شادی“ ایسی نہیں ہوئی، بھی بادشاہ کی بیٹی کی شادی تھی۔ تاریخ میں لکھوایا کہ ہاں شادی ہوئی، دھوم دھام سے ہوئی، ولیمہ ہوا اور بڑے سونے اور چاندی کے پھول لئے۔

ہاں ہاں! بیٹی لے رہے ہیں مامون دے رہا ہے بیٹی... شاہی... دولت... عرب

والا، عجم والا، کہتا ہے بیٹی لے لیجئے.. توجہ نہیں کی آپ نے، ابوطالبؑ کے پاس آتے کافر، کہا ان سے کہئے.. قولو لا الہ الا اللہ.. کہنا چھوڑ دیں، بیٹیاں لے لیں۔ کہا آفتاب اور ماہتاب ہاتھ پر آجائے، پھر بھی لا الہ الا اللہ نہیں چھوڑیں گے، ہمیں بیٹیاں نہیں چاہئیں، مگر اب علی رضّا نے بتایا کہ اب قولو لا الہ مٹ نہیں سکتا، اب بیٹیاں لے آؤ۔

اچھا تو ٹھیک ہے لیکن مقصد تو پورا نہیں ہوتا، مقصد تو وہاں بھی پورا نہیں ہوا، جب مدینے میں تو لا الہ عام ہو گیا اب لوگ پھر آئے کہا محمدؐ بیٹیاں؟ تو کہا ہاں لاؤ.. مکہ میں نہیں، مدینے میں کہا.. ہاں لاؤ.. کتنی لاسکو گے؟ توجہ کیجئے گا... ایک عظیم جملہ دے رہا ہوں! قرآن نے اجازت دی چار، یہ پانچویں نہیں کر سکتے۔ بھئی بڑا عظیم جملہ کہہ رہا ہوں، ہمارا اس پہ کسی بڑے عالم سے مناظرہ ہو جائے.. اسلام نے کیا اذن دیا... چار... یعنی پانچویں نہیں۔ ایک چھوڑ دو تو لاؤ پانچویں، رہیں چار...! اب بدلتے رہو، ہٹاؤ پھر چھٹی لے آؤ، لیکن پھر ایک نکالو.. یہی فقہ ہے آپ کی، امت کو چار کی اجازت دی۔ اب ذرا مجھے قسیمہ بتا دو کہ کیا آدمؑ سے کہا ۱۹ کرلو، ۲۰ کرلو، ۲۵ کرلو..! نوحؑ سے کہا؟ موسیٰؑ سے کہا؟ ہودؑ سے کہا؟ داؤدؑ سے کہا؟ سلیمانؑ سے کہا؟ ہارونؑ سے کہا؟ عیسیٰؑ کی تو ہوئی ہی نہیں... کچھ کہا ہی نہیں عیسیٰؑ سے... ارے بھی کہتا تو کرتے نا... جب کچھ کہا ہی نہیں تو کی نہیں۔

ارے! بھی یہ پُر لطف جملے ہیں، حالانکہ بڑی Research کے جملے ہیں، ہمارے پیغمبرؐ کے لئے کوئی تعداد مقرر نہیں۔ قرآن سے ثابت کرو کہ رسولؐ کے لئے کوئی تعداد اللہ نے مقرر کی ہو؟ ارے رحمت ہو.. لوگ آتے جائیں، بیٹیاں لیتے جاؤ، یہ تھک جائیں، تم نہ تھکو۔

بات یہی ہے، کہیں تعداد کی ہو تو بتادو، کتابیں اٹھا کر دیکھو، میں تو انیس پر رُک جاتا ہوں، شیعہ سنی کتابوں میں اٹھائیس... اور میں تو اٹھائیس پر رُک رہا ہوں، ایک کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ، جو رشتے آئے جس کے لئے اللہ نے منع کر دیا تھا تو مورخ نے وہ بھی جوڑ لیا، پینتالیس تک اور ایسا بھی جوڑ لیا کہ ایک آئی اور رسول اللہ گئے تو اس کو ایک بات سکھا دی گئی کہ! رسول اللہ کو یہ کلمہ بہت پسند ہے، یہ کہہ دینا۔ یا رسول اللہ میں آپ سے پناہ مانگتی ہوں، رسول اللہ نے سنا، واپس گئے، کہا جا گھر جا پھر تو پناہ میں رہ، جا چلی جا، وہ باہر نکلی، چلی اپنے میکے واپس۔ ارے میکا کیا جب عقد ہی نہیں ہوا، راستے میں پہنچی تھی کہ بھیڑیا کھا گیا۔ ارے! بھی کتابوں میں سیرت رسول میں لکھا ہے، پتہ چلا کہ اگر آئے اور رسول قبول نہ کریں تو بھیڑیا کھا جاتا ہے، اچھا! اگر بھیڑیا نہ بھی کھائے تو کم از کم راستے کے کتے تو بھونکتے ہیں۔...

چلے چھوڑیے یہ معاملہ، آگے بڑھ جائیں، جتنی سہی تعداد نہیں مقرر کی اللہ نے۔ قسمیہ بتا رہا ہوں اگر کوئی عالم کہیں سے پرچی لکھوا کے لے آئے کل کہ نہیں اللہ نے تعداد مقرر کر دی ہو کہ بس پیغمبر اس کے آگے نہیں۔

ارے! زندگی کے آخری سال تک ماریہ قطبیہ مصر سے آئیں، اور عقد ہوا، ۱۰ھ تک۔ وفات کے سال تک عقد ہو رہا ہے۔ تعداد مقرر نہیں ہے۔ کیوں؟ وہ آتے جائیں، تم قبول کرتے جاؤ، قبول کر لیا۔ تو اب ہر بیٹا سیرت رسول پر عمل کرے گا۔ دیکھو اب اعتراض نہ کرنا کہ جب حسن کو معلوم تھا۔

حسن کو معلوم تھا کہ جعدہ بنت اشعث زہر دے دے گی تو کیوں عقد کیا، تو کیا رسول کو نہیں معلوم کہ کون باہر جائے گی، کون گھر میں بیٹھے گی؟ معلوم ہے، منع نہیں کریں گے، مامون نے کہا! عقد... کہا منع نہیں کریں گے، بادشاہ وقت کے داماد بن گئے۔

بنی ہاشم داماد بنے ہیں، داماد بنائے نہیں ہیں۔

بیٹیاں دی نہیں، بیٹیاں لائے ہیں، بھرے دربار میں بیٹیاں لی ہیں، علی رضّا نے بھرے دربار میں شادی کی مامون کی بیٹی سے، اور پھر دوسری بیٹی بیٹے کو دی، امّ الفضل کی محمد تقی سے شادی کرادی، حالانکہ نو برس کے تھے محمد تقی، نو برس کے بیٹے نے بھی منع نہیں کیا، حالانکہ ابھی باپ کی شہادت ہوئی ہے، کہا دوسری بیٹی سے عقد؟ کہا ٹھیک ہے عقد کرلو، اس سے زیادہ دھوم سے عقد ہوا محمد تقی کا امّ الفضل سے... ہمیں معلوم ہے کیوں کر رہے ہو عقد۔ مامون گیا حجرے میں، قریبی صحابی نے کہا! مامون، کیا عباسی شہزادے نہیں تھے، یہ بیٹی دے دی تو نے ایک غریب کو، اب اسے کیا معلوم تھا، غریب الغریب کے کیا معنی ہیں؟

کہا بات یہ ہے... ذرا دروازہ بند کر دے... پردے ڈال دے۔ کہا یہاں کون سنے گا مامون... یہاں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا، کہا ذرا کان قریب لا... احتیاط تو دیکھئے۔ کہا! سنو اس لئے عقد کیا ہے کہ جب میری بیٹی کے یہاں بیٹا پیدا ہوگا تو پوتا ہوگا رسول کا، لوگ اسے کہیں گے فرزند رسول، جیسے ان کو کہتے ہیں۔ تو علی رضّا کے بیٹے کو بھی کہیں گے فرزند رسول۔ تو فرزند رسول جو ہوگا میرا سگا نواسہ ہوگا، تو رسول کا بیٹا مجھے نانا کہہ اس لئے کی ہے شادی۔

اب پتہ چلا کہ مکہ سے لے کر مامون تک سب یہ چاہتے تھے کہ رسول کا بیٹا ہم کو نانا کہے... اللہ نے کہا تو سہی... ہم تمہیں نانا بننے ہی نہیں دیں گے۔ تو جب اللہ یہ طے کر لے کہ ہم نانا نہیں بنائیں گے تو اب نانا بننے کیسے، چونکہ ہم رحمت کی اولاد ہیں تو ہم نے دیکھا کہ اتنے بہت سے لوگ نانا بننے کو تیار بیٹھے تھے تو ہم لوگ نانا کہنے لگے۔ تو اب لاج رکھو نا... ارے! تمنا کیں پوری کرتے ہیں نانا کہہ کر تو نواسوں کا احترام کرو۔ اگر ہم

نہ رہے تو ان لوگوں کو نانا کہنے والا کون ہوگا؟

کہا ہاں ہمیں معلوم ہے کہ زہر کہاں سے آئے گا؟ جملہ آگیا... ادھر میں جملہ کہتا ہوں، ادھر نکلتے آتا ہے... میں کیا کروں؟ معلوم ہے زہر کہاں سے آئے گا.... ہاں زہر ہمیشہ جہیز میں آیا...! کہہ دیا تاریخ پوری، زہر کی تاریخ ہے یہ، اب تاریخ پڑھ لو، کدھر کدھر سے آیا، رسول گو خیر میں ملا... جعدہ بنت اشعث کا معلوم ہے نا آپ کو، محمد ابن اشعث کی بہن ہے، اشعث کی بیٹی اور اشعث کون...؟ حکیم ہے... ابن آثال کا شاگرد ہے کون ابن آثال...؟ عیسائی حکیم، کسی کا درباری... زہر کا ماہر... پہلی بار ایجاد کیا زمر دکا زہر... زمر دپیس کر بنایا، ابن آثال نے بنا کر حاکم کو دیا، حاکم نے اشعث کو دیا، اشعث نے بیٹی کو دیا، کیا غلط کہا ہے کہ زہر جہیز میں آیا... اس دن بنا ہے زہر، اس نے یہ کہہ کر دیا تھا کہ تجربہ ہو چکا خیر میں، اس زہر کی خاصیت یہ ہے کہ یہ جسم کو سبز کر دیتا ہے، یہ زہر خزانہ میں رکھا جاتا ہے کیوں کہ زمر د سے بنا ہے اس لئے خزانہ میں رہتا تھا، یہی زہر خزانہ سے نکلا تو بکری کے گوشت میں سید سجاؤ کو دیا گیا، یہی زہر گھوڑے کی زین پر لگایا گیا، گھوڑے پر محمد باقر بیٹھے شہید ہوئے، انگوروں میں ملایا گیا جعفر صادق شہید ہوئے، پھر رطب میں ملایا گیا تو موسیٰ کاظم کو دیا گیا، پیانے بدلتے رہے... اب انگور کی باری تھی، زہر وہی تھا... زہر کا بھی ایک شجرہ ہے جو، بدنسلا ہے لیکن ہم ہی بتا سکتے ہیں، یہ زہر گیارہویں امام تک چلا، بارہویں آئے، اللہ نے کہا اب زہر دے کر دکھاؤ... تم اپنی باری کر چکے، اب ہماری باری ہے۔

باری کا انتظار کر رہا ہے، وہ منتظر بھی ہے اور... منتظر بھی ہے... جو خود کرے، جس کا انتظار کیا جائے یہ ہے منتظر اور منتظر کا فرق... یہاں یہ فرق راضیہ اور ہے عرضیہ اور ہے، صادق اور ہے صدیقہ اور، اور رضا اور ہے اور رضا اور... رب ان سے راضی، یہ اپنے

(۲۱۳)

رب سے راضی، لیکن تاریخ نے لکھا کہ اپنا اور غیران کی حکومت پر متفق ہو گیا۔ کوئی عرب اور ایران میں ان کی ولیعہدی پر مخالف نہیں تھا، چند مہینے کی ولیعہدی لیکن منشور دے دیا، کہا سکہ ڈھلے گا، کہاں ہاں ولیعہد کا نام آئے گا، کہا سکہ چلے گا، سکہ سونے کا بنا، کہا تحریر ہم دیں گے، تحریر امام رضا نے دی۔ کہا لکھو سکہ پر... لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ، علی ولی اللہ، وصی رسول اللہ، وخليفة بلا فصل... سکہ میوزیم میں رکھا ہوا ہے ایران میں، امام کو معلوم تھا سکہ رہ جائے گا... حکومت مامون میں سکہ چلا فرزند رسول کا۔

سکہ چلا فرزند رسول کا... چاہنے والوں کو اس سے کیا، چاہنے والوں نے بتایا کہ جب سکہ نکال سے ڈھل کر بازار میں آیا تو غیروں نے بٹھالیا، اپنوں نے چھپا لیا۔ غیروں کے پاس نہ رہا... اپنوں کے پاس رہ گیا۔ کہا اس پہ امام کی ولیعہدی ہے، جب مسافر جانے لگتا جیب سے نکال کر دیتے... کہتے جاؤ ان کی ضامنی میں دیا... پھر کپڑے کے غلاف میں رکھا اور یہی امام ضامن بنا۔ ابھی مجلس کے بعد امام ضامن بنے گا۔

اب کہاں کہاں بندھے...! سفر پر جاؤ تو بندھے... قریب کا سفر ہو تو بندھے، دور کا سفر ہو تو بندھے، جنگ پر جائے تو بندھے، شادی ہو تو بندھے، غم، خوشی، فتح، نصرت، ہر جگہ یہ سکہ، تو لوگوں نے دیکھا، ہاں شادی کا میاب بھی ہوتی ہے، جنگ فتح بھی ہوتی ہے تو پھر ایوب خاں نے بھی بندھوایا، جنگ اخبار نے چھاپا... اب شیعہ ہو یا سنی، ہر شادی میں بندھتا ہے، پتہ تو چلاؤ کہاں سے چلا...؟ کس کے نام کا ہے؟ ایسے محسنین ہیں یہ کہ جو ایک ایک لفظ علم کے سمندر دے جائیں۔

مسلمانوں کے امام تو گذرے چار... کسی کی یادگار ہے کسی کے پاس، ہم اپنے آئمہ کی یادگاریں دکھائیں، علی کی یادگار کیا؟ حسین کی یادگار کیا؟ سید جواد کی یادگار کیا؟

صرف ایک ایک گنوائیں تو آپ حیران رہ جائیں اور سینوں سے لگا کر، بازو سے لگا کر رکھا ہوا ہے، گلے سے لگا کر رکھا ہوا ہے، آنکھوں سے لگا کر رکھا ہوا ہے، ہاں محسنین کی یادگاروں کو یونہی رکھا جاتا ہے، ہم زندہ رکھتے ہیں ذکر محسنین کا۔ زندہ رکھنے والا وہ، تم کون؟ تو اب امام ضامن کی شکل میں زندہ، جیسے چاہیں ان کا ذکر زندہ رکھیں۔ یہ راہ سے گزر جائیں ان پر سلام ہو جائے تو سلام صوبے اور شہر کی تاریخ سنادے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَمْسُ الشَّمْسِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَنبِیَسُ النُّفُوسِ... ابھی آپ زیارت پڑھیں گے مجلس کے بعد۔

اے آفتابوں کے آفتاب...! ذوالقرنین نے کائنات کا سفر کیا، سکندر ذوالقرنین نے پوری دنیا کی سیر کی، جب ایران کے اس صوبے، اس شہر سے گزرے جسے آج خراسان کہتے ہیں تو اس وقت پہنچے جب آفتاب طلوع کر رہا تھا، کہتے ہیں کہ ایران میں آفتاب خراسان کی طرف سے طلوع کرتا ہے، وہ منظر تھا کہ آفتاب طلوع کر رہا تھا، فارسی میں خر کہتے ہیں خورشید کو، آسان کہتے ہیں طلوع ہونے کو، جیسے ہی منظر دیکھا... سکندر ذوالقرنین نے کہا خر آسان... آفتاب طلوع کر رہا ہے، تو رسولؐ نے کہا وہ جگہ جہاں سے میرا اٹھواں آفتاب طلوع کرے گا اس کو کہتے ہیں خراسان۔ کہتے ہیں سب سے پہلے جعفر صادقؑ نے بتایا کہ اس جگہ کا نام خراسان ہے۔

اے آفتابوں کے آفتاب... جہاں سے آفتاب طلوع کرے، تو روضہ جا کر دیکھ لو... دور سے جب روضے کو دیکھو گے جب اپنے ہوٹل سے چلو گے، شاہراہ پر ہو گے، اب جو گنبد پر نظر پڑے گی تو لگے گا آفتاب طلوع ہو رہا ہے، دن ہو یا رات، دن کو تو سورج کی روشنی میں اور یہ آفتاب چمکتا ہے لیکن رات کو منظر کچھ اور ہوتا ہے، رات میں بھی آفتاب نظر آتا ہے، کیف اس کو آئے گا جو روضے کو ان نظروں سے دیکھے، مشاہدہ

ضروری ہے۔ سب کو زیارت پر جانا چاہئے، کوئی زیادہ خرچ بھی نہیں ہے، حدیث رسولؐ ہے کہ ایک سال کے بعد ضرور آؤ، اگر دور والی نہیں کر سکتے تو آٹھویں بیٹے تک پہنچنا اور کیا ثواب بتایا؟ کہا اے حمیرا! ہزار حجوں کا ثواب، اُٹھ کر بیٹھ گئیں... کہا یا رسولؐ اللہ جو آپ کا آٹھواں بیٹا ایران میں ہوگا تو اس کی ایک زیارت پر ہزار حج کا ثواب؟ کہا تم ہزار پر چونک گئیں، سات ہزار حجوں کا ثواب، کہا یا رسولؐ اللہ سات ہزار؟ کہا ستر ہزار حجوں کا ثواب... کیوں؟ اس لئے کہ غریب الغرباء، چونکہ وطن سے دور، مدینے سے دور موت آئی اس لئے وہاں ضرور جانا۔ غریب اسے کہتے ہیں کہ جب موت آئے تو نہ بہن قریب ہونہ بھائی... نہ بیٹا قریب ہونہ بیٹی... اس لئے امام رضاؑ کو غریب کہتے ہیں کہ کوئی نہیں تھا۔ اکیلے تھے اور جب مدینے سے چلنے لگے تو سب سے پہلے قبر رسولؐ پر گئے۔ لپٹ کر روئے پھر اس کے بعد امام حسنؑ کی قبر پر گئے، جناب سیدہ کی قبر پر گئے، بہت روئے دادی کی قبر سے لپٹ کر اور جب گھر سے چلنے لگے تو میرے یہ جملے یاد رکھنا.. مصائب میں یاد دلاؤں گا کہ امام رضاؑ کی اٹھارہ بہنیں تھیں اور اٹھارہ بھائی، علیؑ کے بعد سب سے زیادہ اولاد موسیٰ کاظمؑ کے ہوئی۔ بھرا گھر تھا، بہنوں نے رخصت کیا، تو وہ بہن جسے آج آپ معصومہؑ تم کہتے ہیں جو قم میں دفن ہے... نام ان کا فاطمہ بنت موسیٰ کاظمؑ لیکن لقب معصومہؑ... یہ بھائی کی عاشق زار تھیں، ایسی جیسے زینبؑ حسینؑ کی عاشق زار تھیں...

وہ رات کہ جس کی صبح کو بھائی جائے گا اس رات کو بہن نے سر کے بال کھول دیئے، تیج ہاتھ میں لئے ہوئے کبھی حجرے میں، کبھی صحن میں، میرا بھائی جا رہا ہے مدینہ چھوڑ کے۔ ایک عجیب روایت ہے کہ جب امامؑ چلنے لگے تو گھر والوں کو جمع کیا اور جب میں نے یہ کتاب میں پڑھا تو میں رونے لگا... امامؑ نے ساری بہنوں کو جمع کیا اور

سارے بھائیوں کو جمع کیا اور پورے خاندان سے کہا کہ تم سب مجھ پر چیخ چیخ کر روؤ تاکہ مدینے والوں کو پتہ چلے۔ تو راوی نے پوچھا، اتنی رقت آپ نے کیوں کروائی؟ تو کہا کہ میں واپس نہیں آؤں گا اس لئے چاہتا ہوں کہ سب رشتہ دار مجھ پر رو لیں، تو کیا جملہ کہوں کہ امام گھر سے نہیں نکل رہے تھے بلکہ جنازہ نکل رہا تھا... چاہنے والی بہنیں، سب بہنیں اپنے بھائی پر جان دیتی ہیں، سارے بھائی چاہنے والے، نیشا پور ہوتے ہوئے دربار میں پہنچے... بات صرف اتنی تھی کہ مامون کے دربار میں ایک گرفتار چور آیا تھا اس نے مامون سے کہا کہ تو حد کیسے جاری کرے گا، تو خود چور ہے اس لئے کہ تو نے مال غصب کیا ہے آل محمد کا.... پلٹ کر مامون نے امام کی طرف دیکھا کہا آپ کیا فیصلہ کرتے ہیں؟ کہا کہتا تو صحیح ہے۔ ظاہر ہے پردہ کیسے ڈالتے حق بات پر یہ کہہ کر اٹھ گئے، بس اس دن سے مامون کے دل میں دشمنی آگئی اور طے کر لیا کہ بس زہر دینا ہے، ایک صحابی امام کے ساتھ جسے ابوصلت کہتے ہیں، ابوصلت ہروی، جب مشہد میں زیارت کرتے ہوئے آگے بڑھیں گے تو راستے میں لب سڑک ابوصلت کا مقبرہ آتا ہے۔ لوگ زیارت کرنے اس صحابی کی جاتے ہیں، اسی نے سب کچھ دیکھا، بیان کیا، شہادت کے بعد ٹھپ گیا اسی پہاڑی میں جا کر جہاں اُس کا مزار ہے، مامون کا حکم تھا کہ تلاش کر کے قتل کر دو لیکن اس نے اپنے آپ کو چھپایا تاکہ دنیا کو بتا سکے کہ کیا ہوا؟ وہی ہے راوی... کہتا ہے کہ ہمارے امام کو مامون نے بلایا اور وہی باغ جہاں آج روضہ ہے، وہ پہلے باغ تھا، مامون نے کہا کہ اس باغ کے انگور آئے ہیں، میں نے چاہا آپ کو بھی شامل کر لوں۔ نوش فرمائیے، چند دانے اٹھا کر کھائے اور فوراً اٹھ گئے، ابوصلت کہتا ہے میں نے بازو تھاما، جب اٹھے تو آپ کے قدم جنبش میں تھے، میں نے بازو تھام لیا۔

مامون نے کہا کہاں چلے؟ کہا جہاں تو نے بھیجے کا انتظام کیا ہے۔ ابوصلت کہتا ہے حجرہ خاص میں آئے، عبا اُتار کر میرے ہاتھ میں دی، میں نے آگے بڑھ کر عباسی سنبھالی، عمامہ سنبھالا... اور میں نے شانے پکڑ کر بستر پر لٹا دیا، کہا ابوصلت اب وقت کم ہے، لیکن تجھے سب بتا دوں، دیکھ ابوصلت! جہاں ہارون کی قبر ہے، اس کے باپ کی قبر ہے، ہارون کے پیروں کے پاس میری قبر بنانا چاہے گا، لیکن قبر کھد نہ سکے گی۔ زمین سخت ہو جائے گی، ہارون کے سر ہانے اس کی قبر کی طرف جب میرے پیر ہوں تو وہاں قبر کھدے گی، جب قبر کھد جائے گی اس میں سے پانی نکلے گا، اس پانی میں کچھ مچھلیاں نمودار ہوں گی۔ پھر ایک بڑی مچھلی آئے گی وہ چھوٹی مچھلیوں کو کھا جائے گی، پھر قبر پانی کو پی جائے گی۔ قبر خشک ہو جائے گی اس کے بعد ایک خیمہ پیا ہوگا اس میں میرا جنازہ ہوگا، مامون یہ چاہے گا کہ جنازہ باہر لا کر نماز جنازہ ہو، سب صفیں بنائیں گے، ایسے میں ابوصلت تو دیکھے گا کہ خیمے کا پردہ اٹھے گا ایک آٹھ برس کا بچہ جس کی سیاہ زلفیں کاندھے پر پڑی ہوں گی، چاند سا چہرہ ہوگا، وہ میرا فرزند تقی جواد ہے کہے گا نماز میں پڑھاؤں گا۔ اور ابوصلت خیمہ میں نہ جانا، وہی مجھے غسل دے رہا ہوگا، معصوم کو معصوم غسل دیتا ہے، دفن کرتا ہے، سب کچھ بتا کر، آنکھیں بند کیں تو ابوصلت کہتا ہے روح پرواز کر گئی۔

امام کو ایران گئے، چند مہینے گزرے تو چاہنے والی بہن نے کہا کہ بھائی کی کچھ خبر نہیں آئی، بہنوں نے اذن دیا تو چھ بھائیوں کو لے کر ساتھ چلیں، چھ بھائی تلواروں کے سائے میں معصومہؑ تم کو لے کر ایران چلے، کہتے ہیں راستہ دوسرا تھا بہت دور کا راستہ تھا، بہن نے سفر اختیار کیا، لیکن جب پہنچیں تو ایران میں سیاہ جھنڈے لگ چکے تھے۔

معصومہؑ تم کا حال پڑھ کر تقریر کو ختم کروں گا، تابوت آئے گا، زیارت کریں گے امام ہشتمؑ کا تابوت ہے۔ بڑا ثواب ہے، اس مقام پر سمجھ لیجئے کہ جیسے ایران کی زیارت کر لی، امام ضامن میں امام رضاؑ کے روضہ کی تصویر امام ضامن کے ساتھ منسلک ہے، آپ برکت کے لئے اپنے پاس رکھیں، بہت برکتی سکتہ ہے، امام ضامن ہر جگہ کام آتا ہے۔ ابوصلت کہتا ہے! کہ خیمے پر پردہ پڑا تھا، میں اندر نہیں گیا، مجھے آواز آتی رہی پانی کے گرنے کی لیکن میں اندر نہیں گیا، کچھ دیر بعد ایک چھوٹا سا بچہ پردہ اٹھا کر باہر آیا کہا ابوصلت اندر آ جاؤ، میں پہچان گیا یہی میرا امام ہے، یہی میرا نواں امام محمد تقیؑ ہے۔ ابوصلت کہتا ہے میں اندر گیا تو پھوٹ پھوٹ کر بچہ رونے لگا، لاشہ کو دیکھ کر میں بھی رونے لگا۔ لاش کو کفن پہنا کر بیٹے نے رکھ دیا تھا، میں نے امام کی کفنائی ہوئی لاش دیکھی۔ کہا ابوصلت یہ ہے میرا بابا، یہ کہہ کر وہ بچہ مجھ سے لپٹ گیا کہا ابوصلت میں یتیم ہو گیا...!

یہ میرے بابا کا لاشہ ہے، ابوصلت کہتا ہے کچھ دیر نہ گزری تھی ایک بار میں نے دیکھا میری نگاہ کے سامنے سے امام رضاؑ کا جنازہ غائب ہو گیا۔ میں گھبرا گیا، میں نے اپنے امام شہزادے سے کہا، مولانا امام رضاؑ کا جنازہ کہاں ہے، کہا ابوصلت دیکھنا چاہتے ہو...؟ اپنی دونوں انگلیاں اٹھائیں، میں نے منظر یہ دیکھا کہ مدینہ میں رسولؐ کے گھر کے صحن میں جنازہ تھا اور سترہ بہنیں بال کھولے ہوئے... ارے! میرا بھائی... بین کر رہی تھیں۔

ہاں! ماتم کرو... ہائے میرا غریب امام... بس اتنا کہہ دو میرا غریب امام... ورنہ تابوت کو دیکھ کر تو کوئی سخت دل بھی ہوگا تو روئے گا، بادشاہ کا تابوت ہے، تاج لگا ہوگا سر پر... امام رضاؑ کے تابوت کی پہچان یہ ہے کہ سر پر تاج ہوگا، شاہ کا تابوت ہے نا بھائی... بہنیں رو رہی تھیں، لاشہ واپس آیا، جنازہ چلا، امام نے نماز جنازہ پڑھائی،

سواری قریب آگئی، بہن کی سواری قریب آگئی، قم تک سواری پہنچی تھی کہ امیر قم نے کہا اپنی زوجہ سے تجھے معلوم ہے امام کی بیٹی آرہی ہے، امام کی بہن آرہی ہے، پہلی بار ایران کی سرزمین پر کسی معصومہ نے قدم رکھا ہے.. پردہ کا اہتمام ہو، امیر نے اپنی بیوی کو بلایا اور کہا تیرے محل میں جتنی پاکیزہ عورتیں ہیں، سب کو کالے کپڑے پہنادے، کالی چادریں پہنادے، کئی ہزار عورتوں نے کالے کپڑے، کالی چادریں اوڑھیں، امیر قم کی بیوی نے کالے کپڑے پہنے اور ساری عورتوں نے سر کے بال کھول دیئے... اور ایک جگہ خیمہ لگا کر دو رتک قنات لگائی اور کہا ادھر سے بی بی کا ناقہ گزرے گا، اور اس خیمہ میں بی بی کو اتارا جائے، جیسے ہی ناقہ قنات میں آیا... کئی ہزار عورتوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر ناقہ کو اپنی حفاظت میں لے لیا اور ہر عورت کے بال کھلے تھے، کالے کپڑے پہنے ہوئے، سب کی آنکھ میں آنسو لیکن سب اپنے رونے کو ضبط کر رہی تھیں تاکہ بی بی کو کچھ پتہ نہ چلے... سواری سے اترنے سے پہلے بی بی کو معلوم نہ ہو جائے لیکن بی بی نے عماری کا پردہ اٹھایا تو دو رتک کالے جھنڈے نظر آئے، چھ بھائی ساتھ تھے، بھائیوں سے پوچھا معصومہ نے کہ کیا اس شہر کا امیر مر گیا..؟ چاروں طرف کالے جھنڈے لگے ہیں، سب کالے کپڑے پہنے ہیں، بھائی چپ... ہاں! ایک دم سے بہن کو نہیں بتاتے کہ کیا ہوا...؟ ارے کوئی بازو تھا منے والا تو ہو، پردہ کرنے والا تو ہو... آج بھی یہ دستور ہے کہ موت کی خبر ایک دم سے نہیں سناتے... کسی کا باپ مر جائے، کسی کی ماں مر جائے تو خبر ایک دم سے نہیں سناتے، پہلے اُسے دلا سہہ دیتے ہیں، پنکھا جھلتے ہیں، ہوا دیتے ہیں، بازو پکڑتے ہیں، آرام سے بٹھاتے ہیں پھر کسی طرح صبر دے کر خبر سناتے ہیں۔ ارے کہیں اس کا قلب نہ پھٹ جائے، اس کا کلیجہ نہ پھٹ جائے، یہ مرنے جائے، یہ بیہوش نہ ہو جائے.. یہی دستور ہے زمانے کا.. بیسیوں نے

ناتقے کو گھیر لیا، اونٹ بٹھایا گیا، عماری کا پردہ ہٹایا، دو عورتوں نے بازو پکڑ کر شہزادی کو اتارا.... ہاں سیدانیوں کا احترام ایسے ہی کیا جاتا ہے۔ یہی احترام ہے، جو قم میں معصومہ کے ساتھ ہوا، تمام عورتوں نے بی بی کو گھیر لیا، بازو پکڑ کر خیمہ میں لائیں، خیمہ میں مسند بچھی تھی، گاؤں کے لگے ہوئے تھے، شہزادی کو گاؤں کے سے بیٹھا دیا گیا اور جب بٹھا دیا تو امیر کی بیوی ہاتھ باندھ کر آگے گئی اور اب اس نے سینے پر ہاتھ مارا... زنانو پر ہاتھ مارا اور کہا بی بی یہ کالے جھنڈے اس لئے لگے کہ ہمارا امام مارا گیا... کہا کیا کہا؟ کہا آپ کا بھائی مارا گیا، شاہزادی آپ کا بھائی اس دنیا میں نہ رہا۔

بس یہ سننا تھا بیہوش ہو کر گریں، تاریخ نے لکھا کہ سات دن تک بھائی کو روئیں اور ساتویں دن انتقال ہو گیا، ہائے میرا بھائی، ہائے میرا بھائی کہتے کہتے مر گئیں، روضہ بنا ہے، روضہ پر جاؤ تو یاد آتا ہے ایسی بہن جو بھائی کی شہادت خبر سن کر مر گئی، قربان ہو گئی، ایسی بہن اب ہاتھ باندھ کر کہوں، اے معصومہ! وہ حسینؑ کا لاشہ اور وہ زینبؑ... ارے میرا بھائی، ارے میرا حسینؑ پکار رہی تھی زینبؑ.. ہائے حسینا، ہائے امام رضا... ہائے غریب الغریبا۔



آٹھویں تقریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساری تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمد و آل محمد کے لئے

عشرہ چہلم کی آٹھویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں، دو مجلسیں بیکل اور پرسوں، آخری چہلم کی مجلس، کل مجلس کے بعد علم اور ذوالجناح کی زیارت... اور چہلم کے روز مجلس کے بعد شبیہ تابوت حضرت امام حسین صلوٰۃ اللہ سلام علیہ کی زیارت ہوگی، غم اور عزا کے دو دن رہ گئے اور ظاہر ہے کہ الوداع کے دن ہیں، فضائل بھی اور مصائب بھی اور پھر اس کے بعد انتظار... اور یہ انتظار بھی بہت جلد ختم ہو جاتا ہے، ہر تہوار اسلامی ایک مہینے کے بعد آتا ہے لیکن محرم آٹھ مہینے کے بعد آتا ہے، ایک سال کے بعد نہیں آتا، اس لئے کہ دو مہینے تو ہم مصروف ہی رہتے ہیں، ربیع الاول پورا گذرا اور پھر اس کے بعد ذی الحجہ سے پھر غم کا آغاز ہو جاتا ہے، ہم اسی غم کے سہارے اپنی زندگی گزارتے ہیں اور اسی غم کے لئے ہم جی رہے ہیں۔

یہی فضائل علیٰ ہماری روح ہماری زندگی ہیں اور جس طرح ہم سنتے ہیں مجلس میں آتے ہیں، بیٹھتے ہیں یہ کام ہر ایک کے بس کا بھی نہیں... اور یہ کام اُسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب اللہ توفیق عطا کرے اور ہر ایک کو اللہ توفیق عطا نہیں کرتا۔ خود کہتا ہے اللہ کہ ہم کسی کی نیکی دیکھ کر اس کے دل کو کشادہ کر کے نور سے بھر دیتے ہیں تو جب ہم چاہتے

۳۲۲

محبت علیٰ بنا دیتے ہیں، اُس کی نظر میں ہر بندہ ہے اور جس پر چاہے وہ یہ کرم کر دے۔
ظاہر ہے کہ یہ کرم اُدھر سے ہوتا ہے اور یہ کرم ہر ایک کے نصیب میں نہیں۔

جس کے نصیب میں ہے وہ اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھے کہ رب نے ہم پر یہ
احسان کیا کہ ہم علیٰ کی محبت میں سرشار ہو گئے... اور سرشار رہتے ہیں۔ اب چونکہ اس
نے احسان کیا تو اب احسان کا بدلہ احسان ہے... اب آپ کو اس رب کے لئے کیا کرنا
ہے...؟ یعنی اس نے آپ کو محبت علیٰ بنایا... آپ پر احسان کیا، اب آپ کو کیا کرنا
ہے...؟ آپ جو کچھ بھی کریں وہ کم ہے، اس لئے وہ سب کچھ کریں جس سے رب
راضی رہے... اس کو راضی رکھنے کی جتنی بھی ترکیبیں ہیں وہ سب آپ کو کرنا چاہئیں۔

اور اس میں سب سے اہم بات جو ہے وہ یہ کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں فریضہ ادا ہو گیا،
بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں یہ کام ہم نے کر دیا... ہو گیا، مثلاً بعض لوگ دس روز کے ہی محبت
ہیں... گیارہ سے غائب تو غائب، مثلاً بعض محبت ہیں کہ جلوس میں نمائش تک گئے پھر
غائب، تو اپنا جائزہ لے ہر مومن کہ کام یہ کام نہیں ہے کہ شکل دکھا دی... اللہ میاں کو
صورت دکھا دی چلے گئے امام باڑے، نہیں وہ کہتا ہے محسن بنو... کام کو سجاؤ... کام کی
سجاوٹ کرو، سجاوٹ جلدی نہیں ہوتی، سجاوٹ ہوتی ہی وہاں ہے جہاں دیر لگتی ہے...
سجاوٹ کہتے ہی اُسے ہیں کہ جس میں آدمی مصروف ہو جائے یہ طے کر کے کہ اپنے
محسن مالک کائنات کو احسان کا بدلہ یوں دیں گے کہ سجاوٹ کرتے کرتے زندگی گزر
جائے... کہ ابھی تو سجا رہے ہیں پھر پیش کریں گے... تو اس سے یہ ہوتا ہے کہ اللہ
سجاوٹوں کی مصروفیات کو دیکھ کر جب آخری گھڑی آتی ہے تو وہ فرشتوں سے کہتا ہے یہ
سجا رہا تھا اپنے کام کو تا کہ ہماری بارگاہ میں پیش کرے یہ مصروف رہا اس لئے اس پر
ایک اور احسان کرو اور وہ احسان یہ کرو کہ اس کی موت کی سختی کو ہل کر دو...

۲۲۳

اب یہ مومن آرہا ہے اپنا کام لے کر... تو یہ نہیں پوچھیں گے کہ تیرا رب کون ہے؟ اس سے نہیں پوچھیں گے، سب سے پوچھتے ہیں، اپنے ہر بندے سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا قبلہ کیا؟ تیری کتاب کیا؟ تیرا پیغمبر کون...؟ اس سے کچھ نہیں پوچھنا، یہ تو اپنا سارا کام لے کر آرہا ہے۔ جو سچا رہا تھا انہی عقائد کو اب اس سے کیا پوچھنا...؟ یعنی بے معنی بات ہوگئی، یہ تو سچا رہا تھا توحید کو، سچا رہا تھا کعبہ کو، سچا رہا تھا نبوت کو، یہ سچا رہا تھا قرآن کو، سچا رہا تھا امامت کو... تو بندہ خود کہے گا مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟ میری تو زندگی گزری ہے توحید کو سجانے میں، تو اللہ ایسے بے شک سوال نہیں کرے گا... کس سے؟ مومن سے... ورنہ مذاق اڑے گا اللہ کے سوالوں کا۔ اس سے پوچھ کہ جو منہ پھیر پھیر کر جاتا تھا توحید سے... اس سے پوچھ جس نے کعبہ کو کعبہ نہ سمجھا، اس سے پوچھ جس نے نبی کو نور نہ سمجھا... اس سے پوچھ جس نے علی ولی اللہ نہ کہا۔

یہ ایک فلسفہ ہے، ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آئے گا، ڈرانے کو تو واعظ بہت کچھ ڈرا دیتا ہے، خوب خوب ڈراتے ہیں، خوب خوب ڈراتے ہیں... لیکن جب یہ حدیثیں بھری ہوں اور قرآن میں یہ آیتیں بھری ہوں، بھری پڑی ہیں آیتیں، یعنی ہمارے علماء قرآن ہی نہیں پڑھتے.... مجھے تو اس کا افسوس رہتا ہے جب کوئی ایسی انوکھی بات کوئی مجھے آکر بتاتا ہے کہ فلاں مولوی نے یہ پڑھ دیا... اور مولوی بھی ایسا مولوی کہ جس کی زندگیاں شیعیت میں گزری ہوں تو بڑی ہنسی آتی ہے اور اس کی عقل پر رونا بھی آتا ہے... یعنی اللہ کہہ رہا ہے، خبردار میری رحمت سے مایوس نہ ہونا... یہ آیت ہے قرآن کی... حدیثیں تو اور ہیں، یعنی میری رحمت سے مایوس نہ ہونا، عمل کیجئے جہنم میں جاییے گا... کیا آپ کو جہنم کا ٹھیکہ ملا ہے؟

دیکھیے! ہم تو یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ ہمیں جنت کا ٹھیکہ ملا ہے، لیکن دوسرا مولوی یہ

ثابت نہیں کر سکتا کہ جہنم کا ٹھیکہ اس کے پاس ہے، اچھا آپ بتائیے دونوں کاموں میں سے اچھا کام کون سا ہے؟ جنت بائنا یا جہنم بائنا...! اکثریت جہنم بانٹ رہی ہے اور اقلیت جنت بانٹ رہی ہے۔ تو کم از کم یہ طے ہو گیا کہ اکثریت جہنم میں جائے گی، اقلیت جنت میں جائے گی۔ اور لفظیں ہیں مایوس... مایوس نہ ہونا، مایوس کے معنی معلوم ہیں؟ مایوس کن لفظ کا ترجمہ ہے؟ ابلیس کا... ابلیس کے معنی ہیں مایوس ہو جانا۔ جب ابلیس بنا شیطان تو وہ مایوس ہو گیا کہ اب مجھے میری عبادتوں کا صلہ نہیں ملے گا۔

ہاں! عبادتوں کے صلہ کے نہ ملنے کی مایوسی اور ہے۔ سمجھ رہے ہیں نا آپ...! اور جہاں ایسی عبادت عطا کر دی گئی کہ جس میں مایوسی کا گمان ہی نہیں۔ دنیا میں کوئی ایسی حدیث نہیں بنی کہ کوئی یہ ثابت کر دے کہ مجلس حسینؑ کے بعد کسی امامؑ نے کہا ہو کہ یہ عمل تمہارا قبول نہیں۔ ہم کو نہیں ملی اور کسی کے پاس حدیث ہے تو لائے، کتاب دکھائے، حوالہ دے۔

نہیں یہ ایک ایسا عمل ہے کہ اللہ نے کہا کہ یہ عمل محفوظ ہو گیا، عمل نہیں مٹتا، دنیا کی ہر عبادت مٹ سکتی ہے... یعنی منہ پر ماری جاتی ہیں۔ مٹنے کا مسئلہ بنی نہیں، جب منہ پر ماری گئی تو منہ تو ہوا ٹیڑھا اور عبادت گئی خاک میں... یعنی اس کا وجود ہی نہ رہا۔

جب اللہ نے عبادتوں کو واپس پھینک دیا تو جب بارگاہ الہی میں قبول نہ ہوئی تو اس کا وجود ہی نہ رہا، واحد عبادت مجلس حسینؑ اور فضائل علیؑ ایسی عبادت ہیں کہ فرشتے انتظار میں رہتے ہیں کہ حصہ ہمارا ہم کو ملے۔ یہ فرش بچھائیں تو ہم جائیں، یہ ذکر شروع کریں تو ہم سنیں۔ اچھا کیوں! بھی فرشتے اپنی مجلس الگ کر لیں۔ بات آگئی ہے تو کرتے چلیں تہید میں... بھی اپنا فرش عز الگ بچھاؤ وہاں اس پر مجلس کر لیا کرو، ذکر علی کر لیا کرو۔ تو کیوں نہیں کر پاتے، یہ یہاں کی مجلس میں کیوں شامل ہونے آتے ہیں،

ہماری مجلس میں ثواب لینے کیوں آتے ہیں؟

پتہ ہے آپ کو کیوں؟ مجلس تو کر لیں، عرش کا فرش تو بچھا ہوا ہے۔ سمیٹا نہیں گیا، بوریا سنا نہیں ہے، بچھا ہوا ہے، کر تولیں لیکن وہاں منبر نہیں۔ منبر تو عذیر میں یہاں آگیا تھا، اور اگلا جملہ سنئے، فرشتوں کے پاس ذکر نہیں ہے۔ اچھا نام آپ بتا دیجئے، کبھی میکائیل نے مجلس پڑھی ہو، کسی حدیث میں جبرئیلؑ نے مجلس پڑھی ہو۔ ذکر ہی نہیں ان کے پاس، پتہ چلا یہاں کی ذاکری کی چاہ فرشتوں کو بھی لگی ہوئی ہے، اس لئے اللہ سے کہتے ہیں وہیں جائیں گے مجلس میں۔

ذرا سوچو! کہ فرش عزا جو لوگ نہیں بچھاتے، کراچی والے اس قدر بخیل ہو چکے ہیں، جب میں ایسی تنقیدیں کرتا ہوں منہ لٹک جاتے ہیں لوگوں کے۔ نزاعی باتیں کرتے ہیں، تنقیدیں کرتے ہیں۔ ارے بھی! نہ کریں تو کیا کریں؟ جتنی بخلات کراچی کے شیعوں پر سوار ہوئی ہے، دنیا کے کسی شہر، کسی ملک میں نہیں ہے۔

قرآن میں آیت نبوی اسی لئے رکھی ہوئی ہے کہ اللہ نے کہا جس کو دیکھو پوچھنے چلا آ رہا ہے... یہ مسئلہ بتائیے، وہ مسئلہ بتائیے، یہ مسئلہ بتائیے؟

کہا پیغمبرؐ کہہ دو... ایک درہم دو گے تو مسئلہ پوچھو...! دم نکل گئے مسلمانوں کے، ایک نہیں رسولؐ سے پوچھنے آیا، پتہ چلا بخلات امت رسولؐ میں مدینہ سے شروع ہو چکی تھی۔ ثواب آپ بتائیے، دیکھئے! آج تک دولت کی عزت ہے، علم کی عزت نہیں ہے۔ اب تک نہیں ہے، علم کی عزت نہیں ہے، یعنی کھانا کرو، حلیم کرو، بریانی کرو۔ کیا کیا جتن کرنا پڑتے ہیں علم سنانے کے لئے لوگوں کو اور ایسے میں اگر خالص ایک مجلس ہو جائے اور لوگ دور دور سے یہ سننے آئیں کہ علم سننے جارہے ہیں تو یہ جہاد ہے...؟ جو آئے اس کا بھی جہاد، جو سنائے اس کا بھی جہاد... تو یہ جہادی مجلسیں ہیں۔

(۴۲۶)

بھئی نہ یہاں پروپیگنڈا ہوا، ڈھائی لاکھ والی ہے، تین لاکھ والی ہے، پندرہ لاکھ والی ہے، پچیس لاکھ والی ہے اور نہ یہ کہ حلیم ہے، نہ یہ کہ بریانی ہے... کہا بھئی کچھ سننے چلنا ہے۔ وہ آئے تو ان کے قدم عمل الصالحات۔ وہ حق و صبر کی راہ میں بڑھے، ہاں! بس یہ ہے کہ آتے دیر میں ہیں۔ یعنی اب گیارہ بجے تو منبر ملا ہے، ایک گھنٹے پڑھوں تو بارہ بجے ختم اور سو اگھنٹے پڑھوں تو سو بارہ بجے اور ڈیڑھ گھنٹے پڑھوں تو ساڑھے بارہ اور دو پڑھوں تو ایک بجے، نکلتے نکلتے ڈیڑھ بج گئے، یہ کون سا وقت ہے مجلس ختم ہونے کا، اور جیسے جیسے چہلم آ رہا ہے اور اطمینان سے مومنین آتے ہیں۔

اب بتائیے علیؑ کے چودہ امتحان میں اس وقت کیسے پڑھوں؟ پرسوں اعلان کیا تھا... اگر وقت سے آجاتے مومنین اور میں منبر پر بیٹھ جاتا... پونے دس بجے تو اب ظاہر ہے کہ جہاں تک بھی وقت کامل ہوا وہیں سے چھوڑ دوں گا اور پھر دوسری مجلس میں بیان کروں گا، ظاہر ہے کہ چودہ امتحان علیؑ کے مجھے آج ہی بیان کرنا مشکل نظر آ رہے ہیں امتحان میں بتا چکا کہ نبیؐ کا امتحان، وصی کا امتحان اللہ پر احسان ہوتا ہے۔ وہ جب امتحان لیتا ہے اپنے نبی سے یا نبی کے وصی سے، ولی سے... کہتا ہے امتحان دو۔ اور جب وہ امتحان دیتا ہے تو وہ اللہ کا محسن بن جاتا ہے۔ یہ ہے فلسفہ قرآن۔

اب اللہ جزا جو دیتا ہے وہ جزا ملتی ہے اس کو یہ دیکھ کر کہ کام جو کیا اس نے، جلدی سے نپا دیا یا سجا کر پیش کیا! جو اپنے امتحان کو سجاوٹ کے ساتھ پیش کرتا ہے، اللہ کہتا ہے اسے صرف اجر نہیں بلکہ اجر اعظمیہا... عظیم اجر دیتے ہیں، جب لفظ عظیم لگ جائے تو سمجھ لیجئے کہ اللہ کے یہاں نعمتیں تمام ہوں گی۔ جب وہ کہہ دے ہم نے ذبح عظیم بنا دیا کائنات کی سب سے بڑی جزا دے دی، یعنی اب ذبح عظیم کے اوپر کوئی بڑا خطاب ہمارے پاس نہیں ہے، اجر عظیم... اب اس کے اوپر کوئی ایوارڈ Award نہیں ہے

(۲۲۷)

ہمارے پاس۔ سب سے بڑا ایوارڈ دے دیا... مل گیا ایوارڈ اور یہ جو دیا اس سے پہلے کسی کو نہیں دیا۔

کیا مطلب! یعنی ہم نے ذبحِ عظیم بنا دیا، نام رکھ دیا ذبحِ عظیم تو اس سے پہلے کوئی ذبحِ عظیم تھا نہ اب تمہارے بعد کوئی ذبحِ عظیم بنے گا۔ اگر ہم نے علیؑ کو اجرِ عظیم دے دیا تو نہ اس سے پہلے کسی نے اجرِ عظیم لیا تھا نہ اس کے بعد اب کسی کو ملے گا۔ اس کے معنی علیؑ کا امتحان سب سے بڑا امتحان۔

آدمؑ سے لے کر خاتمؑ تک، خاتمؑ سے لے کر قیامت تک، علیؑ سے بڑا امتحان کسی نبی، کسی ولی کسی وصی کا نہیں ہوا، ہر نبی کے تین امتحان ہوئے، علیؑ کے چودہ امتحان ہوئے اور پندرہواں، آخری امتحان کہ جس میں علیؑ کامیاب ہوئے تو چودہ امتحان دے کر... توجہ... چودہ امتحان دے کر علیؑ نے ابھی اعلان نہیں کیا۔

عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ پہلا امتحان بچے نے پاس کیا کامیابی کا اعلان کر دیا گیا، اسے رزلٹ مل گیا... مثال دنیا سے دے رہا ہوں... دوسرا امتحان پاس کیا انہوں نے کہا صاحب! پاس ہو گئے، بچہ نے خود ہی اعلان کر دیا، گھر میں آتے ہی... مجھے رزلٹ مل گیا، میں پاس ہو گیا، کامیاب ہو گیا۔ علیؑ اتنا بڑا اللہ کا محسن کہ مسلسل چودہ امتحان دے کر خاموش رہے، اعلان نہیں کیا کہ میں کامیاب ہو گیا۔ پندرہواں امتحان اللہ نے لیا اس لئے تاکہ اب اعلان کرو کہ چودہ تو کامیاب تھے، پندرہویں پر اعلان کرو... سارے امتحانوں کا کہ فرٹ بربت الکعبہ... کعبہ کی قسم آج کامیاب ہو گیا۔

آخری امتحان اور آخری امتحان کے وقت اعلان کیا، جتنے امتحان دیئے تھے سب میں کامیاب ہوا، اعلان آج کر رہا ہوں، دیکھئے! عجیب منزل ہے اگر آپ سمجھنا چاہیں۔ پی۔ ایچ۔ ڈی Phd تک آپ کا بچہ جائے، بیٹا جائے، کیا آپ کی اولاد کو

کہ جو بڑا اسکالر بن چکا ہے، اس کو خود یہ حق ہے کہ وہ اخبار میں یہ نکلوا دے کہ میں کامیاب ہو گیا! وائس چانسلر اعلان کرے!... ڈگری وہاں سے ملے گی، کنونشن میں شریک ہو، سب کے ساتھ بیٹھو، تب کالا گاؤن ملے گا... تب ڈگری ہاتھ میں آئے اور جب چھپی ہوئی ڈگری گورنمنٹ سے مل جائے تو پھر کہو میں کامیاب ہو گیا۔ موقع تھا کہ اللہ اعلان کرتا کہ میرا علی کامیاب ہو گیا۔ اب پتہ چلا کہ اتنا برا محسن ہے کہ اللہ نے اس کو اذن دے دیا، کہ جو میں کہنے والا تھا وہ تم کہو۔

یا علی تم جو کہو گے سمجھ لو... میں نے کہا، یعنی بندے کو اتنا ناز تو ہوا اللہ کی بارگاہ میں کہ وہ خود یہ کہہ سکے... میں کامیاب ہو گیا۔ کائنات میں علی واحد انسان ہیں جنہوں نے خود اللہ سے کہا!... دیکھئے یہ نازک منزلیں ہیں اور یہ معرفت والی باتیں ہیں۔ فرشتے آپ کے پاس آئیں گے اذن اللہ لے کر پوچھیں گے... نماز پڑھی؟ روزہ رکھا؟ حج کیا؟ اب قبر میں پوچھیں، صراط پہ پوچھیں، میزان میں پوچھیں، محشر میں پوچھیں... جہاں چاہے پوچھیں، پوچھیں گے فرشتے...! تو کیا علی سے بھی فرشتے ہی پوچھیں گے؟ کیا معاذ اللہ قبر میں علی سے بھی سوال ہوا؟ کیا صراط پہ علی سے سوال ہوگا...! میزان پر، محشر میں... تو پھر بھی ہوگا کیا؟ کہا فرشتوں کی کیا مجال؟

قبر بعد میں، صراط بعد میں، محشر بعد میں... وہیں مسجد کوفہ میں فرشتے برب السکعبہ کہہ کر سواری روکی، آفتاب نکل رہا تھا، سواری روک کر پھر اترے زمین پر، سجدہ کیا، سجدے سے سر اٹھایا کہا محشر کا دن جب آئے پروردگار... تو جواب دینا کہ علی نے کبھی تیری عبادت میں کوتاہی نہیں کی۔

ذرا یہ ناز تو دیکھو... تو گواہی دینا، اس طرح کوئی انگلی اٹھا کر اللہ سے کہے کہ تو نے ہمارے سپرد جو کام کئے تھے ہم فرشتوں کو گواہ نہیں بنا رہے ہیں، ہم نبی کو گواہ نہیں بنا

رہے ہیں، ہم ایک لاکھ کو گواہ نہیں بنا رہے ہیں، ہمیں گواہیوں کی ضرورت نہیں ہے، کام ہم نے مکمل کیا ہے، سجا کر کیا ہے، تو بول... سجاوٹ کی ہے۔ تو نے سارے اہلبیٹا سے کہا تھا نماز پڑھو... تو نے ہر بندے سے کہا ہماری عبادت کرو۔ ہم نے صرف عبادت نہیں کی، یہ ہمیں تھے جس نے بتایا، یہ ہمیں نے بندوں کو بتایا کہ جہنم کے خوف سے نماز نہ پڑھنا، جنت کی لالچ میں نماز نہ پڑھنا تو لوگوں نے پوچھا پھر!! آپ جو نماز پڑھتے ہیں...؟ کہا اس لئے نماز پڑھتا ہوں، کہ نہ جہنم سے تعلق نہ جنت سے، وہ لائق عبادت ہے۔ یہ جملہ تو کسی نے کہا بھی نہیں۔

سجادیا... سجادیا، اور وہ وہ سجاوٹیں کی ہیں علیؑ نے کہ صرف ایک نماز پڑھنے میں سجاوٹ، لوگ نمازیں پڑھتے ہیں، حدیثوں میں ہے توے کی طرح ٹھونگیں مارتے ہیں.. کھٹا کھٹ... اور سیٹھوں کا تو حکم ہوتا ہے جلدی کیجئے! کاروبار پہ جانا ہے تو وہاں کے مولوی بڑے اکیٹو ہیں، جلدی جلدی چلتے ہیں، جلدی جلدی نماز پڑھاتے ہیں، بڑھاپے میں بھی اکیٹو ہیں، عادت پڑی ہوئی ہے، سیٹھوں نے ٹریننگ دی ہے، سیٹھوں نے پیش نمازوں کو ٹریننگ دی ہے... بجائے اس کے کہ پیش نماز سیٹھوں کو ٹریننگ دے... سمجھ رہے ہیں آپ.. انہوں نے ٹریننگ دی ہے، مولانا صاحب جلدی جلدی جلدی جلدی... دکانوں سے اٹھ کر آئے ہیں، اور رمضان والی سو رکعت...! اے یوں... فنافٹ... گئی۔ اب کسی کا وضو چلا گیا ہو، کچھ ہو... دوبارہ تجدید وضو... کچھ نہیں، وہ تو آگے جا رہی ہے نماز.. انجن آگے اور ٹرین کے ڈبے پیچھے... کھٹا کھٹ کھٹا کھٹ... لاہور آگیا کراچی سے، تیز ٹرین چلی ایک رات میں پہنچ گئی۔

یہ سب آپ کی نظر میں رہے... تو جہاں یہ عالم ہوا اور وہاں علیؑ سجائیں۔ ہاں! کہتے ہیں ہر وقت نمازیں ہی تو پڑھا کرتے تھے، پیر تھے، فقیر تھے، دنگیر تھے... اللہ اللہ اللہ

(۲۳۰)

اللہ ہر وقت اللہ اللہ، ہر وقت مصلے پہ اللہ اللہ... ارے! ستاسی لڑائیاں لڑنی ہیں، رسولؐ کی حفاظت کرنا ہے، یہودی کے باغ میں پانی دینا ہے، بچوں کے لئے رزق حلال کمانا ہے، خطبے دیئے ہیں، ٹریننگ دینا ہے، توحید سے لے کر قیامت تک کے مسئلوں کو سمجھانا ہے، پورے فروغ دین سمجھانا ہیں، پوری دنیا میں رزق بانٹنا ہے...! خلیفہؒ عانی نے کہا رزق آپ بانٹتے ہیں...؟ علیؑ نے کہا! ہاں ہاں... کہا آج کا بانٹ آئے؟ ہاں! بانٹ آئے۔ جیب سے ایک ڈیبا نکالی اس میں ایک چیونٹی بند کر لی تھی راستے میں چلتے میں... کہنے لگے ایک مخلوق میرے پاس ڈیبا میں بند ہے، آپ کیا پوری کائنات میں حشرات الارض کو بھی دے آئے...؟ کہا ہاں دے آئے، کہا لیکن میری جیب میں جو چیونٹی ہے وہاں تک تو آپ نہیں گئے...؟ کہا ڈیبا کھول!... جیب سے ڈیبا نکالی اب جو کھولا تو چیونٹی کے منہ میں چاول کا دانہ تھا۔

آپ نے غور کیا...! کتنے کام ہیں علیؑ کے اور اس میں یہ کہنا کہ اللہ میاں تم کو گواہی دینی ہے علیؑ کی نماز کی... وقت کہاں ہے علیؑ کے پاس؟ اچھا! وقت اگر ہے بھی تو پوری پڑھ دی اتنا ہی بچا ہوگا وقت، اتنی لڑائیاں اور یہ اور وہ... اس میں بھی سجاوٹ...! اچھا سجاوٹ میں حاضر اتنے کہ یہاں بھی اور وہاں بھی...! دیکھئے نماز کی سجاوٹ آپ کو معلوم ہے پہلی سجاوٹ کیا ہے؟ بھی آپ اپنا مکان سجاتے ہیں تو سجاوٹوں میں اہم اہم چیزیں جو ہیں Main وہ آپ کو معلوم ہے، مگر ہے، شیشے ہیں، بلب ہیں، روشنی ہے... یہ مکان کی پہلی سجاوٹ ہے۔

نماز کی پہلی سجاوٹ کیا ہے؟ بھی ادھر ادھر سے تو بات ہوگی ہی نہیں.. نماز کے فوراً بعد جو لفظ آئے...! الصلوٰۃ کے بعد... وہ ہے نماز کی پہلی سجاوٹ۔ اللہ بتا بھی رہا ہے کہ نماز کو سجانا کیسے ہے؟ اولین و آخرین میں کسی نے نہیں سجایا نماز کو پہلی سجاوٹ کے

(۲۳۱)

ساتھ۔ اللہ نے کہا نماز کی پہلی سجاوٹ ہے زکوٰۃ...! سجاوٹ کے بغیر پڑھی سب نے، یہ علیؑ تھے کہ فقیر آیا... کہا تیری بارگاہ سے خالی ہاتھ جا رہا ہوں... لے یہ انگوٹھی۔

قرآن نے اعلان کر دیا... کہا بس یادگار رہ گیا اس کا رکوع، جس نے رکوع میں زکوٰۃ دی، اس کے بعد پتہ ہے آپ کو کیا ہوا...؟ قیمتی قیمتی انگوٹھیاں خریدیں سب نے، پہنیں... اب رکوع میں گئے اور انگوٹھیاں دیکھ رہے ہیں۔ اور در کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کب فقیر آئے گا؟ خوب خوب گرائیں اور خوب خوب لوٹیں مدینے والوں نے، فقیر بن کر لوٹیں۔

یہ وزیر صاحب بیٹھے ہیں، اگر اب بھی کسی کو شوق ہو کہ رکوع میں انگوٹھی گرائیں گے تو وزیر صاحب کے یہاں سے تحقیق کی، فیروزے کی لائیں اور اگر کہیں اعلان ہو جائے کہ صاحب وہاں کی جماعت میں تو لوگ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں... دیکھئے پھر کیا نماز میں مجمع ہوگا۔ رکوع والے کم ہوں گے انگوٹھیاں لوٹنے والے زیادہ، پیسے نہیں گے وزیر جعفری کے اور نماز اور زکوٰۃ دونوں جڑ جائیں گی... سجاوٹ کے ساتھ ہوگی نماز۔ تو کون سجاتا ہے؟ سجاد علیؑ نے نماز... اب کون سجائے گا؟ پڑھ سب رہے ہیں، سجاوٹ کون کر رہا ہے؟ اللہ کہہ رہا ہے کام مکمل کرو تو سجا کر پیش کرو۔ اب تک تو کسی نے کیا نہیں، پہلی سجاوٹ ہے زکوٰۃ۔

علیؑ نے نماز کو اور سجایا...! اب تیر لگنے کے بعد کی نماز، دیکھئے وہاں نماز سے زکوٰۃ کو علیؑ نے جوڑا اب نماز سے جہاد کو جوڑا... اب نماز سے جہاد کو جوڑا، اب دوسری سجاوٹ... اب اسی میں تیسری سجاوٹ کہ پھر یہ بھی بحث ہوگی کہ یہ خون نجس ہے یا پاک...؟ ہر فقیہ یہ بحث کرے گا کہ صاحب! نماز میں خون نہ ہو... نماز میں خون نہ ہو، ارے خون سے ہی تو ساری سجاوٹ ہے۔ ارے! خون نہ ہو تو لوگ کہتے ہیں یرقان ہو

(۲۳۲)

گیا ہے اس کو، پیلیا ہو گیا ہے، اب یہ مر جائے گا... جسم میں خون نہیں ہے، جسم انسانی کی سجاوٹ ہے خون۔

خون کے بغیر کیا...! دم... عربی میں دم کہتے ہیں خون کو اور نفس بھی کہتے ہیں خون کو... وہ جو کہا گیا تھا نا.. انفسکم، انفسنا... لوگ سمجھے ہی نہیں کہ اس کے معنی کیا ہیں؟ یہ سمجھے یہ والی سانس لے کر ساتھ میں آؤ... اللہ نے کہا تھا جو خون قریب ترین ہو... اے نبی تم سے جو قریب خون ہو اس کو لے کر آؤ۔ یہ اپنی طرف سے نہیں پڑھ رہا ہوں، علامہ حارثی نے اس آیت کی تفسیر میں.. انفسنا کی لکھا ہے اس کے معنی خون۔ ارے نفس کوئی نظر آتا ہے، نفس جو اندر ہے... روح، روح اور نفس کو کسی نے نہیں دیکھا۔ اللہ نے چاہا کہ آج نفس نبیؐ نظر آئے، خون نظر آئے.... ذمک ذمی، لحمک لحمی... یا علیؑ تیرا خون میرا خون، تیرا گوشت میرا گوشت۔

علیؑ نے کہا یہ مسئلہ بھی صاف کر دوں، اور مسئلہ یہاں تک آ گیا، انہوں نے کہا یہ زنجیر کا ماتم کرتے ہیں، کہا خون لگا ہے نماز تو حرام ہے... خون ہے نجس تو اب اگر آپ عاشور کے دن یا چہلم کے دن جلوس میں لگائیں گے تو نماز قضا ہو جائے گی۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ زنجیر کا ماتم نہ کیجئے ورنہ نماز نکل جائے گی۔ خون لگا ہوگا آپ مسجد میں جا نہیں سکتے، مصلے پر کھڑے نہیں ہو سکتے، نماز آپ پڑھ نہیں سکتے! علیؑ نے مسئلہ کو حل کیا۔ میں نے بالکل غلط کہا، علیؑ نے مسئلہ کو حل نہیں کیا، مسئلہ رسولؐ نے حل کیا۔ علیؑ تو مسئلے سے بچ رہے تھے... جو جا رہا ہے تیر کھینچ رہا ہے... علیؑ نے کہا ہٹو ہٹو... تکلیف ہو رہی ہے، درد ہو رہا ہے.. رسولؐ نے مسئلہ کو حل کیا... کہا جب مصلے پر جائیں... تو خون کا مسئلہ میں حل کروں گا۔

تاکہ سنت رسولؐ بنے... جملہ دے دوں، نماز میں مصلے پر پہنوست رسولؐ بنے اور

(۲۳۳)

کام کرواؤں گا صحابہ سے...! تم تیر کھینچنا... جب کھینچنا جب نماز میں ہوں۔ جب رکوع میں ہوں تب تیر کھینچ لیما... ہڈی میں پیوست تھا، نماز میں خون وہ تو ماتم کر کے سوکھ جاتا ہے، بہہ نہیں رہا ہوتا، رسولؐ کہتے ہیں نہیں... جب کھینچو گے تو ذخارہ نکلے گا اور مصلہ پورا لال ہو جائے گا۔ جب مصلہ لال ہو جائے تب ہم اللہ سے کہیں گے ایسی ہوتی ہے رنگین عبادت سچی ہوئی۔

اچھا ابھی یہ عجیب بات ہے ذرا غور کیجئے... کسی سے پوچھئے بڑے دانشور سے...
کہے گا ہاں اوہ تو اقبالؒ نے کہا ہے کہ.. ع

غریب و سادہ و رنگین ہے داستانِ حرم

انہوں نے کہا ترجمہ... کہا ترجمہ یہ کہ کعبہ کی کہانی خون سے رنگین ہے، جہاں خون گرانا حرام ہے وہاں خون گرانے کو مسلمان تیار ہیں کہ کعبہ کی کہانی میں لہو شامل کرو تا کہ کہانی ہو خوبصورت۔ کعبہ میں خون نہیں گر سکتا مگر سب گرانے کو تیار... کہ کعبہ کی کہانی کو رنگ لہو سے... چاہے اسماعیلؑ کا لہو ہو، اسماعیلؑ کا تو لہو نہ مل سکا مسلمانوں کو، ملا بکرے کا۔ انہوں نے کہا کیا سچی داستانِ حرم! اب بکروں کے لہو سے کیا داستانِ حرم سچائیں۔ اللہ نے کہا ابھی نہیں سچے گی، ذبحِ عظیم سے سچے گی، کوئی چھوٹا موٹا گھر نہیں ہے کہ بکرے کے لہو سے سچائیں۔

ہاں... ایک پاک لہو چاہئے جس سے داستانِ حرم سچے۔ تو داستانِ حرم تو لہو سے سچ جائے، اللہ نے کہا سجدے ہوتے ہیں اس گھر کی طرف تو جو عبادت ہے وہ بھی لہو سے سچے۔ تو ایروں غیروں کا لہو نہیں چاہئے، پاک لہو، ہاشمی لہو، سادات کا لہو، اللہ کے گھر کا لہو...!

تیر کھینچنا، ذخارہ چلا تو رسولؐ اللہ کو اب فتویٰ دینا چاہئے... یا علیؑ نماز دوبارہ پڑھ لو، وضو

(۲۳۴)

دوبارہ کرلو، مصلّٰہ بھی ہوا، جس، صحابہ سب مل کر مسجد بھی پاک کرو اور مصلّٰہ دھولو، علیٰ نماز دوبارہ پڑھو اس لئے کہ خون نکلنے میں تمہارا رکوع اور نماز سب ختم ہو گئی، رسولؐ نے خاموش رہ کر بتایا... جب بھی خون کی بحث کرنا یاد رکھنا علیؑ کا لہو پاک ہے۔ اور لہو میں نماز ہو سکتی ہے... کیا مطلب؟

اللہ کی بارگاہ میں جو شہادت دینے آئے، گواہی دینے آئے اور اللہ کے نام پر اگر لہو نکالے تو وہ لہو پاک ہوتا ہے، وہ چاہے علیؑ کا لہو ہو یا اولاد علیؑ کا لہو ہو۔ وہ لہو پاک ہے، عبادت میں بھی پاک ہے۔ اب ظاہر ہے غبی مولویوں کی سمجھ میں تو یہ باتیں نہیں آئیں گی لیکن کم از کم ہمارے دانشور ذہن، جو کھلے ہوئے ذہن ہوتے ہیں ان کی سمجھ میں یہ باتیں آتی چلی جائیں گی۔

علیؑ نے نماز کو اور سچایا... اب کیسے سچائیں گے؟ اب کیسے سچاؤ؟ اب نماز کے وقت پر علیؑ Busy ہو گئے، مصروف ہو گئے...! رسولؐ کا سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا... اب سورج تڑپ رہا ہے، نماز تڑپ رہی ہے، وقت نماز تڑپ رہا ہے... جو راتوں کو جاگ جاگ کر مجھے پڑھتا ہے، جو لہو بہا بہا کر مجھے پڑھتا ہے، جو برستے تیروں میں مجھے پڑھتا ہے... آج اتنا میری طرف سے منہ پھیرے ہوئے ہے کہ میں انتظار میں ہوں کہ مجھے ادا کرے... میں چلی... نماز نے کہا میں چلی... کب تک رکوں؟ مجھے جانا ہے اللہ کی بارگاہ میں... علیؑ پڑھو گے یا نہیں پڑھو گے؟ کہا جا! تو رسولؐ سے بڑھ کر تھوڑی ہے، تو اطاعت رسولؐ سے بڑھ کر نہیں ہے۔

کیا سچایا ہے نماز کو! کیا علیؑ کے ذمہ صرف نماز ہی پڑھنا تھا؟ ارے! اطاعت رسولؐ کی بھی تو ذمہ ہے۔ تو اب جب مقابلہ ہونے لگے دو چیزوں میں تو اب یہی تو بتائیں گے کون افضل...؟ گھر والے بتائیں گے کون افضل؟ کبھی بچہ کھیل کر آئے تو

(۲۳۵)

پشت پر بیٹھ کر بتائے اب موازنہ کرو... میں افضل یا یہ افضل...؟ اور علیؑ رسولؐ کا سرزانو پر رکھ کر کہیں... جانیں پڑھتا تھے تاکہ میں بتاؤں کہ تو افضل یا یہ رسولؐ کا سر افضل! ان جاہلوں کو بتانا ہے جو رسولؐ کی عطا کی ہوئی نماز لے کر اللہ اللہ تو کریں گے لیکن رسولؐ کو بھول جائیں گے، ان کو بتادوں کہ اس کا دیا ہوا اصول اتنا بڑا نہیں ہے جتنا بڑا یہ مجسم خود ہے۔

ارے! یہی جھگڑا تو شیطان سے تھا، کیا جھگڑا تھا؟ اللہ کے سجدے کر رہا تھا، نمازیں پڑھ رہا تھا اللہ نے حکم دیا آدمؑ کو سجدہ کرو... اس نے کہا تو بڑا ہے تیرا قول بڑا نہیں ہے... ارے!! کیا سنا آپ نے... کہاں کیا سجدہ؟ کہاں مانا قول اللہ کو... کہا تجھ کو مانوں گا تیرے قول کو نہیں مانوں گا، اور کہیں قول کو مانوں گا تجھ کو نہیں مانوں گا... یہ فکر شیطان ہے۔ ذرا سا غور کیجئے تو میں اگلی منزلوں تک بڑھ جاؤں۔

رسولؐ نے کہا ہاں! خلیفہ ہوتا ہے میرا... اصول دیا میں نے...! خلیفہ ہوتا ہے، چُنا جاتا ہے، جب نبی نہیں رہتا تو وصی آتا ہے، نائب آتا ہے، خلف آتا ہے... اصول میں نے دیا۔ لیکن جب اصول اور جنازہ ٹکرائے تو طے کرنا ہوگا کہ خلافت بڑا مسئلہ ہے یا رسولؐ کا جنازہ بڑا مسئلہ ہے۔

جنازہ چھوڑا اور کہا نہیں یہ اہم مسئلہ تھا... تو علیؑ نے اس وقت بتایا کہ خلافت بڑا مسئلہ نہیں ہے، جس رسولؐ بڑا مسئلہ ہے، قبر رسولؐ بڑا مسئلہ ہے... تو یہ بتانے کے لئے کہ ایک دن آئے گا کہ ہر شے رسولؐ سے ٹکرائی جائے گی، کبھی کعبہ اور رسولؐ کا موازنہ ہوگا... کبھی قرآن اور رسولؐ کا موازنہ ہوگا... کبھی خلافت اور رسولؐ کا موازنہ ہوگا، کبھی حدیث اور رسولؐ کا موازنہ ہوگا، کبھی عورت اور رسولؐ کا موازنہ ہوگا...! کبھی صحابہ اور رسولؐ کا موازنہ ہوگا تو پہلے بتادوں کہ سب سے بڑی نماز عبادت الہی... اگر رسولؐ اور

۲۳۶

نماز نکر جائیں تو نماز کو بزم سے ہٹاتا ہوں، رسول کا سر زانو پر ہے!...

کیا مطلب ہے؟ کیا مطلب ہے اس کا...؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ سورہ انفال میں آیت ہے... صحابی نماز پڑھ رہا تھا رسولؐ نے آواز دی... نام لے کر پکارا... نہیں آیا، دوبار، تین بار، چار بار، پانچ بار... نہیں آیا، کافی دیر کے بعد آیا۔ کہا میں تمہیں پکار رہا تھا آئے نہیں؟ کہا نماز پڑھ رہا تھا۔ کہا سورہ نسا کی آیت نہیں پڑھی کہ رسولؐ جس وقت پکارے پہلی آواز پر جواب دو...! کہا نماز پڑھ رہا تھا۔ تو کیا ہوا میں نے پکارا تھا نماز توڑ کر جواب دو۔ یٰٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (سورہ انفال آیت ۲۴) یہ پورا واقعہ میزان الایمان صفحہ ۴۳۸ پر بھی لکھا ہوا ہے۔

آپ کو پتہ ہے، شیطان نے یہی کیا کہ اللہ سے بڑی چیزیں بنا دو۔ اللہ کو چھوٹا کر دو، عدل کو نہیں مانوں گا اللہ بڑا، اللہ ایک... یعنی ساری وہابیت پھیلا کر شیطان نے عام کر دی اور وہابیت پھیلانے کے بعد کہا مانتے رہنا اللہ کو ایک... بس ایک رٹ لگا لو وہ ایک ہے، شرک نہ کرو وہ ایک ہے... نہ عدل کو مانو، شرک نہ کرنا وہ ایک ہے اور شرک نہ کرنا۔

پورے زمانے میں شیطان نے پھیلا کر سب کو بہکا دیا اور بہک گئے... اللہ نے کہا نہیں یہ سب بیکار باتیں ہیں، اصل مسئلہ ہے عقیدہ... اور عقیدہ وہ ہوتا ہے جس کا حکم ہم دیں۔ اگر ہم کہہ دیں پتھر نہیں پوجے جائیں گے حرام ہے پتھر کو پوجنا... اور اگر ہم ہی اس اصول کو توڑ کر کعبہ میں پتھر رکھ دیں تو ہم سے پوچھنا نہیں کہ وہاں کیوں تڑوائے اور یہاں کیوں رکھوایا۔ اگر ہم کہہ دیں ابراہیمؑ سے کہ گھر ہمارا ہے پاک کرو، طاہر کرو... طاہرہ بیتی... اس گھر کو پاک کر دو۔

(۲۳۷)

اور پھر اسی گھر میں فاطمہ بنت اسد کو بلا کر وہاں علی کو پیدا کر دیں تو ہم سے نہ پوچھنا کہ یہ کیا،! تمہیں پوچھنے کا حق نہیں ہے... ابھی لوگ توحید کو کہاں سمجھے، توحید کو سمجھنے کے لئے علی کو سمجھنا پڑے گا اور اللہ نے بتایا اطاعت رسولؐ کی منزل تھی نہیں پڑھی تو کیا ہوا؟ اس کے لئے بنائی ہے نماز، آفتاب بھی اس کے لئے بنایا، ماہتاب بھی اس کے لئے بنایا، زمین بھی اس کے لئے بنائی... سب اس کے تابع اور یہ نبی کا تابع.. ایک تسلسل ہے اطاعت کا، یہ اطاعت کر رہا تھا رسولؐ کی۔ ہر شے اس کی اطاعت کرتی ہے، تو جب اس کی اطاعت میں ہے یہ چاہے تو آفتاب کو واپس بلائے۔ بتایا اللہ نے کہ نماز کا وقت اس کے اختیار میں ہے... گئی ہوئی عبادت واپس آتی ہے۔ رسولؐ اللہ نے پوچھایا علی پڑھی...؟ کہا آپ کا سر زانو پر تھا۔ کہا تو پھر بلاؤ آفتاب کو واپس... اور پڑھ لو، وقت اختیار میں ہے... پتہ چلا نبیؐ کی اور ولی کی نماز قضا نہیں ہوتی۔ ارے! قضا وہاں ہوتی ہے جہاں آفتاب نکلے اور ڈوبے... اگر اس فلسفہ کو آپ نہیں سمجھے تو پھر کچھ بھی نہیں سمجھے...! ابھی یہاں ڈوبا ہوا ہے، امریکہ میں نکلا ہوا ہے۔

جب ہماری قضا ہو رہی ہوتی ہے تو ادھر والے پڑھ رہے ہوتے ہیں، ان کی ادا ہو رہی ہوتی ہے ہماری قضا ہو رہی ہوتی ہے... نہیں مزہ آیا آپ کو... آدھے انسانوں کی قضا ہو رہی ہوتی ہے، آدھوں کی ادا ہو رہی ہوتی ہے۔ علیؑ کوئی آدھی آدھی دنیا کا امام تھوڑی ہے، اس کے لئے آفتاب... ادا ہی ادا... ارے! کہیں ڈوبا تھا اور کہیں نکلا ہوا تھا۔ دیکھئے! سائنس سے میں نے علیؑ کی نماز ثابت کر دی... ابھی نبیؐ دلیل آئی ہے۔ یہ نبیؐ دلیل آئی ہے، ڈوبا کہاں تھا...؟ جگہ چھوڑی تھی، ادھر سے اُدھر ہوا تھا۔ علیؑ کے لئے تو دھوپ نکلی ہوئی تھی وقت تھا ہی۔ آپ کو نہیں معلوم پلکوں سے پڑھ لی تھی، ادا ہو گئی تھی۔ دنیا جسے نماز کہتی ہے وہ والی ادا نہیں ہوئی تھی۔ رسولؐ نے کہا ادا بھی دکھا دو... ادا تو ہو

(۲۳۸)

گئی، پلکوں سے ہو گئی لیکن وہ ادا دکھا دو جس ادا پر دنیا مری جا رہی ہے، ادا تو ہو چکی
دلوں پر۔

سکے بیٹھے ہوئے تھے علم علیؑ کے، عبادت علیؑ کے، کیا مسلمان جانیں گے؟ بڑے
بڑے یہودی عالم...! سلونی کی قدر کی انہوں نے۔ راس الجالوت نے کہا! یا علیؑ میں
پوچھوں؟ کہا پوچھو۔ کہا میں نے توریت میں پڑھا، انجیل میں پڑھا کہ ہرنی کا امتحان
ہوتا ہے، ہرنی کے وصی کا امتحان ہوتا ہے، آپ کا امتحان کب ہوا؟ نبی کے سامنے کب
امتحان ہوا، نبی کے بعد کب امتحان ہوا؟

علیؑ نے فرمایا سن راس الجالوت، اے یہودیوں کے عالم سن! ہرنی کے تین
امتحان، ہرنی کے وصی کے تین امتحان... اللہ نے حیات نبیؐ میں میرے سات امتحان
لئے اور بعد نبیؐ پھر سات امتحان لئے۔ اصحاب قریب آ گئے، مالک اشتر نے کہا مولانا!
بیان ہو جائے تاکہ ہم بھی سنیں۔ اصحاب قریب آ گئے۔ کہا سن راس الجالوت! اللہ نے
جب میرا پہلا امتحان لیا تو میں دس برس کا تھا... دیکھئے! علیؑ اپنے جملہ دہرائیں گے،
خطبہ موجود ہے۔ مستند ترین خطبہ ہے جس میں اپنے چودہ امتحان علیؑ نے بتائے... شرح
بیچ میں میں کرتا جاؤں گا۔

مولانا کے الفاظ بیان کرنے کے بعد شرح کروں گا وہ الفاظ میرے ہوں گے، آپ
خود سمجھ جائیں گے کہ کہاں مولانا کی گفتگو ختم ہوئی اور میں شرح کر رہا ہوں، اس کو اس
میں شامل نہ کیجئے گا میری تقریر کو... شرح اس لئے کہ بچوں کو سمجھ میں آئے... علیؑ کا جملہ کہ
پہلا امتحان اللہ نے دس برس کی عمر میں لیا... تقریر شروع ہو رہی ہے پورے ایک گھنٹے
کے بعد مجبوری ہے دیکھئے! لیکن میں وقت پر ختم کر دوں گا۔

جو ہمارے پرانے سننے والے ہیں نا... جیسے ابوذر صاحب، سجاد صاحب... یہ لوگ

(۲۳۹)

کہتے ہیں ایک گھنٹے تو تمہید ہوتی ہے، نکتے تو کھلتے ہیں ایک گھنٹے کے بعد لیکن ہم ختم کر دیتے ہیں اس لئے کہ سب عادی نہیں ہیں ورنہ تین تین چار چار گھنٹوں کی بھی بات ہے.... اور ظاہر ہے کہ پھر یوریت ہو جاتی ہے، ظاہر ہے ہمارے لئے بھی بار اور آپ کے لئے بھی بار... اب کون سنتا ہے؟ پہلے زمانے کی باتیں ہوتی تھیں... صاحب! حافظ کفایت حسین صاحب نے چار گھنٹے پڑھا، نو نہروی صاحب نے پانچ گھنٹے پڑھا... باتیں ہی باتیں ہیں اب کوئی تین چار گھنٹے نہیں سنتا، لیکن بہر حال اگر میں تین چار گھنٹے نہیں پڑھتا تو کم از کم میری تمہید تو ایک گھنٹے کی ہوتی ہی ہے۔

کوئی نہ کوئی ریکارڈ (record) تو بنا کر چھوڑ جانا چاہئے، اب ظاہر ہے تقریر ہے چھوٹی، تمہید ہے بڑی۔ تمہید تو ہو چکی، کیا کہا علیؑ نے؟ میرا پہلا امتحان اللہ نے دس برس کی عمر میں لیا، کیا طے ہو گیا یہاں مولّا کے جملہ سے کہ کائنات میں ایک ہی گھر انہ ہے کہ جہاں بچپن میں بھی امتحان لیا جاتا ہے... کچھ کہا ہے میں نے... اور یہ گھر انہ صرف ابراہیمؑ کا گھر انہ ہے۔ امتحان تھا ابراہیمؑ کا بچہ شامل ہوا، باپ نے بیٹے کو شامل کیا... بنیاد پڑ گئی، لیکن امتحان ایسا تھا کہ ادھورا رہ گیا، بچہ نے کہا ہاں! صابر ہوں، لیکن گلا نہیں کٹا...! امتحان شروع کہاں سے ہوا بچوں کا؟ یہاں سے... یہ پہلا جملہ ہے عظیم جملہ ہے علیؑ کا...! سبیلعلیؑ کا امتحان ہوا لیکن گلا نہیں کٹا، بچپن کا امتحان۔

علیؑ کائنات کا پہلا انسان جس کا پہلا امتحان بچپن میں ہوا... کہا میں دس برس کا تھا کہ بلند ابوتیس کی پہاڑی پر میرے بھائی نے قولو لا الہ کی صدا دی... جتنے تھے سب منحرف ہو گئے، ہر ایک نے کاذب ٹھہرایا... واحد میں تھا جس نے آگے بڑھ کر کہا یا رسول اللہ میں آپ کو رسول مانتا ہوں۔ یہ میرا پہلا امتحان تھا اور میں نے کھانے کا انتظام کیا، میں نے سب کو بلایا، کھاپی کر ہاتھ جھاڑ کر سب نکل گئے... کوئی ماننے کو تیار

نہیں ہوا۔ رسولؐ پکارتے رہے، میں بلاتا رہا۔ لیکن صرف میں ثابت قدم رہا اور میرا امتحان اللہ لیتا رہا... پہلی منزل، علیؑ کا پہلا امتحان! کہ کوئی آواز دے میں اللہ کا رسولؐ ہوں اور کوئی نہ بولے کہ یہ اللہ کا رسولؐ ہے سوا ایک بچہ کے اور وہ میں اس کے بعد عجیب جملہ کہا... اور کہا خدا کی قسم اعلان نبوت کے بعد تین برس تک سوا خدیجہؓ بنت خویلد کے اور میرے رسولؐ کے پیچھے کسی نے نماز نہیں پڑھی۔

تین برس تک خدیجہؓ بنت خویلد اور میں نے... تین برس رسولؐ کے پیچھے دوہستیوں نے نماز پڑھی... یہ میرا پہلا امتحان تھا۔ مڑے اور سب کا نام لے کر کہا کہ تم بتاؤ کیا ایسا نہیں ہے... سب نے کہا! سچ کہا یا علیؑ ایسا ہی ہے۔ جیسا آپ نے فرمایا ایسا ہی ہے۔

سن راس الجالوت! اللہ نے میرا دوسرا امتحان شبِ ہجرت میں لیا... اللہ نے میرا امتحان لیا جب چالیس قبیلوں نے مل کر یہ طے کیا... مجلسِ شوریٰ میں کہ محمدؐ کو قتل کر دو اور ثقیف کی طرف سے... قبیلہ بنی ثقیف کی طرف سے، طائف سے چل کر بھیس بدل کر اس شوریٰ میں شیطان بھی شریک ہوا اور سب نے طے کیا کہ سب مل کر ایک ایک تلوار لگائیں اور رسولؐ کو مار کر وہیں ٹھہرے رہیں یہاں تک کہ بنی ہاشم آجائیں... اور جب وہ آجائیں تو کوئی محمدؐ کا خون اپنے اوپر لینے کو تیار نہ ہو... سب ایک دوسرے پر الزام رکھیں اور پتہ نہ چلے کہ محمدؐ کو کس نے قتل کیا... ایسے میں جبریلؑ آئے اور رسولؐ کو یہ بتلادیا کہ وہ کب نکلیں گے شوریٰ کمیٹی سے؟ کب باہر آئیں گے، کتنی دیر میں گھر تک پہنچیں گے؟ اس سے پہلے ہی آپؐ نکل جائیں... اور جب آپؐ جانے لگیں تو علیؑ کو بستر پر سلا جائیں۔

جب رسولؐ نے مجھ سے کہا کہ علیؑ میرے بستر پر سو جاؤ، تو میں خوش ہو گیا کہ آج رسولؐ کی جگہ میں لیٹ جاؤں تاکہ میں قتل ہو جاؤں... یہ اللہ نے میرا دوسرا امتحان

لیا۔ میں رسولؐ کے بستر پر سو گیا، یوں سویا کہ تا عمر کبھی ایسے نہ سویا تھا اور جب چادر اٹلی تو چالیس قبیلوں کے بہادر لوگوں نے مجھ پر حملہ کیا تا دیر میں نے سب کے ساتھ تلوار چلائی... یہاں تک کہ سب نے فرار اختیار کیا... اے اصحاب تم بتاؤ کیا ایسا نہیں ہے؟ سب نے کہا سچ کہا یا علیؑ ایسا ہی ہے۔

دیکھئے! ہر امتحان سنا کر علیؑ یہ نہیں کہتے کہ کیا میں کامیاب ہوا؟ ذرا احتیاط دیکھئے علیؑ کی، پہلے کیسے کہہ دیں؟ احتیاط... کہنے کا دن تو اللہ نے مقرر کیا ہے کہ کامیابی کا اعلان اس دن کرنا ہے۔ جب سارے امتحان ختم ہو جائیں، بیچ میں علیؑ یہ نہیں کہتے کہ میں کامیاب ہو گیا۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کیا ایسا نہیں ہے؟ سب چلا کر کہتے ہیں ہاں ایسا ہی ہے۔

علیؑ نے کہا سن راس الجالوت اللہ نے میرا تیسرا امتحان اس وقت لیا جب قبیلہ ربیعہ کے پہلوان عتبہ، شیبہ اور ولید... اور میں اکیس برس کا جوان... میں پہلا آدمی ہوں جس نے کافر کے سامنے سب سے پہلے تلوار نکالی کافر پر... پہلی تلوار میری نکلی ہے، ہوئے ہوں گے مسلمان اور بھی، تلوار پہلے کافر کے مقابل کس نے نکالی...؟ مولاً فرما رہے ہیں میں نے تلوار نکالی اور ولید اور شیبہ کو میں نے قتل کر دیا، اور وہ آئے تھے، آندھی بن کر اٹھے تھے۔ سارے لشکر نے مل کر جنتوں کو مارا اتنوں کو میں نے تہمارا... لڑائی فتح ہوئی بدر کی لڑائی، یہ میرا تیسرا امتحان تھا... اے اصحاب کیا ایسا نہیں ہے؟ سب نے کہا ایسا ہی ہے جیسا آپ نے فرمایا۔

کہا میرا چوتھا امتحان اس دن ہوا جب بلخار کی قریش نے بدر کے اپنے کشتوں کا بدلہ لینے کے لئے اور بڑی مضبوطی کے ساتھ آئے اور پھر انہوں نے مجبور کر دیا کہ لشکر مسلمانوں کا فرار اختیار کر گیا اور نبیؐ اکیلا رہ گیا اور ایک غارتھا جس میں نبیؐ تھے، سب

۲۴۲

جا چکے تھے، میں تہا تھا اور دیکھو یہی ذوالفقار تھی... علیؑ نے تلوار اٹھائی، کہا یہی ذوالفقار تھی اور میں تہا تھا اور میں نے نبیؐ کی حفاظت کی اور میں بچا کر مدینے لے آیا۔ جس دن شیطان نے پکارا تھا کہ نبیؐ قتل ہوا، لیکن میں سلامت مدینے لے کر نبیؐ کو آیا یہ میرا چوتھا امتحان تھا۔ اے اصحاب کیا ایسا نہیں؟ کہا یا علیؑ آپ نے سچ کہا۔ (صلوٰۃ)

میرا پانچواں امتحان ہوا تو سب یکجا ہوئے قریش اور کافر، سر پرست تھے ان کے یہود اور طے کر کے آئے تھے کہ عبدالمطلبؑ کی اولاد میں دو کو قتل کرنا ضروری ہے، ایک محمدؐ اور ایک علیؑ کو... اور وہ آئے بڑے پہلوان کو لے کر اور اس وقت انہوں نے مدینہ کو گھیر لیا، رسول اللہ ﷺ لگا کر بیرون مدینہ تھے اور اس وقت انہوں نے کافی آدمی ہمارے مار دیئے... جب کوئی جانے کو تیار نہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا...! میری طرف دیکھا اور میں بار بار کہتا کہ

....انا للهو، انا للهو، انا للهو...

جب دیکھ لیا میرے بھائی رسول اللہ ﷺ نے کہ کوئی نہ جائے گا تو مجھے سجاایا...! اس جملہ پر غور کرنا، مجھے سجاایا...! اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا، اپنے ہاتھ سے عبا پہنائی، اپنے ہاتھ سے کمر میں تلوار لگائی، امتحان ہے علیؑ کا سجاوٹ کر رہے ہیں رسول... جملہ دے دوں آپ کو تا کہ آپ فکر کریں علیؑ کے سارے امتحان اسلام سے minus کر دیجئے، دعوت ذوالعشرہ اسلام سے نکال دیجئے... اسلام کو اسلام رہنے دیجئے، شب ہجرت نکال دیجئے اس لئے کہ علیؑ کا تذکرہ ہے، بدر نکال دیجئے، احد نکال دیجئے اور خندق نکال دیجئے... پھر اسلام میں کیا بچا...؟ آپ کہیں گے ہاں! اسلام تو بچا، اسلام تو رہ گیا سجاوٹ ختم ہوگئی۔ اب کہہ دوں جملہ کہ اللہ نے نبیؐ سے کہا تھا... اے میرے حبیبؐ یہ یہ کام کرنے ہیں۔

(۲۳۲)

حبیبؐ کے بیٹھے رہے... کام شروع ہی نہیں کیا... ارے بھئی چالیس برس کے ہو گئے ہو... کام کب شروع ہوگا؟ اور انبیاءؑ نے تو سولہ سولہ برس میں کام شروع کر دیا تھا... آپ امتحان ہی سننا چاہ رہے ہیں اور شرح سننا نہیں چاہ رہے ہیں... ابراہیمؑ نے پہلا امتحان سولہا برس کی عمر میں دیا تھا... جب آگ میں پھینکا مرنے والے تو اس وقت ان کی عمر سولہ برس تھی، اور انبیاءؑ نے تو اس سے بھی پہلے کام شروع کر دیا تھا... کیوں حیرت سے دیکھ رہے ہیں؟ ارے! عیسیٰؑ نے تو مریمؑ کی گود میں ہی کام شروع کر دیا تھا، ایسے بھی انبیاءؑ گذرے ہیں کہ ابھی پیدا ہوئے ہیں اور خود ہی گواہی دے رہے ہیں کہ میں نبی ہوں، کتاب لے کر آیا ہوں۔

یا رسول اللہؐ یہ کیا ہے! عیسیٰؑ گود میں کام شروع کر دیں نبوت کا، کوئی سولہ برس کی عمر میں، کوئی اٹھارہ برس کی عمر میں... اور آپ ابھی تک بیٹھے ہوئے ہیں، چالیس برس کی عمر میں... کام تو سپرد ہے، کام کرنا ہے لیکن نبیؑ انتظار کر رہا ہے کہ اگر میں بوڑھا ہو جاؤں تو کیا؟ سجاوٹ کرنے والا تو آجائے!...

حاصل تقریر جملہ یہ تھا... کام کئے ہیں سب نبیؑ نے، سب اللہ کے حکم پر، احسان ہو رہا ہے اللہ کے دین پر، کام نبیؑ کو کرنے ہیں، سجانا علیؑ کو ہے... اگر علیؑ کعبہ میں نہ آئے تو نبیؑ کا کوئی کام سچا نظر نہیں آتا۔ اور جملہ لیتے جاؤ... دعوت ذوالعشرہ کو سجا یا علیؑ نے... شب ہجرت کو سجا یا علیؑ نے... بدر کو سجا یا علیؑ نے... کام ہیں نبیؑ کے، احد کو سجا یا علیؑ نے... کام ہیں نبیؑ کے... خندق کو سجا یا علیؑ نے... کام ہے نبیؑ کا... اب پتہ چلا کہ کام نبوت کے تھے سجا یا اہل بیتؑ نے... ابھی مصائب نہیں پڑھ رہا قیمتی جملہ دے دوں... کام تھا حسینؑ کا... کام اصغرؑ کا نہیں تھا... کام سکینہؑ کا نہیں تھا... کام حسینؑ کا تھا، سجا یا اصغرؑ نے، سجا یا سکینہؑ نے...!! میرے پاس اس سے بڑی دلیل نہیں ہے کہ بچوں کو کیوں

لائے؟

دعوتِ ذوالعشرہ میں دس برس کا بچہ اٹھتا ہے، کام سجاتا ہے بچہ... آپ کو اور دلیل چاہئے تو پھر میں دلیل دے کر ہی آگے بڑھوں گا۔

کام سجاتے ہیں بچے... جملے یاد آئے مولانا اظہر حسن زیدی علی اللہ مقامہ کے.. وہی سنادوں تاکہ آپ کو دلیل مل جائے، کہا تمہیں حق کی تلاش ہے آؤ میرے ساتھ... دریا کے کنارے پہنچے، کہا تمہیں پار جانا ہے نا.. کہا ہاں! دیکھا تو قطار میں بہتر کشتیاں کھڑی ہوئی تھیں، ایک سے ایک چمھاتی ہوئی کشتی، پردے پڑے ہوئے، ایک سے ایک بہترین لباس پہنے ملاج، بہترین بجی ہوئی کشتیاں...! دیکھتے ہوئے چلے، کہا جس پر چاہے بیٹھ جاؤ لیکن ایک بات ہے اس میں سے کوئی ملاج نجات کی ضمانت نہیں دے گا کہ راستے میں ٹوٹے پھوٹے بھنور آئے، ڈوبے، سب کہتے ہیں بیٹھ جائیے پیسہ دیجئے، کرایہ دیجئے، اتار دیں گے، درمیان کی گارنٹی نہیں ہے۔ اب رک گئے وہ صاحب! کہنے لگے جب درمیان کی ضمانت نہیں ہے تو ہم بیٹھیں کیوں؟ کشتی میں سوراخ ہو جائے، پانی بھر جائے.. بھنور میں پھنس جائے، کشتی الٹ جائے، کہا نہیں یہ تو ہر ملاج کہتا ہے کہ صاحب! یہ آپ کی قسمت ہے، بیٹھ جائیے گارنٹی نہیں۔ کہا پھر کیسے؟ پار تو اترنا ہے، منزل تک تو جانا ہے، ساحل تک تو جانا ہے، دریا پار تو کرنا ہے۔

چلتے چلتے ایک سادی کشتی نظر آئی.. اس پر جو بزرگ بیٹھے تھے کشتی کے مالک، وہ اکیلے نہیں بیٹھے تھے ان کے ساتھ ایک برقعہ پوش عورت بیٹھی تھی، ایک جوان بیٹھا تھا، دو چھوٹے بچے بیٹھے تھے.. تو وہ رک کر کہنے لگے بھی یہ کشتی بڑی عجیب ہے.. کہا کیوں؟ کہا دیکھئے کشتی کا مالک، اس کو یقین ہے کہ کشتی ڈوبے گی نہیں.. سب نے اپنی کشتی پہ اپنے کو رکھا ہے کہ ڈوبے تو پیر کر نکل جائیں.. بچوں کو نہیں بٹھایا، اس کشتی کے مالک کو

یقین ہے کہ نہیں ڈوبے گی، بچے بیٹھے ہیں، اگر ان کو ڈوبنے کا خطرہ ہوتا تو نہ عورت کو لاتے... نہ بچوں کو لاتے... اسی پہ بیٹھ جاؤ۔

اسی میں بیٹھ جاؤ یہ کشتی نہیں ڈوبے گی، اس لئے کہ کشتی کے مالک کو یہ یقین ہے کہ نہیں ڈوبے گی۔ ورنہ یہ بچوں کو نہ بٹھاتے... کل انشا اللہ کامل کریں گے سارے امتحان، وقت کامل ہوا، کل گفتگو ہوگی۔

غور کیا آپ نے...! حسینؑ اس یقین کے ساتھ آئے ہیں، کس یقین کے ساتھ؟ کہ قیامت تک راستہ تلاش کرو گے تم لیکن تمہیں راستہ نہیں ملے گا سوا کربلا کے... لوگ کہتے ہیں کہ جب یقین تھا حسینؑ کو کہ کوئی نہیں بچے گا تو بچوں کو کیوں لائے...؟ لائے اس لئے کہ بظاہر تم دیکھ رہے ہو کہ کوئی نہیں بچے گا... لیکن ان کا کام ہی یہی ہے... یہ پیدا ہی اس لئے کئے گئے ہیں... کہ یہ ہمارے کام کو سجادیں۔

ورنہ چھ مہینے کے بچے کا امتحان اللہ نہیں لیتا ہے، کربلا میں اصغرؑ کا کوئی امتحان نہیں، انبیاء کے امتحان ہوتے ہیں، سکیئہ بی بی کا کیا امتحان؟ امتحان کی منزل پر بچے کیوں آئیں؟ انبیاء آتے ہیں امتحان کے لئے، بچوں کا کیا امتحان ہوتا ہے، امتحان حسینؑ کا ہے، اصغرؑ کو سجار ہے ہیں، سکیئہ بی بی حسینؑ کے ان احسانات کو سجار ہی ہیں۔ اس ہی لئے حسینؑ نے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ میرے مکان کی سجاوٹ رباب ہیں... اور سکیئہ۔

امام حسینؑ دونوں ماں بیٹیوں کی مدح میں شعر کہتے تھے.. کہ ربابؑ اور سکیئہ میرا سکون ہیں، میرے گھر کی رونق، مجھے وہ گھر اچھا ہی نہیں لگتا جس گھر میں ربابؑ نہ ہوں اور جس گھر میں سکیئہ نہ ہوں۔ اور سکیئہ... حسینؑ کو جو سکیئہ جیسی بیٹی ملی تھی وہ آپ کو معلوم ہے، حسینؑ نے تاحیات یہ بات بتائی ہی نہیں اور بتائی تو سکیئہ کو بتائی، اور کرب

(۲۴۶)

بتائی...؟ جب رخصتِ آخر کو چلنے لگے، جب رخصت ہوئے... اور جب گھوڑے پر بیٹھ گئے اور گھوڑا آگے نہ بڑھا، کہا اے اسپ وفادار! کیا بات ہے، آخری سواری ہے کیوں نہیں بڑھتا...؟

تو گردن سے اشارہ کیا کیسے بڑھوں؟ شہزادی شموں سے لپٹی ہوئی ہیں... تو امام حسینؑ ذوالجناح سے اُتر پڑے اور سکیئہ کو گود میں اٹھالیا، کہا بابا میں آپ کو جانے نہیں دوں گی، بہت مشکل منزل تھی سکیئہ کو اس وقت جدا کرنا، چیتھی بیٹی دامن پکڑ لے اور کہے بابا میں آپ کو جانے نہیں دوں گی، جب وہ کہہ رہی ہے کہ بھیا علی اکبر گئے واپس نہیں آئے، چچا عباس گئے، بابا اب میں آپ کو کیسے جانے دوں؟ میں نہیں جانے دوں گی، یہ حسینؑ کے امتحان کی مشکل ترین گھڑی تھی، کہ پیار سے بیٹی کو سینے سے لگا کر کہا، سکیئہ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ نے ہم کو سکیئہ کیوں عطا کی..؟

یہ ہے باپ بیٹی کی آخری گفتگو... کہا سکیئہ ہم نمازِ شب میں روزِ راتوں کو جب نمازِ شب پڑھتے تو اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا کرتے تھے کہ اللہ مجھ کو ایک ایسی بیٹی عطا کر کہ میں اس کو بے حد چاہوں، بے انتہا محبت کروں اور وہ مجھ سے محبت کرے اور جب وہ بیٹی بڑی ہو جائے، تین چار سال کی تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس محبت کے ذریعہ تو میرا امتحان لے.. اور بیٹی اور باپ کی محبت کو آزمادہ کر دیکھ کہ میں تیری محبت پر اس محبت کو قربان کروں۔

سکیئہ! میں نے تم کو مانگا ہی آج کے دن کے لئے ہے، کہ جب اللہ میرا امتحان لے رہا ہو تو تمہاری محبت میرے اس امتحان میں کام آئے، تو سکیئہ الگ ہٹ گئیں، سینے سے ہٹ گئیں، کہا بابا اللہ آپ کا امتحان لے تو میں آپ کی کامیابی میں حائل ہو جاؤں، آپ نے دیکھا کہ حسینؑ نے اپنے امتحان کو سجایا کیسے...؟ کتنے بڑے محسن ہیں

اللہ کے حسینؑ... کہ سجا کر قدرت کی بارگاہ میں ورنہ کر بلا میں اتنا وقت کہاں تھا کہ سجاوٹ ہو سکے، لیکن دیکھئے حسینؑ نے سجایا کیسے؟ سچ گیا، حسینؑ کی رخصت سچ گئی، حسینؑ کی رخصت بھی اللہ کے امتحان میں شامل ہے اور سچ رہی ہے کچھ زینبؑ نے سجایا، کچھ ربابؑ نے سجایا لیکن بچی نے تو سجاوٹ کامل کر دی، لیکن ابھی سجاوٹ دیکھئے کامل نہیں ہوئی ہے... کہا اچھا بابا میں روکتی تو نہیں... مصائب پڑھنے کا میں عادی ہوں لیکن اس طرح سمجھا کر کہ سینے میں اتر جائے، مصائب بھی میں علمی انداز سے سناتا ہوں تا کہ آپ کو پتہ چلے کہ مصائب رونے کے لئے ہیں لیکن اس میں بھی علم ہے... کہا اچھا بابا آپ جائیں، میں روکتی نہیں... لیکن بابا جارہے ہیں بابا آپ تو تھوڑا سا پانی پلا جائیں، ایک جام آب۔

کہا بس سیکنڈ اتنی سی بات...! کہا ہاں بابا بچانے وعدہ کیا پانی نہیں آیا، اب آپ تھوڑا سا پانی پلا دیجئے۔ آپ کے لئے مشکل تو نہیں، آپ محبوب الہی کے نواسے ہیں، آپ رسول خدا کے نواسے ہیں، آپ میری دادی فاطمہؑ زہرا کے بیٹے ہیں، کیا سیکنڈ کو ایک جام پانی نہیں پلا سکتے؟

کہا کیوں نہیں سیکنڈ، کیوں نہیں ہم پانی پلا سکتے؟ ایک بار امام حسینؑ نے ٹھوکر ماری، زمین پر ٹھوکر ماری چشمہ ایلنے لگا... یہ فخر اسمعیلؑ ہیں... اسمعیلؑ کا جو امتحان ہوا ہے صفا و مروہ سے لے کر قربانی تک اس کا آغاز چشمہ سے ہے، اسمعیلؑ نے ایڑیاں رگڑیں تو زم زم پھوٹا۔ حسینؑ افضل ہیں اسمعیلؑ سے، کہا میرے امتحان میں چشمہ ہے لیکن وہاں چشمہ قیامت تک جاری رہے، لوگ جائیں اور پانی لائیں، میں دکھا تو دوں کہ فخر اسمعیلؑ پانی نکال سکتے ہیں، چشمہ جاری ہوا، کہا سیکنڈ جتنا چاہے پانی پی لو چشمہ سامنے ہے۔ کہا بابا ہاں پانی تو سامنے ہے، لیکن کہا سیکنڈ پانی بعد میں پینا ذرا سامنے تو دیکھو...

ایک میدان سکیئہ کو نظر آیا... ایک ہوکا عالم... لاکھوں انسان نظر آئے، کروڑوں انسان نظر آئے، سب کی زبانیں منہ سے لٹکی ہوئی تھیں۔ تو بے اختیار دامن تھام کر کہا بابا یہ لوگ تو مجھ سے زیادہ پیارے ہیں، بابا ان کی زبانیں تو باہر آرہی ہیں، اور ان پر سورج کی تمازت کتنی پڑ رہی ہے، یہ تو ہم سے زیادہ پیارے ہیں، بابا یہ کون لوگ ہیں...؟ کہا! سکیئہ یہ تیرے نانا رسول کی امت ہے اور یہ محشر کا میدان ہے، سکیئہ اگر آج تم نے پانی پی لیا.. تو پھر تمہارے نانا کی امت کی پیاس محشر میں نہیں بجھے گی، تو دامن پکڑ کر کہا بابا یہ پانی نہیں چاہئے... کہا تو سکیئہ اب یہ چشمہ بھی نظر نہ آئے گا۔ قاضی نور اللہ شومتری، شیخ مفید، شیخ صدوق، قزوینی تمام مقلد نگاروں نے اس روایت کو لکھا اور ہر عالم نے کہا کہ یہ مستند روایت ہے۔ تاکہ حسین اپنا اختیار بتائیں کہ پانی ہمارے قبضہ میں تھا، ہم پلا سکتے تھے، لیکن وعدہ کیا ہے؟ وعدہ محشر کا ہے... مسئلہ اللہ کی خلقت کا ہے۔

سکیئہ نے کہا! انہیں بابا اب پانی نہیں چاہئے۔ جملہ دے رہا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ تڑپنے کے لئے تاحیات ایسے جملے کام آتے ہیں۔ منہ جو پانی سے پھیرا سکیئہ نے تو پھر پانی سے منہ پھیر لیا... میں آپ کو قسمیہ بتا رہا ہوں کہ ہر مقلد میں یہ لکھا ہے کہ بعد شہادت حسین پھر سکیئہ نے یہ نہیں کہا کہ پھوپھی اماں پیاس... کہیں نہیں ملتا حد یہ ہے کہ شام تک کوفہ کے راستے میں سکیئہ نے یہ نہیں کہا کہ پانی چاہئے، میں پیاسی ہوں... سکیئہ نے پھر پانی نہیں مانگا، اب کس سے مانگیں، بھائی کے ہاتھ میں تھکڑیاں ہیں، چچا نظر نہیں آتا، بابا نظر نہیں آتا، بھیا علی اکبر نظر نہیں آتا، پانی مانگیں تو کس سے مانگیں؟ پھوپھی سے پانی کیسے مانگیں، پھوپھیوں سے کیسے کہیں کہ پانی پلا دو۔

سکیئہ خاموش ہیں، صبر کر رہی ہے بی بی۔ اب پانی سے زیادہ اس کی فکر ہے بابا کہاں ہیں، شام غریباں میں پانی نہیں مانگا، بلکہ پکارتی ہوئی چلیں بابا تم کہاں ہو؟ اور

(۲۴۹)

باپ کو اتنی محبت کہ مقتل سے آواز دی سکی نہ میں یہیں ہوں، آؤ میرے سینہ پر آ جاؤ....
پھوپھی کو اتنا خیال... کہ سب کو بٹھا کر سکی نہ کوڑھونڈ نے چلیں تو پہلا جملہ فرات کی طرف
دیکھ کر کہا عباس! سکی نہ تمہارے پاس تو نہیں آئی۔

اے عباس! سکی نہ ادھر تو نہیں، جب مقتل سے کوئی جواب نہ ملا ساحل سے تو پھر صحرا
میں پکارتیں چلیں اور جب نشیب میں اترنے لگیں تو آواز آئی نہ نب آہستہ آنا... تین
دن کی پیاسی تھک کر سو گئی ہے، آ جاؤ سکی نہ میرے پاس ہے۔ تو یہ کہہ کر گود میں لیا کہ
جنگل میں نہیں سوتے سکی نہ! ماں تڑپ رہی ہے چلو سکی نہ، تو اب ایک فکر تھی اہل حرم کو،
سب کو یہ فکر تھی، ہر بی بی کو، اماں کو کہ بچی چھوٹی ہے، سب اپنے کو سنبھالیں گے، اس بچی
کا کیا ہوگا؟

اس چار سال کی بچی کا کیا ہوگا تو ہر ایک کی نگاہوں کا مرکز سکی نہ رہتی تھی، کوئہ کا بازار
ہو، شام کا بازار ہو... یہی وجہ ہے کہ باب الساعت پر جب بیبیوں کے بازو بندھے اور
سکی نہ کا گلاب بندھا تو کہاں بیبیوں کے قد... کہاں سکی نہ کا قد... اگر بیبیاں کھڑی ہو جائیں
تو سکی نہ کے گلے کی رسی پھانسی لگا دے... قدم اٹھ جائیں۔

بیبیاں یزید کے دربار میں جب جا رہی ہیں تو جھک کر چل رہی ہیں کہ سکی نہ
کے پیر زمین سے اٹھ نہ جائیں... دیکھئے! بچی کا کتنا خیال، اہل حرم کو بچی کا کتنا خیال،
یہی وجہ ہے سر حسین کو سکی نہ کا خیال، بچی اگر ناقہ سے گر جائے تو سر حسین رک
جائے... سید سجاد میری بچی ناقے سے گر گئی ہے۔ حسین کو سکی نہ کا خیال اور اس گھر کا
قاعدہ ہے... یہ باپ اور بیٹی کی محبتیں ہیں کہ جب زہرا پہ دروازہ گرا اور زہرا زخمی
ہوئیں، جب زہرا کو تازیانہ مارا گیا، جب محسن شہید ہو گئے تو زہرا تڑپنے لگیں... اور
جب تڑپنے لگیں تو ایک رات جو سوئیں تو خواب میں رسول خدا کو دیکھا، کہا میری بیٹی

فاطمہ مصیبتوں کے دن ختم ہو گئے، میں تمہیں لینے آیا ہوں۔ چلو ہر تمہاری مصیبتوں کے دن ختم ہو گئے۔

تو اس گھر کا دستور ہے، اگر بیٹی پر بہت مصیبت پڑ جائے تو پھر باپ خواب میں آتا ہے اور کہتا ہے چلو.. اب چلو بہت مصیبتیں پڑ گئیں، بس جیسے رسولؐ زہراؑ کے خواب میں آئے، ایسے ہی جب سیکنڈ کے کان، گلا، کلائی سب زخمی ہو گیا.. بچی پر کیا کیا مصیبتیں پڑ گئیں، قید خانے کے اندھیرے، ماں مجبور، پھوپھی مجبور، بھائی کے ہاتھ بندھے تھکڑیاں پڑیں ہاتھوں میں اور اندھیرے گھر میں سیکنڈ کا ترپنا تو پھر ایک رات خواب میں حسینؑ آ گئے۔ کہا سیکنڈ مصیبتوں کے دن ختم ہو گئے، ہم تمہیں لینے آئے ہیں سیکنڈ ہم تمہیں لینے آئے ہیں۔

چلو سیکنڈ ہمارے ساتھ چلو، اب جو سو کراٹھیں تمام مقل نگار لکھتے ہیں کہ بچی اتنا روئی باپ کو یاد کر کے کہ تمام پیدیاں رونے لگیں اور اتنے رقت کا غل ہوا قید خانے میں کہ شام کے ہر گھر میں گریہ کا شور پہنچا، سوتے سے لوگ اٹھ گئے حد یہ ہے کہ قصر میں یزیدؑ اٹھ کر بیٹھ گیا اور گھبرا گھبرا کر سب یہ پوچھتے ہیں قید خانے میں آج کیا ہوا، اتنا تو قیدی کبھی نہیں روئے... بس یہ خبر آئی کہ بچی اپنے باپ کو یاد کرتی ہے.... اور اب جو سیکنڈ نے پکارنا شروع کیا.. بابا تم کہاں ہو، بابا تم کہاں ہو، بابا تم کہاں ہو... یہی صدا سیکنڈ کی تھی۔

قاضی نور اللہ شوستری، شہید ثالث لکھتے ہیں کہ جب یہ شور بلند ہوا بی بی سیکنڈ نے اپنے باپ کو پکارا تو یزید کے خزانے میں سر حسینؑ بند رکھا ہوا تھا اور صندوق میں تالا پڑا تھا لیکن جب سیکنڈ کی صدا میں بلند ہوئیں تو صندوق کا تالا ٹوٹ کر گر گیا... صندوق کا پٹ کھل گیا، سر حسینؑ فضا میں بلند ہوا اور سیکنڈ کی صدا پر سر چلا اور جب قید خانے کے

قریب آیا تو قید خانے کا تالا ٹوٹ کر گرا اور دروازہ کھلا اور سر حسین قید خانے میں داخل ہوا... جیسے ہی سر آیا سیکنڈ نے دامن پھیلا اور کہا پھوپھی اماں بابا آگئے۔ بابا آگئے۔ بہت روئیں گے آپ... یہ روایت میں بہت کم پڑھتا ہوں... ظاہر ہے کہ میں نے وعدہ کیا تھا، چھ دن سے میں بی بی کا تذکرہ کر رہا ہوں اور آج وعدہ تھا کہ اٹھارہ کو شہادت اور اربعہ شہادت پوری روایت ختم کروں گا شہید ثالث کی... زیادہ زحمت نہیں، لیکن دیکھئے! ساتھ اس طرح دیجئے گریہ میں کہ سینے پر ہاتھ بھی ماریں... منہ سے کہیں ہائے سیکنڈ۔

اُداس نہ بیٹھیں اس طرح، رونے کا جو حق ہے، اس طرح روئیں... فرشتے آئے ہیں، بیبیاں آئی ہیں، جناب سیدہ پوتی کا پرسہ لینے آئی ہیں، تصور کیجئے زینبؓ موجود ہیں، ایک دکھیااری ماں اپنی بچی کا پرسہ لینے آئی ہے... یہ آپ کے عقائد ہیں اور جو تعزیت ادا کرنے کا طریقہ ہے اس طرح تعزیت ادا کیجئے، اور بی بی کی شہادت... سال میں ایک ہی بار یہ دن آتے ہیں، ہر سال، دن میں، ہر مہینے میں تو سیکنڈ کی شہادت نہیں پڑھی جاتی... بس آج کی تاریخ گزرے گی تب ایک سال کے بعد پھر بی بی سیکنڈ کا دن آئے گا... پھر کبھی مجلس میں رباب آئیں گی، جناب سیدہ پوتی کا پرسہ لینے آئیں گی، پھر پھوپھی آئے گی، پھر بھائی آئے گا... بہن کا جنازہ ہے۔

اللہ کسی بھائی کو بہن کا جنازہ نہ دکھائے... اور جب بھائی بے کس ہو، بہن چھوٹی ہو بھائی بڑا ہو... سب کی بہنیں ہیں... سب چھوٹی بہنوں سے پیار کرتے ہیں، میں دیکھ رہا ہوں بڑوں سے زیادہ بچے رو رہے ہیں، دس دس برس کے بچوں کے آنسو بہتے ہوئے میں دیکھ رہا ہوں اور وہ دھاڑیں مار کر رو رہے ہیں... ہر ایک روئے اور ماتم کرے۔ سب کہو ہائے سیکنڈ...! ہائے سیکنڈ... یا عباسؑ، ہائے سیکنڈ... یا عباسؑ، ہائے

سکینہ... یا عباس... آوازیں نہیں ہیں کیا... ہاتھ باندھ کر مت بیٹھو... ماتم کرو... ماتم کرو... ماتم کرو... سب ماتم کرو... کہو ہائے سکینہ یا عباس۔

بچی نے حسین کے سر پہ سر رکھا ایک بار پھوپھی نے اعلان کیا سکینہ مر گئی... کہو ہائے سکینہ یا عباس... ہائے سکینہ یا عباس... بچی مر گئی، رقت کا غل ہوا، یزید نے پوچھا کیا ہوا؟ کہا حسین کی زخمی بچی قید خانے میں مر گئی۔

جملہ سنو...! یزید نے کہا کہ سید سجاد سے کہو کفن بھجوادو؟ اور ایک جملہ کہا... کہنا لاشہ باہر نہ آئے... وہیں دفن کرو، لاش باہر نہ آئے... سپاہی آیا کہا یزید کہتا ہے، حاکم کہتا ہے کفن کا کپڑا بھجوادو؟ جناب زینب کو جلال آیا... جلال آیا... کہا جا کر حاکم سے کہو... تیرا کفن نہیں چاہئے۔ کربلا میں میری ماں فاطمہ کی چادر لوٹی گئی ہے، میری ماں فاطمہ کی چادر بھجوادے تاکہ میں دادی کی چادر میں پوتی کو لپیٹ کر دفن کروں۔ قاضی نور اللہ شوستری لکھ رہے ہیں تقریر ختم ہو گئی.. میری ماں فاطمہ کی چادر تطہیر بھجوادے.. تاکہ سکینہ کو اس چادر میں میں دفن کروں۔

یزید نے کہا وہ چادر نہیں ملے گی... چادر نہیں دی جائے گی... رو رہے ہو تم، ماتم کر رہے ہو ارے! سکینہ کو کفن نہیں ملا... ارے وہ مظلومہ جس کو کفن نہیں ملا... قاضی نور اللہ شوستری لکھتے ہیں کہ جب دفن کا وقت آیا تو کفن نہیں تھا ایک بار چوتھے امام نے اپنا عمامہ اتارا اور سکینہ کو... ہائے سکینہ یا عباس... ہائے سکینہ یا عباس... ہائے سکینہ یا عباس... عباس... سن لو! روتے جاؤ سن لو... دفن ہو گئی، حسین کی بچی قید خانے میں دفن ہو گئی۔ قبر بن گئی۔

عالم شرف الدین بہت بڑے عالم.. علامہ زنجانی، آیت اللہ ایران کے بڑے عالم... مجالس خمسہ میں لکھتے ہیں کہ سب سے بڑے دمشق کے عالم ان کا نام شرف

۲۵۳

الدین.. اور صلاح الدین ایوبی کا دور ہے واقعہ مکر بلا کو سات سو برس گزر چکے تھے۔ دمشق میں حاکم تھا صلاح الدین ایوبی اور دمشق کی نہر نکلوانے لگا، جب نہر میں پانی جاری ہوا تو بی بی کی قبر قید خانے کے نشیب میں تھی۔ تہہ خانے میں تھی، پانی آ گیا، پانی آیا تو اس عالم کے خواب میں ایک بچی آئی... کہا تمہیں پتہ نہیں سیکنہ کی قبر میں پانی آ گیا ہے... میں سیکنہ ہوں، حسین کی بیٹی سیکنہ۔

بہت رو دو گے، جب یاد کرو گے بہت رو دو گے... پانی آ گیا، میری قبر کو منتقل کر دو، لاش کو نکال کر بلندی پر دفن کر دو... لوگ پریشان ہوتے ہیں کہ سیکنہ کہاں دفن ہیں، قبرستان میں یا قید خانے میں... بس جب اس سر زمین پر پہنچا کرو... اور زیارت کے لئے جب بھی جانا تو ہر جگہ رونا... جانے سیکنہ کی قبر یہاں ہے یا قید خانے میں ہے، کہ قبرستان میں ہے، ارے بچی کہاں ہے، بس سمجھ لو کہ سیکنہ تمہیں دیکھ رہی ہے...! کہ زائر آیا ہے... بس جب پہنچو تو کہو ہائے بی بی سیکنہ ہم آ گئے آپ کی قبر کی زیارت کرنے۔

عالم کی آنکھ کھلی اور چند سیدانیوں کو چٹنا... گھر کی سیدانیوں کو لیا... جیسے ہی میں تقریر ختم کروں، ماتم کرتے ہوئے اٹھنا... بھولنا نہیں... ہائے سیکنہ یا عباس کہتے ہوئے اٹھنا... اور سب ماتم کرنا اور جناب سیکنہ کی شہادت کا نوحہ ماجد رضا پڑھیں گے... نوحہ سن کر جانا... پرسہ دینا ہے تو مکمل پرسہ دیا کرو، جو صحیح حق ہے پرسہ دینے کا، تقریر ختم ہو گئی۔

کہتے ہیں کہ چند سیدانیوں کو عالم نے لیا اور برقعہ پوش سیدانیوں سے کہا کہ اب تم لوگ اندر جاؤ میں نہیں جاسکتا اس لئے کہ زہرا کی پوتی کی قبر ہے... مرد قریب کیسے جائے، میں عالم سہی، میں سید سہی لیکن اندر نہیں جاسکتا... تقریر ہو گئی... تمام سیدانیاں... چھ بیبیاں اور کئی ہزار عورتیں دمشق کی سب گئیں... چھ سیدانیوں نے مل کر سیکنہ کی قبر

۲۵۲

کھودی... پانی آگیا تھا، قبر کھودی، لاشہ کو نکالا.... شرف الدین قید خانے کے دروازے پر تھے.... سات سو برس کے بعد... کر بلا کے سات سو برس بعد... جب قبر کھودی گئی ایک بار قید خانے کے اندر رونے کا غل اٹھا... آواز.....



jabir.abbas@yahoo.com

نویں مجلس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساری تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمد و آل محمد کے لئے

عشرہ چہلم کی آج نویں مجلس آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں، اس سلسلے کی آخری مجلس، الوداعی مجلس، چہلم کی مجلس کل منعقد ہوگی اسی وقت کے ساتھ اور بعد مجلس نذر کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ قرآن نے اک منشور، روشنی اور اس عنوان کی سُرخ لکھ دی.. هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ (سورہ رحمان) اور اتنی مشہور آیت ہے کہ سب کو یاد ہے، سورہ رحمان کی یہ آیت... لفظ هَل سے شروع ہوتی ہے، هَل کے معنی ہیں.. کیا.. هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ.. کیا احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ اور بھی ہو سکتا ہے... فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبْنَ... یہ سورہ رحمان کا کمال ہے کہ ہر آیت کے بعد جب یہ آیت دہرائی جائے تو اپنی پہلی آیت سے معنی ہر آیت کے بدلتے جاتے ہیں، یہاں نعمت بمعنی ہے احسان.. کیوں کہ پہلی آیت میں احسان کا ذکر ہے اس لئے اب ترجمہ یہ ہوگا... احسان کا بدلہ احسان ہے تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے... تو اب احسان کا ایک نام نعمت بھی ہے، نعمت کا ایک نام احسان بھی ہے کہ رب نے تمہیں نعمتیں دیں یعنی تم پر احسان کیا... تو اب تم کیا کرو... هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ... رب نے تمہیں نعمتیں دے کر تم پر احسان کیا تو اب تم رب پر احسان کرو.. شرح یہ کر دی گئی معصومین کی زبان سے کہ جب کوئی احسان کرے تو اس کے جواب میں جو احسان تم کو کرنا ہے اگر تم نے اس کے

برابر کا احسان کر دیا تو وہ احسان نہ رہا... اس لئے کہ پھر اولیت کی افضلیت اس کے پاس رہی جس نے کیا احسان... تم نے کیا کارنامہ کیا؟ ہاں! تم اس سے بڑھ کر احسان کرو کہ تمہارا رتبہ اس سے بڑھ جائے کام میں، جو احسان تم پر کیا گیا جواب میں تم جو احسان کرو وہ اس سے کئی گنا زیادہ ہو... تب وہ احسان ہے۔

تو اللہ نے اگر تم کو نعمتیں عطا کیں تو احسان کے ساتھ رشتہ شکر کا بہت گہرا ہے۔ صحیفہ کاملہ میں سید الساجدینؑ نے ارشاد فرمایا...! چھوٹا سا قول ہے لیکن علم کی گہرائیں لئے ہوئے، کاش میں احسانوں کا شکریہ ادا کر سکوں... یعنی احسان کا شکریہ ادا کرنا بھی مشکل کام ہے۔ تو اب رب کے اوپر آپ کیا احسان کر سکتے ہیں سو اس کے کہ اس نے آپ کو نعمتیں عطا کی ہیں آپ شکریہ ادا کیجئے۔ چوتھے امام فرما رہے ہیں، یہی مشکل کام ہے کہ بندوں سے اس کے احسان کے بدلے میں شکریہ ہی ادا ہو جائے تو بڑی بات ہے، کتنا مشکل کام ہے، کہ اس نے تمہیں آنکھیں دیں کہ تم دیکھ سکو، کان دیئے کہ سن سکو، لب دیئے کہ بول سکو، ہاتھ دیئے کہ تم کام کر سکو، پاؤں دیئے کہ تم چل سکو، تو کیا فرداً فرداً ہر انسان اپنے رب کی بارگاہ میں چوبیس گھنٹوں میں ایک بار بھی یہ کہتا ہے کہ تیرا شکریہ تو نے آنکھیں دیں، تیرا شکر ہے کہ تو نے کان دیئے، اگر تو پیدا نہ ہوتا، اندھا بنا دیتا، پیدا نہ ہوتا، تیرا رحم، تیرا کرم، تو خالق ہے تو کچھ بھی کر سکتا ہے، نعمتیں ہیں پاس لیکن زبان نہیں کھلتی۔

تو جو زبانیں رب جیسے احسان کرنے والے کی بارگاہ میں انسانوں کی نہ کھلیں تو ان سے میں کیا شکوہ کروں کہ تم واہ واہ کیوں نہیں کرتے۔ بھی جب رب کی ہی تعریف واہ واہ نہیں ہے تو مجھ جیسے گناہگار کی واہ واہ کیا... حالانکہ یہاں بھی رب کی ہی تعریف ہے۔ یہاں جب آپ نے کہا سبحان اللہ... یعنی قابل تعریف ہے تو کہ تو نے ایسی بزم

دی.. ہمیں منبر دیا، قابلِ تعریف ہے تو کہ تو نے ایک عمارت دی... قابلِ تعریف تو ہے کہ جو ایسے ذہن دیئے جو مجمع میں بیٹھ کر علم کو لے سکیں، تو نے ایسے لوگ دیئے کہ جو علم کو سمجھا سکیں، صرف اس کی واہ واہ... لیکن اس کو مشہور یہ کیا کہ صاحبِ ایہ واہ واہ کے لئے ہوتا ہے، واہ واہ والے آتے ہیں، ارے واہ، واہ واہ لے بھی آتے ہیں تو وہ بھی احسان کرتے ہیں، اگر ان میں سے کسی ایک نے کہہ دیا کہ سبحان اللہ تو پتہ نہیں کس کی سبحان اللہ کو رب نے کیسے قبول کیا؟ پھر یہی نہیں، دیکھئے آپ کا شکرانہ کیا ہے؟ ہونٹوں کا شکرانہ کیا ہے؟ آپ نے کہا سبحان اللہ... یہ آپ نے اپنے دانت، اپنی زبان، اپنے ذہن، اپنے ہونٹوں کا شکریہ ادا کیا، ماشا اللہ... جزاک اللہ... یہ تو ادا ہو گیا، آنکھیں تو نہیں بولتیں... آنکھیں تو بھپکتی ہیں، آنکھوں کا شکرانہ کیا ہے؟ اس لئے کہ جسم انسانی میں سب کچھ تو آنکھ ہے... یہ چھن جائے تو انسان کی کائنات چھن گئی، پھر وہ زندہ ہے لیکن مُردہ... اندھا ہے، نظر نہیں آرہا ہے، کچھ دکھائی نہیں دیتا... دنیا اندھیری ہو گئی اور دیکھ رہا ہے کائنات دیکھ رہا ہے... سب کچھ نظر آرہا ہے، کیا کیا نہیں دیکھ رہا، اولاد کو دیکھ رہا ہے، گھر کو دیکھ رہا ہے، دولت کو، فضاؤں کو، ہواؤں کو، درختوں کو، رنگ کو، روشنی کو، آفتاب کو، دن کو، فطرت کے نظارے اور مظاہر چھن جائیں تو، جب ہے تو شکرانہ... آنکھ کا شکرانہ کیا ہے؟ کس سے پوچھیں کہ اللہ نے ہمیں آنکھیں دیں اس کا شکرانہ کیا ہے؟ تو انبیاء سے پوچھیں کہ انبیاء کو بھی آنکھیں دیں... تو اے اللہ کے پیغمبر! تم نے منہ سے تو ذہن کا شکریہ ادا کیا آنکھوں سے آنکھ کا شکریہ کیسے ادا کیا؟ آدمؑ سے پوچھا، آدمؑ نے کہا آنکھ کا شکریہ آنسو... نوحؑ سے پوچھا.. نوحؑ نے کہا آنکھ کا شکریہ آنسو، ابراہیمؑ، زکریاؑ سے پوچھا آنکھ کا شکریہ آنسو، یحییٰؑ سے پوچھا آنکھ کا شکریہ آنسو، یعقوبؑ سے پوچھا کہا شکریہ کہا دیدے بہاد و تب بھی شکریہ کہاں ادا ہوتا ہے؟

(۲۵۸)

اچھا تو پھر لوگوں کو موقع کہاں ملتا ہے، لوگ تو کہتے ہیں رونابدعت ہے، یعنی آنکھ کا شکر یہ ادا نہ کرو... زبان سے تو کہو سبحان اللہ، لیکن جو قیمتی چیز ہے اس کے لئے دنیا کہہ رہی ہے... نہیں یہ تو بس ہمارا حق ہے، آنکھیں مل گئیں... فلسفہ اسلام یہ ہے، کلمہ کے معنی آپ کو معلوم ہیں، یعنی کلمہ اس لئے کہ یہ کہا جائے کہ رب کی کائنات میں جو کچھ ہے ہمارا کچھ نہیں سب تیرا.. جان تو نے دی، جسم تو نے دیا، روح تیرا عطیہ، نفس تیرا عطیہ، رزق تو نے دیا، اولاد تو نے دی... ہمارا کیا، سب تیرے لئے، یہ ہے اسلام کا فلسفہ، ہر نبی، ہر امام بھی کہتا تھا.. سب تیرا، اور جہاں کسی نے میں اور میرا کہا اللہ نے کہا یہ ہے شیطان۔

جو کہے یہ میرا.. دولت میری، اولاد میری، گھر میرا، زندگی میری، روح میری، آنکھ میری... تیری کہاں، عطیہ ہے اس کا نعمت اس نے دی ہے، احسان اس نے کیا ہے... تمہارا کام ہے شکر یہ ادا کرنا... یہ سب تمہارا نہیں ہے، تم روک بھی نہیں سکتے ملک کو اگر ایک گھونسا مار کر اندھا کر دے... چشمہ لگتا ہے تو کہاں روک لیتے ہو بینائی کو... جیسے جیسے بینائی گھٹتی جاتی ہے روک کر دکھاؤ... دعائیں کر دیجئے، آنکھوں کی روشنی کم ہو رہی ہے، خاک شفا لیتے آئیے گا، جب نعمت چھنے لگتی ہے تب قدر معلوم ہوتی ہے، جب ہے تو غفلت ہے، شکر یہ نہیں تو تمہاری تو نہیں ہے، تم شکر یہ ادا کرو۔

شکر یہ کیا؟ آنکھ کا شکر یہ آنسو... کہا نہیں روئیں گے، کیا آپ ڈنڈا مار کر رُلائیں گے...؟ ہاں! ڈنڈا مار کر رُلایا جاتا ہے... میں نے غلط کہا کیا؟ میں نے کہا تھپڑ مار کر رُلایا جاتا ہے، غلط کہا میں نے... بچہ پیدا ہوا.. اب چپ ہے بچہ! اب وہاں بچا، مامول، دادا سب انتظار میں ہیں، وارث ہوا ہے، پوتا ہوا ہے، جلدی سے لائی دایا خیریت کی خبر زچہ و بچہ کی.. مبارک سلامت کا غل ہو، باجے بھین، پھر کوئی بزرگ

جائے، بچے کے کان میں اذان کہے، اقامت کہے، رسمیں شروع ہوں، صدقہ اترے، عقیقہ ہو... زعفران کھلایا جائے، پھوپھیاں نیگ لیں، بہنیں نیگ لیں، کوئی کاجل لگائے، کوئی ٹیکہ لگائے... سارے جشن کا انتظام صرف ایک عمل پہ رکا ہوا ہے... کہا وہ تو ابھی بولا ہی نہیں... پیدا تو ہو گیا بولا نہیں، حالانکہ پیدا ہوتے ہی بولتا ہے، نہ بولے تب کیا ہوتا ہے؟ نہ روئے تو کیا ہوتا ہے؟ اس کی توفطرت میں اللہ نے رکھ دیا ہے... ادھر زمین پر قدم رکھا اور تجھے رونا ہے، نہیں رویا تو ایک ہاتھ دائی نے پیٹھ پر مارا... اور جیسے ہی ہاتھ پڑا، چیخ کر رویا... سب نے کہا مبارک ہو، زندہ ہے۔

اب یہاں سے وہاں تک دادا، نانا، چچا... خوشیاں ہیں، ارے! ایک گھونسلے کی خوشی، رونے کی خوشی، یہ رورہا ہے، وہ ہنس رہے ہیں... وہ سب خوش ہو رہے ہیں، اور رویا کس بات پر، ایک ہاتھ پر... مار کر زلایا... مارا! نہیں رویا... دائی کا منہ اتر گیا... کہا مُردہ پیدا ہوا ہے، کہا کیسے پیتے؟ کہا رویا ہی نہیں، چونہ روئے وہ مُردہ، روئے تو زندہ۔ نہیں رویا... ڈنڈا کھا کر بھی نہیں رویا، ڈانٹ کھا کر بھی نہیں رویا... واہ سن کر بھی نہیں رویا، نصیحت سن کر بھی نہیں رویا، انا م کی حدیث سن کر بھی نہیں رویا تو مُردہ... زندہ کہاں ہے؟ ہاں وہ معاف ہیں کہ جو بدعت کہتے ہیں رونے کو، وہ اگر بیٹھے ہیں مجلس میں تو معذرت... جب سب روتے ہیں شیعہ، میں چہرے دیکھتا ہوں تو معاف کرتا ہوں کہ ہاں! یہ اس فرقہ سے ہیں۔

ہمارے نہیں ہیں، ورنہ روتے، اب یہ کہہ بیچارے آگئے، تقیہ میں آگئے، تقریر تو سب ہی کو پسند ہے، ہمارے یہاں کی خطابت، کوئی فرقہ ہو خطابت نہیں ہے، انہیں یہاں آنا پڑے گا، اپنوں کو بھی غیروں کو بھی، آگئے اب ہے مشکل، روئیں کیسے؟ یہ ہے بدعت۔ اس لئے کہ اللہ کا شکریہ تو آنکھوں کا ادا کرنا ہی نہیں... جس نے شکریہ ادا کیا

(۲۶۰)

اس نے آنسو بہائے۔ کیا طریقہ حسینؑ نے انہیں بتا دیا؟ اللہ کی عبادت کا ایک طریقہ بتایا کہ انبیاء کی سب سے افضل ترین عبادت تھی رونا... آپ پڑھئے تحفۃ العوام اور مفتاح، مجتہدین سے علماء سے پوچھئے... وہ نماز خضوع و خشوع کی جو رو کر پڑھی جائے، وہ دعا اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے کہ روتا جائے اور دعا مانگتا جائے، صاحب قبول نہیں ہوتی اتنا مانگتے ہیں... کیسے قبول نہیں ہوتیں... ارے! جو طریقہ ہے ویسے کہاں مانگا؟ کون مانگتا ہے؟ بہت سے بزرگوں کو یہ دعا کا طریقہ معلوم ہے، کعبہ کو جاؤ حکم ہے کعبہ کو دیکھتے ہی روؤ... کعبہ سے لپٹ لپٹ کر روؤ... تمام فرقوں میں یہ ہے کہ جب رمضان کا آخری جمعہ آئے تو رمضان کو رو کر رخصت کرو... دیکھئے! وہاں بدعت نہیں ہے، یعنی روزے پر روؤ... رمضان کو جب وداع کرو تو روؤ... حج میں بھی ہے... اہلسنت کے یہاں بھی صفا اور مروہ کے درمیان روؤ... ہاجرہ کو یاد کر کے روؤ... انبیاء کو یاد کر کے روؤ... ابراہیمؑ کی محنتوں کو یاد کر کے روؤ... ہر عبادت میں رونا ہے... اور وہی عبادت قابل قبول ہے جس میں رونا ہو، کیوں؟ اس لئے کہ عبادت کی سجاوٹ آنسو ہیں اور وہ عبادت قابل قبول ہے جس میں ہو سجاوٹ... اللہ نے کیا ہے احسان، اب تم کو جو احسان کرنا ہے نعت کے شکرانے کے لئے اس کو سجا کر پیش کرو اور وہ سچے گی آنسوؤں کے، موتیوں سے، یہ موتی سچے موتی ہیں۔

اب غم حسینؑ نہ ہوتا تو لوگوں کو رونے کا طریقہ بھی معلوم نہ ہوتا... چوتھے امامؑ نے دونوں رونے ملا دیئے، نماز کے لئے کھڑے ہوں تو تھر تھر کانپیں اور روئیں، لوگوں نے کہا آپ اتنا روتے ہیں، جب نماز پڑھتے ہیں، وضو کرنے جاتے ہیں... تو کہا لاؤ کتاب لاؤ ہمارے دادا کی، کہا پڑھو کہ جب علیؑ محراب عبادت میں کھڑے ہوتے تھے تو کس طرح روتے تھے، میں تو حق بھی نہیں ادا کر سکتا جیسی عبادت علیؑ کرتے تھے۔

حالانکہ زین العابدین ہے، سید الساجدین ہے... سجدہ میں رونا، رکوع میں رونا، وضو میں رونا، نماز میں رونا.... ہر چیمبر رویا، ہر امام رویا... رونا سر تاج عبادت ہے۔ عبادت کا تاج ہے آنسو... اگر کوئی تاج ہے عبادت کا تو اس کا کوہ نور ہے آنسو۔

اب کوئی اپنے تاج کو اندھیرا رکھنا چاہتا ہے اس میں کوہ نور رکھنا ہی نہیں چاہتا تو پھوٹے اس کی آنکھ، اور یہی کہا انبیاء نے، یہی کہا ائمہ نے کہ جو حسینؑ پہ نہ رو سکیں وہ آنکھیں اندھی ہیں، ان میں نور نہیں ہے، وہ انسان بھی مردہ، وہ آنکھیں بھی اندھی... اس لئے کہ عبادت میں رونا مشکل ہے، حج میں رونا مشکل ہے، نماز میں رونا مشکل ہے... دُعا میں رونا مشکل ہے، مجلس میں رونا آسان ہے اس لئے کہ یہ مصائب ہوتے ہیں کہ یہ شہرہ رگ سے قریب... جو کچھ اپنے اوپر گزر چکی ہوتی ہے وہی سنایا جاتا ہے، روزمرہ کی دنیا میں جو مصیبتیں انسان دیکھتا ہے ویسی ہی مصیبت ہے کہ بلا۔

سجاوٹ کے بغیر رونا بھی نہیں آتا، اس لئے حکم ہے کہ سجاوٹ ہو... ایک ہے شاعری، ایک ہے سچی ہوئی شاعری... حکم تھا اللہ کی طرف سے کہ انیس و دسیر کو پیدا کیا جائے!

انہیں شاعر بنا کر پیدا کیا جائے... شاعر پیدا ہوتا ہے، بنایا نہیں جاتا، مشہور بات ہے، دنیا کی کسی زبان کا شاعر ہو، بنایا نہیں جاسکتا، اللہ کی طرف سے وہ شاعر پیدا ہوتا ہے۔ اللہ کا حکم ہے کہ انہیں شاعر بنا کر پیدا کرو، اب یہ ان کا کام ہے کہ صرف شاعری نہیں کرنی ہے سجانا ہے... کہ بلا کو سجا دیا۔ سجاتے نہ تو رونا نہ آتا، سادہ سادہ کہہ دیتے حسینؑ شہید ہو گئے، نہیں صرف یہ نہیں کہ شعر میں کہہ دیا کہ... سن اکٹھہ جمری میں حسینؑ شہید کر دیئے گئے، بس اتنا کہہ دیتے، نہیں بلکہ سجایا اور سجا کے کہا!

جنگل سے آئی فاطمہ زہراؑ کی یہ صدا امت نے مجھ کو لوٹ لیا وا حمداً

(۲۶۲)

اس وقت کون حق رفاقت کرے ادا ہے ہے یہ ظلم! اور دو عالم کا مقتدا

انیس سو ہیں زخم تن چاک چاک پر

زیب نکل! حسینؑ تڑپتا ہے خاک پر

سجادیا... شہادت کو سجادیا... اکبرؑ کی رخصت، قاسمؑ کی رخصت، عباسؑ کی لڑائی، سکینہؑ کے بین، زیبؑ کے بین، خیموں کا جلنا، مسند کا لٹنا... سجادیا انیس نے کہ سجادؑ میں رونا آتا ہے۔ وقت نہیں اور نہ ہی اتنا لوگوں کے دماغوں میں بار کو اٹھانے کی عادت ہے

ورنہ میں ایک ایک چیز آپ کے معاشرے کی عادات و اطوار سے دلیلیں دے کر بتاتا... میں نے کہا کہ تھپڑ مار کر رلایا جاتا ہے... کوئی موت ایسی ہو کہ جس میں سکتہ ہو جائے... تو بڑے بڑے ڈاکٹر کہہ کر جاتے ہیں صاحب! آپ نے ہمیں کیوں بلالیا...

اس کا کوئی علاج نہیں ہے، سکتہ ہو گیا ہے، انہیں شک shock پہنچا ہے، ان کے دل پر ایک دم سے یہ غم پڑا ہے، ان کا دماغ ماؤف ہو گیا ہے، انہیں رلائیے، ہر ڈاکٹر یہی کہے گا... یہ کوئی نئی بات بتائی میں نے... یہ اخباروں کی پڑھی ہوئی بات ہے، یہ روز کی دیکھی سنی بات ہے... جسے سکتہ ہو جاتا ہے، عزیز و رشتہ دار اسے تھپڑ مار مار کر رلاتے

ہیں۔ بال پکڑ کر کھینچتے ہیں، روؤ... یہ میت ہے، یہ تمہارا رشتہ دار ہے، مر گیا، جب تک وہ

رونہ لے رشتہ داروں کو چین نہیں پڑتا... دماغ پلٹ جائے گا، پاگل ہو جائے گا، سکتہ ہوا

ہے، سکتے کے بعد فوراً پاگل ہو جائے گا، کتنا اخباروں میں آتا ہے کہ صاحب فلاں ماں

پاگل ہو گئی، فلاں بھائی پاگل ہو گیا... اسی لئے ہمارے یہاں رونا ہے کہ اچھا بھلا انسان

پاگل نہ ہو جائے، پورا معاشرہ پاگل ہو چکا ہے، ہم نے پاگل پن سے اپنوں کو بچایا ہے

کہ رولو۔

انگریزی کتاب ہے، رونا سیکھے! پریشان ہونا چھوڑیے... ابھی پہلی محرم کو

(۲۶۳)

سارے انگریزی اردو اخباروں میں ایک انگریز کا مضمون آیا کہ اگر بڑی پریشانی ہے اور دور نہیں ہو رہی تو کمرہ بند کر کے رولو، یوں ہی رولو، بے مقصد رولو... پتہ چلا ہر بیماری کا علاج رونا ہے... کم از کم اگر پاگل پن کا دورہ پڑنے والا ہے، دیوانگی کا دورہ پڑنے والا ہے تو اس کا کسی ڈاکٹر کو نہیں معلوم کہ کب دورہ پڑے گا...! اللہ نے علاج پہلے سے بتایا کہ اس سے پہلے کہ دیوانے ہو جاؤ، سڑی ہو جاؤ... کپڑے پھاڑ کر سڑک پر نکل جاؤ اور مرنے کو کہو... میں ولی ہوں، میں ولی ہوں... پاگل بننے سے پہلے رولو.... رو کر جو ولی بنتا ہے وہ ولی ہی اور ہوتا ہے۔

اسی لئے یہ سب ولی بن گئے، معین الدین چشتی، نظام الدین اولیا، شہباز قلندر، گنج شکر، بجوری... روتے خوب تھے... اور جہاں روئے انہوں نے کہا پیر ہے... کیا عبادت گزار ہے... زاہد اسی کو کہتے تھے جو زیادہ روئے... آپ کو پتہ ہے جناب یحییٰ کا یہ خطاب کیوں پڑا! زہد یحییٰ کیوں مشہور ہے، زہد عیسیٰ...! زہد آدم کیوں نہیں، زہد نوح کیوں نہیں...! زہد ابراہیم کیوں نہیں؟ زہد کا لفظ دو کے ساتھ زہد عیسیٰ اور زہد یحییٰ، دونوں ایک وقت میں تھے، سگے خالہ زاد بھائی... ایک بستی میں وہ رو رہے ہیں، ایک بستی میں یہ... ایسا نہ ہو کہ درمیان کا کوئی کہہ دے کہ ان کا رونا کم ہو گیا، دونوں ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتے تھے، ان کو بھی زاہد کہا، ان کو بھی زاہد کہا... تو تاریخ میں، انبیاء کی تاریخ میں زاہد کا خطاب اس کو ملتا ہے جو روئے زیادہ، نمازیں پڑھنے پر زہد کا خطاب نہیں ملا، زیادہ رونے پر زہد کا خطاب ملا، زہد کہتے ہی اُسے ہیں، فقرو فقیری کہتے ہی اُسے ہیں جو زیادہ روئے۔ یحییٰ اتنا روئے، پتہ ہے کتنا روئے؟ اتنا روئے کہ سارا گوشت آنکھوں کے نیچے کا بہہ گیا... جناب یحییٰ کے چہرے کی ہڈیاں نظر آتی تھیں... اور عمر بتاؤں؟ آپ کہیں گے ہوں گے بڑھے۔ ارے! تینتیس میں تو

(۲۶۴)

شہادت ہو گئی۔ کل تینتیس برس زندہ رہے..... تیس برس کا جوان ہوتا ہے اور بچپن سے رونا شروع کیا۔

گیارہویں امام دس برس کے سن میں روتے تھے، بہلول نے پوچھا کیوں روئے، آپ تو بچے ہیں معاذ اللہ، کہا بڑا ہو تو اس لئے روئے کہ خوف الہی سے روئے... آپ تو بچہ ہیں... آپ پر تو کوئی حد ہی نہیں، شریعت کی کوئی بات آپ پر لاگو ہی نہیں ہوتی... کیا سو امام کے کوئی جواب دے سکتا ہے کہ بچپن میں کیوں رورہا ہوں؟ کہا اس لئے کہ روز میں دیکھتا ہوں اپنی ماں کو کہ وہ کھانا پکانے کے لئے چولہا جلاتی ہیں اور بڑی لکڑیوں کو جلانے کے لئے چھوٹی لکڑیاں پہلے استعمال کرتی ہیں... چھوٹی لکڑیوں کی مدد سے بڑی لکڑی جلتی ہے تو میں یہ سوچ کر روتا ہوں... دنیا کے بچوں کو سبق دیا... کہ جہنم کی چھوٹی لکڑی تم نہ بن جاؤ... بڑی لکڑیوں کو جلانے کی مدد میں تو حسن عسکری نے دنیا کے بچوں کو بتایا... اب ظاہر ہے کہ بہلول نے کیا سیکھا ہوگا ایک بچے سے اس دن سے دنیا سے بیزار ہو گئے اور جا کر قبرستان میں بیٹھ گئے، قبر میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے، لوگوں نے کہا بہلول دنیا کے تماشے وہاں، سارا مجمع وہاں تم اکیلے یہاں بیٹھے ہو، کہا یہاں آ کر بیٹھا اسی لئے ہوں کہ ان سب کو ایک دن اسی طرف آنا ہے... قبر دیکھ کر بھی رونا آتا ہے، حکم ہے... کوئی قبر دیکھو، ٹوٹی، شکستہ قبر تو آنسو بہا دو... آپ سمجھتے کہ آنسوؤں کی کیا قیمت ہے اور یہ تو ہمیں ایسی دولت مل گئی کسی کے نصیب میں، اب یہ کہ بہت سے لوگ پریشان ہوتے ہیں صاحب! کیسے روئیں...؟ بھی سیکھئے... بڑھوں کو سکھانا تو بہت مشکل ہے، بچوں کو تو میں سکھا دیتا ہوں، ماشا اللہ میرے بچے جب لاہور گئے تو منبر پر کھڑے رورہے تھے، حالانکہ کیمرے سے تصویریں کھینچ رہے تھے لیکن آنسو اور دھاڑیں... لاہور کے لوگوں سے میں نے پوچھا کہ بھی آپ لوگ رونے کیسے لگے؟

(۲۶۵)

کہنے لگے آپ کے بچوں سے سیکھا...! کبھی کبھی بچوں سے بھی بات سیکھی جاتی ہے... بچوں کے دل نرم ہوتے ہیں، سیکھنے کے دن یہی ہوتے ہیں کہ بچوں کو مجلسوں میں بھیجو، تمہاری عادتیں تو بگڑ چکی ہیں، تم سے مراد جو بھی نہیں بھیجتا... بھیجی جو رو رہا ہے وہ تو تم میں ہی ہے ناب تم میں وہ شامل ہوا ہے جو نہ سیکھے گا، ضدی ہے۔ بچوں کو مجلس میں بھیجو... اب تمہارے دن تو گزر گئے ہیں نہیں رو پار ہے... وجہ کل بیان کروں گا کہ آنسو کیوں نہیں نکلتے...؟ وہ بھی امام کی حدیث کل سناؤں گا کہ کیوں نہیں رو پاتے... بن کے بھی نہیں رو پاتے... دھاڑیں بھی نہیں مار پاتے، اس کی کیا وجہ ہے.. لیکن ایک بات ہے کہ اگر خود نہ رو پاؤ... تو اپنے بچوں کو، چھوٹے بچوں کو یہ کہہ کر بھیجو کہ آگے بیٹھنا... ذرا کر جو کہے، مصائب میں رونا... ماں اور باپ اگر اپنے بچوں سے یہ کہہ کر مجلس میں لائیں تو پتہ ہے کیا ہوگا...؟ معصوم کی حدیث ہے کہ اگر تم نے عمل میں کوتاہی کی اور تم سے عمل نہیں ہو سکے جو تم نے وقت ضائع کیا اور جو نامہ اعمال میں واجبات اور مستحبات ہونے چاہئے تھے اگر تم اپنے بچوں کو حکم دے دو کہ یہ کریں، پس وہ بچہ جب تک وہ کام کرتے رہیں گے جو کی تمہارے نامہ اعمال میں ہے بچے اس کی کو پورا کریں گے اور نسل ہاں تک جو تم نے حکم دیا ہے اس کا ثواب تمہیں ملتا رہے گا۔

تو اب جو نہیں رو پائے ان کے نامہ اعمال سادے ہیں وہ بچوں کو رلوائیں غم حسین میں تاکہ ان کے یہاں اعمال لکھے جائیں... دیکھا کتنی اہمیت ہے رونے کی.. انبیاء کا کام ہے یہ... اور اللہ میاں کا سب سے پسندیدہ کام ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ میاں کا پسندیدہ کام نماز ہے، پسند تو اسے سب ہی کچھ ہے، نماز بھی پسند ہے، روزہ بھی پسند ہے لیکن سجاوٹ والی عبادت...! احسان والی عبادت، آپ نماز پڑھ رہے ہیں اللہ پر کوئی احسان نہیں کر رہے ہیں، کہیں نہیں لکھا کہ نماز پڑھنے والے کا احسان اللہ پر ہوتا ہے،

(۲۶۶)

کہیں نہیں لکھا ہے کہ روزہ رکھنے والے کا احسان اللہ پر ہوتا ہے۔ کہیں نہیں لکھا کہ حج کرنے والے کا احسان اللہ پر ہوتا ہے۔ یہ حکم ہیں... چونکہ تم نے لا الہ کہا ہے یہ سب کرنا ہے، میرے اوپر کوئی احسان نہیں، احسان ہے مجھ پر رونا.. اللہ کہہ رہا ہے مجھ پر رونا.. اللہ میاں کا کون سا انتقال ہوا ہے کہ اس پر روئیں، لیکن اللہ کہہ رہا ہے کہ رونا۔ یہ وہ چھپا ہوا خزانہ تھا... میں نے چاہا کہ میں ظاہر ہو جاؤں... چونکہ ہم نے انسان کو اپنے پاس رکھا... چونکہ مجھے محبوب تھا تو محبوب کو سینے سے لگا کر رکھا لیکن جدائی ہوئی... فراق ہوا، جدا ہو گئے، جدائی تم نے خود مول لی... الگ تم ہوئے، ہم نہیں الگ کرنا چاہتے تھے، ہم نے تو کہا تھا کہ اس درخت کے پاس نہ جانا یہاں آرام سے رہو، چلے گئے اب جدائی ہو گئی، الگ الگ ہو گئے... عشق ہے ہمیں تم سے، تم کو ہم سے... عشق کی سب سے بڑی دلیل کیا ہے؟ جب محبوب جدا ہو جائے تو دونوں تڑپ تڑپ کر روئیں... عشق کی سب سے بڑی سچائی ہے رونا... جب آدم کو جنت سے نکالا گیا تو تاحیات روئے... ارے بھی آدم روئے کیوں؟ فراق الہی میں روئے... تب ہی تو اللہ نے کہا ہمیں آدم کا رونا پسند آیا، تم ہم سے جدا ہو اس بات پر روؤ کہ تم ہم کو دیکھ نہیں پا رہے ہو، تم ہم سے قریب نہیں آ پا رہے ہو، تم ہمارے پیار کو محسوس نہیں کر رہے ہو اسی پر روؤ، اللہ میاں کو معلوم تھا کہ روئیں گے نہیں، اس لئے کہ عاشق معشوق کو اپنے عشق میں روتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے جب ہے عشق کی کامیابی، اللہ چاہتا تھا بندے روئیں... اللہ کو معلوم تھا روئیں گے نہیں، بڑے سخت دل ہیں، کہا نہیں مانتے ہمارا... جب آدم نے نہیں مانا تو اس کی اولاد کیا مانے گی۔ اس لئے اللہ نے کہا کہ رلائیں گے تو... سب کو رلائیں گے۔ نوح کو رلائیں گے، یعقوب کو رلائیں گے سب کو رلائیں گے... یوں نہیں روؤ گے تو ہم یوسف کو جدا کر دیں گے، یوسف کو چھین لیں گے، اب تو روؤ گے،

(۲۶۷)

ابراہیمؑ اب تو روو گے جب بچے کے گلے پر خود چھری رکھو گے... ہر نبیؑ کو رلایا... کسی طرح بھی رلایا... آدمؑ کو جنت سے نکال کر رلایا، نوحؑ کو قوم سے عاجز کر کے رلایا... ابراہیمؑ کو خود بچے کے گلے پر چھری رکھوا کر رلوا یا... یعقوبؑ کو بچہ چھڑوا کر رلائے... تو اللہ میاں کی عادت ہے رُلانا... اس لئے کہ اسے پسند ہے... جتنا دھاڑیں مار مار کر بندہ روئے، مرتبہ بڑھا، اولوالعزم ہوا، عظیم ہوا... بس وہ چاہتا تھا کہ ہر بندہ روئے... تب اس نے واقعہ گر بلا رکھا... یہ ہے راز... کہ حسینؑ کو روو گے تو حسینؑ پر نہیں روو گے... وہ ہے ہمارے اوپر، روو گے حسینؑ پر احسان ہم پر... تو بھی سب سے مشکل کام ہے رُلانا... جب اللہ نہیں تمہیں رُلایا تو ہم کیا رلائیں گے۔

آپ ذرا بتائیے! شیعوں کو کوئی رلا سکتا ہے، یہ تو ذاکرین کے کمالات ہیں... صدیوں صدیوں جو گزر گئے... اللہ ان کے مرتبوں کو بلند کرے کہ رُلایا کر چلے گئے... اب بھی جو کوشش کرتے ہیں رُلوانے، پٹوانے کی نہیں سمجھتا ہوں دنیا میں ان سے بڑا کوئی خطیب نہیں۔ اور جو نہیں رُلایا پاتے وہ نا کامیاب... بھی یہی معیار ہے۔

میں نے کہا حکم ہے... زبردستی رُلواؤ... حکم امام ہے، امامؑ نے بیچ مجلس میں صحابی کو ڈانٹ کر کہا! کیا کر رہا ہے یہ رومال کو منہ پر رکھے، کوئی اپنے چاہنے والے کو بھری بزم میں اس طرح ذلیل کر دیتا ہے... ابو بصیر کیا رو رہا ہے... جعفر صادقؑ ڈانٹ رہے ہیں۔ کہا! مولّا یہ رومال بھگ گیا، کہا یہ کوئی رونے کا طریقہ ہے؟ کہ رومال بھگ گیا، ویسے روو جیسے ہماری دادی جنت میں روتی ہیں۔ یا تو ان باتوں پر یقین نہیں ہے لوگوں کو یا تو یہ باتیں دماغوں میں ٹھہرتی ہی نہیں ہیں کہ جناب سیدہ اب تک چیخ کر رو رہی ہیں... دھاڑیں مار کر رو رہی ہیں، جن کی سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتی ہیں وہ قبول ہی نہیں کرتے... بھائی! ہم تو پیغام دے رہے ہیں، دس باتیں بنائیے آپ ہمارے بارے

(۲۶۸)

میں، ہم تو اپنا کام کر گئے... آپ بنا لیجئے مذاق... اور کام یہ ہے کہ دنیا نے چودہ سو برس کیا کوشش کی؟ کیوں مارا، کیوں قتل کیا؟ کیوں بغداد کی دیواروں میں چٹنا... اس پر کہ علم اٹھاتے ہیں... نہیں... تعزیر اٹھاتے ہیں... نہیں... رونا روکو!...

آج تک آپ کے ذاکرین نے ان باتوں کو اس طرح سمجھایا نہیں... آپ کو نہیں معلوم یہ سب کچھ نہیں کہ یہ سب عقائد کیا ہیں؟ کوئی علیؑ ولی اللہ سے دشمنی نہیں ہے... کوئی اس پر جھگڑا نہیں ہے... خلافت کوئی جھگڑا نہیں، صحابیت کوئی جھگڑا نہیں، سب اپنا اپنا کام کر رہے ہیں، اپنے اپنے منصب پر علیؑ کو مانیں... جھگڑا صرف اس پر ہے کہ یہ روتے ہیں۔ آپ کہیں گے دلیل... صرف اس بات پر جھگڑا ہے کہ رونے کو روکا جائے... دیکھئے انہوں نے دیکھا کہ ایسے نہیں چھوڑتے تو درمیان میں لا کر لوگ چھوڑ دینے کہ دھیرے دھیرے مجلس کو لیکچر بنادو... درس بنادو... فقہ کی باتیں کرو، یہ ساری باتیں کرو... زکوٰۃ پر تقریر ہو رہی ہے تو کون روئے گا؟ خمس پر تقریر ہو رہی ہے تو کون روئے گا؟ وضو کیسے کریں؟ اس پر تقریر ہو رہی ہے تو کون روئے گا؟ ارے! لاشوں اور میتوں پر تو رو نہیں رہے ہیں تو وضو اور نماز میت پر کون روئے گا؟ حالانکہ وہاں حکم ہے... آپ کہیں گے کہ دلیل دیں تو جانوں...! یہ صرف چیخ کر رونے کی دنیا دشمن ہے... ایسی دلیل دوں گا کہ کٹ کٹ کر رہ جائیں گے وہ لوگ... جو اس کے خلاف ہیں اور سامنے کی دلیل ہے، اور ایسی کہ سچ سچ کا جو مومن ہو گا وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر استادہ کرے گا۔ یہ بتاؤ زہراؑ کا دروازہ کیوں جلا؟ کس بات پر دروازہ جلا؟ ارے! رونے کو روکو... فاطمہ زہراؑ کے رونے کو روانا چاہتے تھے۔

فدک کا معاملہ بعد میں ہوا ہے دیکھئے! گھر جلا ہے دسویں روز وفات نبیؐ کے... فدک کا خطبہ ہوا ہے پندرہویں روز... اور اس رات آپ کو معلوم ہے، جس رات وفات

(۲۶۹)

رسول ہوئی... امام صادق کا قول ہے تھر تھر کانپ رہے تھے آل محمدؑ... انہیں معلوم تھا کیا ہونے والا ہے؟ پوری رات عالم خوف میں گزری۔ کیوں؟ لوگوں نے کہا یا علیؑ زہرا سے کہیں دن کو روئیں یا رات کو... دشمنی کس چیز سے تھی؟ رو کیوں رہی ہے بیٹی؟ اس لئے کہ ذکر زندہ ہوتا ہے رونے سے... اب پھر جملہ دے رہا ہوں... امت نے طے کیا تھا کہ وفات نبیؐ کے دن جھنڈے نکالیں گے، خوشی منائیں گے... جشن منائیں گے... بیٹی نے کہا نہیں... ہم غم منائیں گے۔ اب جملہ پہ جملہ دے رہا ہوں... حسینؑ شہید ہوئے، لشکر یزید نے طے کیا تھا کہ خوشیاں منائیں گے، باجے بجائیں گے، نعرے لگائیں گے، نمازیں پڑھیں گے، زہنہؑ نے کہا ہم روئیں گے۔

سید سجاد بار بار کہہ رہے ہیں... چالیس برس رونا ہے، آگے کا لائحہ عمل بھی بتا رہے ہیں، سید سجاد نے چالیس برس کا منشور دیا کہ جو کرنا ہو کر لینا... چالیس برس رونا ہے۔ توجہ نہیں کی یہ بار بار اعلان کیوں؟ ہم چالیس برس روئیں گے، اگر ہمت ہے تو روک کر دکھا دینا۔ ایسے منشور، نظام بنادیا رونے کا... گریہ کا نظام، ایک اصول اور بتادیا، طریقہ بتادیا کہا دیکھو! رونا یوں نہیں آتا... کسی بے کس کی موت دیکھنا... کسی کا گھر جلتا دیکھنا... غربت میں کسی کی موت دیکھنا... پانی دیکھنا بس اس وقت حسینؑ کو یاد کر لینا۔ طریقہ بتادیا، شاعروں کو بلایا... وظیفے دیئے، کہا حسینؑ کا مرثیہ کہو... کیوں شعر اتر کرتا ہے نثر کے مقابلے میں... جتنے درہم و دینار آل محمدؑ نے شاعروں کو دیئے، بڑے بڑے بادشاہوں نے نہیں دیئے۔ بھٹی عجیب بات کہہ رہا ہوں، محمود غزنوی نے فردوسی سے شاہنامہ لکھوایا... اور کہا اتنی اتنی اشرفیاں دیں گے، وزیر نے کا نا پھوسی کی اس نے کچھ کم کر لیئے... جو کام ایک بادشاہ کے حکم سے فردوسی نے شاہنامے کا کیا تھا، کچھ دینار کم ہو گئے تو تبرا لکھ دیا... اسی شاہنامے میں لکھ دیا بخیل ہے، کم بخت ہے، کنجوس ہے...

۲۷۰

ارے! یہ کیا اس کے تو بڑے بڑے رہنما ایسے ہی تھے۔

کہاں شاہنامہ ایران کے بادشاہوں کی تعریف... مرتے مرتے فردوسی کچھ اور لکھوا
 گیا صرف بحالت کی بنا پر، کیوں بیان کیا یہ واقعہ میں نے؟ یعنی بڑے بڑے بادشاہ...
 ہارون رشید... کہنے لگے بھئی میری شان میں قصیدہ لاؤ۔ انعام ملے گا۔ بادشاہ نے
 اعلان کیا اس نے کہا سرکار قصیدہ تو پڑھوں گا، لیکن جس چیز پر لکھا ہوگا اسے تول کر میں
 اتنی اشرفیاں لیتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے، ہاں زیادہ سے زیادہ بھئی کاغذ پر ہوگا،
 لکڑی پر ہوگا۔ وہ پتھر کی رسل پر قصیدہ لکھ کر لے آیا... اونٹ پر لا دکر۔ ہارون کا دم نکل
 گیا جب وہ رسل اٹھوا کر لایا مزدوروں سے... کہا یہ ہے میرا قصیدہ سرکار۔ اس کے
 برابر تول دے اشرفیاں، ایک قصہ کوئی ایسا بتا دے کہ علی سے لے کر امام مہدی تک کوئی
 شاعر قصیدہ لایا ہو اور یہ کہتا ہوا نکلا ہو کہ زیادہ نہیں دیا۔ بجائے اس کے تاریخ نے یہ لکھا
 کیا مدح کروں میں امام کی ہل جزاء الا احسان الا احسان... (سورہ
 رحمان) تو نے میرے جد کا مرثیہ لکھا، پہلے یہ اعلان کیا کہ ایک شعر کہو تو جنت میں قصر
 دیتے ہیں... ہل جزاء الا احسان الا احسان... تم نے شعر کہا... یہ لفظ ہیں
 ہم نے محل دیا، ایک شعر، دو شعر... دو ہزار، تین ہزار، چار ہزار... پروردگار! یہ شعر
 پڑھتے رہے تو قصر کتنے ہیں؟

کہا سب شعرا کے تم سے کیا مطلب؟ اس حساب سے تو جنت کے سارے قصر شعرا
 کے ہیں، ارے! ہم لوگوں کے تو جنت میں قصر الات ہی نہیں ہوئے... مولانا نے کوئی
 حدیث نہیں کہی، ہاں! اس پر تو حدیث ہے، ایک شعر کہا تو جنت میں ایک قصر۔ تو شعرا
 نے خوب خوب کہا... میرا بیٹس نے ڈھائی لاکھ قصر کہہ دیے... ڈھائی لاکھ تو صرف
 بیٹس کے ہیں، پانچ ہزار مرثیے دیر کے ہیں، پھر عشق کے، عشق کے، پھر وحید کے،

(۲۷۱)

پھر مونٹس کے، پھر نفیس کے، پھر بابو صاحب فائق، پھر عارف کے... آٹھ پشتوں تک... اور پیچھے تو ہیں ہی... دادا، پردادا... باپ میر خلیق، ان کے باپ میر حسن ان کے باپ میر ضاحک... اور اماں تک نو پشتوں تک... کروڑوں تک بات بات جائے گی، جنت تو پوری الاٹ کرائی شعر اُنے۔ حسینی شاعروں نے جنت الاٹ کرائی۔

پروردگار! سورہ دہر میں آل محمدؐ کو کیا دیا تھا... آل محمدؐ نے تو سب ان کے نام کر دیا... ھَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَان... جز اُسے پتہ چلا احسان کتنا بڑا ہے؟ اس آیت نے سورہ رحمان میں یہ بتایا ہے کہ جب جزا دیں تو اندازہ کرنا کہ کام کتنا بڑا ہے؟ یہ آیت قرآن میں قیامت تک کے لئے رکھی ہوئی ہے تاکہ کام کا اندازہ کیا جائے۔

جزا کو دیکھ کر اندازہ کرنا کہ احسان کا بدلہ کیا ہے، قصر، قصر قصر... ارے یہ تو ملیں گے کبھی، ابھی قبر اور پھر میزان اور پھر برزخ اور پل صراط، پتہ نہیں کب یہ دنیا ختم ہوگی اور کب محشر آئے گا اور کب فیصلہ ہوگا اور کب شعرا کو یہ مکانات ملیں گے۔ کہا نہیں یہ تو اعلان ہے... الاٹمنٹ ہوگئی، وہ تو وہاں تم دیکھو گے کہ کیا ہوا؟ ورنہ خواب میں اگر تمہارے پاس طاقت ہے تو جا کے دیکھ لو کہ وہاں کیا ہوتا ہے...؟ بہلول نے بتا دیا نا... راستے میں بیٹھا ہوا مکان بنا رہا ہے... زبیدہ اور اس کا شوہر ہارون رشید دونوں آئے کہا کیا بنا رہے ہو؟ کہا جنت میں محل۔ زبیدہ نے کہا بیچو گے؟ کہا ہاں... کہا یہ درہم و دینار لو... کہا یہ مکان لو... اور ہاتھ سے مٹا دیئے مٹی کے مکان... کہا زبیدہ یہ تیرے ہو گئے مکان، دو مکان زبیدہ نے لے لئے بہلول سے۔ رات کو ہارون نے خواب دیکھا... زبیدہ ایک قصر سے نکلی... ہارون نے کہا ابھی یہ کہاں آگئی تو...؟ کہا یہ میرے دو قصر ہیں جو میں نے بہلول سے راستے میں خریدے تھے۔

(۲۷۲)

بس دوسرے دن ہارون نے کہا زبیدہ اسی راستے سے چلو... زبیدہ بھی مسکرائی، سمجھ گئی... سواری پہنچی دیکھا تو بہلول پھر مٹی کے مکان بنا رہے ہیں... گیارہویں امام اور دسویں امام کے صحابی ہیں بہلول حالانکہ ہارون رشید کے بھائی ہیں، خون وہاں کا ہے عباسیوں کا، موڈت ادھر کی ہے، موڈت خون کا رنگ بدل دیتی ہے۔ ارے ٹرکی مثال موجود ہے، یزیدی لہو کو حسینی لہو بنا دیا ذرا سی دیر میں موڈت نے... ہارون نے کہا بیچو گے... کہا چل... دیکھا بھالا سودا تھوڑی کرتا ہوں... یعنی خواب جو ہارون نے دیکھا اس کا بھی بہلول کو پتہ ہے۔ سودا تو ایک دم سے ہوتا ہے ہو گیا زبیدہ کے نام قصر۔ تو ہر ایک کو نہیں ملتے... قصر تو خواب میں دیکھ لو... اللہ نے کہا نہیں یہ تو اعلانات ہیں... یہاں کے انعامات کا اندازہ کرو... یہاں کیا دے رہے ہیں؟ امام دولت دے رہے ہیں، یہ نہیں کہ امام نے محروم رکھا، فرزدق کو... کہا بھی ایک قصیدہ کہا ہے اس نے، ہم وہاں نہیں تھے... چوتھے امام کی شان میں... مکہ میں... اس کو قید خانے میں ڈال دیا ہشام نے... وہ قید خانے میں پڑا تھا، ایک دن اس نے پیغام بھیجا... کب تک زندان میں پڑا رہوں گا، ہمارے امام نے کہا کہ تو نے اب کہلوا لیا ہے پہلے کہاں کہلوا لیا تھا؟ دو رکعت نماز پڑھی، دُعا کی ادھر دُعا تمام ہوئی ادھر قید خانے کا دروازہ کھل گیا... اور فرزدق آزاد ہو گیا، سیدھے امام کی خدمت میں آ کے بیٹھ گیا، امام نے خود پوچھا... فرزدق، ہم نے سنا ہے ہماری محبت میں تم نے جو شعر کہے اس کی سزا میں تمہیں قید کر دیا گیا، تمہارا گھر مسمار کر دیا گیا، بچے پریشان ہو گئے۔ کہا ہاں مولّا... آپ کی محبت میں جو شعر کہے... غلام کو آواز دی کہا میں نے ساٹھ ہزار درہم رکھوائے تھے وہ لے آؤ... آگے کہا فرزدق یہ ہیں تیرے... کہا مولّا اس لئے نہیں تھا کی ہے... کہا نہیں فرزدق اگر تمہاری زندگی کا اکسٹواں سال ہوتا تو یہ اکسٹھ ہزار دینار ہوتے، جتنی عمر ہے اتنے ہی سکے اور

(۲۷۳)

ہم آل محمدؐ جو راہِ خدا میں دے دیتے ہیں وہ واپس نہیں لیتے... دعبل کو، حمیرتی کو، کمیت کو، زیورات، سکے جو ہے مولّا کے پاس، امام حسینؑ سے لے کر گیارہویں امام تک سب نے دیئے۔

اس سے بڑا انعام... دعبل نے پڑھا قصیدہ مامون کے سامنے دربار میں امام رضاؑ کا... سکے اپنی جگہ، بھرے دربار میں اٹھے اپنی عبا اتار کر دعبل کے دوش پر پہنادی کہا جو ہم پہنتے ہیں جو عصمت کے جسم پر لباس ہے وہ ہمارے مداح کے جسم پر... اب کوئی کیا جانے اس عبا کی قیمت کیا ہے؟ جب گاؤں پہنچا تو لوگوں نے لوٹ لیا، عبا چھاڑ لی... ایک گلزار بچا... جو مٹھی میں پکڑ لیا تھا ورنہ سب گاؤں والے چھاڑ کر لے گئے تھے کہ امام رضاؑ کی عبا ہے۔ بہن تھی اندھی... گھر میں آئے کہا دیکھ میں نہ کہتا تھا کہ امامؑ کیا دیتے ہیں، تیری بات سن لی امامؑ نے... یہ کہہ کر عبا کا ٹکڑا بہن کی آنکھ پر ڈال دیا، آنکھیں روشن ہو گئیں، اب اس سے بڑا کوئی انعام ہے اھل خزانہ الا خسان الا الا خسان... تم ہماری مدح کرو، ہم جو کچھ دیں گے تمہارے کام سے بڑا کام ہوگا۔ انیس و دہیر نے سجا کر پیش کیا، صرف شاعری نہیں کی، سجایا... اودھ والوں کا احسان یہ ہے کہ اودھ کے بادشاہوں نے عزاداری سجا کر دی... اگر یہ بادشاہ نہ ہوتے تو آج تمہارے پاس جو کچھ ہے یہ کچھ نہ ہوتا... ان کے دیئے پر اترا رہے ہیں پاکستان والے، اپنا کیا ہے؟ یہ علم کا نقشہ... یہ تابوت کا نقشہ، یہ مجلس میں بیٹھنے کا طریقہ، یہ خطابت، یہ شاعری، یہ نوحہ... یہ سوز خوانی... یہ ماتم یہ گھروں کے امام باڑے... یہ پورا نقشہ سجا کر اودھ کے بادشاہوں نے دیا۔

اب ان کے مرتبوں کا کیا کہنا جو اس کو سجا کر دے گئے، تمہارا کام یہ نہیں کہ اب تم مزید اس کو سجا سکو... جہاں پوری حکومتوں کے خزانے خرچ ہوئے ہوں، وہاں کراچی

(۲۷۲)

کے شیعہ اپنے چند سکوں سے کیسے جاسکتے ہیں، سچی سچائی چیز ملی ہے، یہ یوں ہی سچی سچی یوں چلی... اودھ سے چلی، ہندوستان میں پھیلی... سچی سچائی پاکستان میں آگئی۔

تمہیں کچھ نہیں کرنا پڑا... اور یہی سچی سچائی عزاداری یہاں سے آگے بڑھی، یورپ، امریکہ، جاپان تک پہنچی ایسا سچایا ہے کہ کوئی کمی بیشی کے بغیر یوں ہی آگے بڑھی چلی جا رہی ہے عزاداری سچا کے حسین کی بارگاہ میں کام پیش کیا تو حسینؑ نے کیا کہا... ہل جڑاء الا احسان الا احسان.. (سورہ رحمان) بادشاہوں کے ناموں کو اپنے نام کے ساتھ زندہ رکھا، منبر سے ذکر ہوا صف الدولہ کا... وقت کہاں ہے کہ میں بتاؤں کہ عزاداری پر کیا احسان کیا اودھ والوں نے۔ عجیب عجیب احسان کئے ہیں... دس دن کا محرم ہوتا تھا... گیارہ کو سوگ بڑھ گیا... نصیر الدین حیدر بادشاہ نے منت مانی... کہ ہم جب دربار کریں گے اور نواب اور وزارت کے بعد بادشاہ کا خطاب اختیار کریں گے اور انگریزوں نے یا عوام نے ہمارے خلاف بغاوت نہیں کی... مل گیا خطاب شاہ کا... شاہ ہو گئے پہلے نواب آصف الدولہ... لیکن نصیر الدین حیدر شاہ بادشاہ پھر محمد علی شاہ... امجد علی شاہ... واجد علی شاہ، اب شاہ ہو گئے... اس لئے کہ شاہی شروع ہو گئی... منت کیا مانی...؟ اگر شاہ بن گیا تو حسینؑ کا غم چالیس دن بڑھا دوں گا... پہلے نہیں ہوتا تھا چالیس دن... عاشور تک ہوتا تھا... نصیر الدین حیدر نے بڑھا دیا... کہا چہلم تک عزاداری ہوگی... ہوگی چالیس دن عزاداری، پھر وہ رسم ہوگی ہندوستان میں... اس لئے ایرانی کتابوں میں اکثر لکھا جاتا ہے کہ چہلم کی کوئی حقیقت نہیں ہے، ہم کب کہتے ہیں حقیقت ہے، شرعی حکم نہیں ہے... لوگ یہی سمجھ کر بیٹھے ہیں کہ سوئم و چہلم ضرور کرو... چونکہ امام حسینؑ کا ہوتا ہے اس لئے ہم بھی کرتے ہیں... یہ تو ثقافت ہے... حکم یہ ہے کہ حسینؑ کو روؤ... حسینؑ کی شہادت مناؤ... یہ ہے قرآن میں... جو ہماری راہ میں

مارے جائیں، قتل کر دیئے جائیں ان کی یادگاروں کو قائم رکھنا ہے یہ حکم ہے قرآن میں شعائر اللہ کو قائم رکھنا حکم ہے... جب ہی توجہ قائم ہے قربانی کا بکرا کیا ہے، زم زم کیا ہے؟ یادگاریں ہیں۔ اسی کا تسلسل حسینؑ ہے... یادگاروں کو قائم رکھو... ارے یہ قرآن میں کہاں ہیں، ایسے علم، ایسے تابوت، ایسے تعزیے... یہ تو ہم نے اپنے عمل کو سجایا...

اس پر کیا اعتراض... هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ... حسینؑ نے ہم پر احسان کیا، ہم نے ان کی یادگار کو سجا کر پیش کیا ہے... سجاوٹ اللہ مانگتا ہے۔ کہ جب احسان کا بدلہ ادا کرو تو سجا کر، تابوت ہم نے سجایا، علم ہم نے سجایا، عزراخانہ ہم نے سجایا، منبر ہم نے سجایا... ذکر ہم نے سجایا، شاعری ہم نے سجائی، اودھ والوں نے شعور دیا تو ہم نے سجایا اور چالیس دن تک عزاداری کر دی، کیا اعتراض... بحث یہ نہیں ہے کہ قرآن میں دکھاؤ... قرآن میں یہ دکھاؤ کہ چہلم ناجائز...! حرام...! یہ دکھاؤ... یہ نہ تلاش کرو کہ قرآن میں چہلم کہاں ہے... اور آیت ہے قرآن میں... چالیس دن آسمان اور زمین کے رونے کا ذکر ہے... تین دنوں کا بھی ذکر ہے، دس دنوں کا بھی ذکر ہے... موسیٰؑ کو حکم تھا ساتویں مہینے کے دس روز رو کر گزارو... تو ریت میں بھی ہے، انجیل میں بھی ہے، زبور میں بھی ہے... ساتویں مہینہ کے دس روز رو کر گزارو... احکامات تو ہم دکھائیں گے، لیکن ہم ثقافت کو ثقافت رکھنا چاہتے ہیں۔

اچھا چالیس دن تک ہوتی رہی عزاداری، پورا ہندوستان منانے لگا، ایران کو بھی منانا پڑی۔ ایرانیوں کو عراقیوں کو ہماری تقلید میں چہلم تک کی عزاداری کرنا پڑی۔ ہماری تقلید ایرانیوں، عراقیوں، مصریوں، شامیوں سب کو کرنا پڑی۔ ہندوستان کے علماء کی تقلید کرنا پڑی ایران و عرب و عراق تک کر رہے ہیں اور جب تک عزاداری... چالیس دن تقلید ہماری۔ اچھا چالیسویں کا تعزیہ مقرر تھا، سب کا اٹھتا تھا۔ جھگڑا ہو گیا۔

انگریزوں کا دور تھا۔ جھگڑا ہو گیا، تعزیہ اٹھ نہیں پایا۔ سب نے کہا تعزیے اٹھائیں گے ہی نہیں.... سب نے اپنے عزا خانے کھلے رکھے، مقدمہ چلتا رہا...

دو سال کے بعد فیصلہ ہوا۔ انگریزوں نے کہا اب اٹھا لیجئے... جس دن آرڈر آیا وہ تھا آٹھ ربیع الاول.... دو سال کے چہلم کے رُکے تعزیے... دو سال کے بعد کھلے... تاریخ آٹھ ربیع الاول تھی نواب آغُن کے یہاں کا بڑا تعزیہ... کہا بھی ایک مل کر اٹھا لیجئے اور اس کے پیچھے سب چلے جائے لیکن شرط یہ ہے کہ ماتم نہ ہو، زنجیر نہ لگے... شور نہ ہو، چپ چاپ کر بلا چلے جائے۔ تعزیہ لیا... ہزاروں کا مجمع، پیچھے پیچھے انجنیں لگی ہیں، لیکن چُپ... کمر بلا تک چُپ... اس لئے کہ گورنمنٹ کا آرڈر تھا، سب روتے ہوئے چُپ جانے لگے۔ اس دن سے نام پڑ گیا.. چُپ تعزیہ... دیکھئے! روکا تھا چہلم کے بعد... اٹھارہ دن اور بڑھ گئے... دیکھئے جب روکا تو اٹھارہ دن اور بڑھ گئے.... اب آٹھ ربیع الاول تک ہے کوئی کہے کہاں ہے قرآن میں، کہاں ہے حکم امام! سجاوا، ارے بھی چپ رہ کر سجاتے ہیں، رو کر سجاتے ہیں، کبھی شور کر کے سجاتے ہیں.... سجاوٹوں کے طریقے ہیں، سیکھا کس سے؟ مولا علیؑ سے... اس لئے کہ مولا علیؑ نے اپنے ہر کام کو سجاوا... جب علیؑ سے کوئی کام اللہ کو لینا ہوتا ہے، کام علیؑ کا ہے اور سجاتے ہیں رسول اللہ، اللہ نے کہا علیؑ سے کہو سو جائیں بستر پر... حکم کتنا؟ سجاوٹ کیا ہے؟ ہنسی جڑاؤ الا حُسن الا الحُسن... دلیلیں اب آگئیں... اس آیت کی پوری تفسیر معنی کے کل کروں گا... تمام تفاسیر کی روشنی میں کہ لوگوں نے احسان کے معنی کیا کیا لکھے ہیں؟ یہ کل کی تقریر میں گفتگو ہوگی... کہا سو جاؤ... تو سو جائیں... اتنا ہی تو کام ہے... لیکن اب سجاوٹ ہوگی، اللہ نے کہا جبریلؑ سے کہ جاؤ رسولؐ سے کہو کہ آپؐ تو چلے جائیے... اور علیؑ کو سلا دیجئے... یہی اتنا تو حکم ہے نا... اچھا قرآن میں دکھاؤ... ہے ہی

(۲۷۷)

نہیں قرآن میں یہ نہیں ہے کہ جبریل آئے اور کہا کہ علیؑ کو سلا دیجئے... اور آپ نکل جائیے، ایسی کوئی آیت ہی نہیں ہے، ہجرت کی رات کی آیتیں ہیں دو... ایک جگہ غار کا ذکر ہے اور ایک جگہ مرضیوں کا ذکر ہے، اس سجاوٹ کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ حکم کا ذکر قرآن میں... دیکھئے ابراہیمؑ نے خواب دیکھا، اللہ نے خواب دکھایا... لیکن جو سجاوٹ کی ہے ابراہیمؑ نے قربانی اسمعیلؑ کے لیے... اس سجاوٹ کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔

حکم ہوتا ہے قرآن میں سجاتا ہے نبی... نہیں سمجھے... حکم ہے آیت، سجاوٹ ہے سنت... سنت کو کہتے ہیں سجاوٹ... حکم نماز... پانچ وقت... اس کے علاوہ کی سب مستحب... سنتی نمازیں۔ واجب کی سجاوٹ میں سنتیں... حج واجب، سجاوٹ میں عمرہ، رمضان کے روزے واجب... حکم۔ ستائیس کا روزہ... ہزاری روزہ... شبِ معراج کے روزے کا ثواب ایک ہزار روزوں کے برابر اور رمضان کا ایک روزہ جو واجب ہے... اس میں ہزار کا ثواب نہیں، جو سنت ہے اس پر ہزار روزوں کا ثواب۔ پتہ چلایہ سجاوٹ ہے وہ واجب ہے۔

حکم کیا تھا؟ سو جاؤ... ثواب دیکھئے عمل ہو جائے... نہیں۔ سجاوٹ... کیسے؟ علیؑ نے کہا یا رسول اللہ کیا میرے سونے سے آپ کی جان بچ جائے گی؟ سجاوٹ شروع... دیکھئے! میں علیؑ کے دوسرے امتحان کی شرح کر رہا ہوں، پہلا امتحان دعوتِ ذوالعشرہ اور یہ دوسرا۔ کہا ہاں سو جاؤ... تو بھی اب سو جائیں، نہیں اب رسول سجاوٹ کریں گے... اپنا لباس علیؑ کو پہنایا... عبا، قبا، عمامہ اتارا اور علیؑ کو پہنا دیا، اب سجاوٹ شروع ہوئی... اب بتائیے آپ کپڑے کب بدلتے ہیں؟ ابھی آپ یہاں سے جائیں گے، کپڑے بدلیں گے سونے کے لئے.. سلیپنگ (Sleeping) سوٹ پہنیں گے، یہاں الٹا کام کیا رسول اللہ نے... جب باہر جاتے ہیں تو کپڑے بدلتے ہیں... علیؑ

(۲۷۸)

جار ہے ہیں سونے... کوئی گھومنے پھرنے نہیں جا رہے ہیں، رسولؐ نے کپڑے بدلوائے... اپنی عبا، اپنی قبا... کمر میں پٹکا... کمر ڈھیلی کر کے سوتے ہیں... ارے! سپاہی سونے جا رہا ہے... سونے بھی کئی طریقہ کے ہوتے ہیں.. ایک تو ہوتا ہے گھوڑے بیچ کر سونا... علیؑ گھوڑے بیچ کے نہیں سوتے گا۔ یہ سپاہی کی نیند ہے، یہ مجاہد کی نیند ہے... یہ ایسی نیند ہے جو نماز سے بھی نہ اٹھائی جائے... الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ... آج علیؑ یہ بتائیں گے کہ نہیں نیند سے بہتر نماز تم کہہ رہے ہو... میں بتاؤں! نماز سے بہتر آج نیند ہے۔ آج تو سوئیں گے... یہی تو راز ہے، کہیں نماز اللہ کی مرضی کہیں نیند اللہ کی مرضی... آج نماز نہیں اللہ کی مرضی ہے، آج اللہ کی مرضی ہے نیند... اسی بات پر ابو اڑ ملا... هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ... تم نے میرے فرمان کو سمجھا... اگر شیطان ہوتا تو کہتا سوئیں گے نہیں ہم تو تیرا سجدہ کریں گے، تیری نمازیں پڑھیں گے... تو نے سونے کا حکم کیوں دیا...؟

کیوں کہ اللہ نے کہا تھا... علیؑ کو سلا دو اگر اللہ یہ کہتا کہ رات بھر علیؑ نمازیں پڑھو تو علیؑ نمازیں پڑھتے، نہیں آج اللہ کہتا ہے کہ سو جاؤ... تو اگر نہیں بھی آرہی تو نیند بلانا ہے۔ سونا ہے اور جب سونا ہے تو رسولؐ نے سجا یا، جب سوتا ہے تو نیند بھی تجتی ہے۔ اب علیؑ کو عمامہ، عبا، قبا پہنا کر... بستر پر لٹا کر اپنی سبز چادر ڈال دی... يٰۤاَيُّهَا الْمَزْمَلُ... اے سبز چادر اوڑھنے والے... پتہ یہ چلا کہ مدر کے معنی ہیں کالی کملی اوڑھنے والا... مزمل کے معنی ہیں سبز چادر اوڑھنے والا... دونوں میں ہے فرق... ایک میں سبز ہے ایک میں کالی چادر،... پتہ چلا ایک رات کالی کملی اوڑھنے والے کو پکارا گیا... ایک رات سبز چادر اوڑھنے والے کو پکارا گیا... يٰۤاَيُّهَا الْمَزْمَلُ... سارے مفسروں نے لکھا کہ شب ہجرت اللہ نے علیؑ کو پکارا ہے... اے سبز چادر اوڑھنے والے... یہ سجاوٹ ہے،

کالی کملی اڑھا دیتے... کہا کالی سے نہیں سجے گا سپاہی... سبز میں چمک ہے، سجاوٹ۔ تو اللہ کو پسند آئی جھی تو رنگ کے ساتھ پکارا۔

ہم نے تمہاری سجاوٹ پسند کی... یہ چادر تھوڑی ہے بھائی... یہ ہے بازار... جب بازار بچتا ہے تو دوکان سختی ایسے ہے کہ اگر دوکان پر اچھے اچھے پردے پڑے ہوں تو گاہک بہت آتے ہیں... اور سونے کی دکان ہو تو...! آپ ذرا مشکل سے سمجھیں گے... جو لوگ رنگوں کے contrast کو سمجھتے ہیں وہ سمجھیں گے۔ ارے بھئی! کبھی سونے کو زمرہ کے ساتھ رکھ دیجئے... زمرہ کا سونے سے جڑاؤ۔ زیور بنے تو آپ دیکھیں گے کیا چمک پیدا ہوگی۔

یہ تھی دکان۔ بسترِ رسول پر لگی... سبز چادر کے پردے ڈالے اور رکھا سونا... سجاوٹ ہوئی معاملہ تھا بکنے کا۔ بازار میں شے بکتی ہے، ہو رہا تھا سودا... اللہ بھی سودا کرتا ہے اس لئے پیغمبرؐ نے کی سجاوٹ... اللہ میاں کو یہ دکانیں پسند ہیں۔ اور بندے بکتے ہیں۔ پوچھئے ذرا کون سا بازار لگا تھا جواب تک مصر کا بازار مشہور ہے... ارے وہ دنیا کا بازار تھا، خریدار سارے بادشاہ، کفار۔ لیکن کوئی مومن نہیں آیا، یوسفؑ کو خریدنے کوئی مومن نہیں آیا... مصر میں سب کفار تھے، بُت پرست تھے۔

یہاں بھی کافر خریدار، ایک نہیں چالیس...! کیا خریدنے آئے ہیں؟ جان محمدؐ! نفسِ محمدؐ، روحِ محمدؐ تو جس چیز کی خریداری تھی... جس چیز کی خریداری تھی اللہ نے وہ چھوڑا، کہا! محمدؐ تم جاؤ۔ یہ کافر آ رہے ہیں تمہاری روح لینے، نفس لینے... تم جاؤ... نفس رہے۔ چالیس خریدار آئے کافر... تو کہا کہ کیا تمہارے ہاتھ بک جائے گا نفسِ محمدؐ؟ تم چاہتے کیا ہو... نفسِ محمدؐ... تم اس کی کیا قیمت دو گے؟ تمہیں پتہ ہی نہیں مال کتنا قیمتی ہے... ہَلْ جزاءُ الاُحسانِ الاُحسان... اس نے میرے محبوبؐ کو بچایا

ہے اور اپنی جان نذرانے میں رکھ دی ہے اس لئے اس نے کیا اللہ پر احسان۔ اس نے محمدؐ کو بچا کر اپنا نفس رکھ دیا اور نفس کو بنا لیا سونا... Golden بنا دیا... دیکھئے! سکہ جو رکھا جاتا ہے خزانہ میں... ارے! بھئی کیا میں بینکنگ... Banking بھی پڑھاؤں گا آپ کو... جتنے کا سونا بینک میں ہوتا ہے اتنے کے نوٹ نکلتے ہیں... امریکہ اتنے ہی ڈالر نکالے گا جتنے کا سونا بینک میں ہوگا... ورنہ دیوالیہ ہو جائے گا اگر زیادہ کاغذ نکال لے سونے سے اوپر... علیؑ نے سونا رکھا... Gold رکھا... ارے علیؑ کا سونا۔ نفس کا گولڈ۔ اب جتنا اللہ کا خزانہ ہے سب یہاں! جتنا سونا ہوگا اتنے ہی نوٹ نکلیں گے... سجاوٹ ہوگئی نا... اب اللہ نے کہا اَهْلُ جَزَاءِ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانِ (سورہ رحمان)... کیا احسان کا بدلہ احسان سے بڑھ کر ہے؟ اگر ایسا نہیں... اگر جزا چھوٹی دی، تو اللہ چھوٹا علیؑ بڑا... اگر جزا بڑی تو اللہ بڑا... اب علیؑ کا احسان جو ہے آج کا، اتنا سونا ڈھیر کر دیا ہے اس سے کئی گنا زیادہ نوٹ آئیں، اب وہ جتنے بھی آئیں گے پتہ چل جائے گا... سونا کتنا ہے؟ نوٹوں سے پتہ چلے گا کہ سونا کم تھا یا زیادہ...

وَمَنْ النَّاسِ مَن يَشْرِى نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ

وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۰۷)

مردانِ خدا میں کچھ ایسے ہیں کہ جو اپنے نفس کو اللہ کے ہاتھوں بیچ دیتے ہیں... بیچا ہے نفس کا سونا... یہ ہے خزانہ۔ کیا کہا ہم نے خریدایہ سونا... علیؑ کا سونا آیا اللہ کے خزانے میں... اور جزا دے دی۔ ہم نے سونا خریدا اور مرضیاں دے دیں، جتنا سونا ہے نا اتنے ہی نوٹ ہونے چاہئیں... اگر دو ہجری میں نوٹ ختم، تین ہجری میں نوٹ ختم۔ مرضیوں کے سکے دیئے علیؑ کو، اس نے نفس بیچا، سونا اللہ نے محفوظ کیا، نوٹ دے دیئے۔ کلیہ دیا دینے والا احسان سے بڑھ کر دے... کتنے؟ دس، بیس، تیس، چالیس... بیچا س پتہ ختم،

چالیس پہ ختم... چالیس میں علیؑ کی شہادت ہے... کہا نہیں قیامت تک نوٹ چلتے رہیں
 مرضیوں کے... کیسے چلیں، ایسے چلیں کہ اب میرے پاس نوٹ نہ رہیں... بھی جب
 خریدا جاتا ہے... مکان خرید رہے ہیں... گئے جا کر پیسٹھ لاکھ دے آئے مکان
 خرید لیا... تمہارے پاس کیا بچا...؟ مکان تمہارا ہونا نوٹ تو بنک سے گئے... اور اگر کم
 پڑ گئے تو قرض لیا، کسی بھائی سے لے کر پورا کر دیا لیکن ہاتھ تو خالی ہو گیا۔ مکان ملکیت
 تمہاری ہو گئی، نفس اللہ نے لے لیا، علیؑ کا نفس اللہ کی ملکیت... اب جتنا اللہ کی مرضیاں
 تمہیں اللہ کے پاس نہ رہیں... بھی دو چار تو اللہ نے بچا لی ہوں گی... جملہ کہوں! جو مال
 کی پوری رقم نہ دے اس کو کہتے ہیں بخیل... اگر تم کہو کہ اللہ نے کچھ مرضیاں بچالیں اپنے
 لئے... تو تم نے معاذ اللہ... اللہ کو کہا کجوس، تم ہوئے جہنمی... تم بچا لیتے ہو اپنے لئے،
 اُس نے اپنے لئے کچھ نہیں رکھا سب علیؑ کو دے دیا۔

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ کیا احسان کا بدلہ احسان سے بڑھ کر
 کچھ اور ہے... اَفْبَاسَى الْآءِ رَبِّكُمْ مَا تَكْذِبُنَ... اور تم اللہ کی نعمتوں کو جھٹلا رہے
 ہو... یہ کہہ کہہ کر اللہ ہماری یہ سُن لے... اللہ ہماری وہ سُن لے... اللہ کے علاوہ اور کسی کو
 پکارو نہیں... اللہ ہی تو مددگار ہے اللہ کے علاوہ کسی کو وسیلہ نہ بناؤ، غیر انسانوں کو نہ
 پکارو... انبیاء کو نہ پکارو... آئمہ کو نہ پکارو... یا علیؑ مشکل کشا نہ کہو... اللہ سے مانگو، اللہ سننے
 والا ہے.. کیا سنے، اب اس کے پاس ہے کیا؟

اللہ کی مرضیاں کیا ہیں؟ اللہ کی مرضی ہے پانی بر سے، اللہ کی مرضی ہے دھوپ نکلے،
 اللہ کی مرضی ہے...، اللہ کی مرضی ہے رزق بٹے، اللہ کی مرضی ہے بچے دیے
 جائیں... اللہ کی مرضی ہے جس کے اولادِ نرینہ نہیں ہے اسے دیا جائے... اللہ کی مرضی
 ہے رزق قیامت تک رہے، اللہ کی مرضی ہے گناہ پہ عذاب آئے، اللہ کی مرضی ہے تو

جنت میں جائے، اللہ کی مرضی ہے جہنم میں جائے۔ ساری مرضیاں میں نے علیؑ کو دے دیں... اب اگر رزق بٹے تو وہ بانٹے، اولاد دے تو وہ دے... مدد کے لئے پکارو تو وہ آئے... میں نہیں آتا، میں نے مرضیاں دے دیں، قیامت تک اعتراض ہے کسی کو...؟ کہا اَنَا قَسِيمَ الْجَنَّتِ وَالنَّارِ۔ میں نہیں بانٹوں گا، یا علیؑ تم آؤ بانٹو۔ اللہ نے سورہ بقرہ میں یہ آیت رکھی ہے کہ نفس لے لیا، مرضیاں دے دیں تو کیا اس نے کوئی قید لگائی کہ تھوڑی سی دی ہیں... اتنی صدی تک کی دی ہیں، جب سے وہ ہے اور جب تک رہے گا، ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا... مرضیاں بھی ہمیشہ تھیں، ہمیشہ رہیں گی... کوئی یہ نہ سمجھے کہ محشر کے بعد مرضیاں علیؑ سے لے لی جائیں گی... فیصلہ ہو گیا جنت جہنم کا لیکن نظام کائنات... جو بھی کائنات ہوگی، اللہ کی دنیا میں سکھ چلے گا تو علیؑ کا چلے گا۔ بس ایک رات کی ہی تو بات تھی... یا اللہ نفس خریدنے کے لئے کیا کیا؟ علیؑ کے نفس کی تجھے ضرورت کیا پڑ گئی؟ نفس کا کام کیا ہے؟ نفس کا کام ہے جسم اور روح کو جوڑ دینا...! كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ... ہر نفس کو مزہ چکھنا ہے موت کا... چونکہ اس منشور کا اعلان ہونے والا تھا کہ موت کا مزہ نفس چکھتا ہے... علیؑ کا نفس لے کر اپنا بنا لیا... نہ میں مرا تھانہ مروں گا۔

ارے! اپنا نفس کوئی دیتا ہے... آدمؑ کو دکھایا گیا سارے انبیاء کو، آدمؑ یہ تمہاری اولاد میں آئیں گے، یہ نوحؑ ہیں، یہ ابراہیمؑ ہیں، یہ موسیٰؑ ہیں، یہ شعیبؑ ہیں، یہ داؤدؑ ہیں یہ سلیمانؑ ہیں... اور بتایا گیا نوحؑ تو سو برس جنیں گے، عیسیٰؑ اتنے برس جنیں گے، موسیٰؑ اتنے برس جنیں گے... تو ایک بار داؤدؑ کی عمر پر رُکے انہوں نے کہا بس چالیس برس۔ آدمؑ نے کہا یا اللہ! کوئی تو سو برس اور داؤدؑ کی عمر بہت کم ہے، اللہ نے کہا، اب کیا کریں، ہمارے پاس اتنی ہی تھی، اگر تم چاہو تو اپنی عمر میں سے کچھ دے دو اپنے اس

۲۸۳

بیٹے کو...! آدمؑ نے کچھ حصہ دے دیا... اچھا پہلے یہ اعلان ہوا تھا کہ اتنے برس جیو گے، بیچ میں یہ قصہ ہو گیا۔ اچھا اب یہاں تو یہ ہوا اور پھر یہ ہوا کہ ملک الموت بعد میں آدمؑ کے پاس پہنچے... آدمؑ نے کہا کہ ابھی تو میری عمر میں کچھ حصہ باقی ہے... ملک گئے واپس اللہ کے پاس کہا وہ تو ایسا کہہ رہے ہیں.. اللہ نے کہا ان کو یاد دلاؤ کہ جب آغاز میں انبیاء کی عمریں تمہیں بتائی تھیں تو تم نے کہا تھا کہ تمہاری عمر کا کچھ حصہ داؤدؑ کو دے دیا جائے... کہنے لگے مجھے تو نہیں یاد... ارے یہ نفس کا قصہ ہی ایسا ہوتا ہے... کہ نبی آدمؑ جیسا دینے کو تیار نہیں، پہلے اس کی قیمت تو سمجھو...!

علیؑ نے کچھ نہیں پوچھا، ستر رسولؑ پر لیٹ گئے، اللہ نے کہا اب اس کی قیمت کیا دوں... قیامت تک کی مرضیاں، پہلے احسان کو سمجھو پھر جزا کو سمجھو، اللہ نے نفس کو لے لیا... کہ کبھی نہ مروں... نہ رب کبھی مرے گا... نفس نہیں مرتا، رسولؑ کا نفس ہے... اللہ کا نفس ہے... نفس اللہ علیؑ کو نفس اللہ بھی کہتے ہیں نفس محمدؐ بھی کہتے ہیں۔ کیوں کہ اللہ تک نفس علیؑ کا پہنچ گیا تو اللہ کا نفس ہے علیؑ... اللہ کا نفس کہاں مرا بتائیے... بھئی! یہ علیؑ نفس، یہ حسن نفس، یہ حسین نفس... اب مہندی نفس ہیں، کہاں مرا؟ اور قیامت تک یہ نفس زندہ اس کے بعد تک زندہ۔

اور مرضیاں دے دیں، اب علیؑ کی مرضی نوٹ جہاں چاہے خرچ کر دیں؟ جب ایک چیز بیچ چکے اور قیمت علیؑ لے چکے اور قیمت اتنی ہے کہ قیامت تک خرچ نہ ہو... تو بس اب یہی ہے کہ آپ پکاریں یا علیؑ... آگئے، پکاریں یا علیؑ... آگئے، کائنات کے کروڑوں انسان ایک ہی وقت میں پکاریں... آگئے۔ اور پھر جب اللہ یہ کہہ دے کہ میں نے اس زمین کے لئے خلیفہ مقرر کر دیا.. اب بار بار مجھے نہ پکارو.... خلف کے معنی ہیں بعد والا جو آئے جو whole-sole پورے نظام کو سنبھال لے، اگر مجھ ہی کو کرنا

ہوتا تو میں زمین پر خود خلیفہ بن کر بیٹھ جاتا... اللہ کو خلیفہ گیری پسند نہیں ہے۔ اگر مجھ کو ہی خلافت کرنا ہوتی تو پھر آدم کو خلق کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

بنایا اس لئے ہے کہ میں دیکھوں بیٹھ کر کہ میرا نفس نظام کیسے چلاتا ہے! تاکہ میں فرشتوں کو بتاؤں میرا خلف ایسا ہوتا ہے، تاکہ میں ابلیس کو بتاؤں! کہ سجدے کر کر کے خلافت نہیں ملتی... بڑے بڑے بزرگ، بڑھوں کو نہیں ملتی، آدم جیسے بچے کو ملتی ہے... ادھر پیدا ہوا خلافت مل گئی... تو جب میں نے کہہ دیا کہ نظام چلانے والا یہ... میں تمہیں سمجھا رہا ہوں نظام چلائے گا یہ... یا اللہ کا نعرہ لگاؤ، یا اللہ کے اسم بکرا لگاؤ... اللہ کو پکارو... اچھا تو پکارو... status کی بھی تو بات ہے، ایک گناہ گار انسان... بدترین انسان...! کس کو پکار رہا ہے؟ اللہ کو... تیرے پکارنے سے آجائے گا... کیا Status اللہ کا رکھا ہے؟ کہیں پکاریں، اسمگلنگ smuggling میں پکڑے گئے اللہ کو پکاریں آگیا اللہ؟ اسلوں کی اسمگلنگ....!

امریکہ کو پتہ ہے مال ہم دے رہے ہیں اسمگلنگ ہو رہی ہے یہاں سے وہاں اور افغانستان سے یا اللہ مال نکل جائے، یہ دونوں ٹرک کلاشنکوفوں کے نکل جائیں، یا اللہ، اور اللہ آگیا؟ اسی سے ہوگی اللہ کے بندوں کی خونریزی اور اللہ نے کر دی مدد... یا اللہ... ارے جب یا علیؑ ہو گے تو کام کچھ بھی ہو علیؑ ویسا فیصلہ کرے گا، علیؑ نے کہا میں آؤں گا، کافر کے پاس بھی مومن کے پاس بھی۔ یہاں کچھ اور مقصد وہاں کچھ اور مقصد... تو پکارو تو، ہم نیت دیکھتے ہیں، چونکہ فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے تو جیسا فیصلہ ہم کریں گے وہی فیصلہ تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔ اچھا کہا ہم نے دیکھا ہی نہیں علیؑ فیصلہ کیسے کرتے ہیں تو علیؑ نے فیصلہ کر کے دکھایا... مالک اشتر نے کہا کتنے مارے آپؑ نے؟ علیؑ نے کہا یہ پڑے ہیں، تو کہا میرے تو دیکھئے کشتے... مالک اشتر کہہ رہے ہیں

یاعلیٰ یہاں سے وہاں تک... کہا ہاں مالک تم تو مارتے چلے جاتے ہو، میں تو صلبوں کو دیکھتا ہوں، اگر کسی کی ساتویں آٹھویں نسل میں بھی مومن آنے والا ہے تو میں ذوالفقار ہٹا لیتا ہوں، اس کو امان دے دیتا ہوں جس کی نسل میں کبھی مومن نہ آئے گا بس کافر ہی کافر ہیں، اس کو مار دیتا ہوں۔

اب پکارو... اگر نسل میں مومن ہے تو شاید علیٰ امان دے دیں، اس میں کوئی شرمندگی کی بات نہیں ہے کہ اگر یہ کہہ دیں ہم کہ سارے کام علیٰ کر رہے ہیں، ہے کوئی شرک؟ نہیں ہے یہ اللہ نے خود سارے کام سپرد کئے ہیں، عجیب بات ہے ذرا کبھی ٹھنڈے دل سے سوچئے گا کہ اس پوری زمین کا نظام آج کل کون چلا رہا ہے؟ امریکہ کہہ رہا ہے ہم چلا رہے ہیں... World Order تو امریکہ کا چل رہا ہے نا بھی...! جو کچھ ہو رہا ہے ورلڈ میں اس کے آرڈر پر ہو رہا ہے، جو انڈیا میں ہو رہا ہے اس کے Order پر ہو رہا ہے، کشمیر کا مسئلہ طے ہی نہیں ہو رہا ہے، پتہ چلا برطانیہ والے کہہ رہے ہیں ہم نظام چلا رہے ہیں، روس والے کہہ رہے ہیں ہم چلا رہے ہیں، جاپان والے کہہ رہے ہیں ہم چلا رہے ہیں۔ ارے! سب کی گاڑیاں چل رہی ہیں، جہاز چل رہے ہیں، سارا نظام تو یہ لوگ چلا رہے ہیں، اللہ میاں کون سا نظام چلا رہے ہیں، ہمیں بتائیے نا...! کہ اللہ میاں چلا رہے ہیں، یہ جاپانیوں کو اللہ میاں چلا رہے ہیں؟ یہ جہاز اللہ میاں اڑا رہے ہیں؟ کلاشکوفیں اللہ بنا رہا ہے؟ یہ توپ، ٹینک، یہ انسان کی تباہی کے بم، آج کل تو بڑا زور ہے، پاکستان کے پاس بھی ہے، یہاں بھی ہے تو کیا سب اللہ نے بنائے ہیں۔

انسان نے بنایا ہے نا... یعنی اس اللہ کی دنیا میں کافر و مشرک نظام چلا رہے ہیں اللہ کی دنیا کا تو شرک نہیں ہو رہا اور ہم نے کہا علیٰ چلا رہے ہیں تو شرک ہو گیا! امریکہ

(۲۸۶)

چلائے اس پوری دنیا کا نظام تو شرک نہ ہو، ہم کہیں علیٰ چلاتا ہے تو شرک ہو گیا۔ یہ شرک میری سمجھ میں نہیں آیا، یہ شرک کی کون سی قسم ہے؟ مجھ کو سمجھا دو، سائنس دانوں کے ہاتھ میں سب کچھ ہے، یہاں سے اُڑنے وہاں پہنچ گئے، یہاں کی تصویر وہاں دیکھ لی، یہاں کی آواز وہاں سن لی، اور اللہ تصور میں نہیں آتا اس لئے کہ اللہ نے ایسا کوئی کام ہی نہیں کیا۔ ارے بھئی! یہاں کی آواز ایک سیکنڈ میں وہاں پہنچ جائے، اللہ میاں نے ایسا کوئی آلہ بنایا ہی نہیں، یہاں سے اُڑے وہاں پہنچ گئے اللہ نے ایسی کوئی چیز بنائی ہی نہیں، اور اگر بنائی تو عوام کو کب دی؟

سلیمانؑ کو ایک تخت دے دیا عوام کو کب تخت دیا؟ کہ اُڑتے پھریں تو عوام خوش ہو ہو کے کہتے ہیں... امریکہ کو دیکھئے، ہم یہاں بیٹھے اور وہاں پہنچ گئے، سلیمانؑ ایک اکیلے اُڑتے پھرتے تھے، ہر آدمی اُڑ رہا ہے سلیمانؑ کی طرح، تو اللہ نے دیا ہے بنایا تو امریکہ اور روس کے سائنسدانوں نے ہے، جرمنی اور فرانس والوں نے بنایا ہے، اب شرک نہیں ہو رہا؟

اور اگر ہم کہہ دیں کہ علیؑ چادر پر بیٹھے اور اُڑ گئے تو کہا ارے صاحب ایسی خبریں مت پڑھا کیجئے، غیر مستند باتیں معجزے لے کر بیٹھ جاتے ہیں، ہم نے کہا آئمہ نے یہ معجزے دکھائے تو کہا...! ارے صاحب معجزے کا دور نہیں ہے، عقلی دور ہے، سائنسی دور ہے۔ امریکن اور یہودیوں کے معجزے مزے لے لے کر سناتے جائیں، کمپیوٹر، کمپیوٹر رٹ لگی ہوئی ہے، کمپیوٹر دیکھو جو پیچھے رہ گیا وہ جاہل رہ جائے گا اور جب علیؑ نے کہا پورا قرآن نقطے میں سمایا تو کمپیوٹر سمجھ میں نہیں آیا؟

اب کمپیوٹر سب کی سمجھ میں آ گیا جب کہا علیؑ رکاب میں پیر رکھیں اور دوسرا پیر رکاب میں نہ جائے کہ قرآن ختم ہو جائے تو کہا ہاں کمپیوٹر پچاس برس کا حساب یوں سیکنڈوں

میں کرتا ہے اور چپ chip میں ایک نقطے میں سمیٹ کر یوں سامنے رکھ دیتا ہے... ۱۱۴ سورے علیٰ نے زین پر سوار ہوتے ہوتے پڑھ لئے تو کمپیوٹر سمجھ میں آیا لوح محفوظ سمجھ میں نہیں آ رہی اسی لئے تو چودہ سو برس سے ذکر علیٰ کا فرمان جاری ہے تاکہ جب بھی دنیا میں کوئی عجب نظر آئے تو تم کو تو حیرت نہ ہو، میں نے علیٰ جیسا بندہ دنیا کو اس لئے دیا کہ جب بھی کوئی حیرت انگیز چیز دیکھنا اور وہ رب سے ٹکرا رہی ہو تو پلٹ کر علیٰ کو دیکھ لینا، اسی لئے یاس یگانہ چنگیزی نے کہا... ع

علیٰ کا بندہ ہو کر بندگی کی آبرو رکھ لی

یگانہ کے لئے کیا دُور تھا منصور ہو جانا

اللہ بننا انسان کے لئے آسان ہے، علیٰ بننا مشکل ہے۔

کیا بات کہی میں نے...! اللہ کتنے بننے، شہزاد بنا، نمرود بنا، ہامان بنا، فرعون بنا... اللہ سب بن گئے، رسول بہت بنے، ربوہ تک میں نبی آگیا اور چودہ صدیاں گزر گئیں، آج تک کسی انسان نے یہ دعویٰ نہیں کیا میں علیٰ ہوں۔

علیٰ کوئی نہیں بن سکا، مشکل کام ہے علیٰ بننا.. ارے! انسان کے لئے تو مشکل ہے، بن ہی نہیں سکتا علیٰ، اللہ کے لئے مشکل ہے کہ وہ دوسرا علیٰ بنا سکے۔ اب اللہ دوسرا علیٰ نہیں بنا سکتا، پوچھئے اللہ سے بنا سکتا ہے کہ وہ دوسرا علیٰ بنا سکے۔ اب اللہ دوسرا علیٰ نہیں بنا سکتا، پوچھئے اللہ سے... بنا سکتا ہے؟ تو قادر ہے، ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے! دوسرا علیٰ بنا دے۔ قادرِ مطلق ہے نا.. کہا نہیں بنا سکتا تو کہا قدرت کہاں گئی، آپ نے اصرار کیا اس نے کہا ہاں بنا سکتا ہوں۔ اب تم ضد کر رہے ہو تو دوسرا علیٰ بنانا ہوں۔ ویسا ہی علیٰ، وہی آنکھیں، وہی چہرہ، وہی زلفیں، وہی سینہ، وہی بازو، وہی شجاعت، وہی بہادری، ویسا ہی گھوڑا، ویسے ہی بیٹے، ویسی ہی زوجہ، ویسا ہی خسر، ویسا ہی بھائی، سب بنا دیا،

بدر، احد، خندق، خیبر، حنین، پورا علی بنا دیا... کہا دوسرا بنا دیا اور اس دوسرے کی وجہ سے سب چیزیں دوسری دوسری بنانا پڑیں، بنا دیا اور آپ نے کہا بنا دیا تو اب اللہ کہے گا کہاں بنایا۔ سب کچھ اس علی کو دے دیا، جیسا وہ علی تھا لیکن پھر وہ اوّل رہا یہ نقشِ ثانی رہا، ثانی کو اول نہیں کہا جاسکتا، یہ اختیارِ قدرت میں نہیں کہ ثانی کو اوّل بنا دے۔ ارے! اللہ اوّل کو ثانی نہیں بنا سکتا اور ثانی کو اوّل نہیں بنا سکتا تو تم اوّل کو چوتھا کیسے بنا سکتے ہو؟

دوسری کر بلا ہو سکتی ہے؟:-

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کر بلا کے بعد
شاعر سے لغزش ہو گئی، جواب ملا:-

اسلام زندہ ہو گیا بس کر بلا کے بعد

دوسرا حسین کہاں سے آئے، دوسری زینب کہاں سے آئے؟ سیکنڈ اور... مولانا کلبِ حسین صاحب علی اللہ مقامہ کہا کرتے تھے کہ یہ احتیاطِ معصومین نے کی، سب نے اپنے بچوں کے نام علی رکھے، حسن رکھے لیکن کسی معصوم کا نام حسین نہیں رکھا، کسی امام نے اپنے بعد کے امام کا نام حسین نہیں رکھا، حسن عسکری دوسرے حسن ہیں، علی دوسرے ہیں، محمد دوسرے ہیں، لیکن حسین کسی اور امام کا نام نہیں... کیا کہنا...! اللہ اللہ... شبِ چہلم ہے، چہلم کے معنی آپ کو معلوم ہیں! یعنی اربعین... یعنی قید سے چھوٹے اسیر تو بہن بھائی کی قبر پر آئی کوئی مقتل اور تاریخ کی بحث کی ضرورت نہیں... طے ہے کہ ایک بار بہن قید سے چھوٹ کر بھائی کی قبر پر گئی۔ بس وہ دن اور اس کی یادگار ہمیں اس میں منطوق نہیں چاہئے، ہمیں اس میں مودّت کی تلاش ہے کہ اب حسین تو نہ رہے تو نصرت کو تم نہ آئے تو اب قیامت تک حسین کی نصرت یہ ہے کہ حسین کی قبر پر پہنچنا...

دیکھئے! زینب صرف زیارت کی عظمت بتانے لگی ہیں ورنہ کربلا اجڑا ہوا، ویران صحرا رہتا۔ زینب آئی ہی اس لئے ہیں یہ بتانے کے لئے کہ روضہ بنے گا، زائر آئیں گے اور زائروں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ قید سے آزادی مشکل تھی، زینب نے کبھی یہ کہا بھی نہیں کہ ہم کب آزاد ہوں گے، لیکن سیکینہ بی بی مرگئیں اور رقت کا ٹل ہوا تو یزید اپنے قصر میں اٹھ کر پڑھ چکا، جب رات کو سیکینہ بی بی مرگئیں اور رقت کا ٹل ہوا تو یزید اپنے قصر میں اٹھ کر بیٹھ گیا، پریشان ہو گیا اور پورے دمشق میں ہر گھر کی عورت بے قرار ہو گئی اور سب نے کہنا شروع کیا اپنے مردوں سے، دیکھو تو کیا آفت ہے، قید خانے جا کر دیکھو کیا ہوا تو عورتیں خود سروں پر چادریں ڈال کر نکل پڑیں۔

قید خانے کا رخ کیا اور دروازے پر آکر یہ پوچھا یہ کیسا ٹل ہے؟ جواب ملا... سیکینہ مر گئیں... بہت روئیں دمشق کی عورتیں، بڑا ماتم کیا۔

چھوٹے چھوٹے بچے بھی ان کے ساتھ تھے اور اس کے بعد وہ عورتیں واپس آئیں اور انہوں نے اپنی چادریں مردوں کے سروں پر پھینک دیں... کہا وائے ہو تم پر کتنی مظلومہ مرگئی اب تو ظلم کی حد ہو گئی کہ قیدیوں میں کی ایک بچی مر گئی اور تم ان بے کسوں کی مدد کو نہیں جاتے! تم گھر میں بیٹھو... تلوار ہم اٹھا لیں گے، جب عورتوں نے بہت شرم و غیرت دلائی تو تمام مردوں نے تلواres کھینچ لیں اور قریزید کو گھیر لیا اور کہا یزید یہ قید خانے میں کیا رقت کا ٹل ہے۔ کہا ایک بچی مر گئی، تمام لوگوں نے جو قصر کو گھیرے ہوئے تھے کہا یزید یہ بتا اس بچی کا نام کیا تھا؟ یزید بام پر تھا مجمع ادھر، مجمع ادھر، کبھی ادھر آکر کہتا زینب مر گئی ہے، کبھی کہتا عاتکہ مر گئی ہے، کبھی کہتا رقیہ نام کی خاتون مر گئی اور کبھی کہتا ہے سیکینہ مر گئی۔ جس نے جو سنا اتنے نام ہوتے گئے۔ یزید نے سیکینہ کی موت چھپانا چاہی۔ لیکن سیکینہ کی موت انقلاب بن گئی لوگوں نے کہا اچھا یزید تو نام نہیں بتاتا تو

(۲۹۰)

نہ بتا۔ بس اتنا بتا دے کہ جب دربار میں اسیر آئے تھے تو سب سے چھوٹی بچی آگے تھی جس کا ایک ہاتھ گلے پر تھا اور ایک ہاتھ کان پر تھا اور اس کے گلے میں رسی بندھی ہوئی تھی جو اپنے بابا کا سر مانگ رہی تھی کیا یہ وہی بچی مرگئی؟ یزید نے کہا ہاں وہی بچی مر گئی، سب نے کہا بس اب ظلم کی انتہا ہو گئی۔

اب قیدیوں کو آزاد کرو ورنہ ہم تلوار کھینچ لیں گے، سیکنٹہ بی بی نے مرکز انسان کی غیرت کو جگا دیا، بغاوت کے آثار ہوئے، یزید گھبرا گیا اور کہا ہاں اچھا، ہم قیدیوں کو کل آزاد کر دیں گے اور جب صبح آئی تو اس نے سید سجاد کو بلایا۔ حداد پہلے سے بیٹھا تھا اسے حکم دیا کہ ہتھکڑیاں کاٹ دو، بیڑیاں کاٹ دو، طوق کاٹ دو، کٹا تو طوق، کٹیں تو ہتھکڑیاں، کٹیں تو بیڑیاں لیکن جب کٹیں تو پتہ چلا پس آہن کیا تھا؟

جہاں بیڑیاں تھیں وہاں کا گوشت گل گیا تھا، پیروں کی ہڈیاں، کلائیوں کی ہڈیاں دکھائی دیں اور منسلیوں کی ہڈیاں نظر آتی تھیں، سارا گوشت گل گیا تھا۔ آپ کو شال عزا کا راز معلوم ہے جو عزا دار گلے میں شال عزا ڈالے رہتے ہیں، سید سجاد نے شال عزا گلے میں اس لئے ڈالی کہ پھوپھی اماں کو گلے کے زخم نظر نہ آئیں کہ میرے بچے کا کیا حال ہو گیا۔ اللہ اللہ پھوپھی کو بھتیجے کا خیال اور بھتیجے کو پھوپھی کا خیال... جب تک سید سجاد نہ آئے قید خانے کے دروازے پر پھوپھی نہ ملتی رہی، میرا بچہ... میرا لعل ابھی تک نہیں آیا۔

سید سجاد اب تک نہیں آئے، پھوپھی دعائیں پڑھ رہی ہے، آگے سید سجاد تو کہا بیٹا کیا خبر ہے؟ کہا ہتھکڑیاں، بیڑیاں کٹ گئیں، پھوپھی اماں اب ہم آزاد ہیں، قید خانے کے تالے کھل گئے ہیں۔ کیا پھوپھی اماں مدینے چلیں؟ صغریٰ پکار رہی ہوگی، بہن اکیلی ہے، بچھڑے ہوئے بہت دن ہو گئے، پھوپھی اماں چلیں؟ کہا نہیں بیٹا ابھی

مدینے نہیں جائیں گے... میرے لعل ہم ابھی یہاں سے نہیں جائیں گے... بیٹا میں ابھی اپنے بھائی کو روٹی کہاں؟ میں بھائی کو رو نہیں سکتی... صفِ عزائمیں بچھا سکتی۔ مجلس کے زینب نے عزاداری کی بنیاد وہیں رکھی... کہا بس یہ ہے بیٹا سید سجاد کہ یزید سے کہو ایک مکان خالی کر دے، سات دن کے لئے مجھے ایک مکان چاہئے، میں قید خانے سے اس مکان میں جاؤں گی.. قید خانے کے دروازے کھلے یہاں قید خانے سے نکل کر اس مکان میں گئیں۔ جب پہنچیں اس مکان میں تو زینب نے کہا سید سجاد اب یہ کہلوادو حاکم سے کہ کر بلا میں جو ہمارا سامان لٹا تھا وہ جل گیا ہو، کچھ بھی ہو، وہ جیسا ہے ہمیں واپس کر دے اور ہمارے شہیدوں کے سر ہمیں بھجوادے۔

سامان آگیا، اس میں جلا ہوا جھولا بھی ہے، اس میں بچوں کے پیر بن بھی ہیں، لیکن حسین کی جلی ہوئی مسند... جناب زینب نے سارا سامان ہٹایا اور حسین کی جلی ہوئی مسند نکالی، جو جل چکی تھی، کچھ باقی تھی وہ مسند اٹھالی اور مسند اٹھا کر اس مکان میں جو بلند جگہ تھی اس پر وہ مسند بچھا دی اور اس کے بعد ہاتھوں کو باندھ کر سید سجاد کے سامنے آئیں اور کہا میرے لعل سید سجاد ذرا اٹھو...! میرے ساتھ آؤ اور اس اپنے بابا کی مسند پر بیٹھ جاؤ، بازو پکڑ کر پھوپھی لائی بھتیجے کو اس مسند پر بٹھایا۔ کہا میں کہوں کہ قید سے چھوٹ کر پہلا کام زینب نے یہ کیا کہ امام کی تاج پوشی کی کہ حسین کے بعد یہ ہے امام... کیا کیا احسان ہیں بی بی زینب کے ہم کیسے اتار سکتے ہیں؟ ھَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَان.. احسان کا بدلہ ہے کہ بس آنسو پک جائیں، زینب کے نام پر آوازیں بلند ہو جائیں ہمارے اختیار میں نہیں ہے کہ ہم احسان اتار سکیں بس گریہ و بکا ہو زینب کے احسان کی جزا یہ ہے، یہی مانگا ہے سید سجاد نے رونا اور اس طرح رونا، فریاد کر کے رونا، پکار کے رونا، آواز سے رونا، ہائے کہہ کے رونا، سینے پہ ہاتھ مار کے رونا... یوں یاد

کر کے رونا، سب انداز بتادیئے کہ اس طرح رونا اور ایک بار مسند پر بٹھا کر پھر ہاتھ باندھے... سید سجادؒ نے کہا پھوپھی اماں آپ چاہتی کیا ہیں؟

کہا سید سجادؒ عصر عاشور کو تمہارا باپ مارا گیا تو اس وقت باپ کی تعزیت بیٹے کو دینے والا کوئی نہیں تھا اور میں تعزیت کیسے ادا کرتی اُدھر تو بھائی مرا اُدھر بہن کے ہاتھ بندھے۔ اب ہاتھ کھلے تو اب میں تیرے سامنے آئی ہوں، تیری یتیمی کا پرسہ دینے، تیرا باپ مارا گیا، سید سجادؒ باپ کا پرسہ لو... پھوپھی تعزیت ادا کر رہی ہے، میرے لعل تم یتیم ہو گئے، عصر عاشور کو آج پھوپھی تعزیت ادا کر رہی ہے، کیا رقت کا غل ہوا اللہ اللہ۔ تعزیت ادا ہو گئی تو اب ایک ایک بی بی سے کہا! ام لیلیٰ تم یہاں بیٹھو، ام رباب تم یہاں بیٹھو، زوجہ عباسؑ تم یہاں بیٹھو، رقیہ تم یہاں بیٹھو، جب ساری بیبیوں کو بٹھا دیا اور شام کی عورتوں کو چاروں طرف بٹھا دیا تو کہا مجلس ہوگی اور ابھی زیارتیں آئیں گی، زیارتوں کو دیکھ کر رونا... زینبؑ نے بنیاد رکھی اور اُس کے بعد حکم دیا کہا علی اکبرؑ کا سر لاؤ... اب مجلس میں علی اکبرؑ کا سر آیا کہا یہ سر ام لیلیٰ کی گود میں رکھو، سر آیا، اب قاسمؑ کا سر آگیا کہا ام فروہؑ کی گود میں رکھو، عباسؑ کا سر آیا کہا ام کلثومؑ کی گود میں رکھو، اب مسلمؑ کے بچوں کے سر آئے کہا ماں کے پاس رکھو، یہ زینبؑ نے تابوت منگائے ہیں، یہ قاسمؑ کا سر نہیں ہے، یہ اکبرؑ کا سر نہیں ہے اور اب ماؤں نے بین شروع کئے ام لیلیٰ کی گود میں اکبرؑ کا سر اور لیلیٰ کے بین، ام فروہؑ کی گود میں قاسمؑ کا سر اور ام فروہؑ کے بین، کیسے بین ہوئے ہوں گے؟

کیا کیا ماؤں نے اپنے بیٹوں سے کہا ہوگا! عجب نہیں ام لیلیٰ نے کہا ہوا! اے علی اکبرؑ تجھے ماں کے پردے کا بڑا خیال تھا علی اکبرؑ تمہارے بعد ماں کے سر سے چادر چھین گئی، کیا کہا ہوگا ام کلثومؑ نے.. اے بھائی عباسؑ بہن کے پردے کا بڑا خیال تھا۔ عباسؑ

تمہارے بعد بازوؤں میں رسی بندھی، ہائے مگر عباس کے سر سے بڑھ کر یہ کون کہے کہ تمہاری پیاری بھتیجی نہ رہی۔

ایک بار زینب اُٹھ کے کھڑی ہو گئیں اس لئے کہ اب حسین کا سر آیا.. اب بہن آغوش میں بھائی کا سر لے کر بیٹھیں اور پکارا..!

اے زہرا کے لعل... میرے مانجائے حسین، لاچار حسینا، میرے بے کس حسین، میرے بے یار حسین، کیا ماتم کیا.. کہتے ہیں زینب نے سات دن تک ایسا ماتم کیا کہ شام کی زمین پہنے لگی۔ شام کی عورتوں نے جناب زینب کے ساتھ مل کر اتنا ماتم کیا کہ دمشق کا پٹنہ لگا... بڑی گھبرا گیا کہ یہ کیسا ماتم ہے؟ سات دن زینب نے ماتم کیا، خوب ماتم ہوا، جب ماتم ہو چکا تو کہا سید سجاد اب چلیں گے مگر مدینے نہیں، پہلے کر بلا چلیں گے، پہلے بھائی کی قبر پر چلیں گے۔ نائقے منگاؤ، اسی مکان کے سامنے اونٹ آنے لگے... عماریاں رکھی تھیں، اب جو عماری آئی اس پر زینب کے غلاف، اس پر کم خواب کے غلاف، جناب زینب واپس ہو گئیں، کہا سید سجاد میں بھائی کی سوگوار ہوں، یہ سارے پردے اُتر دادو، سب یہ کالے پردے لگواؤ، آگے آگے کالے علم ہوں، کالے پردے پڑ گئے، کالے علم آگے ہو گئے۔ جناب زینب نے عمار یوں پر بیسیوں کو بٹھایا اور کہا ان عمار یوں کو قید خانے کے دروازے کے سامنے سے گزراؤ لیکن جب دمشق کے اس میدان سے نائقے چلنے لگے تو ایک ایک بی بی کو زینب نے اپنی نگرانی میں ناقوں پر بٹھایا، کہا ام لیلیٰ علی اکبر نہ رہے آؤ میں سوار کروں۔

اے بھابی ام فروہ قائم نہ رہے آؤ میں سوار کراؤں.. اے فطہ آتجھے بھی زینب سوار کرائے، جب سب کو بٹھا دیا بڑا مجمع تھا، شام کی عورتیں الوداع کہنے آئی تھیں گودیوں میں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو لے کر... بلک رہ تھیں، عمار یوں کو دیکھ دیکھ

کر، شام کی عورتیں رو رہی تھیں، قیامت کا ماتم تھا، بیچ میں اہل حرم کی عماریاں چاروں طرف شام کی عورتیں رو کے رخصت کر رہی تھیں، الوداع کہہ رہی تھیں، تم بھی ایسے الوداع کہو، شب الوداع ہے، تم بھی رو کر کہو، اُمّ لیلیٰ الوداع، اُمّ فروہ الوداع، زوجہ عباس الوداع، اُمّ رباب الوداع، اے جناب زینب الوداع، اے سکینہ الوداع۔

جب چلے لگیں عماریاں تو ایک بار دائیں دیکھا، بائیں دیکھا کہا! بھابھی اُمّ ربابؓ نظر نہیں آتیں۔ کہاں ہیں؟ تو شام کی عورتیں آگے بڑھیں کہا جب ہم آپ کو رخصت کرنے آ رہے تھے تو درِ زنداں سے ہم نے ایک عورت کو لپٹے ہوئے دیکھا... ایک بی بی قید خانے کے دروازے سے لپٹی ہوئی رو رہی تھی۔ سمجھ گئیں... کہا وہی ہیں میری بھابھی اُمّ ربابؓ، آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی درِ زنداں کے پاس آئیں۔

دیکھا اُمّ ربابؓ درِ زنداں سے لپٹی ہوئی زنداں میں دیکھ رہی ہیں... قریب گئیں، شانے پر ہاتھ رکھا، کہا بھابھی سواریاں تیار ہو گئیں، کر بلا جارہے ہیں۔ کہا شہزادی جب مدینے سے چلی تھی گودی آباد تھی، میری گود میں اصغرؓ تھا، ایک زانو پر سکیٹہ تھیں، میرا وارث حسینؓ زندہ تھا... اُسے شہزادی اب یہاں سے چلوں تو کیا لے کر جاؤں، وارث مارا گیا، اصغرؓ مارا گیا، ایک بچی تھی وہ اندھیرے گھر میں تنہا ہے، اس اکیلے گھر میں... اس زنداں میں سکیٹہ تنہا ہے، اب میں وطن جا کر کیا کروں تو زینبؓ نے سمجھا کے کہا بھابھی چلو کر بلا... اصغرؓ کا ماتم کرنا، والی و وارث کا ماتم کرنا، چلو اصغرؓ بلا رہا ہے، سمجھا کر لے آئیں، ناقے میں بٹھا دیا خود بھی ساتھ بیٹھیں، ربابؓ کا بازو پکڑا، جب عماریاں چلے لگیں تو ایک بار پردے کو اٹھایا، کہا شام کی رہنے والیوں اللہ تمہارے بچوں کو زندہ رکھے، ارے! ایک بچی ہماری بھی تھی اندھیرے گھر میں اکیلی رہ گئی کبھی آنا تو ایک چراغ سکیٹہ کی قبر پر جلا دینا... ارے میری بچی تنہا ہے۔ ہائے حسینؓ، وائے حسینؓ۔

دسویں مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ساری تعریف اللہ کے لئے درود و سلام محمد و آل محمد کے لئے

عشرہ چہلم کی دسویں اور الوداعی مجلس منعقد ہے، احسان اور ایمان پر ہم نے مسلسل گفتگو کی اور خصوصاً کلام پاک کی یہ آیت... هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَان... اور یہی ایک آیت کیا جہاں جہاں بھی لفظ احسان آیا، ہمارے مفسرین اس لفظ کے معنی نہیں سمجھ سکے... بہت سے ایسے مقامات ہیں کہ جہاں مفسرین سے لغزشیں ہوئیں اور ظاہر ہے کہ جہاں کوئی مفسر اگر یہ وعید اربن جائے کہ میں قرآن کے معنی لکھ رہا ہوں یا میں قرآن کی تفسیر کر رہا ہوں تو اس کو بچہ کھانا ہی پڑتا ہے اور وہ اپنی انا میں ڈوب کر خود ہی احمق اور گاؤدی پن کا شکار ہو جاتا ہے... اس لئے کہ اللہ نے یہ کہا کہ قرآن کا ترجمہ سوائے اہل بیت کے کوئی نہیں کر سکتا... اور قرآن کی تفسیر سوا آل محمد کے دنیا میں کوئی بیان نہیں کر سکتا... کیوں کہ بارہ بھیجے تو ہر دور میں جب جس کا جو کام تھا لے لیا بارہ اسی لئے بھیجے کہ جب جو دماغ میں آئے پوچھ لینا... اگر کوئی آیت سمجھ میں نہ آئے تو اس کے بعد یہ امام پھر یہ امام، جب گیارہواں دور آ گیا تو اب بھی قرآن تمہاری سمجھ میں نہ آیا... تو خدا کی مار ہے تمہاری عقلوں پر... اب بھی تمہاری سمجھ میں تفسیر نہ آئی کہ محکم کیا اور متشابہ کیا...؟

ہر فرقہ کے امام نے اپنی تفسیر الگ لکھی... انہوں نے کہا قرآن کی آیت کے یہ

معنی... دوسرے امام نے کہا یہ معنی، جب انہوں نے وہ معنی نہیں مانے تو انہوں نے کہا ہمارا فرقہ الگ.. اس ہی لئے تو اہل حدیث کا قرآن الگ ہے، رضا احمد بریلوی کا قرآن الگ ہے، سعودی عرب کا قرآن الگ ہے، ارے! اس پر اختلاف ہے قرآن میں کہ سورہ الحمد میں چھ آیتیں ہیں یا سات...؟ ایک آیت کو دو حصوں میں بانٹا ہوا ہے سعودی عرب والوں نے... کوئی کہتا ہے بسم اللہ شامل ہے سورہ میں تو گنتی کی جائے گی، کوئی کہتا ہے نہیں... تو قرآن کو کس نے بدلا؟

اقبال کا مشہور شعر ہے:-

خود بدلتے نہیں، قرآن کو بدل دیتے ہیں

ہوے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

أَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (سورہ بقرہ- ۱۹۵)

”احسان کا طریقہ اختیار کرو کہ اللہ محسن کو پسند کرتا ہے“ اللہ محسنوں کو پسند کرتا ہے۔

احسان کی تعریف یہ ہے کہ احسان اطاعت کا سب سے بلند مقام ہے

احسان لفظ حُسن سے نکلا ہے، جس کے معنی کسی کام کو خوبی کے ساتھ کرنے کے

ہیں، عمل کا ایک درجہ یہ ہے کہ آدمی کے سپرد جو خدمت ہو اُسے پس کر دے، اور دوسرا

درجہ یہ ہے کہ اُسے خوبی کے ساتھ کرے۔

اپنی پوری قابلیت اور اپنے تمام وسائل اس میں صرف کر دے اور دل و جان سے

اس کی تکمیل کی کوشش کرے۔ پہلا درجہ محض طاعت کا درجہ ہے، جس کے لیے صرف

تقویٰ اور خوف کافی ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا درجہ احسان کا درجہ ہے، جس کے لیے محبت

اور گہرا قلبی لگاؤ درکار ہوتا ہے۔

اسلام کی نظر میں احسان انسانیت کے تکامل و ارتقاء کے بلند ترین مرحلے کا نام ہے۔

(۲۹۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا ”احسان شرفاء کی عادت ہے اور برائی کمینوں کی عادت ہے۔“
محسن کے قرآنی مفہوم یہ ہیں کہ:-

محسن۔ موجد۔ توحید کو ماننے والا۔ فریضے سے زیادہ ادا کرنے والے، ہر قسم کی خوبی پیدا کرنے والا۔

اعمال میں احسان دو طرح کا ہوتا ہے:-

کسی کو اس کے حق سے زیادہ دینا اور اپنے حق سے کم لینا، اپنے اعمال میں خوبی پیدا کرنا یعنی فرض سے آگے پڑھ کر مستحبات کو بھی ادا کرنا جو چیز واجب نہ ہو اور اس میں کچھ نہ کچھ شرعی خوبی ہو اس کو بھی ادا کرنا (احسان بمعنی اول) کی مثال بالوالدین احساناً ”ماں باپ سے اچھا سلوک کرو“

قرآن میں لفظ ”محسن“، بمعنی ”موجد“ مستعمل ہے۔ محسن کا لفظ قرآن میں چار مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ (سورہ بقرہ آیت ۱۱۲)

جس نے خدا کے آگے اپنا سر جھکا دیا اور احسان بھی کرتا ہے یعنی محسن ہے تو اس کے لیے اس کے رب کے یہاں اس کا اجر موجود ہے۔ محسن کی تعریف ہی یہ ہے کہ وہ احسان کرتے ہیں اور یہ فعل ضروری نہیں ہے بلکہ احسان کرنا ان کی صفت بن چکا ہے اور یہ صفت ان کی ذات کی گہرائی میں اتر چکی ہے۔

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ
وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا

(سورہ نساء آیت ۱۲۵)

اور اس شخص سے دین میں بہتر کون ہوگا جس نے خدا کے سامنے اپنا سر تسلیم جھکا دیا اور وہ محسن احسان کرنے والا بھی ہے اور ابراہیمؑ کے طریقے پر چلتا ہے۔ ابراہیمؑ تو مطلق

(۲۹۸)

سے کترا کر چلتے تھے اور خدا نے ابراہیم کو تو اپنا خالص دوست بنالیا تھا۔

جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے اس سے بہتر کس کا دین ہے اور پھر محسن بھی ہو اور ابراہیم کے خالص اور پاک دین کا پیرو ہو اور خدا نے ابراہیم کو اپنی دوستی کے لیے منتخب کر لیا تھا محسنین کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ ملتِ ابراہیم پر چلتے ہیں۔

ہاشم، عبدالمطلب، ابوطالب، عبد اللہ، آمنہ، فاطمہ بنت اسد، خدیجہ، یہ وہ ہستیاں ہیں جو ملتِ ابراہیم کی پیروی کرتی تھیں جب تک اسلام نہیں آیا تھا۔

وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ وَالْيَاسِيَةِ اللَّهُ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (سورہ لقمان آیت ۲۲)

اور جس شخص نے خدا کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیا اور وہ نیکوکار (محسن) احسان کرنے والا بھی ہو تو بے شک اس نے ایمان کی مضبوط رسی پکڑ لی اور آخر تو سب کاموں کا انجام خدا ہی کی طرف ہے۔

وَبَرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اسْحَقَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ (سورہ صافات آیت ۱۱۳)

اور ہم نے خود ابراہیم پر اور اسحاق پر اپنی برکت نازل کی اور ان دونوں کی نسل میں بعض تو محسن (نیکوکار) اور بعض (نافرمانی کر کے) اپنی جان پر صریحی ستم ڈھانے والے تھے۔ تین مقامات پر محسن کے معنی موحّد ہیں اور یہاں مفسرین کہتے ہیں محسن کے معنی موئن ہے۔ صرف اس آیت میں۔

مُحْسِنُونَ کالفظ قرآن میں صرف ایک مرتبہ ہے۔

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ

(سورہ نحل آیت ۱۲۸)

اس میں شک نہیں کہ جو لوگ متقی (پرہیزگار) ہیں اور محسنوں (نیکوکار) ہیں خدا ان

کے ساتھ ہے۔“ خدا اُن کا ساتھی ہے۔“
 حضرت علیؑ کا ارشاد ہے :- ”أَفْضَلُ الْإِيْمَانِ الْإِحْسَانُ“ یعنی افضل ایمان احسان
 ہے۔ ابوطالبؑ کا احسان ایمان بن گیا۔

لفظ مُحْسِنَات :- نیکو کار عورتیں... جمع مؤنث... صرف ایک مرتبہ آیا ہے
 وَإِنْ كُنْتُمْ تُرَدُّنَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَالذَّارِ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ
 لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا (سورہ احزاب آیت ۲۹)
 رسولؐ کی بیویوں سے خطاب ہو رہا ہے:-

اور اگر تم لوگ خدا اور اس کے رسولؐ اور آخرت کے گھر کی خواہاں ہو تو اچھی طرح
 خیال رکھو کہ تم لوگوں میں سے محسنات نیکو کار عورتوں کے لیے خدا نے یقیناً بڑا اجر و
 ثواب مہیا کر رکھا ہے۔

لغت میں احسان کے معنی ہیں نیکی کرنا۔ جو (مصدر) ہے احسان کا لفظ حُسن سے
 نکلا ہے۔ احسان کا لفظ دو معنی کے لیے آتا ہے ایک غیر کے ساتھ (کسی کے ساتھ بھی)
 نبھلائی کرنے کے لیے۔ دوسرے کسی اچھی بات کے معلوم کرنے اور نیک کام کے
 انجام دینے کے لیے۔

”احسان“ کا لفظ قرآن میں ۶ مرتبہ آیا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ
 (سورہ نحل آیت ۹۰)

”خدا انصاف اور احسان لوگوں کے ساتھ کرنے کا حکم دیتا ہے اور قربت و ازول کو
 کچھ دینے کا حکم کرتا ہے۔“

تفسیر برہان میں اس آیت کی تاویل یہ کہ عدل سے مراد حضرت رسالت مآبؐ اور
 احسان سے مراد حضرت علیؑ مرتضیٰ اور اتباع، ذی القربى اس کے بعد تین دشمنان خدا کا

۳۰۰

ذکر ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ”اے اسحاق بن عمار تم سے جس قدر ہو سکے میرے دوستوں کے ساتھ احسان کرو کیونکہ جو مومن بھی اُن پر احسان اور اُن کی اعانت کرتا ہے وہ شیطان کے منہ کو نوچ لیتا ہے اور شیطان کے دل کو مجروح کرتا ہے۔

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ (سورہ رحمان آیت ۶۱)

”بھلا احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ اور بھی ہے، پھر تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔“

احساناً:- یہ لفظ بھی قرآن میں ۶ مرتبہ آیا ہے:-

بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذَى الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ

(سورہ بقرہ آیت ۸۳)

اپنے ماں باپ، رشتے داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ نیکی کرو۔ اُن پر احسان کرو۔

والدین کے ساتھ نیکی یہ ہے کہ تم انھیں اس کی بھی تکلیف نہ دو کہ وہ تم سے کچھ مانگیں، اور ان کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو، اور اُن کے آگے ہو کر مت چلو اور ان کی طرف شہ ننگاہ سے نہ دیکھو، اگر وہ تم کو تنگ کریں تو اُن تک نہ کہو۔ اگر وہ تم کو ماریں تو اس کے جواب میں یہ کہو۔ ”خداوند انھیں بخش دے۔“

بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذَى الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ
السَّبِيلِ (سورہ نساء آیت ۳۶)

”ماں باپ، قرابت داروں، یتیموں، محتاجوں اور رشتے دار پر دوسلوں اور اجنبی

(۳۰۱)

پڑوسیوں اور پہلو میں بیٹھنے والے مصاحبین اور پردیسیوں اور اپنے زر خرید لوٹری غلام کے ساتھ احسان کرو۔

بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (سورۃ النعام آیت ۱۵۱)

”شکر نہ کرنا اور والدین پر احسان کرو۔“

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا. إِنَّمَا يُبَلِّغُنَّ عَنْكَ الْكِبَرُ أَخَذَهُمَا أَوْ كُلَّهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أَفْ وَلَا تَنْهَرُهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا

(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۳)

”تمہارے پروردگار نے تو حکم ہی دیا ہے کہ اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیکی کرنا اُن پر احسان کرنا۔ ان میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں۔ خبردار ان کو جواب نہ دینا۔ اُن تک نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور اُن سے بہت ادب سے گفتگو کیا کرو ان کے سامنے نیاز اور خاکساری سے اپنے کاندھوں کو جھکا دو۔ ان کے حق میں دعا کرو کہ اے پالنے والے جس طرح ان دونوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔“

اس کے فوراً بعد ۲۶ ویں آیت ہے۔

وَأَبِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَلَا تَبْذُرْ
تَبْذِيرًا ۝

”قرباوت داروں کو ان کا حق دے دو، فداک اور حضرت فاطمہؑ کے حق کا بیان ہے۔

امام حسینؑ کی مدح اور احسان کی تعریف قرآن نے بیان کی ہے:-

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا

(۳۰۲)

وَوَضَعْتَهُ كُرْهَاءَ وَحَمْلُهُ وَفِصْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ
 أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ
 الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ
 وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبَلِّغْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ
 الْمُسْلِمِينَ ۝

”میں نے انسان کو وصیت کر دی تھی کہ وہ اپنے والدین سے نیکی کرتا رہے، جب
 وہ بطنِ مادر میں آیا تو اُس کی ماں کو رنج پہنچا اور جس کی ولادت کے وقت بھی اُس کی
 ماں رنجیدہ ہی تھی اور کل تیس مہینوں میں اُس انسان کی مدتِ حمل بھی گزری اور دودھ
 بڑھائی بھی ہوئی۔ اور جب وہ چالیس برس کا ہوا تو اُس نے خدا سے دعا کی کہ میں تیری
 نعمتوں کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھے عطا کی ہیں اور اُن نعمتوں کا بھی شکریہ ادا کروں
 جو تو نے میرے ماں باپ کو عطا کی ہیں اور میں زندگی میں ایسا نیک کام کر جاؤں جس
 سے تو راضی ہو جائے۔ اور میری ذریت میں بھی نیک بندے قرار دے، میں تیرے ہر
 حکم کی اطاعت کرنے والوں میں ہوں۔“

”محسنین“:- ”محسنین کا لفظ قرآن میں ۳۳ مرتبہ آیا ہے۔

سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ: (سورہ بقرہ آیت ۵۸)

”ہم محسنین کو مزید فضل و کرم سے نوازیں گے۔“

اللَّهُ مُحْسِنٌ كُوفٍ بِمَا كُفِيَ اللَّهُ يَحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

(سورہ بقرہ آیت ۱۹۵)

وَالْكَافِرِينَ الْغَيْظُ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ

الْمُحْسِنِينَ. (سورہ آل عمران آیت ۱۳۳)

”جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں ایسے محسنین

(۳۰۳)

(نیک لوگ) اللہ کو بہت پسند ہیں۔

غصے کو ضبط کرتے ہیں اور دوسروں کی خطا سے درگزر کرتے ہیں۔ اللہ ایسوں سے الفت رکھتا ہے۔

اُن محسنین کی دعا بس یہ تھی کہ:-

ثَبَّتْ أَقْدَامَنَا وَانصَرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

(سورۃ آل عمران آیت ۱۴۷)

”ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔“

فَاتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُحِبُّ

الْمُحْسِنِينَ (سورۃ آل عمران آیت ۱۴۸)

”آخر کار اللہ نے ان کو دنیا کا ثواب بھی دیا اور اس سے بہتر ثواب آخرت بھی عطا

کیا۔“

اللہ کو ایسے ہی نیک محسنین لوگ پسند ہیں۔

”محسنین کی پہچان ہے کہ وہ ہر وقت اپنے رب سے خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارا رب

ہمیں صالحین میں شامل کرے۔“

رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ (مائدہ آیت ۸۴)

اللہ ان کو ہمیشہ جنت میں رکھے گا اُن کے اسی قول کے سبب سے جنّات

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا۔ ایسی جنتیں عطا کیں جن کے

نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ پھر ارشاد ہوا۔

وَذَاكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ (سورۃ مائدہ آیت ۸۵)

”یہ جزاء ہے محسنین کے لئے“ اُن کے نیک رویہ اختیار کرنے کی وجہ سے۔

(۳۰۴)

قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى
وَهَارُونَ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

”اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق و یعقوب عطا کئے اور ہم نے ہر ایک کو ہدایت کی، اور
نوح کو بھی ہم نے ان سے پہلے ہدایت کی تھی اور ان کی ذریت و اولاد میں سے داؤد،
سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون کو ہم نے ہدایت کی اور ہم محسنین کو اسی طرح
سے جزا دیتے ہیں۔

إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ (سورۃ اعراف آیت ۵۶)
یقیناً اللہ کی رحمت محسنین تک کر دار لوگوں سے قریب ہے۔

إِذَا نَصَحُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِن سَبِيلٍ وَ
اللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (سورۃ توبہ آیت ۹۱)

”جبکہ وہ خلوص دل کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کے وفادار ہوں ایسے احسان
کرنے والے محسنین پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور اللہ تو غفور رحیم ہے۔“

إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (سورۃ توبہ آیت ۱۱۰)

”یقیناً اللہ کے ہاں احسان کرنے والوں کا حق الخدمت مارا نہیں جاتا ہے۔“

بے شک احسان کرنے والوں کا اجر و ثواب اللہ برباد نہیں کرتا۔“

وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (سورۃ صافات آیت ۱۱۵)

”صبر کرو اللہ احسان کرنے والوں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا۔“

حضرت یوسفؑ کے لئے ارشاد ہوا:-

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَلِكَ نَجْزِي

الْمُحْسِنِينَ (سورۃ یوسف آیت ۲۲)

(۳۰۵)

”اور جب وہ اپنی پوری جوانی کو پہنچے تو ہم نے اُن کو قوت فیصلہ اور علم عطا کیا۔
اس طرح ہم محسنین کو جزا دیتے ہیں۔“

اللہ نے یہاں علم و احسان کا ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے۔ حضرت علیؑ کا ارشاد ہے
”احسان علم کی زینت ہے“
حضرت موسیٰ کے لیے ارشاد ہوا:-

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَٰلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (سورہ قصص آیت ۱۲)

”جب موسیٰ اپنی پوری جوانی کو پہنچ گئے اور اُن کا نشوونما مکمل ہو گیا تو ہم نے اُن کو
حکم اور علم عطا کیا، ہم محسنین کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔“

حکم سے مراد حکمت، دانائی، فہم و فراست اور قوت فیصلہ اور علم سے مراد دینی اور
دنوی علوم دونوں ہیں۔ موسیٰ جب جوان ہوئے تو اپنی ماں کے زیر نگرانی اپنے بزرگوں
حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف کی تعلیمات سے بھی واقفیت حاصل
ہو گئی اور بادشاہ وقت کے ہاں شاہزادے کی حیثیت سے پرورش پانے کے باعث اُن
کو وہ تمام دنیوی علوم بھی حاصل ہوئے جو اُس زمانے کے اہل مصر میں رائج تھے۔
یہاں حکم اور علم سے مراد نبوت کا عطیہ نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ کو نبوت تو اس کے
کئی سال بعد عطا فرمائی گئی۔

حضرت موسیٰؑ جب حضرت شعیب کی دختر سے شادی کر کے واپس آرہے تھے
راستے میں کوہ طور پر نبوت سے سرفراز کیا گیا۔

محسنین کو حکمت اور علم عطا کیا جاتا ہے۔ اس میں شرط نبوت نہیں ہے۔ عبدالمطلبؑ
اور ابوطالبؑ بھی ایسے ہی محسنین اسلام ہیں جن کو حکمت اور علم بغیر نبوت کے عطا کیا گیا تھا۔

(۳۰۶)

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَهُمْ صُبُلَنَا وَإِنَّ لَكُم مِّنَ الْمُحْسِنِينَ

(سورہ عبکوت آیت ۶۹)

”جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے انھیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے اور یقیناً اللہ محسنین ہی کے ساتھ ہے۔“

اللہ کی راہ میں مجاہدہ کرنے والے اللہ کے محسن ہیں اسلام کے محسن ہیں۔ اور محسنین اسلام کو اللہ اپنے راستے دکھاتا ہے یعنی قدم قدم پر اُن کی مدد کرتا ہے۔ اللہ اُن کے ساتھ ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں اخلاص کے ساتھ دنیا بھر سے کش مکش کا خطرہ مول لے لیتے ہیں انھیں اللہ اُن کے حال پر نہیں چھوڑ دیتا بلکہ وہ ان کی مدد و رہنمائی کرتا ہے اور اپنی طرف آنے کی راہیں اُن کے لیے کھول دیتا ہے۔

ہر موڑ پر انھیں روشنی دکھاتا ہے۔ اللہ کی مدد اور توفیق اُن کے ساتھ رہتی ہے۔ محسنین اسلام کی ایک پہچان قرآن مجید نے یہ بتائی ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں۔ مجاہدہ کیا ہے؟ مجاہدہ کے معنی ہیں کسی مخالف طاقت کے مقابلے میں جدوجہد کرنا۔ اُن تمام انسانوں سے مقابلہ کرنا جن کے نظریات، رجحانات، اصول اخلاق رسم و رواج، طرز تمدن اور قوانین معیشت و معاشرت دین حق سے متصادم ہوں۔ اس معاشرے سے مقابلہ جو خدا کے خلاف اپنا فرمان چلائے اور سُنکی کے بجائے بدی کو فروغ دینے میں اپنی قوتیں صرف کرے۔ یہ مجاہدہ ایک دودن کا نہیں زندگی بھر کا اور دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے ہر لمحے کا ہے اور کسی ایک میدان میں نہیں، زندگی کے ہر پہلو میں ہر محاذ پر ہے۔ اس کے متعلق ارشاد ہے۔

ان الرجل یجاہد وما ضرب یوماً من الدھر بسیف
”آدمی (مرد) جہاد کرتا ہے خواہ کبھی ایک دفعہ بھی وہ تلوار نہ چلائے۔“

(۳۰۷)

کرتے رہے کفارِ مکہ کے رسم و رواج کے خلاف، اُن کے نظریات کے خلاف طرزِ تمدن کے خلاف اسلام کے مقابل ایک اکثریت سے مجاہدہ تھا۔
علامہ اقبال نے کہا تھا:-

مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

کفارِ مکہ جو مغرور تھے، نجیل تھے، خائن تھے، چغل خور تھے، شراب پیتے تھے، جوا کھیلتے تھے، بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔

ابوطالبؑ نے شراب اور جوئے کو اپنے اوپر اُسی طرح حرام قرار دیا تھا جس طرح اُن کے اجداد نے حرام قرار دیا تھا۔ یہ ابوطالبؑ کا مجاہدہ تھا کفارِ مکہ کے خلاف....
ابوطالبؑ وہ محسنِ اسلام ہیں جن کو اللہ نے اپنی خاص راہ دکھائی اور قرآن کہتا ہے کہ اللہ محسنین کے ساتھ ہے۔

حضرت امام محمد باقر صلوٰۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:-

یہ آیت آلِ محمدؑ اور اُن کے شیعوں کے بارے میں ہے۔

حضرت امیر المومنین علیؑ ابی طالب نے ارشاد فرمایا ”آگاہ ہو جاؤ۔ قرآن مجید میں میرے بہت سے مخصوص نام ہیں... تم کو اس سے ہوشیار رہنا چاہیے کہ اُن سے ناواقف رہ کر معاملہ دین میں بھٹک نہ جاؤ۔ محسن میں ہوں، قرآن میں میرا ایک نام محسن بھی ہے“ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ (سورہ نکوٰۃ آیت ۶۹)

”بے شک اللہ محسنین کے ساتھ ساتھ ہے۔“

الَمْ تَلِكْ اِيْثُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ هٰدِيْ وَرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ

(سورہ لقمان آیت ۳۲)

(۳۰۸)

مُحْسِنِیْنِ اِسْلَامٍ پَر اللہ کا سلام:

سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعَالَمِیْنِ (آیت ۷۹)

اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (سورۃ صافات آیت ۸۰)

”سلام ہے نوح پر تمام دنیا والوں میں۔ ہم محسنین کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں۔“

جزا کیا ہے۔ ”ہم نے اس کی نسل کو باقی رکھا۔ اور بعد کی نسلوں میں اس کی تعریف و

توصیف چھوڑ دی۔ طوفانِ نوح کے بعد سے آج تک اُن کا ذکر خیر باقی ہے۔

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ

(سورۃ صافات آیت ۱۰۵)

”اے ابراہیم تم نے خواب سچ کر دکھایا ہم محسنین کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔“

یعنی جو بھی ایسا احسان کرے ہم اس کو ایسی ہی نیکی کا اجر دیتے ہیں۔

اجر کیا ہے۔ ”ہم نے فدیہ دے کر ذبحِ عظیم کے لیے اسمعیل کو بچا لیا۔“

اس ذکر کو تعریف و توصیف کو ہمیشہ کے لیے بعد کی نسلوں میں چھوڑ دیا۔

سَلَامٌ عَلٰی اِبْرٰهٖمَ ؑ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ

(سورۃ صافات آیت ۱۱۰)

”سلام ہے ابراہیم پر ہم محسنین کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔“

”ہم نے اُن کو اولاد میں برکت عطا کی۔“

وَتَرْکُنَا عَلَیْهِمَا فِی الْاٰخِرِیْنَ ؑ سَلَامٌ عَلٰی مُوْسٰی و

هٰارون ؑ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (۱۱۹-۱۲۱)

”ہم نے آلِ محمدؐ کے ذکر کو بعد کی نسلوں میں باقی رکھا سلام ہے آلِ یاسین (آلِ

محمدؐ) پر ہم محسنین کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔“

محسنین پر درود ہے۔ محسنین پر سلام ہے اُن کا ذکر زندہ ہے۔ اللہ نے محسنین کو یہ

(۳۰۹)

اجر عظیم عطا کیا ہے۔

أَوْ تَقُولُ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ
الْمُحْسِنِينَ (سورہ زمر آیت ۵۸)

دشمنِ خدا عذاب دیکھ کر کہے گا۔ کاش مجھے ایک موقع اور مل جائے اور میں بھی
محسنِ نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں۔

اور اس وقت اسے یہ جواب ملے گا کیوں نہیں میری آیات تیرے پاس آپکی
تھیں۔ پھر تو نے انھیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں میں سے تھا۔

آج جن لوگوں نے خدا پر جھوٹ باندھے ہیں قیامت کے روز تم دیکھو گے کہ ان
کے منہ کالے ہوں گے۔ (سورہ زمر آیت ۶۰)

احسان کی اہمیت و افادیت قرآن میں اس طرح بیان ہوئی ہے:-

اطاعت کا سب سے بلند مقام احسان ہے، احسان کی جزا دنیا و آخرت میں ملتی
ہے، اللہ کی رحمت محسنوں سے قریب ہے، محسنین پر اللہ کے انعامات، اللہ محسنوں کے
ساتھ ہے، احسان کا راستہ نجات کا راستہ ہے، اللہ احسان میں خوبی کا اضافہ کر دیتا ہے،
احسان کرنے سے انسان کے درجات بلند ہوتے ہیں، محسنین کون ہیں، قرآن محسنین کو
بشارت دیتا ہے، محسنین کا انجام نیک ہے۔

حضرت علیؑ کا ارشاد ہے:-

”احسان کے ذریعے دلوں پر حکومت کی جاسکتی ہے۔“ حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام نے فرمایا ”احسان کے معنی ہیں اپنے عمل کو سجا کر پیش کرنا اور جس نے اپنے
عمل کو اچھی طرح انجام دیا تو خداوند عالم اس کے عمل کے خُسن کو مہات سوگنا زیادہ کر دیتا
ہے۔“

وہیں چلو جہاں شہرِ علم کا دروازہ مسلمانوں کے نبیؐ نے بنایا... تو کوفہ میں اجتماع ہو گیا، علیؑ نے کہا سلونی... راس الجالوت... یہودیوں کے عالم نے پوچھا کہ یا علیؑ ہر نبی کے وصی سے اللہ امتحان لیتا ہے، کیا آپ کے بھی امتحان ہوئے، آپ نے فرمایا میرے چودہ امتحان ہوئے، راس الجالوت نے کہا کب کب ہوئے تفصیل بتائیے؟ علیؑ نے کہا پہلا امتحان میرا دس برس کی عمر میں دعوتِ ذوالعشرہ میں ہوا، دوسرا امتحان میرا عین جوانی میں شبِ ہجرت ہوا، تیسرا امتحان بروزِ بدر ہوا، چوتھا امتحان بروزِ احد ہوا، پانچواں امتحان بروزِ خندق ہوا... کہ جب ہمارے نبیؐ کے مدینہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا اور قریش اور یہودی یکجا ہو گئے تھے اور بڑے پہلوان کولائے تھے۔ اس کو دیکھ کر سب تھر تھرا رہے تھے تو رسولؐ نے مجھے بھیج دیا یہ کہہ کر کہ کل ایمان جا رہا ہے کل کفر کے مقابلے میں۔ میں گیا اور میں نے اُسے دو پارہ کیا، اس کا سر کاٹ کر میں لایا اور پھر پورا لشکر بھاگ گیا، وہ کامیاب نہ ہوئے نہ یہود نہ قریش... یہ گٹھ جوڑ پرانا ہے قریش کا اور یہودیوں کا، تقریر کے درمیان ہم تبصرے کرتے چلیں گے امتحانِ مولا علیؑ کی زبانی سنتے جائیے، کہا یہ پانچواں امتحان تھا۔ کہا! چھٹا امتحان بروزِ خیبر ہوا، جو گیا قتل ہو لیا واپس آیا، وہ حملہ کر کے قلعہ بند ہوئے، ہم نے حملہ کیا تو ہم نے قلعہ کا دروازہ توڑ دیا۔

راس الجالوت سن! اُس قلعہ کا دروازہ ہم نے توڑا اور دروازہ توڑ کر اندر ہم اکیلے گئے... اور جو یہود ستائے آیا ہماری تلوار سے نہیں بچا، قیدیوں کو بھی لائے، سروں کو بھی ہم لائے اور پھر پورا قلعہ ہم نے فتح کیا یہ ہمارا چھٹا امتحان تھا، ہمارا ساتواں امتحان اللہ نے اس وقت لیا جب سورہٴ برأت نازل ہوئی اور فتح مکہ کا ارادہ میرے نبیؐ نے کیا... تو سورہٴ برأت بلا کر کسی کو دیا... وہ گیا اور جبرئیلؑ نازل ہوئے کہا اسے واپس بلائیے، وہ جائے جو رسولؐ ہو یا وہ جائے جو رسولؐ سے ہو... تو رسولؐ اللہ نے مجھے بلایا اور سورہٴ

(۳۱۱)

برأت مجھے دی اور میں سورۃ برأت لے کر مکہ گیا اور بلند پہاڑیوں پر چڑھ چڑھ کر، تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھ کر میں سورہ سناتا گیا اور بتاتا گیا کہ اب کوئی اللہ کے گھر میں نہ مشرک آسکتا ہے نہ کافر آسکتا ہے... بِرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ... برأت اختیار کرتے ہیں اللہ اور رسول مشرکوں سے، سب سے پہلا اعلان علی نے کیا کہ اللہ بھی تبرا کرتا ہے اس کا رسول بھی تبرا کرتا ہے اس کے بعد مولاً فرماتے ہیں کہ یہ عالم تھا کہ سارے کافر دانت پیس رہے تھے جب میں سورۃ برأت سن رہا تھا، ان کا بس نہیں تھا کہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر کے میرے گوشت کو پہاڑیوں پر تقسیم کر دیں لیکن میں کامیاب واپس آیا یہ میرا ساتواں امتحان تھا، نبی کی زندگی میں میں نے سات امتحان دیئے، نبی کے بعد میں نے پھر سات امتحان دیئے۔

اللہ امتحان لے رہا تھا، میں امتحان دے رہا تھا۔ اس الجالوت...! بعد نبی میرا پہلا امتحان اس وقت ہوا جب نبی کی آنکھیں بند ہوئیں، میرے لئے دو راستے تھے ایک طرف امارت تھی، حکومت تھی اور ایک طرف میرے بھائی کا جنازہ تھا، مسلمانوں کے نبی کا جنازہ تھا... میں نے ٹھکرادیا امارت و حکومت کو، میں دفن و کفن میں لگ گیا، یہ میرا پہلا امتحان تھا۔

یہ امتحان اللہ نے لیا اور میں نے یہ امتحان دیا... دوسرا امتحان میرا اس وقت ہوا کہ جب کسی کی بیعت ہوئی اور وہ تحت امارت پر آیا اور یوں گزرنے لگے دن کہ میں دیکھ رہا تھا دروازہ جلتا رہا... میراث لٹتی رہی... رشتی گلے میں پڑتی رہی، میں نے دوسرا امتحان دیا۔

پھر تیسرا امتحان ہوا... ساڑھے دس سال گزرے اور حکومت کا نظام چل نہیں پا رہا تھا، چھپ کر رات کو حاکم میرے پاس آتا اور مجھ سے مشورہ کرتا اب کیا کروں؟ علی کہتے ہیں! لیکن یہ میری دیانت تھی کہ جب میں اس کو بتاتا تو اپنے قریبی اصحاب کو بھی

(۳۱۲)

نہیں بتاتا تھا... دس سال اسلام کا نظام میری رائے پر چلا... جملہ میں دے رہا ہوں یہ میرا ذاتی تبصرہ ہے ساری تاریخ پکار رہی ہے کہ سب سے کامیاب نظام حضرت عمر کا تھا اتنی فتوحات... اتنی فتوحات... نظام تو علی چلا رہے تھے۔

مولانا علی فرماتے ہیں یہ میرا تیسرا امتحان تھا... آج بھی استاد کسی کو ذرا سا چھپ کر بتا دے تو دوسرے دن اعلان کر دیتا ہے، لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ کچھ بھی صحیح حضرت عمر بہت دیندار علی کے شاگرد تھے کہ کم از کم یہ طے ہو گیا کہ نظام حکومت کے بارے میں حضرت عمر نے ستر سوال علی سے کئے... اس لئے کہ ستر بار اعلان کیا... اگر علی نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا، دیندار شاگرد تھے علی کے۔

علی کی استادی کا حق عالم اسلام ادا کرے جو جو علی نے بتایا ہے کہے ہاں! علی نے بتایا ہے۔ جیسے ہمارے خلیفہ بتا گئے، ایسے ہی پورا عالم اسلام اعلانیہ کہے کہ ہاں سب کچھ علی کا بتایا ہوا ہے... علی کہتے ہیں کہ یہ میرا تیسرا امتحان تھا... چوتھا امتحان بروز شوریٰ ہوا... میں گیا اور اس لئے گیا کہ مجھے معلوم تھا کہ حق نہیں ملے گا، انہوں نے پرواز کی، میں بھی اڑا، وہ نیچے آئے میں بھی آیا... ابن عباسؓ نے مجھ سے کہا کہ آپ کے قتل کا وہاں انتظام تھا آپ کیوں گئے؟ تو میں نے جواب دیا کہ میں ان کے باپ دادا سے کب ڈرا تھا جو ان سے ڈر جاتا۔ میں بدر میں کہاں ڈرا، میں احد میں کہاں ڈرا؟ میں اس امتحان میں بھی کامیاب رہا، نہیں ملا حق لیکن اس لئے گیا تاکہ بتا دوں کہ حق میرا ہے، یہ میرا چوتھا امتحان تھا۔ پانچواں امتحان میرا اس دن ہوا کہ جب کچھ شریعت پر لیکن احمق... نمازی تھے لیکن عقل سے عاری تھے، سجدہ گزار تھے، حافظ قرآن تھے لیکن اللہ کی بارگاہ میں احمق تھے اور اللہ یہ کہتا ہے کہ میں احمقوں کو پسند نہیں کرتا... نہ احمقوں کی عبادت قابل قبول... میں سمجھ گیا کہ اگر لڑتا ہوں تو مشکل اور نہیں لڑتا تو مشکل... اس

۳۱۳

لئے کہ اگر نہیں لڑتا ہوں تو انہوں نے یہ طے کیا ہوا ہے کہ یہ گاؤں گاؤں، قریہ قریہ جا کر فساد برپا کریں، بغاوتیں کرائیں، اسٹرائکیں Strikes کرائیں، میں سمجھ گیا کہ اگر یہ پھیل گئے تو یہ یہاں سے یہ کہہ کر چلیں گے، عورت میری سربراہ... اور میں نے دیکھا کہ یہ سب کے سب مسلمان نہ رہیں گے... اس لئے کہ ملک سب میں عورت سربراہ تھی اور سب کا فرحتے... یہ عورت کی پیروی کرنا چاہتے تھے اس لئے میں لڑا... اور اب جو لڑا تو سب کو مار کر دم لیا اور پھر میں نے عورت کو ساتھ عزت گھر پہنچا دیا... یہ میرا پانچواں امتحان تھا۔

جو الفاظ مولائے ہیں وہی بیان کر رہا ہوں... جیسا کہا ہے علی نے ویسے ہی بیان کر رہا ہوں، بعد نبیؐ چھٹا امتحان ہوا صفین کے میدان میں آ کر وہ ڈٹ گئے دولاکھ کی تعداد میں اور انہوں نے لڑنا چاہا، حق کو چھیننا چاہا، بیت المال پر قبضہ کرنا چاہا... ہم نے ان کے سامنے قرآن پیش کیا لیکن وہ قرآن نہیں مانے، ہم نے حکم دے دیا مالکِ اشتر کو کہ پھر لڑا جائے... گھوم کر علیؑ نے کہا مالکِ اشتر! کیا ایسا نہیں؟

کہا مولائے آپ نے سچ کہا آپ صادق ہیں... کہا! یہاں تک کہ فتح قریب تھی کہ ان کے دماغوں نے سازش کی، عیاری کی... جو قرآن میں نے پیش کیا تھا تب قرآن کو نہ مانا... اب نیزوں پر قرآن بلند کیا اس لئے کہ اب ہار رہے تھے۔ جب قرآن بیچ میں آیا تو میرے لشکر میں اختلاف ہوا... کہا یا علیؑ لڑائی رکوا دیجئے اور حکم بنا دیجئے، میں نے کہا! یہ نیزوں پر قرآن نہیں ہیں، یہ تم کو دھوکہ دیا جا رہا ہے، میں کہہ رہا ہوں کہ یہ قرآن نہیں ہیں... وہ تلواریں لے کر میرے سر پر آ گئے... یہ میرا چھٹا امتحان تھا، لیکن میں نے ان کے بتائے ہوئے نام پر اس کو حکم بنا دیا اور پھر جو ہوا سو ہوا... یہ میرا امتحان تھا۔ اور میں ابھی واپس ہوا تھا کہ تیرہ ہزار کے لشکر نے میرا راستہ روک لیا... وہ نعرہ لگا رہے تھے کہ

۳۱۴

حکومت اللہ کی ہے، لیکن میں نے تلوار کھینچی لی اور میں نے کہا کہ اگر آج میں نے انہیں قتل نہ کیا تو اسلام پھر اسلام نہ رہے گا بلکہ خارجیوں کا مذہب بن جائے گا اس لئے کہ وہ رسولؐ کو ماننے کو تیار نہیں تھے، صرف ناقص توحید رہ جاتی اور شیطان کا عقیدہ رہ جاتا اس لئے تلوار کھینچی اور سب کو کاٹ کر پھینک دیا... بتاؤ توحید پکی، رسالت پکی، اولی الامر بچا... کیا یہ میرا ساتواں امتحان نہیں تھا؟ اے اصحاب بتاؤ... سب نے کہا! یا علیؑ آپ نے سچ کہا... اور کہا اس الجالوت! اب میرا آخری امتحان باقی ہے... لوگوں نے کہا وہ کیا...؟ کہا! میری ریش ابو سے خضاب ہو جائے اور قبیلہ بنی مراد کا بد بخت آئے اور میرے سر پر ضرب لگائے... بتا دیا کہ آخری امتحان میرا یہ ہے اور اسی دن علیؑ نے اعلان کیا... فزث ربّ الکعبہ... یعنی چودہ امتحانوں میں کامیابی کا اعلان علیؑ نے مسجد کوفہ میں انیس رمضان کو کیا، تاکہ تاریخ میں لکھ جائے، کہاسات امتحان نبیؐ کی زندگی میں، سات امتحان نبیؐ کے بعد ہوئے۔ آپ نے سن لئے علیؑ کے چودہ امتحان اب میں شرح کر رہا ہوں۔

مرنامہ کلام میں کیا آیت ہے میری ھَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ
(سورہ رحمان آیت ۶۰)

شاید آج کہیں اسی شہر میں اس کی تفسیر غلط ہو گئی.. اگر سننا ہے لوگوں نے، نہیں سنا تو کوئی بات نہیں۔ حالانکہ میں کل کی تقریر میں کہہ چکا ہوں کہ آپ نمازیں پڑھیں اللہ پر احسان نہیں ہوتا۔ یہ صحیح ہے کہ اللہ پر احسان نہیں... ہم نے پیدا ہی کیا جن و انس کو... مقصد خلقت ہی یہ ہے کہ عبادت کرو... اس میں احسان کیا؟ روزہ رکھو اللہ پر کوئی احسان نہیں یہ تو تمہارے جسم کی زکوٰۃ ہے، تزکیہ نفس ہے اللہ پر کیا احسان؟ تم نے زکوٰۃ دی... حج... جہاد... اللہ پر کوئی احسان نہیں... لیکن اگر اللہ پر احسان نہیں تو سورہ رحمان میں یہ آیت کیوں؟

(۳۱۵)

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ... احسان کرو اور احسان کا بدلہ احسان سے دیا جائے گا... تو تم اللہ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے... آیت برابر برابر میں سورہ رحمان میں رکھی ہے، آیت نے آیت کی تشریح کر دی۔ کہ جب احسان کا بدلہ ہم دیتے ہیں احسان کی شکل میں تو بندوں کے لئے وہ نعمت ہو جاتا ہے اور تم نعمت کو ٹھکرا دیتے ہو... ترجمہ میں... یہاں معنی بدلے گئے تفسیر بالرائے ہوئی...! کون کہتا ہے کہ نمازوں سے احسان ہوا، روزوں سے احسان ہوا... کوئی احسان ہے ایسا کہ جس احسان کو اللہ مان رہا ہے، اسی کی ہم کو گفتگو کرنا ہے آج... ورنہ اتنی آیتیں میں نے پورے عشرے میں محسنین کی سنا دیں؟ آیتیں آپ کو سب یاد ہیں۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ۔ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ۔

(صافات ۳۷، آیت ۱۰۸، ۱۰۹)

یاد ہے نا آپ کو... ہم اسی طرح ان کے تذکروں کو زندہ رکھتے ہیں اور اسی طرح محسنین کو اجر دیا کرتے ہیں، موسیٰ، محسن، ہارون، محسن، نوح، ابراہیم، آل یسین محسنین... اپنے والدین پر احسان کرو، کیا ساری آیتیں بدل جائیں گی، چھ جگہ قرآن میں احسان کا لفظ ہے، تین تیس جگہ محسنین کا لفظ ہے قرآن میں... سب تقریریں آپ کو یاد ہیں نا... احسانا کا لفظ چھ جگہ ہے، محسنون کا لفظ ایک جگہ، محسن کا لفظ چار جگہ، محسنات کا لفظ ایک جگہ... یعنی عورت بھی محسنہ ہو سکتی ہے، آئیے اب گفتگو ہو جائے۔

اللہ کہتا ہے جو ہم پر احسان کرے ہم اس پر احسان کرتے ہیں، اور احسان کے معنی یہ ہیں کہ جب جواب احسان دیا جائے تو چھوٹا سا نہ ہو... اور اللہ جب احسان کا جواب دے گا تو وہ چھوٹی سی چیز نہیں ہوگی، کوئی بہت بڑا انعام ہوگا اللہ اسے جزا کہتا ہے۔ کہا اللہ نے رسول سے! آپ جاییے اور علی کو بستر پر سلا دیجئے... علی سو گئے۔ کل یہی گفتگو تھی نا... علی سو گئے، کام کیا تھا علی کے سپرد... سو جاؤ۔ رسول نے سبایا، علی نے سبایا، رسول نے

علیؑ کو سجا یا، علیؑ نے اپنی نیند کو سجا یا۔

اچھا اگر علیؑ نہ سوئیں تو...! کہیں کہ نہیں سوتا... حکم الہی ہے، حکم اس نے بھیجا ہے سو جاؤ، سو گئے علیؑ... کوئی اور کیوں نہیں سو گیا... جبرئیلؑ کیوں نہیں سو گئے؟ میکائیلؑ کیوں نہیں سو گئے؟ ارے بھئی جبرئیلؑ رسولؐ بن کر چادر اوڑھ کر لیٹ جاتے، یہ علیؑ سے اللہ کیوں کام لینا چاہ رہا ہے؟ اللہ کو معلوم ہے کہ کام اتنا مشکل ہے کہ نہ جبرئیلؑ لیٹ سکتا ہے، نہ میکائیلؑ لیٹ سکتا ہے، صحابیوں کا تو گزر ہی نہیں... ابھی سب مسلمان کہاں ہوئے؟ اب کون آئے... سو علیؑ کے... پتہ چلا آج کی رات اگر علیؑ نہ ہوں تو اللہ کا کوئی کہا ماننے والا لڑوئے زمین پر نہیں ہے۔ جب اللہ کا کہا ماننے والا ایک رات میں کوئی نہ ہو اور ایسے میں کوئی کہا مان لے تو یہ ہے اللہ پر احسان... هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ... کیا احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ کچھ اور ہے؟ میں نے کہا اور وہ بستر رسولؐ پر لیٹ گیا اور میں نے صرف یہ نہیں کہا تھا بستر پر لیٹ جا، اس سے مشکل کام تھا کہ لیٹ جا اور سو جا... یہ کس بندے کے اختیار میں ہے؟ اب پتہ چلا حکم الہی ہے تو سو کر بھی دکھاؤں گا.. اتنی گہری نیند کہ رات بھر کافروں نے کنکر پھینکے مگر علیؑ نے کروٹ بھی نہیں بدلی، یہ تو حکم اللہ سے سوئے تھے ارے اللہ اگر کسی کو حکم دے دے کہ سو جاؤ تو اصحاب کہف تین سو سال کے بعد اٹھتے ہیں... یہ اصحاب کہف سے افضل ہیں، اب اٹھا کر دیکھو! جب نیند پوری ہوگی جب ہی اٹھے گا۔

اس کا تو سونا اللہ پر احسان ہے... جب جاگے گا تو کیا ہوگا؟ جزا سے پتہ چلا کہ علیؑ نے احسان کتنا بڑا کیا؟ اللہ نے اسی وقت جزا دی... کہا جاؤ جبرئیلؑ علیؑ نے احسان کیا، هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ... علیؑ کے سر ہانے کھڑے ہو کر اس آیت کی تلاوت کرو۔ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَبْشِرُ نَفْسَهُ مَرْضَاتِ اللَّهِ

(۳۱۷)

وَاللّٰهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ.. (سورہ بقرہ آیت ۲۰۷)

ایسے ہی بندوں پر تو اللہ مہربان ہے جو ہم پر احسان کرتے ہیں اور اپنے نفس کو بیچ دیتے ہیں تو ہم اپنی ساری مرضیاں دے دیتے ہیں۔ اب اللہ نے علیؑ پر احسان کیا۔ علیؑ کا احسان ایک رات سونا کا... اللہ نے کہا علیؑ جزا بروی ملے گی، ہم بڑا احسان کرنے والے ہیں، ہم اعلیٰ ہیں... تم علیؑ ہو... چھوٹی سی چیز نہیں دیں گے، اب قیامت تک کے لئے مرضیاں تمہیں دے دیں، نہیں سمجھو! ارے مشکل کام تھا اللہ کی مرضی پر سونا، دنیا کا سب سے مشکل کام یہی ہے۔ میں آپ سے کہوں سو جائیے ابھی لیٹ کر... نہیں گے آپ آنکھوں پر ہاتھ رکھ رکھ کر... یہ کون سا حکم دیا؟ کوئی سوئے گا نہیں، یہ علیؑ تھا، حکم آیا چادر اوڑھی، سو گئے۔ کہا! مشکل کام کیا، اپنی مرضی کو ہماری مرضی پر قربان کر دیا، جاگنا چاہتے تھے تم، شجاع کا کام ہے جاگنا... جب پہلوان آرہے ہوں تو اس کی مرضی ہوتی ہے کہ مقابلہ کرے، ایسے وقت سلا دیا جائے، مشکل کام ہے بہادر کے لئے، سو کر دکھایا، کہا مشکل کام تھا، تو اب اپنی سب مرضیاں ہم نے دے دیں... بتاؤ! اھل جزاء الا احسان الا الاحسان آیت ہے یا نہیں علیؑ نے مرضیاں لے لیں، یہ کفرانِ نعمت نہیں کرتے۔

بھئی! مرضیاں اب علیؑ کی ہیں، کیا مرضی ہے علیؑ کی؟ آپ نے پکارا علیؑ آگئے یہ علیؑ کی مرضیاں ہیں، اللہ نے دی ہیں، نہ استعمال کریں تو کفرانِ نعمت... علیؑ کو آنا ہے، علیؑ کو بیٹا دینا ہے، علیؑ کو رزق دینا ہے، اس لئے کہ اللہ کی مرضی یہی ہے، قیامت تک مرضی کا سکھ چلنا ہے۔

بدر میں آئے تلوار چلی، کہا کافر کے مقابل سب سے پہلے میں نے تلوار کھینچی، تین سو تیرہ تھے، نہ تلواریں نہ گھوڑے... اور وہ تھے ہزار سے اوپر... علیؑ نہ ہوتے تو کیا ہوتا؟

(۳۱۸)

پہلی لڑائی تھی، اگر پہلی جنگ میں شکست ہو جائے تو کیا ہوگا؟ علیؑ نے محاذ کو سنبھالا، کہا یا رسول اللہؐ میں ہوں، چھاتی پہاڑ تھی رسولؐ کی جب بھائی ایسا ہوا اور اللہ اپنے محبوب کو دیکھ رہا تھا، میرے محبوب کا سینہ تنا ہوا ہے، سر جھکا نہیں، اس لئے کہ اس کے ساتھ ایک محسن ہے۔ یہ لڑے گا، محاذ فتح ہوگا۔ چونکہ پہلی لڑائی لڑ کر علیؑ نے رسولؐ کو اور اسلام کو بچایا، اللہ پر ہوا احسان۔ بھی خدا کے لئے سمجھو آیت کی پوری تفسیر۔ کسی کا احسان اللہ پر نہ ہو علیؑ کے احسانات اللہ پر ہیں، کوئی انکار کرے تو کافر... اب یوں بھی تم لوگ کافر تو ہو ہی ہو، مانو یا نہ مانو... ماننا تو پڑے گا، ارے کفر میں ہی علیؑ کو مانو، دیکھو! اس الجالوت نے مانا۔

علیؑ کے احسانات اللہ پر... کھینچی تلوار اور فتح کر کے دم لیا بدر میں، وہاں سوئے تو مرضیاں ملیں، اب ایسا تو نہیں ہے کہ اپنی مرضیاں دے دیں تو اب دوسرے امتحان پر جو انعام دے وہ چھوٹا سا ہو... دیکھئے جزا بڑھتی جائے گی... جب اللہ جزا دے گا تو گھٹے گی نہیں بڑھے گی، پہلی لڑائی فتح کی اللہ پر کیا احسان، واپس آئے تو فاطمہؑ جیسی دلہن ملی۔ تم نے احسان کیا اس سے بڑا احسان کہ کسی نبیؐ کو آدم سے خاتم تک ایسی دلہن نہیں دی، علیؑ فخر کریں نہ محمدؐ کو ایسی بیوی ملی... نہ آدم سے لے کر عیسیٰؑ کی تو ہوئی ہی نہیں، وہاں تک کسی نبیؐ کسی ولیؑ نے کائنات کی افضل ترین عورت، علیؑ کی زوجہ بدر کا انعام... یہ تمہارا احسان علیؑ یہ میرا احسان۔

اب دیکھتے جانا... وہاں مرضیاں احسان... یہاں فاطمہؑ احسان... اب قرآن میں نعمت بن رہی ہے تاہر چیز... احسان نعمت ہے، فاطمہؑ رحمت بھی، نعمت بھی... بیٹی نعمت بھی، بیٹی رحمت بھی۔ اس لئے کہ بیٹا تو محمدؐ کے بچا ہی نہیں، نعمت بھی یہی، رحمت بھی یہی، احسان بھی یہی۔

اب آئے اُحد میں... سب بھاگ گئے، رسولِ غار میں گر گئے... کوئی نہ تھا جو آج شیخِ نبوت کو بچاتا، پروانہ صفت محمدؐ پر ثنار ہوئے، زندگی محمدؐ کی بچائی... اللہ نے کہا علیؑ تم نے میرے محبوب کی زندگی بچائی... مجھ پر احسان کیا، ادھر اُحد سے واپس آئے... اُحد ختم ہوئی!

إِنَّا اعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

حسن جیسا بیٹا ملا... هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ... ہم احسان کرتے ہیں۔ خدا کی قسم... جب میں پڑھنے لگتا ہوں علیؑ کے فضائل تو بارش ہوتی ہے، میں موضوع سے ہٹا نہیں... لیکن جب نکتے آنے لگتے ہیں تو میں مجبور ہو جاتا ہوں... اب نکتہ آ گیا... حسن جیسا احسان دیا، حسن کے معنی احسان ہیں... عربی میں احسان کا جو سب سے اونچا درجہ ہے اُسے حسن کہتے ہیں، اس لئے کہ احسان کے معنی حُسن ہیں اور حُسن کے معنی جس سے زیادہ حسین کچھ نہ ہو۔

احسان کے معنی حُسن... حُسنِ عمل، حُسنِ کردار، حُسنِ توحید، حُسنِ رسالت، حُسنِ امامت... یوں بنایا احسان حسن کو... اتنا حُسن، شکل میں حُسن، نام میں حُسن، شجرے میں حُسن... باپ کی طرف سے حُسن، ماں کی طرف سے حُسن، نانا کی طرف سے حُسن، عہدے میں حُسن... رفقا میں حُسن، گفتار میں حُسن۔ ہر چیز میں حسین... ایسا احسان۔

اب امتحان ہوا... کہا کُل کفر کے مقابل کُل ایمان جا رہا ہے... کیا کہا! کُل ایمان یہ ہے... اس میں گھبرانے کی بات نہیں ہے، چار ہجری میں ایمان صرف علیؑ تھے، کل ہوں یا جزو ہوں ایمان صرف علیؑ تھے... ایمان کا سلسلہ غدیر کے بعد ہوا... لا الہ کے مسلمان، محمد رسول اللہ کے مسلمان... جہاں علیؑ ولی اللہ کہا ہو گیا مومن... آ گیا ایمان۔ ابھی تو اعلانِ ولایت نہیں ہوا تو ایمان ہے کہاں یعنی رسولؐ کی بزم میں اگر ایمان ہے تو صرف علیؑ۔ جب کہیں گے علیؑ ولی اللہ مسلمان تو دیکھا جائے گا۔ ابھی صرف مسلمان ہیں، ابوذر

(۳۲۰)

ابھی صرف مسلمان ہیں، کل ایمان تو علیٰ ہیں، بھیج دیا.. جب تک یہ ادھر تھا تو ادھر تھا ایمان.. اب یہ گیا میدان میں اب یہاں صرف میں ہوں اور آس پاس ایمان نہیں۔ وہ گیا کل ایمان، اور یہ گیا تو ایمان بھی گیا اگر یہ آج قتل ہوا تو گیا ایمان، یعنی اگر رسولؐ زندہ بھی رہیں تو ایمان چلا جائے گا.. علیؑ کے قتل ہونے پر.. کل ایمان وہ اور وہ کل کفر عمر و ابن عبدود کو مارا.. سر لیا واپس آئے، سر کو نبیؐ کے قدموں پر پھینکا.. علیؑ کے سر کو رسولؐ نے سینے سے لگایا، کہا تمہاری ایک ضربت... ھَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ... آج تم نے کل کفر کو قتل کر دیا.. اللہ پر احسان کیا، اسلام بچایا، ایمان بچایا، دین بچایا، رسولؐ کو بچایا، میرا مذہب بچایا، صراطِ مستقیم کو بچایا، بڑا احسان کیا علیؑ... ایک ضربت میں سزاؤں دیا، تمہاری ایک ضربت اللہ پر احسان، کیا جزاؤں؟ جزا ہو بڑی.. کہا کہ تمہاری ایک ضربت عبادتِ الثقلین سے افضل... کیا انعام دیا اللہ نے، کیا احسان علیؑ پر کیا.. رسولؐ کی نمازیں.. تو پھر اب سلمانؓ و ابوذرؓ کی نمازوں کا کیا ذکر کروں؟ جبریلؑ و میکائیلؑ و درویشؑ و اسرافیلؑ، کروڑوں کتبیاں.. لاکھوں برس کے سجدے، رکوع، تسبیح سب ثقلین کی عبادت ہے۔ جمادات و نباتات و حیوانات و ذرہ ذرہ کی عبادت، آفتاب کی عبادت، ماہتاب کی عبادت، ستاروں کی عبادت.. ثقلین کی عبادت۔ جہاں جہاں عبادتیں ہو چکیں اور قیامت تک ہوں گی.. وہ سب یہاں ڈھیر کیس اللہ نے اور کہا اس سے افضل تمہاری ایک ضربت۔ ھَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

ارے! میری نو تقریریں تمہیں یاد نہیں، احسان اسے کہتے ہیں جو سجا کر پیش کیا جائے.. علیؑ نے ضربت سجائی ہے.. رات بھر ذوالفقار کو سجایا ہے، اسے دہن بنایا ہے، ذوالفقار دہن ہے، سچ نہ تو سر کاٹے کیسے، ناز و انداز والی تلوار.. میرا نمیس نے سجایا..

(۳۲۱)

جیسی ذوالفقار انیس نے سچائی، کسی نے نہیں سچائی۔

زیبا تھا دمِ جنگ پری وش اُسے کہنا

معشوق بنی سرخ لباس اس نے جو پہنا

جو ہر تھے کہ پہنے تھی دہن پھولوں کا گہنا

اس اوج میں وہ سر کو جھکائے ہوئے رہنا

جب گہنے سے دہن لد جاتی ہے تو سر جھکا جھکا کر چلتی ہے، جواہرات سے لدی

ہوئی دہن سر کو جھکائے ہوئے میدان میں... گھونگٹ ڈالے ہوئے...

سیب چمن غلڈ کی بو باس تھی پھل میں

رہتی تھی وہ شبیر سے دولہا کی بغل میں

علیٰ باپ ہیں... علیٰ جد ہیں، علیٰ بچا ہیں، شاخ ایک ہے، ذوالفقار کی اور علیٰ کی...

لیکن دو حصوں میں تقسیم ہوئی، ایک ہی درخت سے سب بنے ہیں۔ پھل سے بنے

سب، درخت جنت کے پھل سب، جڑ سے بنی ذوالفقار... شجرہ ایک، جڑ ایک، شاخ

ایک، پھول ایک، پھل ایک... شجرے دیکھ کر تو شادیاں ہوتی ہیں... ذوالفقار نے دولہا

اپنا مانا تو شبیر کو، یہ انیس کا کمال ہے۔

کر بلا میں تو وہ کامل دہن بنی، یہ تو پیشوائی تھی، خیر و خندق، کہا ایک ضربت اور

سب کی عبادتیں شار، نمازیں تو تمہاری گئیں اس ضربت کے صدقہ میں، پڑھتے رہو،

پڑھے جاؤ، علیٰ کی ذوالفقار کا صدقہ... ہاں! قیامت تک کا صدقہ نکالنا ہے اس ایک

ضربت کا، پڑھے جاؤ، روزے رکھے جاؤ، حج کئے جاؤ، زکوٰۃ دیئے جاؤ... جہاد کئے

جاؤ... علیٰ کی ذوالفقار کا صدقہ۔ ایک ضرب کا صدقہ، واہ! احسان اُتارنے والے، کیا

احسان اُتارا ہے تو نے علیٰ کا، لیکن بڑا احسان کرنے والا اس دن معلوم ہوا کہ یہ موجود

(۳۲۲)

ہے۔ اس نے کہا علیؑ کی ایک ضربت کا اندازہ لوگ نہیں کر سکے، اس میں ناقص نمازیں بھی ہیں، کوئے کی ٹھونگیں بھی ہیں، پڑھتے ہیں تو کہیں اور کی سوچتے ہیں، شبلی نعمانی نے الفاروق میں حضرت عمرؓ کی زبانی لکھا ہے نماز ہم پڑھتے تھے ظہر کی تو ہم بناتے تھے پلان، ایران میں کیسے لڑیں گے؟ غرناطہ میں کیسے لڑیں گے؟ غرناطہ کی لڑائی ہوئی ہے! صلاح الدین ایوبی کے دور میں حضورؐ کے سات سو سال کے بعد، لیکن بعض لوگ یہ پڑھ رہے ہیں کہ رسولؐ کے دور میں علیؑ نے غرناطہ لڑی... بتائیے! اسپین کی لڑائی رسولؐ کے دور میں کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔ حضرت علیؑ کہیں باہر گئے ہی نہیں رسولؐ کی زندگی میں، خیبر تک گئے، واپس آ گئے، باہر جا کر لڑائیاں رسولؐ کے بعد لڑیں،۔۔۔ بصرہ گئے، صفین گئے، نہروان گئے لیکن رسولؐ کی زندگی میں دور نہیں گئے۔۔۔ ہاں اگر کہیں آئے ہیں تو پھر مظہر العجائب بن کر پہنچے ہیں، جہاں جہاں قدم کے نشان مل جائیں سمجھ جائیے علیؑ مظہر العجائب بن کر پہنچے ہیں... اگر غرناطہ میں قدم شریف مل جائیں تو سمجھ لیجئے کہ ہاں! علیؑ آئے تھے۔

دیکھئے! میں فلسفہ بتا دوں، کچھ احمق لوگ ہیں، بچے لوگ ہیں... خطابت میں غلطی کر جاتے ہیں نظم و نثر میں لیکن میں سمجھا دیتا ہوں ایسے ہی احمق کہہ کر... تاکہ ذرا انہیں تنبیہ ہو جائے... علیؑ جہاں چلے جائیں وہاں سے اسلام واپس نہیں آتا... کلیہ دے رہا ہوں... جہاں علیؑ کے قدم گئے پھر وہاں ایمان کے بعد کفر نہیں آیا... سندھ میں آئے ایمان ہے... ہند میں آئے ایمان ہے... ایران تک گئے ایمان ہے، عراق تک گئے ایمان ہے، شام تک گئے ایمان ہے، یمن تک گئے، مصر تک گئے ایمان ہے۔ اسپین نہیں گئے... وہاں کفر ہی کفر ہے... ایمان وہاں نہیں ہے، اگر غرناطہ جاتے تو کبھی وہاں میسائیوں کی حکومت نہیں ہوتی، ایک مسجد نہیں ہے وہاں، اسلام نام کی کچھ چیز نہیں ہے،

۳۲۳

کاش علیؑ چلے جاتے اسپین تو مسلمانوں کو وہاں سے جا کر بھاگنا نہ پڑتا... یاد رکھنا... علیؑ کے قدم تو بہت بڑی بات ہے جہاں سادات کے قدم گئے پھر وہاں سے اسلام کو کوئی نکال نہیں سکا، اسپین سادات نہیں گئے، ہوامیہ گئے تھے تو واپس ہونا پڑا۔

غرناطہ اپنی کشتیاں جلا کر لوگ واپس آ گئے، علیؑ کشتی نہیں جلاتے، علیؑ تو کشتیاں جلاتے ہیں... حدیث کسائیں اللہ نے کہا کہ نہیں چلائیں کشتیاں مگر تمہارے لئے... کوئی کہتا پھر رہا ہے کہ علیؑ نے کشتیوں میں آگ لگا دی... معاذ اللہ... یہ کیوں کشتی کو آگ لگائیں گے یہ تو خود کشتی ہیں، یہ کسی کی کشتی میں آگ نہیں لگاتے، نہ اپنی نہ کسی اور کی۔

یہ قصہ کہانیاں اپنی طرف رکھے، انہیں اہل بیتؑ کی طرف نہ لایئے جھوٹا ڈاکر ہوا بڑا... تصحیح کرنا ہمارا فریضہ ہے، ہم پر واجب ہے۔ فروغ دین میں نبی عن المنکر... منبر سے نہیں ہوگا تو کہاں سے ہوگا؟ اس لئے کہ آپس میں تو لوگ کرتے نہیں اس لئے کہ دوستی مانع آجاتی ہے، پڑوسی، تعلقات، رشتہ داری... بچوں کو لوگ سمجھاتے ڈرتے ہیں کہ کہیں بد تمیزی نہ کر بیٹھیں... تو مجھے تو یہ فریضہ ادا کرنے دیجئے تاکہ میں تصحیح کروں، تو علیؑ اگر جائیں تو قدم ملیں... اللہ نے دیکھا کہ یہ میرا محسن، یہ کیا احسان کا بدلہ ہوا کہ سب کی عبادتیں ایک ضرب میں دے دیں... واپس آئے خندق سے تو اطلاع ملی... فاطمہؑ کے یہاں فرزند کے نور کا ظہور ہوا ہے، نبیؐ نے نواسے کی ولادت کا جشن منایا،... جبرئیل آئے کہا نام رکھو حسینؑ... احسان کرنے والا۔

کیا پیغام آیا...؟ جو لوگ کہتے ہیں، اللہ احسان نہیں کرتا، احسان نہیں لیتا... وہ ذرا پڑھیں دعا میں حدیث کسائے کے بعد... میں قدیم الاحسان ہوں اس لئے میں نے اس کا نام حسینؑ رکھا، میں فاطمہؑ میں محمود ہوں یہ محمدؐ میں اعلیٰ ہوں یہ علیؑ... یعنی اپنے نام سے مشتق کیا۔ میں احسان ہوں حسینؑ بھی احسان... اب آیت سمجھ میں

(۳۲۳)

آجائے گی... ھَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ... حسینؑ کو حکم دیا اپنے ماں باپ پر احسان کرو، بالوالدین احسانا... یہ حکم سب سے پہلے حسینؑ کو پانچ سال کی عمر میں ملا... پہلے نانا کو ملا پھر بچہ کو ملا... حَسْبُنَا مَنْسَىٰ وَانْشَاءُ الْحَسْبَيْنِ... جو وہ کریں وہ یہ کریں... جو یہ کریں وہ وہ کریں... وہ ابوطالبؑ اور فاطمہؑ بنتِ اسدؑ پر احسان کریں، یہ علیؑ و فاطمہؑ پر احسان کریں، اللہ نے کہا یا علیؑ تم نے ایک ضربت ایسی لگائی کہ دین کو بچا لیا تو ہم نے تمہیں حسینؑ جیسا بیٹا دیا یادگار کے طور پر... اب کیا بچوں کو سمجھا دوں... جب کوئی پریزیڈنٹ کہیں آتا ہے تو ایک درخت لگاتا ہے... اس کے نام سے رکھ دیا جاتا ہے کہ ایوب خاں نے درخت لگایا... یہ نہرو نے درخت لگایا، امریکہ میں چلے جائے، جگہ جگہ ایسے درخت ملیں گے... واشنگٹن یہاں آیا تھا... جنگل میں کہ درخت لگا ہوا ہے اس پر لکھا ہوا ہے کہ واشنگٹن نے یہ درخت لگایا۔

پتہ چلا کہ جب کوئی یادگار بنتی ہے تو ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ یہ یادگار میرے نام سے مشہور ہو، اللہ دنیا کا سب سے بڑا احسان علیؑ پر کرنے جارہا تھا تو اس نے کہا نام ہی احسان ہوگا، حسینؑ نام رکھا اسی لئے حسینؑ سے پہلے کسی کا نام حسینؑ نہیں ہوا... اللہ کا محسن کوئی ہو تو اس کا نام حسینؑ رکھا جاتا... میں پھر عظیم جملہ دے رہا ہوں، معصومین میں علیؑ سے لے کر بارہویں امام تک حسینؑ پھر کسی کا نام نہیں رکھا گیا۔ محمدؐ چار ہوئے، علیؑ چار ہوئے، حسنؑ دو ہوئے... محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ... حسینؑ کے بعد علیؑ ابنِ الحسینؑ... پھر علیؑ، محمدؐ باقرؑ... پھر محمدؐ، جعفرؑ صادقؑ... موسیٰؑ کاظمؑ، جعفرؑ، موسیٰؑ، علیؑ رضاؑ... پھر علیؑ، مدنیؑ... پھر محمدؑ، علیؑ نقیؑ... پھر علیؑ... حسنؑ عسکریؑ... پھر حسنؑ، پھر محمدؑ... حسینؑ کہاں؟ ایک... پتہ چلا معصومینؑ میں بھی اللہ کا محسن ایک۔

اتنا بڑا احسان کوئی کرے کہ اس کا نام اللہ رکھے محسن... تو وہ تو شہید ہو گیا، اس لئے

(۳۲۵)

ایک بچا... حسینؑ... نام ہی یادگار ہے کہ سب سے بڑا اللہ پر احسان کرنے والا حسینؑ... انعام علیؑ کا بعد خندق، خیبر کی لڑائی قلعہ فتح کیا، مرحب کو قتل کر دیا، قتل کیا حارث کو، یا سر کو، قلعہ فتح کیا اسلام امیر ہو گیا، دروازہ توڑ لیا، لشکر گزر گیا دروازہ پر سے انعام پہلے رسولؐ نے دے دیا... کل علم اس کو دوں گا جو کرار ہوگا، غیر فرار ہوگا اللہ و رسولؐ اسے دوست رکھتے ہوں گے اور وہ اللہ و رسولؐ کو دوست رکھتا ہوگا... محبتوں کا اعلان ہو گیا، کراریت کا اعلان ہو گیا، غیر فراریت کا اعلان، شجاعت کا اعلان، بہادری کا اعلان، مردانگی کا اعلان... اب نہ کوئی مرد نہ کوئی رجل، نہ کوئی کرار، نہ کوئی غیر فرار... نہ کوئی اللہ کا محبت، نہ کوئی رسولؐ کا محبت... نہ اللہ کسی سے محبت کرتا ہے، نہ رسولؐ کسی سے محبت کرتا ہے بس ایک علیؑ۔ اس سے بڑا کیا انعام تھا۔ یہ پہلے حدیث اس لئے دیتے تھے کہ علیؑ اور اپنے کام کو جانیں۔

کیسا سجا یا؟ خیبر توڑنا نہیں تھا اس جنگ میں... بھی علیؑ کا کام اتنا تھا اس جنگ میں کہ مرحب کو مار دو... مار دیتے... کیسے مارا ذوالفقار سر سے چلی، دو کلڑے کیا... مرحب کو مارا، زمین تک آئی... یہ زمین تک کیوں آئی؟ سجا یا...! یہ خیبر کا وار کیوں سجا یا... اتنا سجا یا کہ سر سے چلا اور مرحب تک دار آیا... آج تک علیؑ کی ضربت زمین تک نہیں آئی تھی تلوار کے وار کو اس لئے سجا یا کہ ایک وار پر ثقلین کی عبادت نثار ہو چکی تھی، یہ دوسرا وار تھا تو اب سجا کے پیش کیا۔

دوسرا وار سجا یا، احسان سجا کے پیش کیا جاتا ہے، میرے یہ بوہری بھائی جو بہت دور دور سے گاڑیوں میں بھر کے آتے ہیں اور اتنی عقیدت سے مجلس سنتے ہیں کہ جواب نہیں، خدا انہیں سلامت رکھے۔ میں نے کہا ہے کہ روضہ حسینؑ سے لے کر اور مصر تک چلے جائیے، جو کچھ روضوں پر سونا چاندی ہے سب بوہریوں کا دیا ہوا ہے، پاکستان کے

(۳۲۶)

مہاجر تو بے چارے فقیر ہیں، وہ کہیں نہیں خرچ کر پاتے تو روغن پر کیا چڑھائیں گے، وہ پیتل کی ضربیں چڑھا چڑھا کر اپنے یہاں چاندی کی اس پر قلعی کرا کر اسے سمجھتے ہیں ہم، بہت امیر ہیں۔

چاندی اور سونے کی جس دن چڑھاؤ گے تو ہم بھی دیکھ لیں گے۔ پھر مولاً قبول کر لیں گے، بوہریوں کے نذرانوں کو مولاً قبول کرتے ہیں۔ یعنی حد یہ ہے کہ کوئی گلدستہ پاکستان کے مہاجروں کے نام کا نہیں رکھا کسی صوبے کا نہیں رکھا، ایک ہو تو ہمیں بتا دو جتنے فیروزے، یا قوت امام رضا کے روغن پر چڑھے ہیں سب بادشاہوں کے، امراء، رؤسا، دوسرے ملکوں کے ہیں۔ کیا سب مل کے ایک ہیرا نہیں خرید سکتے۔ ارے بھی چندے بیچ سے ہی غائب ہو جاتے ہیں، جب چندہ ہونے لگے گا کہ صاحب ایک ہیرا چڑھانا ہے امام رضا کے روغن پر چندہ جمع کیجئے گا تو ہیرا تو گیا ایک طرف، چندہ ہو جائے گا غائب۔ اس لئے کوئی تحریک چلا ہی نہیں سکتا تو وہ چڑھائے جو نیتیں اچھی رکھے، اس لئے صدیوں سے اب تک ایران، عراق میں ہندوستان اور پاکستان کے شیعوں کی طرف سے کوئی تحفہ چڑھا ہی نہیں۔ **هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَان** ... ہمارے خاص بندوں کے لئے کیا کر رہے ہو؟ لٹاؤ تو، پھر وہ دیتا ہے... دل ہی نہیں ہیں تو لٹائیں کیسے؟ اور کہنا یہ ہے کہ ہم کربلا میں ہوتے تو ہم جان دے دیتے... دولت دے نہیں سکتے، جان دے دیتے۔

اس لئے کہ اس سے بڑا انسٹیٹیوشن (Institution) اتنی بڑی سرکار کی کے پاس نہیں جہاں سے ہر سال علم پھیلتا ہے... پھلتا ہے، پھولتا ہے، برکتیں نازل ہوتی ہیں، ایک ضربت علی کی... اور اللہ پر احسان تھا صرف اس لئے کہ اللہ نے تقسیم کیا اس ضربت کے ثواب کو، وہی ثواب چل رہا ہے تو ہم بچے ہوئے ہیں علی کی ضربت کا ثواب قیامت

تک بٹتا رہے گا، اسی سے اگر مل گئی پناہ تو مل جائے گی، ورنہ محشر میں کوئی نہیں بچے گا۔

اب آیا خیر کا میدان... علیؑ بھی وہ بندہ کہ اللہ جسے جزائیں بڑی دیتا جائے، اور علیؑ بھی یہ سوچ کر میدان میں آئیں کہ اس سے بڑا احسان... بندہ ایسا کہ احسان کرنے پر تلا ہوا، احسان اُتارنے والا ایسا کہ علیؑ کا احسان نہ رہے وہ احسان اُتارنے پر تلا ہوا، علیؑ احسان کرنے پر تلے ہوئے... ایک ضربت، کہا یہ ضربت زمین پر نہ جائے... یہ بڑی عظیم ضربت ہے۔ اب یہ ہمارے بندے کی دوسری ضربت ہے... جبرئیلؑ تیرے معصوم پر پھیں تاکہ زمین سے مس نہ ہو... بہت بڑی چیز پڑھنے جا رہا ہوں... زمین تھرائی... ہوا زلزلہ، لوگوں نے کہا یا علیؑ... زمین کو آیا زلزلہ، علیؑ نے کہا تھم، تھم میں ہوں ابو تراب۔ زمین ہے بیٹی، علیؑ ہیں باپ... تو جبرئیلؑ نے پر بچائے، ضرب جا رہی تھی زمین تک علیؑ نے زمین کو ضربت سے بچایا... خیر سے واپس آئے تو زینبؑ جیسی بیٹی ملی۔

کیا نام رکھا... آپ کو پتہ ہے؟ سوا گھنٹہ ہو گئے مجھ کو پڑھتے ہوئے لیکن اب نام ایسا آگیا کہ فضائل نہیں پڑھ سکتا۔ ھَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ رسولؐ نے کہا اس کا نام رکھو زین اب... باپ کی زینت!! اللہ نے کہا علیؑ تم نے خیر فتح کیا، ہم نے انعام دیا... سارے قبیلے بیٹیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے لیکن بنی ہاشم ہر دور میں کہتے تھے کہ اگر بیٹی نہ ہو تو جنازہ پر روئے گا کون؟ رسولؐ کی تمنا تھی کہ میرے جنازے پر کوئی روئے... اسی لئے بیٹا نہیں دیا، جس طرح بیٹی روتی ہے بیٹا نہیں روتا باپ کے جنازے پر... اس لئے اللہ نے کہا رسولؐ یہ احسان کر رہے ہیں ایسی بیٹی دے رہے ہیں دنیا بھول جائے گی امت کے بد بخت جنازہ چھوڑ کر چلے جائیں گے، پورا مدینہ نہیں روئے گا لیکن رسولؐ کی بیٹی یہ جب تک جیئے گی جب تک روئے گی... ایک ہی تو رویا ہے رسولؐ کو جس کا نام ہے فاطمہؑ۔ تو علیؑ کی بھی تمنا تھی تو اللہ نے زینبؑ کی صورت میں

انعام دے دیا۔

احسان کرنے والا وہ، جزا دینے والا وہ... علیؑ کا گھر احسانوں، نعمتوں اور رحمتوں سے بھر گیا۔ امام صادقؑ اپنی بزم میں بیٹھے ہیں، احسانوں کا تسلسل ہے قرآن گواہ ہے، ایک آیت پڑھی من جاء بالحسنة فله عشر امثالها (سورۃ انعام آیت ۱۶۰) ”جو احسان لے کر آئے گا تو اُسے دس گنا ثواب ملے گا“ اور کہا تمہیں معلوم ہے محشر میں اللہ خود پکارے گا کہ اللہ پر جن لوگوں نے احسان کیا ہے وہ بندے آجائیں۔ تو ایک جماعت خود اُٹھے گی اور کہے گی پروردگار! ہم ہیں، تو اللہ کہے گا تم اپنا احسان جو اللہ پر ہے بیان کرو... تو وہ جماعت پکار کر کہے گی ہم تیرے نبیؐ کے نواسے حسینؑ پر رونے والے ہیں... اللہ کہے گا بے شک تم نے ہم پر احسان کیا... نمازیں احسان نہیں ہیں اللہ پر، روزے احسان نہیں ہیں، یہ تمہارے فریضہ ہیں... لیکن اگر کوئی احسان ہے اللہ پر تو حسینؑ پر آنسو... یہ احسان قیامت تک رہے گا، اللہ کہتا ہے یہ احسان مجھ پر ہے، جو حسینؑ پر رویا... ایک بار اللہ کہے گا، اے میرے محسنو! محشر کے میدان میں دیکھو، جس جس نے دنیا میں تم پر احسان کیا ہو، اس کا ہاتھ تھا موادِ جنت میں چلے جاؤ... یہ ہمارا سچا امامؑ کہہ رہا ہے اس لئے ہمیں کسی کی گواہی کی ضرورت نہیں ہے، علامہ مجلسی نے بحار میں لکھا... اب آپ خود دیکھ لیجئے امامؑ نے فرمایا... اللہ نے اعمال نہیں پوچھے... تم کیا کرتے آئے ہو...؟ اے میرے محسنو! جب تم نے احسان کیا ہے تو تم سے کیا پرسش کہ کیا کام کیا؟ تم نے گواہی میں آنسو دے دیئے... جاؤ۔ قسم کھا کر بتاؤ یہ رونے کا دستور کس نے سکھایا؟ اگر زینبؑ نہ ہوتیں تو ہمیں رونے کا شعور نہ آتا... یہ زینبؑ نے بتایا کہ بھائی کے جنازے کو روشن کیسے کرتے ہیں... تبھی تو کہا... ایک گھر چاہئے جہاں فرشِ عزرا بچھانی ہے، رونے کا طریقہ بتایا اور جب سواریاں

(۳۲۹)

چلنے لگیں تو بشیر ابن نعمان سے کہا حاکم نے کہ دو ہزار کاشکروں ہاتھوں میں تلواریں... اس قافلہ کی حفاظت کرو... زینبؓ کی عماری سید سجادؓ کا کجاوہ... مختلف عماریوں پر پیسیاں، قافلہ چلا، پردے پڑے ہوئے تھے، راستے تو وہی تھے... زینبؓ کو جانے کیا کیا یاد آ رہا ہوگا، چہلم کی مجلس ہے، آپ کا دل رو رہا ہے۔ بس مختصر مختصر دو چار جملے اور پھر امام حسینؓ کا تابوت زیارت کے لئے آئے گا۔

وہی راستہ اختیار کیا مدینہ جانے کے لئے کہ دیکھ تو لوں بھیا کی قبر بنی کہ نہیں بنی...! کتنی فکر ہے، ابھی آپ نے مرثیہ سنا مرزا دیر کا... ع

چہلم جو کربلا میں بہتر کا ہو چکا

یہ حکم تھا لشکر والوں کو کہ جب سید سجادؓ کا قافلہ رکے تو چار میل دور خیمے لگانا، کہیں ایسا نہ ہو کہ قافلہ کے کسی آدمی کے کانوں تک زینبؓ کی آواز جائے... آپ نے دیکھا زینبؓ کی فتح کیا ہے، دار الحکومت سے فاتح شام جا رہی ہے، اپنی فتح کا اعلان کرتی ہوئی کہ تم نے ہمارا پردہ چھین لیا، تم نے دیکھ لیا کہ ہم نے اپنے پردہ کو پھر منوالیا، ہم نے قرآن کو پھر منوالیا، ہم نے حسینؓ کے پیغام کو منوالیا... اللہ اللہ! کہتے ہیں قبر حسینؓ کا پہلا زائر... رسولؐ کا بوڑھا صحابی جو نابینا تھا، جابر ابن عبد اللہ انصاری، حدیث کسا کی روایت جن سے ہے... وہ ڈھونڈتے چلے میرا حسینؓ اب تک نہیں آیا، بہت محبت کرتے تھے پتہ چلا حسینؓ عراق میں شہید ہو گئے، جب پتہ چل گیا تو کہا مجھے اس کی قبر تک لے چلو... غلام نے صحرا تک پہنچایا... کہا فرات کتنی دور ہے...؟ غلام نے کہا آقا فرات تھوڑی دور ہے۔ کہا! مجھے فرات تک لے چلو، میں غسل کروں، کپڑے بدلوں... غلام فرات تک لے گیا، جابر نے غسل کیا، غسل کر کے باہر نکلے، لباس پہنا... غلام نے نعلین سامنے رکھی... ہٹا دیا۔

(۳۳۰)

کہا نعلین نہیں پہن سکتا... برہنہ پا چلوں گا... کہا آقا ریت جل رہی ہے، قبر حسین یہاں سے دور ہے، جلتی ریت پر کیسے چلیں گے؟، کہا تجھے کیا معلوم زہرا کا لہو کہاں کہاں گرا ہے؟ ننگے پیر چلے... جلتی ریت پر چلے... اے رسولؐ کے صحابی تجھ پر میرا سلام، تو کر بلا کا پہلا زائر ہے۔

جب کچھ دور قبر حسینؑ رہ گئی تو غلام سے کہا بتا دینا قبر آگئی... غلام نے کہا آقا شہزادے کی قبر آگئی، بس یہ سننا تھا کہ اپنے آپ کو قبر حسینؑ پر گر لیا، ایک بار رخسار رکھا کہا حسینؑ مجھے تمہارا بچپن یاد ہے... عجیب حسرت بھرے جملے ہیں، حسینؑ مجھے یاد ہے جب بھی میں تمہارے دروازے پر آیا اور میں نے ہمیشہ کہا... السلام علیک فرزند رسولؐ... تم نے ہمیشہ سلام کا جواب دیا اور دوڑ کر دروازہ پر آگئے جابر کی آواز سن کر، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ جابر کی آواز پر تم نے جواب نہ دیا ہو... اے حسینؑ! میں پکاروں گا جواب دو گے... حسرت تو دیکھو زائر کی... ایک بار پکارا اے میرے نبیؐ کے نواسے حسینؑ غلام آیا ہے... جواب نہ ملا تو خود ہی حسرت سے آسمان کو دیکھ کر کہا... ارے میرا حسینؑ بولے تو کیسے بولے؟ جسم پر سر کہاں، سر تو کٹ گیا، ارے میں نے سنا سر تو نیزے پر دربار یزید میں گیا، یہاں تو جسم ہے... بس اتنا کہا تھا کہ آواز آئی... جابر نہ نبؑ آرہی ہے... ہٹ جاؤ... بہن آرہی ہے، قبر کے پاس سے ہٹ جاؤ، دکھیا بہن آرہی ہے... غلام نے کہا! کوئی قافلہ آتا ہے، جابر نے کہا ہاں بھائی نے خبر دے دی بہن آرہی ہے... جابر قبر سے دور ہٹ گئے... ایک درخت کی آڑ میں ہو گئے... لیکن جابر نے سنا کہ جب ناتقے دوڑتے ہوئے آئے تو کسی بی بی نے اپنے آپ کو ناتقے سے قبر حسینؑ پر گرا دیا...! قبر پر ایک بی بی گری... اور بس اتنا کہا... بھیا سیکوہ کو میرے حوالے کیا تھا، لیکن کیا کروں خواب میں آ کر تم سیکوہ کو خود لے گئے، بھیا بابؑ خالی گود آئی ہے۔ بھیا!

(۳۳۱)

سکینہؓ ساتھ نہیں آئی ہے... اور پھر تین دن بہن بھائی کی قبر سے لپٹی رہی... علی اکبرؓ کی قبر سے ام لیلیٰ لپٹ گئیں... عباسؓ کی قبر سے ام کلثومؓ لپٹ گئیں... مگر ایک ماں ححرا میں جہاں مٹی کا ڈھیر دیکھتی اس پر گرتی تو کہتی کیا میرے اصغرؓ کی قبر یہ ہے؟ کہتی اے اصغرؓ تم کہاں ہو؟ ایک بار قبر حسینؓ سے آواز آئی... ربابؓ اصغرؓ میرے سینے پر سو رہا ہے، قیامت تک اصغرؓ میرے سینے پر سوں گے۔

آج الوداعی مجلس ہے، میں نے آنسوؤں کی دھاریں دیکھیں، اللہ تمہاری اس رقت کو برقرار رکھے، ان آنسوؤں کی برکت سے تمہارے گھر آباد رہیں، تمہارے بچے تمہارے سائے میں پروان چڑھیں... اللہ تمہارے رزق میں اضافہ کرے... جب مولّا کے دربار میں کچھ مانگو تو تمہاری دعا رد نہ ہو... تم بہت لاڈلے ہو فاطمہ زہراؓ کے... حسینؓ کے عزاداروں کی قدر فاطمہ زہراؓ سے پوچھو! دنیا کا کوئی انسان وہ قدر نہیں کر سکتا جو حسینؓ کے ماتم داروں کی قدر جناب فاطمہ زہراؓ کرتی ہیں۔

تین دن کے بعد سواریاں تیار ہوئیں، قافلہ چلا... کیسے بھائی کی قبر کو نہ نبؓ نے چھوڑا؟ کون بیان کر سکتا ہے کہ ححرا میں تنہا قبر چھوڑ کر بیاباں کیسے گئیں، لیکن کہتے ہیں کہ جب یہ قافلہ مدینہ سے قریب ہوا تو بیسیوں نے عماری کے پردے الٹ دیئے... نانانا کا مدینہ نظر آیا، سب سے پہلے ام کلثومؓ نے آواز دی! اے نانانا کے شہر ہمارے آنے کو قبول نہ کر، جب ہم گئے تھے تو گودیاں بھری ہوئی تھیں، مانگیں آباد تھیں، اب آئے ہیں تو گودیاں خالی ہیں، اور سہاگ بھی اُجڑ گئے، ام کلثومؓ نے آواز دی نانانا کے روضے کو دیکھ کر... بیرون مدینہ سواریاں رک گئیں، شہر میں ایک دم سے نہیں گئے سید سجاد... کیوں؟ ۲۸ رجب کو گئے تھے تو کتنا بڑا قافلہ تھا... جوان تھے اکبرؓ جیسے، قاسمؓ جیسے... ایک دم سے لٹا ہوا کارواں جائے گا بنی ہاشم کے سینے پھٹ جائیں گے، ایک دم

۳۳۲

سے کیسے برداشت کریں گے؟ اس کارواں کی شان یہ دیکھی تھی اور اب جب یہ شان دیکھیں گے تو کیا ہوگا؟ زینبؓ نے کہا کہ سید سجادؑ خیمے میں لگا دو... مدینہ سے باہر قاتیں لگ گئیں اور بشیر کو بلا کر سید سجادؑ نے کہا یہ کالی چادر میری لے لے گئے میں ڈال اور یہ عباسؑ کا علم ہے اور جا کر صدر مقام پر اعلان کر دے... اُسے مدینہ والو یہ شہر رہنے کے قابل نہیں رہا، اس کا سردار حسینؑ مارا گیا... بشیر گیا اور ایک مقام پر اس نے چلانا شروع کیا... وہی باجا جو جنگوں میں بجاتا تھا بشیر وہ بجاتا جاتا تا کہ آوازیں مدینہ میں پہنچ جائیں، یہ عرب کا طریقہ تھا... وہ حسینی باجا، یہی باجا اب تک جلوسوں میں ہوتا ہے، اور اس کی آواز میں کہتا ہے حسینؑ قتل ہو گئے... مدینہ اُڑ گیا۔

کہتے ہیں یہ آواز مدینہ کے ہر گھر تک پہنچ گئی، ہر گھر کا منظر بدلتا گیا، لوگ اپنے گھروں کے دروازے کھولنے گئے، عورتیں، مرد، بچے... بچیاں سب گھروں سے نکل پڑے، قیامت کا منظر تھا... مجمع سے ہر سڑک بھر گئی، کہتے ہیں سب سے پہلے جناب عقیلؑ جو ابو طالبؑ کے بڑے بیٹے، علیؑ کے بڑے بھائی ان کی چھ بیٹیاں تھیں، رملہ بنت عقیلؑ، سلمہ بنت عقیلؑ، اُمّ لقمان بنت عقیلؑ، اُمّ ہانی بنت عقیلؑ، زینب بنت عقیلؑ، اُمّ کلثوم بنت عقیلؑ... چھ برابر کی بیٹیاں، بلند قامت کی... ہاشمی بیٹیاں... کالی چادریں اوڑھ کر اپنے گھر سے سینہ پٹی ہوئیں، ان کا نوحہ یہ تھا... یا رسول اللہ ہم آرہے ہیں آپ کی قبر پر یہ بتانے کے لئے کہ آپ کا بیٹا مارا گیا، آپ کا گھر آج اُڑا ہے، آپ کی بیٹی فاطمہؑ کا گھر اُڑ گیا۔ سڑک پر نوحہ پڑھتی ہوئی عقیلؑ کی بیٹیاں جو نکلیں... عورتوں کا کیا عالم ہوا ہوگا؟ سیدانیوں نے سڑک پر نوحہ پڑھا، سینہ پیٹا... ایک گھر اور مقتل نگار بتاتا ہے کہ محمد حنفیہؑ جو بیمار تھے، شور جو ہوا تو آنکھیں کھلیں، غلام سے کہا کیا ہوا؟ غلام نے کہا میں نے چاہا کہ خبر نہ دوں دل کو دھچکا نہ لگ جائے تو کہا آپ کے بھائی کا

(۴۳۳)

کارواں آیا ہے... تو اٹھ کر بیٹھ گئے حالانکہ بہت علیل تھے، کہا میرا بھائی حسین آیا ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرا بھائی مدینہ میں آئے اور اپنے بیمار بھائی کو دیکھنے نہ آئے... مجھے لے کر چلو، میں دیکھوں کہ میرا بھائی اب تک کیوں نہ آیا؟

بازو پکڑ کر لے چلو... غلام کہتے ہیں ہم نے آقا کے بازو پکڑے، سڑک پر لائے، جیسے ہی سامنے شاہراہ پر لائے دور سے کالے جھنڈے نظر آئے... کہا ہائے ہو اُمیہ نے میرے بھائی کو مار ڈالا، یہ کالے پرچم بتا رہے ہیں میرا بھائی مار ڈالا گیا، کہا اب جہاں میرا بھتیجا آیا ہو وہاں لے چلو، کہاں ہیں علی ابن الحسین...؟ غلام کہتے ہیں وہاں لائے جہاں خیمہ کے سامنے کرسی پر سید سجاد بیٹھے تھے، چچا بھتیجے کا سامنا ہوا... بھتیجا اٹھا... چچا نے دوڑ کر بھتیجے کو گلے سے لگایا... تو بھتیجا روکے چلایا چچا ذرا آہستہ لپٹائیے... ہڈیاں گل گئیں... گلے میں طوق تھا چچا۔ چچا نے بھتیجے کی ہڈیاں دیکھیں، طوق کا زخم دیکھا، ایک بہادر چچا پر کیا گزری... گھبرا کر پوچھا اے سید سجاد میری شہزادی زینب کہاں ہے؟

کہا پھوپھی اماں خیمہ میں ہیں... بھائی خیمہ میں پکارتا ہوا گیا... کہاں ہے میری بڑی بہن، کہاں ہے میری شہزادی... بیبیاں سب بیٹھی تھیں ایک ایک کو دیکھا مگر بار بار پوچھا... کہاں ہے میری بہن زینب؟ ایک بار سامنے سے زینب اٹھیں اور کہا ہائے یہ دن آگیا زینب پر کہ اب بھائی بہن کو نہیں پہچان رہا، تو بے اختیار کہا ارے! تم ہو... تم زینب ہو! کہا کیا پوچھتے ہو محمد حنفیہ جس کے گھر سے بہتر جوانوں کے لاشے ایک دن میں نکلے اب اس کو کیسے پہچانو گے؟ لاشے اٹھا کر زینب آرہی ہے۔

عماریاں آئیں، زینب نے کہا اب ہم نانا کے روضہ پر جائیں گے... ایک گھر کا حال ابھی نہیں سنایا... دس سال کی بچی اٹھی کہانانی کچھ خبر ہے...؟ میرے پردیسوں کی خبر آئی ہے، نانی نے کہا بیٹا صغرا تم چل نہ پاؤ گی، اس سے پہلے دادی آگے بڑھ گئی کہا صغرا پہلے

(۳۳۳)

دادی چلی، پانچ سال کے پوتے کی اُنکلی پکڑی... کہا بیٹا مجھے وہاں پہنچا دے جہاں قاصد آیا ہے، عباس کی ماں آگئیں تو قاصد کہہ رہا تھا حسین مارے گئے جب سنا حسین مارے گئے... بولیں کیا کہتا ہے؟ کیسے ہو سکتا ہے میرا حسین مارا جائے...؟ زہرا کا لعل مارا جائے... ارے جہاں عباس ہو، وہاں حسین کیسے قتل ہو سکتا ہے؟ تو پھر بتا دے کیا عباس حسین کو چھوڑ کر چلا گیا، بشر رونے لگا... کہا بی بی بتاؤ تم کون ہو؟ کہا ارے! عباس کی ماں، مگر ابھی نہیں پہلے یہ بتا عباس کہاں تھا...؟ بشر نے کہا تمہارے بیٹے نے پہلے ہاتھ کٹائے... حسین پر قربان ہوا پھر حسین مارا گیا... کہا بس عباس میں نے خبر سن لی، اب چادر کو منہ جال کر پوتے سے کہا... زہرا کی قبر پر پہنچاؤ... میری شہزادی کی قبر پر کینز کو پہنچاؤ... جا کر زہرا کی قبر پر خود کو گر لایا... کہا شہزادی کینز آئی ہے اور پکار کر کہا بی بی عباس مارا گیا... میں حسین کا پرسہ دینے آئی ہوں، زہرا بی بی ام البنین سے خوش ہونا...! میرے چاروں بیٹے حسین پر سے قربان ہو گئے... اس کے بعد زہرا کی قبر پر پرسہ دیتی رہیں، وہ دن اور آج کا دن زہرا کی قبر سامنے ہے اور دروازے پر ام البنین کی قبر ہے... آج بھی زہرا کی دربان عباس کی ماں بنی ہوئی ہیں... کیا مرتبہ ہے عباس کی ماں کا...؟ صغرا نے کہا نانی ہم بھی چلیں گے... صغرا اور ام سلمہ پہنچیں... روضہ بھر چکا تھا... چاروں طرف عورتوں کا مجمع تھا، سب شہزادی کی زیارت کے لئے آئے تھے، راوی کہتا ہے جب عمارتی زینب آئی اور روضہ رسول کے دروازہ پر رُک کر تو زینب کا ناقہ ابھی بٹھایا نہیں گیا تھا کہ جناب زینب نے اپنے آپ کو ناقہ سے گرا دیا... اس کے بعد اٹھ کر دونوں دیواروں کے سہارے آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیا... ارے! اگر بلاوشام کی تھکی ہوئی شہزادی... تازیانے کھائے ہیں، کیا کیا اذیتیں اٹھائی ہیں، سانسے قبر نبی تھی... قبر نبی پر پہنچیں اور ایک بار صریح کو پکڑ کر آواز دی تو اسی آئی ہے نانا اور سنانی لائی ہے...

(۳۳۵)

نواسہ مارا گیا، آپ کا گھر کربلا میں تاراج ہو گیا، رسول اللہ پورا گھر لوٹا گیا... اور اس کے بعد آواز دی کہ پردیس سے کیا لے کر آتی، ہاں تحفہ لائی ہوں، یہ کہہ کر حسینؑ کا خوں بھرا کرتا... قبر نبیؐ پر ڈال دیا، کہتے ہیں ضربِ رسولؐ تھرا گئی... ماتم کا وہ غل تھا، فریاد کا وہ غل تھا کہ آواز سنائی نہ دیتی تھی... مجمع کو ہٹا کر حسینؑ کی بیمار بیٹی آگے آئی، پھوپھی سے لپٹ گئی، کہا پھوپھی اماں بھیا علی اکبر آئے ہیں؟ کہا مارے گئے، بھیا قاسم آئے؟ کہا مارے گئے، چچا عباس آئے کہا صغریٰ مارے گئے... ایک ایک کو پوچھا، زینبؑ کہتی گئی مارے گئے، اب صغریٰ نے نام نہیں لیا... جھک جھک کر کبھی لیٹی کی گود دیکھی، کبھی ربابؑ کی گود دیکھی... کہا زینبؑ نے کیا دیکھ رہی ہو، کہا میرا بھائی علی اصغر کہاں ہے، میرے جھوٹے والا کہاں ہے، علی اصغر...!



عشرہ مجالس

حضرت علیؑ میدان جنگ میں

خطیب

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

۱۹۹۸ء

امام بارگاہ جامعہ سبطین گلشن اقبال، کراچی